سکھی جیون

1983

لیکھک

پنڈت ست پال بھاردواج عارف بی اے آنرز ایل ایل بی جالندھر

پرکاشک

بھاردواج دھرم ارتھ ٹرسٹ ملاپ چوک جالندھر شہر

PERSONALITY
DEVELOPMENT
Swami Vivekananda
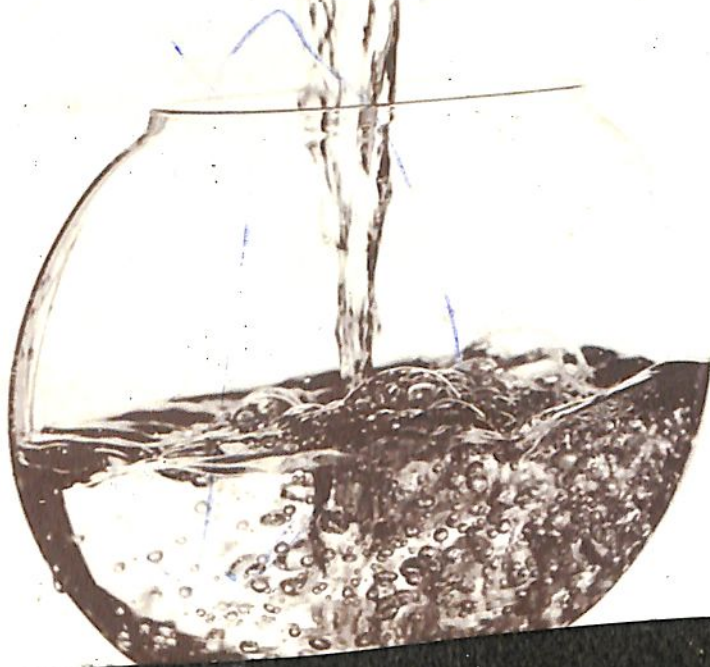
Sukhi Jeevan

ست پال بھاردواج عارف بی اے آنرز ایل ایل بی

جالندھر شہر

پرکاشک

بھاردواج دھرم ادتھ ٹرسٹ جالندھر شہر

(پانچواں ایڈیشن)

سمرپن

بیسویں صدی کے سب سے بڑے انسان، اہنسا کے پجاری سچائی کے اُپاسک، امن کے دیوتا، غریبوں کے دوست اور وشو پریم کے پرچارک، راشٹر پتا مہاتما گاندھی کی سمرتی میں، جن کی پریرنا سے "سکھی جیون" ہندوستانی بھاشا میں پرکاشت کی جا رہی ہے۔ یہ پستک اُن سب سجنوں کی سیوا میں بھینٹ کی جا رہی ہے جو مہاتما جی کے نیموں پر چلتے ہوئے اپنا جیون سُکھ پورک بتانا چاہتے ہیں۔

سب کا اپنا آپ

ستپال بھاردواج عارف

ٹرسٹ کی طرف سے

سکھی جیون کا چوتھا ایڈیشن جنتا جناردن کو بھینٹ کرتے ہوئے ٹرسٹ کو خوشی ہو رہی ہے۔ چونکہ اس پستک کا پاٹھ کرنے سے ہزاروں لوگوں کا جیون سچ مچ سکھی ہو چکا ہے۔ جیسے کہ ان پتروں سے ثابت ہوتا ہے جو پاٹھکوں کی طرف سے ٹرسٹ کو آ رہے ہیں۔ کئی سجن لکھتے ہیں کہ "سکھی جیون" کو پڑھ کر ان کا جیون بدل چکا ہے۔ کئی سجن لکھتے ہیں کہ اس کو پڑھ کر ان کے بچوں کا آچار سدھر گیا ہے۔ اور کئی سجن تو لکھتے ہیں کہ اگر سارے سمندر کے پانی کی سیاہی بنائی جائے اور سارے برکشوں کی قلمیں بنائی جائیں تو بھی اس پستک کی تعریف نہیں لکھی جا سکتی۔

ویسے تو ٹرسٹ کی طرف سے لگ بھگ بیس کتابیں چھپ چکی ہیں۔ پھر بھی "سکھی جیون" اپنی مثال آپ ہی ہے۔ چونکہ اس کی بھاشا بہت سرل ہے اور ہر ایک سوال کا جواب بڑی سوجھ بوجھ کے ساتھ تھوڑے شبدوں میں دیا گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر پرانی کے دل میں سکھ پانے کی ترنگ پائی جاتی ہے۔ اور سکھ پانے کا سادھن اس کو جہاں بھی نظر آتا ہے وہ اس کا پورا لابھ

اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ٹرسٹ نے اِس انمول پُستک، کا کوئی مول نہیں رکھا۔ جو سجن بھی دان کے طور پر پانچ روپے کا منی آرڈر بھیج دیں۔ اُن کی سیوا میں یہ پُستک، سکھی جیون مُفت بھیج دی جاتی ہے۔

ٹرسٹ کی طرف سے جو اور پُستکیں چھپوائی گئی ہیں اُن میں سے کئی تو دوسرے اور تیسرے ایڈیشن چھپوانے کے باوجود بھی اِس وقت سٹاک میں نہیں ہیں۔ جو پُستکیں اِس وقت مِل سکتی ہیں اُن کی سوچی نیچے دی جا رہی ہے۔ اِن کا بھی مول کوئی نہیں۔ جو سجن منگوانا چاہیں اُن کو صرف ایک نیا پیسہ فی پُستک کے حساب سے منی آرڈر بھجوانا کافی ہے۔ صرف موت کے بعد کیلئے پانچ روپیہ دان لیا جاتا ہے۔

ہندی

سکھی جیون
بھگت کی بھاونا
گیان امرت
غزل امرت
روحانی پُشپ مالا۔

اردو

سکھی جیون
سنت جیون
مہاپُرش
بھگت کی بھاونا

گیان امرت
غزل امرت
رامائن امرت
ترجمہ بھگوت گیتا
گیتا امرت
قدرتی جیون
مکتی درشن
سنت بانی
لوک پرلوک
موت کے بعد
بھارت کی ناری

ایک پستک "Health and Happiness"
انگریزی میں بھی چھپوائی جا چکی ہے۔ جس کا لکش ٹرسٹ کے لئے
کچھ دھن اکٹھا کرنا ہے۔ یہ پستک صرف اُن سجنوں کو دی جاتی
ہے جو ٹرسٹ کو دس روپے دان دے سکیں۔
پرماتما سب کو سدا سکھی رکھیں۔

آنریری سیکرٹری

1-1-83

بھارد واج دھرم ارتھ ٹرسٹ

نویدن

(پہلے ایڈیشن سے)

"عارف" کو کالج کے زمانے میں ہی شوق تھا کہ کالج میگزین کے
لئے کچھ آرٹیکل یا کویتائیں لکھتا رہے۔ پر کاروبار میں پڑنے کے بعد اس
کا دھیان اس طرف بالکل نہ رہا۔ پھر راشٹرپتا مہاتما گاندھی کے لیکھ
پڑھ کر کہ بھارت کی بھاشا ہندوستانی ہونی چاہیئے۔ عارف کے دل
میں شوق پیدا ہو گیا کہ شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ ہندوستانی بھاشا
میں کیا جائے۔ جس کو ہندی اور اردو پڑھنے والے سب سجن بڑی
آسانی سے سمجھ سکیں۔ چنانچہ یہ انوواد 1947 میں پرکاشت کر کے
جنتا میں مفت بانٹا گیا۔ جس کو پاٹھکوں نے بہت پسند کیا۔ پھر
دو تین سال کے لئے ایک سپتاہک پتر "رام راج" بھی جاری کیا گیا۔
جس کی بھاشا ہندوستانی تھی اور جو ہندی اور اردو میں ایک
ساتھ چھپتا تھا۔ اُس کے بعد دیولوگ سے عارف نے 1965 تک کوئی
پستک نہیں لکھی۔ مگر 1965 میں بھگوان کی پریرنا سے اُس نے
"ندھانی گلدستہ" تیار کیا۔ جس میں کچھ گیت اور کویتاؤں کے علاوہ کچھ
دھارمک غزلیں بھی ہیں۔ اُس کے ساتھ ہی عارف نے ایک ٹرسٹ بھی
بنا دیا۔ جس کا نام "بھارد واج دھرم ارتھ ٹرسٹ" ہے۔ اور جس کا

ایک لکشں یہ ہے کہ دھرم پرچار کے لئے پستکیں چھپوا کر مفت بانٹی جایئں۔ چنانچہ بھاردواج دھرم ارتھ ٹرسٹ ہر سال کوئی نہ کوئی پستک چھپوا کر جنتا جناردن کی سیوا میں بھینٹ کر رہا ہے۔ اور ٹرسٹی صاحبان نے عارف کو بتایا ہے کہ پاٹھکوں نے اُن کو اتنا پسند کیا ہے کہ ہر ایک پستک کا دُوسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے۔ اور کوئی ایک کا تیسرا بھی۔

لگ بھگ دو برس سے عارف کے دل میں ترنگ اٹھ رہی تھی کہ وہ کوئی ایسی پستک تیار کرے جس میں سُکھی جیون بتانے کے کچھ سادھن دیئے جایئں۔ آج کل بھارت واسی اپنی پُرانی سبھیتا کو چھوڑ کر پشچمی دلیشوں کی سبھیتا پہ لٹو ہو کر اُس کی اندھا دھند نقل کر رہے ہیں۔ جس کا پریئنام ہمارے سامنے ہے۔ اِس وقت سارے دیش میں بے چینی، غنڈہ گردی اور غریبی کا چکر چل رہا ہے۔ اور کسی شخص کے من میں شانتی نہیں۔ بھارت واسیوں کا دھیان پھر سے اُن کی پراچین سبھیتا کی طرف دلانے کی نیت سے عارف نے اب دو برس کی محنت کے بعد یہ پستک "روحانی بات چیت عرف سُکھی جیون" تیار کی ہے۔ جس میں سُکھی جیون بتانے کے لئے کچھ آسان سادھن دیئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی شریمد بھگوت گیتا۔ رام چرت مانس اور دُوسرے گرنتھوں کے پرمان بھی دیئے گئے ہیں۔ عارف نے کوشش کی ہے کہ اِس پستک کی بھاشا اِتنی آسان ہو جس کو ہندی یا اردو کسی بھی لپی میں چھپوانے میں کوئی دقت نہ ہو۔ اور جس کو ہم صحیح شبدوں میں ہندستانی بھاشا کہہ سکیں۔ آشا ہے پاٹھک گن اِس کو پڑھ کر اور اس میں بتلائے ہوئے نیموں کا پالن کر کے اپنے جیون میں

سکھ کی جھلک پانے میں مزید سہل ہوں گے۔

سنت پال بھاردواج عارف
سنٹرل ٹاؤن جالندھر شہر
یکم جنوری 1975-

وشے سُوچی

پرارتھنا

سر جھکا کر پریم سے اور ہاتھ دونوں جوڑ کر
آج ہم سب گائیں مہما آپ کی پرمیشور
نیچے اوپر دائیں بائیں جس طرف جائے نظر
آپ کا جلوہ ہی ہم کو ہر طرف آئے نظر
کام سب دنیا کے بھگون کر رہے ہیں آپ ہی
دیوتا بھی سر جھکائیں آپ کے آگے سبھی
لوگ مایا آپ کی بے انت ہے جگدیشور
آپ سے کرتے ہیں ہم سب یہ دعا آٹھوں پہر
پاپ کا ہرگز نظر آئے نہ دنیا میں نشاں
اور ہوں تیار ہم سب دھرم پر دینے کو جاں

کام ہاتھوں سے کریں اور دل میں دھیائیں آپکو
آپ کی ہی شکل ہر دم سامنے آنکھوں کے ہو
جھوٹ ہم ہرگز نہ بولیں ستیہ وادی ہوں سبھی
اور جیون بھر کسی کو بھی نہ ہم دکھ دیں کبھی
سب کے دل سے دور خود غرضی پربھو جی کیجئے
سب کی سیوا کر سکیں ہم کو شکتی دیجئے
جو مصیبت آئے اُس کا سامنا ڈٹ کر کریں
اور گھبرا کے نہ بیٹھیں آہیں ہم بھرتے رہیں
سب کے من کو پریم کے جل سے پوتر کیجئے
اور سب کو دان بھگتی کا پربھو جی دیجئے
پیار آپس میں کریں سب ہمیں ہر دم سُکھی
کوئی بھی ننگی نہ ہو اور کوئی بھی مت ہو دکھی
سب کے جیون میں ہمیشہ ہو صبر اور شانتی
اور ہرگز ہو نہ خواہش ہم کو جھوٹے مان کی
دور کر کے پاپ سب بدھی کو نرمل کیجئے
اور ہم کو آتما کا گیان بھگون دیجئے
یوگ سادھن کی تڑپ ہم سب کو جیون بھر رہے
اور سب کے دل میں ہی آنند کا چشمہ بہے
نام کا امرت ہمیشہ ہم سبھی کو دیجئے
ہے یہ بھارت کی دعا پروان بھگون کیجئے

جھومکا

سیٹھ رام پرشاد امرت سر کے ایک مشہور رئیس ہو گذرے ہیں
رام تیرتھ روڈ پر اُن کا ایک عالیشان بنگلہ تھا۔ جس کے نیچے لگ
بھگ چار ایکڑ زمین ہو گی۔ اُن کا کاروبار لاکھوں روپوں کا تھا
اور بھگوان کی کرپا سے انہیں ہر طرح کا سُکھ حاصل تھا۔ گھر میں
کئی نوکر چاکر تھے۔ اور گھوڑا گاڑی کے علاوہ ایک موٹر کار بھی
اُن کے پاس موجود تھی۔ اُن کی بیوی کا نام مایا تھا۔ مایا خوبصورت
تو تھی ہی پر اُس کا دل اُس کے جسم سے کہیں زیادہ خوبصورت
تھا۔ وہ بہت دھارمک وچاروں کی مالک تھی اور سیٹھ رام پرشاد
کی سیوا دل و جان سے کرتی تھی۔ اتنے نوکر چاکر ہوتے ہوئے بھی
وہ سیٹھ صاحب کا سب کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھی۔ اُن کے
لئے آپ کھانا تیار کرتی اور آپ ہی پروس کر دیتی۔ جب سیٹھ
جی کے آنے کا وقت ہوتا وہ ہمیشہ گھر پر موجود رہتی اور کھلے
ماتھے اُن کا سواگت کرتی۔ یہی وجہ تھی کہ سیٹھ رام پرشاد
بھی مایا کی بہت قدر کرتے تھے۔ اور جہاں تک ہو سکے اُس کو
خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس طرح اُن کا گھر سورگ نظر
آتا تھا۔ اور وہاں جھگڑا فساد نام کو نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ
مایا اتھتی ستکار میں کسی سے کم نہ تھی۔ جو مہمان کبھی اُن کے گھر

آتا اُس کی اچھی طرح خاطر کی جاتی - اور اُس کے آرام کا ہر طرح خیال رکھا جاتا - اگر کوئی غریب رشتہ دار یا دوست وہاں آتا تو اُس کی خاص سیوا کی جاتی - مایا سوچتی تھی کہ امیر لوگوں کو تو اپنے گھر پر بھی سب کچھ مل جاتا ہے - اُن کی سیوا میں کوئی کمی رہ جائے تو کوئی ہرج نہیں پر غریب آدمی کا خاص خیال رکھنا چاہئے - تاکہ وہ خوش ہو کر واپس جائے -

سیٹھ رام پرشاد کی عمر کوئی 35 سال ہو گی - اور مایا ابھی 30 سال کی ہو گی - لوگ سمجھتے تھے کہ سیٹھ رام پرشاد اور مایا بہت خوش قسمت ہیں جن کو جیون کے سب سُکھ حاصل ہیں - اور پھر بھی اُن کے دل میں دوسرے لوگوں کی سیوا کا بھاو کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے - اُن جیسی آدرش جوڑی شائد ہی کہیں اور مل سکے - پر سیٹھ رام پرشاد اور مایا کے دل کو ایک دُکھ گھُن کی طرح کھا رہا تھا - اُن کے کوئی اولاد نہیں تھی - سچ ہے - "نانک دُکھیا سب سنسار -"

سیٹھ رام پرشاد اگر امیر تھے تو پڑھے لکھے بھی تھے - اُن کو دھارمک کتابیں پڑھنے کا خاص شوق تھا اور شریمد بھگوت گیتا تو ہمیشہ اُن کی میز پر موجود رہتی تھی - وہ بھگوت گیتا اور رامائن کا سوادھیائے ہر روز کرتے تھے - اور ست سنگ وغیرہ میں بھی شوق سے حصہ لیتے تھے - اُنہوں نے مایا کو کئی بار سمجھایا کہ بھگوان نے اُن کو سب کچھ دیا ہوا ہے - اگر اولاد قسمت میں نہیں تو نہ سہی - شائد اِس میں بھی کوئی بھلائی ہی ہو - کلجگ میں اولاد سُکھ بھی کیا دیتی ہے - بچوں کی نظر تو ماں باپ کے دھن

دولت پہ ہی ہوتی ہے - اس لئے کسی غریب کی مدد کی جائے تو شائد وہ زیادہ لگن سے سیوا کرے - اگر شوق پورا کرنا ہی ہے تو کسی غریب کا بچہ گھر لے آؤ اور اس کو اپنی گود میں لے لو - اس طرح تم اس کو ماں کا پیار بھی دے سکو گی اور اس غریب کا جیون بھی بن جائے گا - پر نتو مایا کو یہ طریقہ منظور نہ تھا - وہ کہتی تھی کہ عورت جو پیار اپنے پیٹ کے بچے کو دے سکتی ہے وہ کسی دوسرے بچے کو نہیں دے سکتی - صرف دکھاوے کے لئے کسی بچے کو گود لینے کی کیا ضرورت ہے -

سیٹھ رام پرشاد اور مایا اولاد پانے کے لئے ڈاکٹر اور ویدوں سے کافی مشورہ کر چکے تھے - پر کوئی لابھ نہ ہوا - اب مایا سادھو مہاتماؤں کے آشیرواد پہ آس لگائے بیٹھی تھی - جہاں بھی کسی مہاپرش کا پتہ چلتا وہ اس کے درشن کرنے چلی جاتی اور اس کا آشیرواد پانے کی پوری کوشش کرتی -

مہاتما ستیہ بابا امرتسر میں

امرتسر کو پنجاب کے اتہاس میں ایک خاص درجہ حاصل ہے - گورو ارجن دیو جی نے یہاں پہ ہی ایک عالیشان مندر تیار کروایا تھا - جس کو "ہر مندر" کا نام دیا جاتا ہے ؛ اور جس کو آج کل "گولڈن ٹمپل" بھی کہا جاتا ہے - یہ مندر سکھوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہندوؤں کے لئے بھی خاص مہتو رکھتا ہے - اور لوگ لاکھوں کی

گنتی میں ہر روز اس کے درشن کا لابھ اُٹھاتے ہیں۔ اسی طرح امرتسر میں لکشمی نارائن کا ایک اور بہت مشہور مندر ہے جس کو "درگیانہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس مندر میں ہندوؤں کے سب تہوار بہت شان وشوکت اور شردھا کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔

آج جنم اشٹمی کا دن تھا۔ یعنی بھگوان شری کرشن کا جنم دن۔ یہ تہوار بھادروں ماس کے کرشن پکش کی اشٹمی کو ہر سال بہت دھوم دھام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اور سب ہندو بڑے شوق سے اس میں حصّہ لیتے ہیں۔ سب مندروں کو خوب اچھی طرح سجایا جاتا ہے۔ طرح طرح کی جھانکیاں تیار کی جاتی ہیں۔ اور خوبصورت جھولے بنائے جاتے ہیں۔ جن میں بھگوان کرشن کی مورتی کو بٹھا کر جھلایا جاتا ہے۔ چونکہ بھگوان کرشن کا جنم رات کے بارہ بجے ہوا تھا۔ جنم اشٹمی والے دن لوگ سارا دن برت رکھتے ہیں۔ اور رات کے بارہ بجے بھگوان کا جنم ہونے کے بعد پرشاد لے کر ہی برت کھولتے ہیں۔ اس لئے درگیانہ میں آج خاص چہل پہل تھی۔ اور لوگ ہزاروں کی گنتی میں بھگوان کرشن کو شردھانجلی پیش کرنے کے لئے وہاں اکٹھے ہو رہے تھے۔ جن میں اچھے کوٹی کے سنت اور مہاپرش بھی شامل تھے۔ اس سال مہاتما ستیہ بابا بھی کافی دیر تپسیا کرنے کے بعد درگیانہ مندر میں پدھارے تھے۔ ان کے چہرے پر اس قدر نور تھا کہ ۹۰ سال کی عمر ہوتے ہوئے بھی وہ پچاس سال کے معلوم ہوتے تھے۔ ان کی نسبت یہ مشہور تھا کہ وہ کسی کو جو آشیرواد

دیتے ہیں وہ ضرور پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان کے درگیانہ میں آنے کی خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

جب مایا کو پتہ لگا کہ مہاتما ستیہ بابا اتنی گھور تپسیا کرنے کے بعد آج درگیانہ میں پدھارے ہیں۔ وہ اسی وقت اُن کے درشن کرنے کو چل پڑی۔ درگیانہ پہنچ کر اس نے اپنا سر مہاتما ستیہ بابا کے چرنوں پہ رکھتے ہوئے کہا "مہاتما جی! کیا آپ اس ابھاگن کو آشیرواد دینے کی کرپا کریں گے؟" مہاتما ستیہ بابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" دیوی فکر مت کرو۔ پرماتما کی کرپا سے ایک سال کے اندر اندر تمہاری گود میں ایک چاند سا بالک ہوگا"۔ مہاتما ستیہ بابا کے یہ شبد کانوں میں پڑتے ہی مایا کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ اور اس نے چرنوں پہ دوبارہ سر رکھ کر کہا "مہاتما جی آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ میں آپ سے بالک پانے کی آشیرواد لینے آئی ہوں۔ آپ سروگیہ اور سروانتریامی ہیں۔ ہمارے گھر کو اپنے چرن کملوں سے پوتر کرنے کی کرپا کیجئے۔" مہاتما ستیہ بابا نے کہا۔ "دیوی ہر شخص کے جیون کا حال اس کے ماتھے پہ لکھا ہوتا ہے۔ ہمیں تمہاری نسبت سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ آج بھگوان کرشن کا جنم دن ہے اور تمہارے اپنے پہلے سنسکاروں کی وجہ سے تمہاری پرارتھنا بھگوان نے سویکار کر لی ہے۔ اگلے سال کی جنم اشٹمی تک تمہاری گود میں ضرور ایک سندر بالک ہوگا۔ اس کو دیکھنے ہم اگلے سال پھر یہاں آئیں گے۔ اور تمہارے مکان پہ جاکر اس کا نام کرن سنسکار اپنے ہاتھوں سے کروائیں گے۔ اس سال

تمہارے گھر پر آنے کے لئے ہمارے پاس سمے نہیں۔"
وقت گزرتے دیر نہیں لگتی۔ ابھی دس مہینے ہی ہوئے تھے کہ مایا کی گود میں ایک بہت ہی سُندر بالک کھیلنے لگا۔ سیٹھ رام پرشاد بھی بہت خوش تھے۔ پر مایا کی خوشی کی تو کوئی حد ہی نہ تھی۔ اس نے دل کھول کر دان دیا۔ اپنے مکان پر بھگوان کے نام کا سنکیرتن ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کروایا۔ اور برہمنوں کو خوب کھانا کھلایا۔ اب سیٹھ رام پرشاد اور مایا مہاتما ستیہ بابا کے آنے کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ ان کی نظر میں تو وہ بھگوان کا روپ تھے۔ جس دن جنم اشٹمی کا تہوار آیا وہ دونوں ایسے محسوس کر رہے تھے جیسے بھگوان اُن کو ساکشات درشن دینے آ رہے ہیں۔ اسی انتظار میں شام ہو گئی۔ اور مہاتما ستیہ بابا کا اب تک کوئی پتہ نہ تھا۔ مایا کچھ مایوس سی ہو گئی۔ اور دل میں سوچنے لگی۔ ہو سکتا ہے مہاتما ستیہ بابا جی نے اُس کو تسلی دینے کے لئے یونہی کہہ دیا ہو کہ وہ اُس کے گھر ضرور آئیں گے۔ فقیر لوگوں کا کیا پتہ ہے۔ پھر آپ ہی کہنے لگی۔ نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ مہاتما جی جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ وہ اسی اُدھیڑ بُن میں بیٹھی تھی کہ ایک نوکر نے آ کر کہا۔ "سیٹھانی جی ایک سادھو مہاتما آپ کا پتہ پوچھ رہے ہیں"۔ مایا جس حالت میں بیٹھی تھی بھاگ کر اُسی حالت میں مہاتما جی کا [illegible] کرنے کے لئے باہر چلی گئی اور بہت عزت سے اُن کو اندر لے آئی۔

سیٹھ رام پرشاد کی کوٹھی میں ایک شاندار مہمان گھر تھا۔ جس کو

مایا نے مہاتما ستیہ بابا کے لئے خاص طور پر اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا۔ مہاتما ستیہ بابا سیٹھ رام پرشاد اور مایا کا انتظام اور شردھا دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اور اُن کے بار بار منت سماجت کرنے پر ایک ماس کے لئے اُن کے گھر پر ٹھہرنے کے لئے مان گئے۔ مہاتما ستیہ بابا کو جل پان پیش کرنے کے بعد مایا نے اپنے بالک کو لاکر اُن کے چرنوں پر لٹا دیا۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی "مہاراج جی بھگوان کی کرپا سے ہمارے پاس سب کچھ موجود تھا۔ پر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے من میں شانتی نہیں تھی۔ آپ کے آشیرواد سے ہم کو یہ بالک مل گیا ہے۔ آپ نے ہم پر جو احسان کیا ہے اس کو ہم عمر بھر نہیں بھلا سکتے۔ نا معلوم پچھلے جنم کے ہمارے کون سے سنسکار تھے جن کی وجہ سے آپکے درشن ہو گئے۔"

مہاتما ستیہ بابا نے جواب دیا۔ "دیوی! میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ وقت آنے پر ہر شخص کو اپنے کرموں کا پھل مل جاتا ہے۔ تم کو جو کچھ ملا ہے وہ تمہارے اپنے ہی شبھ کرموں کا پھل ہے۔ بھگوان کی لیلا اپرمپار ہے انسان جو کرم بھی کرتا ہے اس کو اس کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کو تو دھوکا دے سکتا ہے لیکن بھگوان کو کوئی دھوکا نہیں دے سکتا اس لئے جیون میں سکھ پانے کے لئے ہمیں ہمیشہ بھگوان کے نام کا سمرن کرتے رہنا چاہئیے۔ اور کسی حالت میں بھی اس کو دل سے نہیں بھلانا چاہئیے۔ کچھ بے سمجھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو ہمارے کرم کا ہی پھل ملتا ہے تو بھگوان کو یاد کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پر اُن کے سوچنے کا ڈھنگ بالکل غلط ہے۔ یہ ٹھیک ہے ہم سب

کو کرم کا پھل بھوگنا پڑتا ہے۔ مگر بھگوان سوتنتر ہیں اور کسی
قانون کے پابند نہیں۔ وہ جب چاہیں اپنی مہر کی نظر سے ہمیں
کرم کے بندھن سے رہا کر سکتے ہیں۔ پر اُن کی رحمت کا حقدار بننے
کے لئے ہمیں بہت محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ اور خودی و اہنکار
کو تیاگ کر شردھا سے اُن کی شرن میں جانا پڑتا ہے۔ کلجگ کا
یہ ایک خاص لابھ ہے کہ اگر ہم بھگتی گیان یا تپسیا کا کوئی
بھی سادھن نہ کر سکیں تو بھگوان کے نام کا صرف سمرن کر کے ہی ہم
بھوساگر کو پار کر سکتے ہیں۔ چونکہ تم کو اور سیٹھ جی کو بھگوان پر
پورن وشواس ہے اور تم دونوں کو اُس کے سمرن کا شوق ہے
اس لئے تم کو جیون کا ہر سکھ ملنا ضروری ہے۔"

مایا نے کہا۔ "مہاتما جی آپ نے جو کچھ فرمایا ہے ٹھیک ہی
ہوگا۔ پر ہم کو تو آپ کے آشیرواد پر پورا وشواس ہے۔ ہم نے
ابھی تک اپنے بالک کا کوئی نام نہیں رکھا۔ اِس کا جنم آپ کے
آشیرواد سے ہوا ہے۔ آپ ہی اِس کا نام سنسکار کر دیں۔" مہاتما ستیہ
بابا نے کہا۔ "آج بھگوان کرشن کا جنم دن ہے۔ اس لئے بالک کا
نام گوپال رکھ لیں تو اچھا ہوگا۔" مایا نے کہا۔ "مہاراج۔ بالکل
ٹھیک ہے۔ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔" کچھ دیر چپ رہنے کے
بعد مہاتما ستیہ بابا نے مایا سے پوچھا۔ "دیوی! تم نے اجامل کی کتھا
سُنی ہے کہ نہیں؟" مایا نے جواب دیا۔ "مہاراج۔ اجامل کا نام تو
سُنا ہے۔ وہ ایک مشہور بھگت ہو گزرا ہے۔ مگر اُس کی ساری کتھا
نہیں سُنی۔ آپ ہی سُنانے کی کرپا کریں۔"

مہاراج ستیہ بابا کہنے لگے :- شروع شروع میں اجامل ایک ناستک تھا۔ اُس کو بھگوان کے نام سے اتنی نفرت تھی کہ اُس نے اپنے دونوں کانوں پر گھنٹیاں باندھی ہوئی تھیں۔ جہاں کہیں بھگوان کا نام کانوں میں پڑتا تو وہ اپنے کانوں کو ہلانے لگ جاتا تاکہ گھنٹیوں کے شور میں اس کے کانوں میں بھگوان کا نام سنائی نہ دے سکے۔ اس لئے کچھ لوگ اُسے گھنٹہ کرن بھی کہنے لگ گئے تھے۔ ایک دن کچھ سادھو مہاتما اجامل کے گاؤں میں آئے اور لوگوں سے پُوچھنے لگے کہ یہاں کوئی ایسا بھگوان کا بھگت ہے جو ہمارے بھوجن کا انتظام کر سکے۔ ایک منشیہ نے مذاق سے اُن کو اجامل کے گھر کا پتہ دے دیا اور وہ سادھو مہاتما پُوچھتے پُوچھتے اجامل کے گھر جا پہنچے۔ اتفاق سے اُس سمے اجامل گھر پر نہیں تھا۔ اور اُس کی بیوی نے جو بہت نیک اور دھارمک سبھاؤ کی تھی۔ شردھا سے اُن کی بہت آؤ بھگت کی۔ بھوجن کرنے کے بعد اُس جتھہ کے گورو نے اجامل کی بیوی سے پُوچھا دیوی۔ "تمہاری منو کامنا کیا ہے۔ ہم تمہاری شردھا دیکھ کر بہت خوش ہیں۔ اور تمہاری منوکامنا پورا کرنے کے لئے بھگوان سے پراتھنا کریں گے"۔ اجامل کی بیوی نے جواب دیا۔ "مہاراج میرے پتی ناستک ہیں۔ کوئی ایسا اُپائے بتانے کی کرپا کریں جس سے اُن کی بدھی ٹھیک ہو جائے۔ اور وہ ایشور بھگت بن جائیں"۔ گورو نے کہا۔ "دیوی ایسا ہی ہو گا۔ ایک سال کے اندر اندر تمہارے گھر ایک بالک جنم لیگا اُس کا نام نارائن رکھ دینا۔ اور پھر بھگوان کا چمتکار دیکھنا"۔ ایک سال کے اندر اجامل کی بیوی کی گود میں سچ مچ ایک بالک کھیلنے

لگا اور اُس نے خوش ہو کر اُس کا نام نارائن رکھ دیا۔ اجامل کو قدرتی طور پر اپنے بالک سے بہت پیار تھا اور وہ جب بھی اُس کو بُلاتا تو نارائن کہہ کر بُلانا پڑتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انجانے میں بھی بھگوان کا نام زبان پر رہنے کی وجہ سے اجامل کی کایا پلٹ گئی اور وہ ایک پکا ایشور بھگت بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب اجامل کی موت کا سمے آ گیا تو یمراج کے دُوتوں کو دیکھ کر وہ بہت ڈر گیا اور اُس نے گھبرا کر اپنے بیٹے نارائن کو زور سے آواز دی تو وہ دُوت وہاں سے بھاگ گئے۔ کیونکہ اُن کو یمراج کا حُکم ہے کہ جہاں بھگوان کے نام کا کیرتن ہو رہا ہو وہ وہاں نہیں جا سکتے۔ اِس کتھا سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بھگوان کے نام میں کتنی شکتی ہے۔ بھگوان کا نام بھول سے یا کِسی طرح سے بھی لیا جائے کلیان ہی کرتا ہے۔ آپ لوگوں کو پہلے ہی بھگوان کا نام لینے کا شوق ہے۔ پر اب بچے کو بُلانے کے لئے ہر وقت "گوپال، گوپال" کہا کریں گے تو سونے پہ سہاگہ والی بات ہو گی۔ مایا نے کہا "مہاراج! آپ دھنیہ ہیں۔ آپ کی ہر ایک بات نرالی ہے۔ آپ ہم پر جو اُپکار کر رہے ہیں وہ ہم جنم جنمانتر تک نہیں چُکا سکتے۔"

رُوحانی بات چیت

یہ خبر سارے شہر میں پھیل چکی تھی کہ مہاتما ستیہ بابا سیٹھ رام پرشاد کی کوٹھی پر پدھارے ہُوئے ہیں۔ اور وہاں ایک ماس کے

لئے شام کو آٹھ بجے سے نو بجے تک ست سنگ ہوا کرے گا۔ اسلئے دوسرے دن شام کو وہاں خوب رونق تھی۔ اور لوگ شوق سے ستیہ بابا کا دیا کھیان سننے کے لئے انتظار کر رہے تھے۔ ٹھیک ۸ بجے مہاتما ستیہ بابا پنڈال میں آ پہنچے۔ جو کہ کوٹھی کے کھلے آنگن میں تیار کروایا گیا تھا۔ اور اُس دن انہوں نے اپنے دیا کھیان میں یہ سمجھایا کہ بھگوان سرو دیا پک۔ سرو انتریامی اور سرو شکتی مان ہیں۔ وہ بہت ہی دیالو ہیں۔ اور جو کچھ بھی کر رہے ہیں ہم سب کی بھلائی کے لئے کر رہے ہیں۔

بھگوان کہاں رہتے ہیں؟

دیا کھیان ختم ہونے پر ایک آدمی نے اُٹھ کر سوال کیا۔ "مہاتما جی جس بھگوان کی آپ نے اس قدر تعریف کی ہے وہ رہتے کہاں ہیں؟ نہ جانے بھگوان کی ہستی ہے بھی یا نہیں؟" اس قسم کا سوال کرنے پر مہاتما جی کے شردھالوؤں کو غصہ آ گیا اور وہ اُس دیکتی پر آوازیں کسنے لگے۔ "بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ جاؤ۔" پر مہاتما ستیہ بابا نے بڑی شانتی سے کہا۔ "آپ لوگ بالکل نہ گھبرائیں میں اس سوال کا جواب ضرور دوں گا۔ آپ لوگ اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ جایئے۔" جب سب لوگ بیٹھ گئے تو مہاتما جی نے سیٹھ رام پرشاد سے کہا۔ "سیٹھ جی۔ ایک کٹورے میں کچھ دودھ منگوا دیں۔ تاکہ میں اس شخص کے سوال کا جواب اچھی طرح دے سکوں۔" چند منٹ کے اندر دودھ

کا کٹورا وہاں آ گیا۔ اور مہاتما جی نے سوال پوچھنے والے سجن کو اپنے پاس بُلا کر بٹھا لیا۔ جو بات چیت اُن کے درمیان ہوئی وہ سُننے کے قابل ہے غور سے سُنئیے۔

مہاتما جی۔ آپ اِس کٹورے میں کیا دیکھ رہے ہیں؟

جواب۔ دُودھ۔

مہاتما جی۔ دُودھ کے علاوہ کچھ اور دکھائی دیتا ہے یا کہ نہیں؟

جواب۔ نہیں۔

مہاتما جی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ دودھ میں ماکھن بھی ہوتا ہے؟

جواب۔ ہاں۔

مہاتما جی۔ پھر تم کو ماکھن نظر کیوں نہیں آتا؟

جواب۔ ماکھن تو دودھ کو اُبال کر اور پھر ٹھنڈا کر کے اُس میں جامن لگانے اور جب وہ دہی بن جائے تو دہی کو بلونے پر نکلتا ہے۔ اِس طرح کیسے نظر آ جائے۔

مہاتما جی۔ آپ کو وشواس تو ہے کہ دودھ میں ماکھن موجود ہوتا ہے؟

جواب۔ بالکل۔

مہاتما جی۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ماکھن دودھ کے کس حصے میں ہوتا ہے؟

جواب۔ ماکھن تو دودھ کی ہر بوند میں ہوتا ہے۔

مہاتما جی۔ پیارے۔ پھر آپ مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ کہ بھگوان کہاں رہتا ہے؟ جس طرح دودھ کی ہر بوند میں ماکھن ہمیشہ موجود ہوتا ہے پر ہم کو نظر نہیں آتا۔ اُسی طرح بھگوان اِس برہمانڈ کے کن کن میں ہمیشہ موجود ہے۔ مگر ہم اُس کو باہر کی آنکھ سے نہیں دیکھ

سکتے۔ جس طرح دودھ میں سے ماکھن نکالنے کے لئے دودھ کو پہلے اُبالنا پڑتا ہے۔ اسی کو ٹھنڈا کر کے جامن لگانا پڑتا ہے۔ اُسی طرح بھگوان کو دیکھنے کے لئے ہمیں کرم یوگ بھگتی یوگ یا گیان یوگ کا ابھیاس کرنا پڑتا ہے اور کٹھن محنت کرنی پڑتی ہے۔

سمایا ہے ہر شے میں بھگوان ہر دم
نظر آنکھ کو وہ نہیں آ رہا گو
سدا دودھ میں ہے جوں موجود ماکھن
نظر یہ نہیں پھر بھی آتا کسی کو

یہ جواب سُنکر وہ دیکتی مہاتما جی کے چرنوں پہ گر پڑا اور کہنے لگا "مہاتما جی۔ مجھے کشما کرنا۔ اب میری آنکھیں کھُل گئی ہیں اور مجھے بھگوان کی ہستی پہ پُورا وشواس ہو گیا ہے۔"

"بھگوان کہاں رہتے ہیں"؟ اس سوال کا جواب مہاتما ستیہ بابا جی نے جس ڈھنگ سے دیا اُسے دیکھ کر لوگ عش عش کرنے لگے۔ اور سارا پنڈال "مہاتما جی کی جے" کے نعروں سے گونج اُٹھا۔ اب یہ روز کا نیم بن گیا۔ کہ مہاتما جی کے ویاکھیان کے بعد لوگوں کو سوال پُوچھنے کی اجازت ہوتی تھی۔ اور مہاتما جی ہر ایک سوال کا جواب بڑی شانتی سے دیتے تھے۔ اِس طرح ست سنگ اور سوال جواب کا سلسلہ ایک ماس تک جاری رہا۔ اور امرت سر نواسیوں نے اس کا پُورا لابھ اُٹھایا۔ اِس دوران میں مہاتما ستیہ بابا جی نے جو جو بھاشن دیئے اور اُن سے جو جو سوال پُوچھے گئے اُن سب کا بیورا دینا تو آسان نہیں لیکن جو خاص خاص سوال اُن سے پُوچھے گئے اور

اور انہوں نے اس کا جو جواب دیا اُن کا بھاوارتھ سوال اور جواب کی شکل میں یہاں دیا جا رہا ہے۔ سوال پوچھنے والے پُرش بھی تھے اور استریاں بھی۔ بزرگ بھی تھے اور نوجوان بھی۔ مگر اُن سب کے نام ہمیں یاد نہیں۔ اِس لئے سوال پوچھنے والوں کے نام کی بجائے صرف جگیاسو کا شبد استعمال کیا جا رہا ہے۔ آشا ہے پریمی سجن اُن کو صحیح سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اور مہاتما ستیہ بابا جی کی تباٸی ہوٸی انمول باتوں پر عمل کر کے اپنے جیون کو سُکھی اور سپھل بنانے کا جتن کریں گے۔ لیجئے سُنئے۔

جیون کا لکشیہ

جگیاسو۔ مہاتما جی ہمارے جیون کا لکش کیا ہے؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ آپ کے سوال سے مجھے بہت خوشی ہوٸی ہے۔ کاش! ہر ایک آدمی اور عورت کے دِل میں اِس سوال کا جواب پانے کی تڑپ ہوتی۔ یہ ایک سادھارن اصول ہے۔ کہ جب تک ہم کو پتہ نہ ہو کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں۔ ہم کسی کام کو اچھی طرح نہیں کر سکتے جس مسافر کو اپنی منزل کا علم نہیں اس کو سفر کا کیا لابھ ہو سکتا ہے جس ودیارتھی کو یہ پتہ نہیں کہ ودیا سماپت کرنے کے بعد اُس نے کیا کام کرنا ہے وہ کبھی صحیح ودیا حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جس اِنسان کو یہ معلوم نہیں کہ اُس کے جیون کا لکش کیا ہے وہ اپنا جیون کبھی بھی صحیح ڈھنگ سے نہیں بتا سکتا۔

دُنیا میں بہت سے لوگ تو ایسے ہیں جو سوچتے ہی نہیں کہ اُن کو یہ جیون کس لئے مِلا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کھاؤ۔ پیو اور موج اُڑاؤ۔ کے علاوہ ہمارے جیون کا اور کوئی لکش نہیں۔ جس طرح بھی ہو سکے دھن کماؤ اور خوب کھاؤ پیو۔ لیکن اگر آپ غور سے سوچیں تو ہمارے جیون کا لکشیہ صرف "کھاؤ۔ پیو اور موج اڑاؤ" نہیں ہو سکتا۔ کھاتے پیتے تو جانور بھی ہیں۔ اگر ہمارے جیون کا لکش کھانا پینا ہی ہوتا تو انسان اور جانور میں کیا فرق ہوا؟ بھگوان نے اِنسان کو بُدھی کس لئے دی ہے؟

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ایک ویکتی اپنے جیون میں سُکھ ڈھونڈ رہا ہے۔ اور اُوپر سے تو معلوم بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم سب کا لکش جیون میں کسی نہ کسی طرح سُکھ پانا ہی ہے۔ کوئی تو دھن دولت میں سُکھ ڈھونڈ رہا ہے۔ کوئی بیوی بچوں سے سُکھ کی اُمید لگائے بیٹھا ہے۔ کِسی کو حکومت پانے کا شوق ہے۔ اور کوئی شراب یا کسی دُوسری نشے والی چیز میں سُکھ کی تلاش کر رہا ہے۔ پر سوال یہ ہے کہ اِنسان کو اِن چیزوں میں ہمیشہ رہنے والا سُکھ ملتا ہے کہ نہیں؟ اِس بات سے کوئی اِنکار نہیں کر سکتا۔ کہ اِن چیزوں میں تھوڑی دیر کے لئے تو ضرور کچھ خوشی ملتی ہے لیکن کچھ دیر کے بعد ہمیں پھر بے چینی اور دُکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو چیز ہمیں شروع میں سُکھ دیتی ہے بعد میں وہی دُکھ کا کارن بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر بیوی بچے اور دوسرے رشتہ داروں کو مِل کر ہمیں سُکھ ملتا ہے۔ لیکن اگر وہ ہماری عزت نہ کریں یا کسی وجہ سے آپس میں جھگڑا ہو جائے تو

ہمیں بہت دکھ محسوس ہوتا ہے۔ اور اگر پرماتما نہ کرے ان میں سے کسی کی موت ہو جائے تو ہماری زندگی بے مزہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ دھن دولت میں سکھ کی تلاش کرتے ہیں ان کو پہلے تو ضرور کچھ خوشی مل جاتی ہے لیکن اگر وہ اس دھن کا انوچت استعمال کرنے لگیں اور عیش و عشرت میں پڑ جائیں تو ان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور ان کا جیون دکھی ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کہیں وہ دھن دولت گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو انہیں دکھ ہی دکھ محسوس ہونے لگتا ہے۔ یہی حال نشے والی سب چیزوں کا ہے۔ ان کے استعمال سے آدمی کچھ دیر کے لئے تو خوشی سی محسوس کرنے لگتا ہے پر نشہ اترنے پر وہ تھکان اور گھبراہٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی بیماریاں خرید لیتا ہے۔ اور آخر کار زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں ہمیں کبھی بھی ہمیشہ رہنے والا سکھ کسی چیز میں نہیں مل سکتا۔ اگر ہم سچا سکھ پانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں پریم پتا پرماتما کی شرن میں جانا ہوگا۔ جو سچ چت سکھ سروپ۔ اجنما اور او ناشی ہونے کے علاوہ سروشکتی مان۔ سرو انتریامی اور سرو ویاپک ہے۔ دوسرے شبدوں میں وہ ہر ایک جیو میں ہی نہیں بلکہ ہر ایک شے کے اندر موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل میں ہم سب اسی بھگوان کا روپ ہیں۔ جس طرح سمندر کے پانی کی ہر ایک بوند سمندر سے الگ کوئی ہستی نہیں رکھتی اور سورج کی ہر ایک کرن سورج سے ہرگز الگ نہیں اسی طرح ہم سب بھی پریم پتا پرماتما سے

الگ کچھ ہستی نہیں دیکھتے۔ ہم سب اگیان کے کارن ہی ہمیشہ خودی اور اہنکار میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اور نانا پرکار کے دکھ اٹھاتے ہیں۔ اگر ہمارے من میں پورن وشواس ہو جائے کہ ہم سب اسی بھگوان کا روپ ہیں جو ست چت آنند ہے۔ تو ہمارے جیون میں بھی آنند ہی آنند ہو گا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اس آنند کو ہم سے نہیں چھین سکے گی۔ پھر ہم کبھی دکھی نہیں ہوں گے۔ اور ہمارا سب جیون سکھ پوروک گزرے گا۔ اس لئے ہمارے جیون کا اصلی لکش یہی ہے کہ ہم اپنے آپ کو پہچان سکیں اور اپنے جسم کو ہی "میں" نہ سمجھتے ہوئے ہمیں اس آتما کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو پرماتما کا انش ہونے کی وجہ سے سکھ سروپ ہے۔ اسی کو آتم ساکشاتکار یا "Self Realisation" کہا جاتا ہے۔ آتم ساکشاتکار ہونے پر انسان اس جیون میں ہی جیون مکت ہو جاتا ہے۔ اور کرم کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اسی کو مکتی یا موکش کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ جس میں دکھ لیش ماتر کو نہیں اور جو پورن سکھ کا گھر ہے۔ اس لئے اگر آپ اپنے جیون میں سکھ پانا چاہتے ہیں تو دوئی بھاو کو اپنے دل سے ختم کر دو اور اپنے اصلی روپ کو پہچانو۔

بتایا ہے عارف نے جس دن سے مجھ کو\
کہ ہر شخص ہے روپ سچ مچ خدا کا\
دوئی بھاو سب اٹھ گیا میرے دل سے\
اور اب سب کو سمجھوں میں اپنے ہی جیسا\
خدا اور انسان ہیں اصل میں اک

خدا کُل ہے تو جُزو اِنسان اُس کا
سمندر کا ہر ایک قطرہ جوں عارف
سمندر کا ہی روپ سمجھا ہے جاتا
خدا بن نہیں اور جب کچھ بھی عارف
جُدا کس طرح میں ہُوا پھر خدا سے
میں خود بھی خدا ہوں مجھے تو یقیں ہے
نہیں تم بھی کیوں اِس طرح ہو سمجھتے

آتم ساکشاتکار کے سادھن

جگیاسو - مہاتما جی - اگر ہمارے جیون کا لکش آتم ساکشاتکار ہے تو آتم ساکشاتکار کے کچھ سادھن بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی - پیارے - اِس سوال کا جواب آسان نہیں۔ پھر بھی اپنی بدھی کے انوسار میں اِس وِشے پر ضرور کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ شریمد بھگوت گیتا میں تین خاص سادھنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کے نام ہیں :- گیان یوگ - کرم یوگ اور بھگتی یوگ۔ اِن میں سے کسی ایک سادھن کا بھی آسرا لیکر اِنسان اپنے اصلی روپ کو پہچان سکتا ہے اور آتم ساکشاتکار پا سکتا ہے۔ کوئی شخص گیان یوگ کو اچھا سمجھتا ہے۔ کوئی کرم یوگ کی تعریف کرتا ہے۔ اور کوئی بھگتی یوگ کو اُتم سمجھتا ہے۔ پر میری رائے میں یہ تینوں سادھن بہت شریشٹھ ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ایک خاص پُرش کیلئے

اِن تینوں میں سے کونسا سادھن ٹھیک رہے گا۔ ہر ایک شخص کا سبھاو الگ الگ ہوتا ہے۔ جیسا کسی کا سبھاو ہو ویسا سادھن اُس کے لئے اُچیت ہو گا۔ جس پُرش کی رُچی گیان میں ہو اُس کے لئے گیان یوگ کا سادھن اچھا رہے گا۔ جس پُرش کو کرم کرنے کا شوق ہو اُس کے لئے کرم یوگ کا سادھن مناسب ہو گا اور جس پُرش کے من میں پریم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو اُس کے لئے بھگتی یوگ کا سادھن لابھ دائیک ہو گا۔

گیان یوگ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ نے آتم ساکشاتکار کے جو تین سادھن بتلائے ہیں اُن کو ہم جیسے سادھارن پُرش نہیں سمجھ سکتے۔ کرپا کر کے ان تینوں سادھنوں کی الگ الگ ویاکھیا کر کے بتائیں۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ آپ جو کہیں میں وہی کروں گا۔ آتم ساکشاتکار کا پہلا سادھن گیان یوگ ہے۔ جس کو کئی مہاپُرش سنیاس یوگ کا نام بھی دیتے ہیں۔ بھگوان کرشن نے گیان یوگ کو کئی جگہ پر سب سے اُتم سادھن بتلایا ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ "گیان یوگ سب کرموں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح اگنی ایندھن کو بھسم کر دیتی ہے۔" لیکن انہوں نے ساتھ ہی یہ کہہ دیا ہے کہ گیان یوگ کا سادھن مشکل بھی بہت ہے۔ اِس پر چلا کر انسان موکش بھی پراپت ہو سکتا ہے۔ اور کامیاب نہ ہونے کی صورت میں نشٹ بھی

ہو سکتا ہے۔ اصلی گیان تو یہی ہے کہ سارے برہمانڈ میں پرماتما کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اُس کو کوئی خدا کہتا ہے کوئی گاڈ کہہ رہا ہے اور کوئی اُس کو واہگورو کا نام دے رہا ہے۔ پر اصل میں کن کن کے اندر پرماتما ہی پرماتما سمایا ہوا ہے۔ اُس کی شکل صورت کچھ نہیں۔ وہ سرو ویاپک، سرو انتریامی اور سرو شکتی مان ہے۔ اُسی کو سچدانند کہا جاتا ہے۔ اور اُسی کو ستیم شوم سندرم کہتے ہیں۔ یہ سارا برہمانڈ اُسی میں سے نکلتا ہے۔ اور پھر اُسی میں سما جاتا ہے۔ جس طرح سونے کے ہر ایک زیور میں سونا ہر وقت موجود ہوتا ہے اور مٹی کے ہر ایک کھلونے میں مٹی ہمیشہ موجود رہتی ہے اسی طرح صرف انسان میں ہی نہیں بلکہ ہر ایک جیو جنتو اور ایک ایک بے جان شے میں بھی پرماتما ہی پرماتما سمایا ہوا ہے۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہم سب پرماتما کا روپ ہیں۔ جاننے یوگیہ بات یہ ہے کہ اصل میں ہم سب پرماتما سے ہرگز الگ نہیں۔ صرف اگیان کے کارن ہم اپنے آپ کو اُس سے الگ سمجھتے ہیں اور طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ جب ہم اگیان کے اندھیرے سے نکل کر گیان کے پرکاش میں اپنے اصلی سوروپ کو دیکھنے لگتے ہیں پھر ہم کسی بندھن میں نہیں پڑتے۔ اور ہمیشہ سُکھ ہی سُکھ محسوس کرتے ہیں۔ اِس سنسار میں دُوئی بھاو یعنی تیرے میرے کی کلپنا ہی سب دُکھ کا کارن ہے۔ سب کو پرماتما کا روپ سمجھ لینے پر ہم کسی پُرش کو بھی اپنے سے الگ نہیں سمجھیں گے۔ اور ہمیں نہ کسی سے دُشمنی ہو گی نہ نفرت۔ اُس حالت میں دُکھ کا سوال کہاں پیدا ہو گا۔

برہم گیانی کے جیون کا نقشہ ایک کوی نے اس طرح کھینچا ہے
آتما کا گیان ہو جاتا ہے جس کو سربسر
پھر نہیں پھرتا کبھی وہ برہم گیانی دربدر
آتما اپنے میں ہی وہ خوش رہے ہر حال میں
اور شادی یا غمی کا کچھ نہیں اُس پہ اثر
ایک ہو جاتا ہے وہ بھگوان سے جیتے ہی جی
اور بل بھگوان کا آ جائے اُس میں سربسر
بھید قدرت کا کوئی اُس سے چھپا رہتا نہیں
اور تینوں کال کی ہر وقت اُس کو ہو خبر
اُس کے بس میں ایک دم ہو جائے ساری کائنات
حکم اُس کا ماننے لگ جائیں پربت و بحر
اُس کے کہنے پر سمندر چھوڑ دیویں راستہ
اور پربت بھی لگیں چلنے پھر اُس کے حکم پر
چاند اور سورج سدا اُس کے اشارے پہ چلیں
اور آ جائے قیامت اُس کی ہو مرضی اگر
لوگ سب دنیا کے ہی اُس کی نظر میں ایک ہیں
سب ہی دنیا کو سمجھتا ہے سدا وہ ایک گھر
وہ سدا سب کے بھلے میں رات دن مصروف ہو
وہ کسی کا کبھی برا کرتا نہیں ہے عمر بھر
سب ہی جیووں کو وہ اپنا پیار دیتا ہے سدا
پیار اُس سے سب کریں انسان کیا کیا جانور

وہ کسی کو بھی سمجھتا ہے نہیں خود سے جدا
اُس کا اپنا روپ ہے اُس کی نظر میں ہر بشر
اُس کے دل میں تو نشاں بھی ہو نہ دوئی بھاو کا
اور دلی سے ہے مٹا دیتا خودی وہ سربسر
غیر کیسے ہو کوئی اُس کے لئے سنسار میں
اُس کو سب جیووں میں ہی بھگوان آتا ہے نظر
ویر یا نفرت کسی سے بھی نہیں کرتا ہے وہ
وہ دعا ہی دے کوئی گالی بھی دے اُسکو اگر
عیب اوروں کے نظر انداز کر دیتا ہے وہ
اور سب کی خوبیوں پہ اُس کی رہتی ہے نظر
دُکھ و سُکھ دونوں کو سمجھے دین وہ بھگوان کی
اُس کے لب پہ اس لئے مُسکان ہو آٹھوں پہر
برہم گیانی کال کے بھی چکر سے آزاد ہے
موت کا اس واسطے نہ کچھ ہو اُس کے دل میں ڈر
موت گیانی کے لئے تو اک نئی پوشاک ہے
لے بدل پوشاک وہ پہ آپ رہتا ہے امر
اور کیا تعریف عارف برہم گیانی کی کروں
برہم گیانی ہر طرح سے آپ ہی ہے پرمیشور

برہم گیانی کی یہی پہچان ہے کہ وہ اپنے آپ کو پرماتما کا سروپ سمجھتا ہوا پرانی ماتر سے پریم کرتا ہے۔ اُس کو وشواس ہو جاتا ہے کہ پرماتما اصل میں آپ کچھ نہیں کرتا۔ وہ صرف درشٹا ہے۔

قدرت کے سب کام پرماتما کی مایا لینی پرکرتی سے پیدا ہونے والے تین
گنوں (ستوگن - رجوگن - تموگن) کا ہی کھیل ہے - یہ سمجھ کر وہ تینوں
گنوں کے اوپر اٹھ جاتا ہے اور پھر اس پر یہ تینوں گن کوئی اثر نہیں
ڈال سکتے - یہاں تک کہ ویدوں میں بتلائے ہوئے کرم کانڈ بھی اس کے
لئے ضروری نہیں رہتے - شریمد بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے میں
بھگوان شری کرشن نے فرمایا ہے -

شلوک 45 - ہے ارجن! ویدوں میں تین گنوں کا ہی ذکر ہے -
تو ان گنوں کے اوپر اٹھ جا - دکھ اور سکھ وغیرہ کے جوڑوں کا تجھ پر
کچھ اثر نہیں ہونا چاہئے اور تجھ کو اپنا من اس ہستی پر جمانا چاہئے
جو ہمیشہ موجود رہتی ہے - دھن دولت کے لالچ میں نہ پڑ اور اپنے
آپ کو پہچان -

شلوک 46 - جو برہمن - برہم یعنی پرماتما کو ٹھیک طرح سے پہچان
لیتا ہے - اس کے لئے ویدوں کا اتنا ہی لابھ ہے جتنا سب طرف
پانی ہی پانی ہونے والی جگہ میں تالاب کا لابھ ہوتا ہے -

گیان کے بارے میں بھگوان کرشن نے شریمد بھگوت گیتا کے
چوتھے ادھیائے میں پھر کہا ہے -

شلوک 33 - ہے ارجن - سامگری والے یگیہ سے گیان یگیہ
بہت بہتر ہے - کیونکہ جتنے بھی کرم ہیں وہ سب گیان پراپت کرنے
کے لئے ہی کئے جاتے ہیں -

شلوک 34-35 - گیان کا اپدیش تمہیں آتم گیان کے ماہر
گیانی ہی دے سکتے ہیں - ڈنڈوت پرنام کر کے سیوا کر کے اور شردھا

سے پرشن پوچھ کر تو اُن سے گیان حاصل کر۔ گیان ہو جانے پر تو کبھی موہ میں نہیں پڑے گا اور سب جیووں کو پہلے اپنے آتما میں اور پھر مجھ میں دیکھنے لگے گا۔

شلوک 36 - اگر تو سب پاپیوں میں بھی مہا پاپی ہے تو بھی گیان کی شکتی کا سہارا لیکر تو سب پاپوں سے چھوٹ سکتا ہے۔

شلوک 37 - ہے ارجن - جیسے جلتی ہوئی آگ سب ایندھن کو بھسم کر دیتی ہے ویسے ہی گیان کی اگنی سب قسم کے کرموں کو جلا ڈالتی ہے۔

شلوک 38 - اِس سنسار میں گیان کے سمان پوتر کرنے والی اور کوئی شے نہیں۔ جس پرش کا من یوگ کے ابھیاس سے شدھ ہو چکا ہے۔ وہ کچھ دیر کے بعد اُس گیان کو اپنے آپ ہی اپنی آتما سے محسوس کرنے لگتا ہے۔

شلوک 39 - جس پرش کے من میں شردھا ہے وہ یوگ کے ابھیاس سے اندر کرن کو بس میں کر کے گیان کو پراپت کر لیتا ہے۔ اور گیان ہو جانے پر اُس کو جلدی ہی پرم شانتی مل جاتی ہے۔

شلوک 49 - ہے ارجن - جو پرش یوگ ابھیاس دوارا سب کرموں کو پرماتما کے ارپن کر چکا ہے اُس کو کرم کبھی بندھن میں ہی نہیں ڈال سکتے۔

اس کے بعد پانچویں ادھیائے میں بھگوان کرشن فرماتے ہیں۔

شلوک 17 - جن لوگوں نے اپنی بدھی اور من کو پرماتما میں لگا یا ہوا ہے۔ جن کے من میں پرماتما کو پانے کی لگن لگی رہتی ہے جو ہر وقت

پرماتما کے دھیان میں مست رہتے ہیں۔ اور جن کے سب پاپ گیان
دوارا نشٹ ہو چکے ہیں۔ وہ لوگ اُس پرم پد کو پا لیتے ہیں جہاں
سے لوٹ کر نہیں آنا پڑتا۔

شلوک 18۔ ودوان پُرش نمر سبھاؤ والا برہمن۔ گائے۔ ہاتھی
کتا اور چنڈال ان سب میں گیانی پُرش ایک ہی آتما کو دیکھتے ہیں۔

شلوک 22۔ اندریوں اور اُن کے وشیوں کے ملاپ سے جو
سُکھ ملتے ہیں اصل میں وہ سب دُکھ کا کارن ہوتے ہیں۔ چونکہ اُن کا
آدی بھی ہے اور انت بھی۔ وہ سدا نہیں رہتے۔ اس لئے گیانی پُرش
اُن میں نہیں پھنستے۔

شلوک 24۔ جو لوگ کام اور کرودھ سے چھٹکارا پا چکے ہیں
جن کا من اُن کے بس ہو چکا ہے اور جو آتم گیان کا انوبھو کر چکے
ہیں یوگ کے ابھیاس میں لگے ہوئے اُن لوگوں کو سب طرف برہم ہی
برہم نظر آتا ہے۔

آگے چل کر ساتویں ادھیائے میں گیان کی نسبت بھگوان کرشن
نے یوں فرمایا ہے۔

شلوک 17۔ ہے ارجن۔ شبھ کرم کرنے والے یہ چار پرکار کے
لوگ میرا بھجن کرتے ہیں۔

1۔ دین دُکھیا۔ 2۔ جگیاسو (یعنی مجھ کو پانے کی اچھا رکھنے
والے) 3۔ دھن دولت چاہنے والے اور 4۔ گیانی۔ لیکن ان سب
میں سے سدا یوگ کا ابھیاس کرنے والا اور میرے بنا کسی دوسرے
کی بھگتی نہ کرنے والا گیانی سب سے اُتم ہے۔ کیونکہ گیانی مجھ کو بہت

پیارا ہے۔ اور میں گیانی کو بہت پیارا ہوں۔

شلوک ۱۸۔ میری رائے میں یہ سب لوگ ہی اچھے ہیں پر گیانی تو ساکشات میرا روپ ہے۔ کیونکہ آتم گیان ہو جانے پر وہ سب سے اتم میری بھگتی کو پانے کا حقدار ہو جاتا ہے۔

شلوک ۱۹۔ انیک جنموں کے بعد گیانی پرش یہ جان کر میری پوجا کرنے لگتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ میں واسدیو ہی ہوں۔ پر ایسے مہاتما کا ملنا بہت مشکل ہے۔

گورو گرنتھ صاحب کی بانی میں بھی کہا گیا ہے کہ گیانی کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ کیونکہ برہم گیانی آپ پرمیشور ہوتا ہے۔

جس پرش کو آتما کا پورن گیان ہو جاتا ہے اس کو برہم گیانی کے علاوہ عارف بھی کہا جاتا ہے۔ عارف کی خوبیاں ایک کوی کی زبانی سنیئے۔

بھلا کر رہا ہے جو سب کا جہاں میں
جو خوش اپنے دل میں ہے ہر وقت رہتا
جو اچھے برے سب کو دے پیار عارف
اسی شخص کو میں تو عارف ہوں کہتا

رہے مست عارف سدا آتما میں
لگاؤ نہ دنیا سے ہو کچھ بھی اس کو
سدا گیت گائے وہ بھگوان کے ہی
اور اس پہ سدا مہر بھگوان کی ہو
وہ انسان ہی اصل عارف ہے عارفؔ

جو سب کام اپنے ہے نشکام کرتا
ہے جیون سبھی اُس کا ایشور کے ارپن
وہ سِمرن ہے جس کا صبح شام کرتا
وِشے بھوگوں سے دُور انسان رہے جو
رضا میں جو بھگوان کی خوش ہے رہتا
مصیبت میں بھی مُسکراتا رہے جو
اُسے سب زمانہ ہی عارف ہے کہتا

نہ کچھ پاپ ہو چونکہ عارف کے دل میں
نہیں موت سے بھی ہے عارف تو ڈرتا
ہو مُسکان اُس وقت بھی اُس کے لب پہ
وہ جب بھوگ کر عمر اپنی ہے مرتا
نہ موہ ہے نہ ہے ویر جس کو کسی سے
خوشی اور غم جس کو ہیں سب برابر
سمجھتا ہے جو رُوپ سب کو خدا کا
وہ میری نظر میں ہے عارف سراسر

ہے عارف کی اِک خاص خوبی یہ عادت
کہ پیار اُس کو دُنیا میں ہر شخص سے ہو
وہ عارف تو ہے رُوپ بھگوان کا ہی
نظر آئے سب میں ہی بھگوان جس کو
گو عارف بِتاتا ہے سادہ ہی جیون
وہ [illegible] اپنے دل میں ہے ہر آن رہتا

دکھاتا ہے وہ پیار اپنا سبھی کو
اور اس پہ سدا خوش ہے بھگوان رہتا

سب پہچان یہ اصل عارف کی عارف
کہ وہ پیار کرتا ہے ہر شخص سے ہی
نہیں پیار سب کے لئے جس کے دل میں
نہ خوش اس پہ بھگوان بھی ہو کبھی بھی

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہم سب پرماتما کا روپ ہیں۔ پر اگیان کے کارن ہم اپنے آپ کو کچھ اور سمجھنے لگتے ہیں۔ دیکھئے کئی بار ایسا ہو جاتا ہے کہ راستے میں رسی پڑی ہوتی ہے۔ مگر اندھیرے کے کارن ہم اس کو سانپ سمجھ لیتے ہیں۔ پر روشنی ہوتے پر پتہ چلتا ہے کہ جس کو ہم نے سانپ سمجھا تھا وہ ایک رسی ہی تھی۔ اسی طرح ریگستان میں کبھی کبھی سورج کی کرنوں کے پڑنے کی وجہ سے کسی جگہ پانی معلوم ہوتا ہے۔ پر پاس جانے پر پتہ چلتا ہے کہ وہاں ریت ہی ریت تھی۔ پانی ہرگز نہ تھا۔ تینوں کال میں رسی ہی رسی تھی۔ اور ریت ہی ریت تھی۔ رسی کے سانپ ہونے اور ریت کے پانی ہونے کا ہم کو صرف بھرم ہی ہو گیا تھا۔ ہمیں اسی طرح اگیان کے کارن ہمیں پرماتما سے الگ ہونے کا بھرم ہو جاتا ہے۔ اور جب گیان ہونے پر اس بھرم کا ناش ہو جاتا ہے تو ہم اپنے اصلی سروپ کو سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دکھ سے نجات پا لیتے ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارا جیون ایک سوپن سے زیادہ کچھ ہستی نہیں رکھتا۔ ہمارا دھن دولت، پریوار اور رشتہ دار سب

فرضی اور ناشوان ہیں - جس طرح سوپن میں ہم کبھی راجہ بن جاتے ہیں اور کبھی کنگال بن جاتے ہیں پر جاگنے پر ویسے کے ویسے ہوتے ہیں اُسی طرح یہ جیو آتما اس جیون میں کبھی دُکھ پاتا ہے کبھی سُکھ - پر شریر کے ناش ہونے پر وہ جوں کا توں رہتا ہے اور اُس کے اصلی سروپ کا جو ست چت آنند ہے کبھی ناش نہیں ہوتا - گورو گرنتھ صاحب میں کہا گیا ہے:-

ست - دارا - ماتا - پتا - بندھو سکل دھن مان
ان میں کوسنگی نہیں نانک ساچی جان
سُکھ میں سب ساتھی بنیں دُکھ میں بنیں نہ کوئے
کہہ نانک ہر بھج منا - انت سہائی ہوئے

جس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمیں دُنیا کی کسی چیز پر بھروسہ نہیں رکھنا چاہئیے - کیونکہ یہ سب فرضی اور ناشوان ہیں - ایک برہم ہی ہمیشہ موجود رہتا ہے - اور ہمیں اُسی پر وشواس رکھنا چاہئیے - ہم سب اُسی کا روپ ہیں اور اس لئے آنند سروپ ہیں -
اس خیال کو ایک کوی نے ایسے کہا ہے -

اگر اک انش ہوں بھگوان کا میں
کہوں کیسے نہ پھر بھگوان ہوں میں
جہالت سے سمجھتا تھا میں اب تک
کہ اک ناچیز سا انسان ہوں میں
ہوا کچھ گیان جب مجھ کو تو جانا
حقیقت میں سدا بھگوان ہوں میں

سبھی کو زندگی ہوں دے رہا میں
سبھی کا دِل ہوں سب کی جان ہوں میں

میں دُوئی بھاو دل میں لاؤں ہی کیوں
تجھے وِشواس ہے بھگوان ہوں میں

میرا ہی حُسن ہے سب میں سمایا
ہوں سب کا نور سب کی [illegible] ہوں میں

ہیں مجھ سے جیو سب آنند پاتے
اکھنڈ آنند کی اِک کھان ہوں میں

میں سب سے پیار کرتا ہوں برابر
تبھی کہتے ہیں سب بھگوان ہوں میں

بیاں میرا ہے عارف مختصر یہ
کہوں کیا اور سب کی جان ہوں میں

پورن گیان ہونے پر گیانی ہر وقت اپنے آتما میں مست رہتا ہے۔ اور اس کو کوئی کرم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسے شریمد بھگوت گیتا کے تیسرے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کہا ہے:-

شلوک 17- جو پُرش اپنے آتما میں مگن رہتا ہے۔ اپنے آتما میں ہی خوش رہتا ہے اور اپنے آتما میں ہی سنتُشٹ ہے۔ اُس کو کوئی کرم کرنے کی ضرورت نہیں۔

شلوک 18- اس پُرش کا اس سنسار میں نہ کسی کرم کرنے سے مطلب ہے اور نہ ہی نہ کرنے سے۔ پرانی ماتر کے ساتھ اُس کا

سوارتھ کا کوئی سمبندھ نہیں رہتا۔

اِن شلوکوں کو پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ پورن گیان ہونے پر انسان اپنے آپ کو سچ مچ برہم کا سروپ سمجھنے لگتا ہے۔ اور اُس کو پھر کسی کرم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ ہر وقت اپنے آتما میں مست رہتا ہے۔ اور اِس ناشوان سنسار میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل آنند تو ہمیشہ ہمارے اپنے آتما میں موجود ہے۔ کسی باہر کے پدارتھ میں ہرگز نہیں۔ اگر باہر کی چیز میں آنند ہوتا تو ایک خاص پدارتھ سب کو اچھا لگتا اور ہر حالت میں آنند دیتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بات ہرگز نہیں۔ کوئی بھی پدارتھ ہم کو ہر وقت اور ہر حالت میں اچھا نہیں لگتا۔ آپ سیب کی مثال ہی لے لیجئے۔ کسی شخص کو سیب اچھا لگتا ہے اکسی کو نہیں۔ جسے اچھا لگتا ہے وہ بھی شوق سے تبھی کھائے گا جب اُس کو بھوک لگی ہو۔ اگر کسی وجہ سے وہ من میں اُداس ہے تو وہ سیب کو ہاتھ بھی نہ لگائے گا۔ بتایئے اب آپ کو اور کس ثبوت کی ضرورت ہے کہ آنند باہر کے کسی پدارتھ میں نہیں بلکہ اپنے آتما میں ہے۔ جو کہ برہم کا روپ ہونے کی وجہ سے ست چت آنند ہے۔

ایک انگریز فلاسفر نے بھی کہا ہے کہ "دنیا میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کو Introverts اور Extroverts کہا گیا ہے۔ Extroverts وہ ہے جو ہر ایک پرکار کا سکھ باہر کے پدارتھوں میں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ اور Introverts

وہ ہیں جو ہر وقت اپنے آتما میں مست رہتے ہیں۔" اگر غور سے دیکھا جائے تو پہلی قسم کے لوگوں کو کبھی سچا سکھ نہیں مل سکتا۔ کیونکہ باہر سے سب پدارتھ عارضی اور ناشوان ہونے کی وجہ سے اُن کا سکھ بھی عارضی اور ناشوان ہو گا۔ اس کے علاوہ چونکہ باہر کے پدارتھوں کا کوئی انت نہیں۔ ایک پدارتھ کا سکھ پانے کے بعد ہمیں دوسرے پدارتھ کا سکھ پانے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح نئے نئے سکھ پانے کی بھڑکن کے کارن ہمارے من کو کبھی شانتی نہیں ملتی۔ لیکن دوسری قسم کے لوگ جو ہمیشہ اپنے آتما میں مست رہتے ہیں ہمیشہ سکھی رہتے ہیں۔ آتما کے امر اور ابناشی ہونے کی وجہ سے اُن کو جو آنند ملتا ہے اُس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ وہ اپنے آتما میں ہی ہر پرکار کا سکھ محسوس کر لیتے ہیں۔ اور اُن کو سکھ پانے کے لئے اِدھر اُدھر بھٹکنا نہیں پڑتا۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ نے رسّی اور سانپ تھاریت اور پانی کی مثالیں تو خوب بتائی ہیں۔ اس وشے میں کوئی کہانی ہو تو وہ بھی سنانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ ایک کہانی بھی سنا دیتا ہوں۔ ایک جنگل میں ایک شیرنی نے بچے کو جنم دیا ہی تھا کہ اُدھر سے ایک شکاری آ نکلا۔ شکاری کو دیکھ کر وہ شیرنی بچے کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گئی اتفاق سے اسی وقت ایک گڈریئے کا گزر وہاں سے ہو گیا۔ جس کے پاس بھیڑوں کا بہت بڑا غول تھا۔ گڈریئے نے شیر کے بچے کو اٹھا لیا اور بھیڑوں کے ساتھ ساتھ وہ اُس کی بھی پرورش کرنے لگا۔

ہر وقت بھیڑوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے وہ شیر کا بچہ اپنے آپ کو بھیڑیا سمجھنے لگ پڑا۔ اور جس طرح بھیڑیئے بولتے تھے وہ بھی اُسی طرح بولنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد جب وہ شیر کا بچہ جوان ہو چکا تھا ایک شیر نے بھیڑوں کے اُس غول پر حملہ کر دیا۔ اور سب بھیڑیں و بھیڑیئے اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ وہ شیر کا بچہ بھی اُنکے ساتھ بھاگ رہا تھا۔ پر شیر نے اُس کو پکڑ کر کہا ارے مورکھ! تم تو شیر ہو۔ تم مجھ سے کیوں ڈرتے ہو؟ شیر کا بچہ شیر کو دیکھ کر سہم گیا اور ڈر کے مارے بھیڑوں کی طرح "میں میں" کرنے لگا۔ شیر نے اُس کو جھنجوڑ کر کہا ارے مورکھ! ہوش میں آ۔ تو بھیڑیا نہیں بلکہ شیر ہے۔ پر وہ بچہ پھر بھی ڈر سے کانپتا ہوا میں میں کرتا رہا۔ آخر شیر اُس کو اُٹھا کر ایک ندی کے کنارے پر لے گیا۔ اور اُس کو پانی میں اُس کا عکس دکھا کر کہنے لگا۔ ارے پاگل! اب تو دیکھ تو شیر ہے یا بھیڑیا؟ بچے نے پانی میں اپنا عکس دیکھا تو اُس کو وشواس ہو گیا کہ وہ سچ مچ شیر ہے۔ بس پھر کیا تھا۔ وہ اُسی وقت شیر کی طرح غرّانے لگا اور شیر کے ساتھ مل کر جنگل میں آرام سے رہنے لگا۔

اب آپ اس کہانی پر ذرا غور فرمایئے۔ وہ شیر کا بچہ ہمیشہ شیر ہی تھا صرف اگیان کے کارن اپنے آپ کو بھیڑیا سمجھ رہا تھا۔ جب شیر نے اُس کو پانی میں اُس کا عکس دکھا کر اُس کا اگیان دور کر دیا۔ وہ اُسی وقت شیر کی طرح زندگی گزارنے لگا۔ اور اُس کے دل سے شیر کا ڈر ہمیشہ کے لئے نکل گیا۔ یہی حال انسان کا ہے۔

وہ اصل میں پرماتما کا ہی رُوپ ہے۔ اور ہمیشہ آنند سرُوپ ہے۔
صرف اگیان یا مایا کے کارن اپنے آپ کو ایک ناکارہ انسان سمجھ
رہا ہے۔ اور طرح طرح کے دُکھ اُٹھا رہا ہے۔ جب اُس کو پُورن گیان
ہو جاتا ہے کہ وہ سچ مچ پرماتما کا رُوپ ہے جو ست چت آنند ہے
تو اُس کا بھرم دُور ہو جاتا ہے اور وہ ہر وقت آنند ہی آنند
محسوس کرنے لگتا ہے۔ اسی کا نام آتم گیان ہے اور اسی کو ہی
آتم ساکشاتکار کہتے ہیں۔ اُپنشدوں میں آتم گیان کی ویاکھیا اس
طرح کی گئی ہے کہ جس کو جان لینے پر ہر ایک چیز کا گیان ہو جاتا
ہے اُس کو آتم گیان کہتے ہیں۔ سنسار میں آتم گیان جیسی اور
کوئی شے نہیں۔

جگیاسو۔ مہاراج۔ شیر کے بچّے کی کہانی سُنکر بہت آنند آیا
اگر اسی وِشے میں کوئی اور گھٹنا ہو تو وہ بھی سُنانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ جیسی آپ کی مرضی۔ ایک اتہاسک
گھٹنا بھی سُنا دیتا ہوں۔ کہتے ہیں ایک بار ایک عجیب و غریب
سوپن دیکھنے کے کارن راجہ جنک کو بھی بھرم ہو گیا تھا کہ آیا
سوپن والی بات ٹھیک ہے یا اُس کے جیون والی۔ اُس نے اپنے
راجیہ میں منادی کروا دی کہ جو شخص اُس کے بھرم کو دُور کر دے گا
وہ اُس کو ایک سو گائے انعام میں دے گا۔ جن کے سینگ سونے سے
مڑھے ہوئے ہوں گے۔ لیکن اگر وہ شخص اُس کی پُوری تسلّی نہ کروا سکا
تو راجہ اُس کو جیل میں ڈلوا دے گا۔ یہ منادی سُنکر انعام کے لالچ
میں بہت سے برہمن اور دوسرے لوگ راجہ کے دربار میں آنے لگے۔ پر

اُن میں سے کوئی بھی اُس کی پوری طرح تسلی نہ کروا سکا۔ اور اس طرح کوئی چودہ سو پُرش جیل میں ڈال دئے گئے۔ ایک دن رِشی بالک اشٹاوکر نے راجہ کے سوال کا صحیح جواب دیکر اُس کی تسلی کروا دی تو راجہ جنک نے کہا۔" اے رِشی بالک جتنی دیر میں مَیں گھوڑے پر سوار ہو جاؤں اُتنی دیر میں اگر تم مجھ کو سب دھارمک گرنتھوں کا سار ایک شلوک پڑھ کر سمجھا دوگے تو مَیں تجھ کو اپنا گورو بنا لونگا" اشٹاوکر نے کہا۔" راجن، ٹھیک ہے۔ آپ گھوڑے پر سوار ہونے کی تیاری کریں۔" جب راجہ جنک گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو رِشی بالک اشٹاوکر نے صرف آدھا شلوک پڑھ کر راجہ کو گیان کروا دیا۔ وہ شلوک یہ تھا۔

"ब्रह्म सत्यं जगत मिथ्या जीवो ब्रह्म केवलं"

جس کا ارتھ یہ ہے کہ ایک برہم ہی ستیہ ہے۔ سب جگت فرضی ہے۔ جیو بھی کیول برہم ہی ہے۔ یہ شلوک سُنکر راجہ جنک بہت خوش ہو گیا۔ اور اُس نے رِشی بالک اشٹاوکر کو اپنا گورو بنا لیا۔

رِشی بالک اشٹاوکر

جگیاسو۔ مہاراج یہ اشٹاوکر بالک کون تھا؟ اور راجہ جنک نے سوپن میں کیا دیکھا تھا؟ یہ سب کھول کر بتانے کی کرپا کریں۔

مہاراج جی۔ رِشی بالک اشٹاوکر ایک رِشی کا بیٹا تھا۔ جس کا نام کہوڑ تھا۔ اشٹاوکر کو ماتا کے گربھ میں ہی گیان پراپت

ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ ہر روز وید پاٹھ سُنتا رہتا تھا۔ جو اُس کا پتا
کیا کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ گربھ میں ہی تھا۔ ایک دن اُس
کا پتا کہوڈ رِشی وید منتر پڑھ رہا تھا تو اشٹاوکر نے ماتا کے پیٹ
سے ہی آواز دی۔ "پتا جی آپ اِس منتر کا اُچارن غلط کر رہے ہیں"
یہ سُنکر کہوڈ رِشی کو بہت غصہ آ گیا اور اس نے اپنی دھرم پتنی کے
پیٹ پہ اتنے زور سے لات ماری کہ اشٹاوکر کے جسم میں آٹھ خم
پڑ گئے۔ اور اس کا شریر کُبڑا ہو گیا۔ اسی وجہ سے جنم کے بعد اس
کا نام اشٹاوکر رکھ دیا گیا۔ اب میں آپ کو راجہ جنک کے سوپن
کی ساری کتھا سُناتا ہوں۔

ایک دن دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد راجہ جنک اپنے سنگھاسن
پہ بیٹھا تھا۔ کہ اس کو اونگھ سی آ گئی۔ وہ سوپن میں کیا دیکھتا
ہے کہ اس کے راجیہ پہ کسی اور راجہ نے دھاوا بول دیا ہے اور
اُس راجہ کے سپاہی جن کے پاس ہتھیار بھی تھے راج دربار میں آ کر
راجہ جنک کو کہتے ہیں۔ راجن! آپ کے راج پہ ہمارا قبضہ ہو چکا
ہے۔ ہمارے مہاراج کا حکم ہے کہ آپ آٹھ پہر کے اندر اندر متھلا
پوری کی حد سے باہر چلے جائیں۔ ورنہ آپ کو قید کر دیا
جائے گا۔" یہ سُنکر راجہ جنک بہت گھبرا گیا۔ اور جس حالت میں
بیٹھا تھا وہ اسی حالت میں دربار سے باہر نکل گیا۔ ابھی وہ
تھوڑا دور ہی گیا تھا کہ شام پڑ گئی۔ اور اس ڈر سے کہ راج
کی حد سے باہر نکلنے میں زیادہ دیر نہ لگ جائے وہ جنگل کے راستہ
سے چل پڑا۔ رات ہونے پہ جب سب طرف ہی اندھیرا ہی اندھیرا تھا

اور شیر و دوسرے جنگلی جانوروں کی آوازیں اُس کے کانوں میں پڑنے
لگیں۔ وہ ڈر کے مارے تھر تھر کانپنے لگا۔ اتنے میں ایک بھیڑیے نے
اُس پر حملہ کر دیا۔ اور اُس کے بازو کو کاٹ کھایا۔ چونکہ راجہ کے
دل میں موت کا ڈر گھر کر چکا تھا اُس وقت تو اُس نے خاص درد محسوس
نہ کیا۔ پر صبح ہوتے ہی جب وہ ایک گاؤں کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔
وہ بازو کے درد کے مارے گھبرانے لگا۔ ایک کسان سے پوچھنے پر اُس
کو پتہ لگا کہ اس گاؤں میں ایک جراح رہتا ہے جو زخموں کا علاج
کرتا ہے۔ راجہ اُس کے پاس جا کر کہنے لگا کہ وہ اُس کے بازو کی پٹی
کر دے۔ پر وہ جراح بہت لالچی تھا۔ اُس نے کہا پہلے میری فیس لاؤ
پھر پٹی کروں گا۔ راجہ کی جیب میں تو ایک پائی بھی نہ تھی۔
لاچار ہو کر وہ گاؤں والوں سے بھیک مانگنے لگا اور جب اُس کے
پاس کچھ پیسے جمع ہو گئے تو وہ جراح کے پاس واپس چلا گیا۔
جراح نے اُس کے بازو کی پٹی کر دی تو راجہ کو کافی آرام محسوس ہونے
لگا۔ پر اب اُس کو بھوک ستانے لگی۔ وہ کھاتا تو کیا کھاتا؟
بھیک مانگتا تو سب یہی کہتے۔ ابھی تو آپ کو پیسہ دیا تھا اور کہاں
سے دیں؟ ایک شخص نے راجہ پر ترس کھا کر کہا کہ فلاں جگہ پر آج
سداورت جاری ہے وہاں جا کر کھانا کھاؤ۔ تب راجہ وہاں پہنچا
تو بھنڈاری کہنے لگے کہ اب تو سب سامان ختم ہو چکا ہے۔ اتفاق
سے عین اُسی وقت وہ سیٹھ وہاں آ گیا جس نے سداورت لگوایا تھا۔
اُس نے آگے بڑھ کر بھنڈاریوں سے پوچھا۔ تم اس شخص کو کھانا کیوں نہیں
دیتے ہو؟ [illegible] نے جواب دیا۔ کھانا [illegible]

کھایا۔ کھچڑی کا پرساد جو بچا ہے وہ بڑی مشکل سے ہمارے لیے
کافی ہوگا۔" سیٹھ نے کہا۔ "تم اس شخص کو کھچڑی دے دو۔ تم سب
کو میرے گھر سے کھانا مل جائے گا۔" کرمچاریوں نے اب راجہ جنک سے کہا
"اچھا بھائی۔ کوئی برتن لاؤ۔ جس میں کھچڑی ڈال دیں۔" راجہ کے پاس
برتن کہاں سے آتا۔ ادھر ادھر تلاش کرنے پہ ایک کمہار کے گھر
کے باہر سے اُسے مٹی کے برتن کا ایک ٹکڑا مل گیا اور اُس نے اُس
میں کھچڑی ڈلوالی۔ اب وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کہاں بیٹھ کر کھچڑی کھاؤں۔
کہ اتنے میں دو بیل وہاں آ گئے۔ جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ ان کو
دیکھ کر راجہ ایک طرف کو بھاگا تو کھچڑی والے برتن کا ٹکڑا زمین پہ
گر کر چور چور ہو گیا اور راجہ بھی گھبرا کر زمین پہ گر پڑا۔ زمین پہ
گرتے ہی راجہ کی آنکھ کھل گئی۔ اور اُس نے اپنے آپ کو راج سنگھاسن
پہ بیٹھا پایا۔ راجہ کو اب پتہ لگا کہ اُس نے جو کچھ دیکھا تھا وہ ایک
سوپن ہی تھا۔ لیکن وہ دل میں حیران تھا کہ اتنے تھوڑے عرصہ
میں اُس نے اتنا لمبا اور بھیانک سوپن جو دیکھا تھا وہ حقیقت
تھا یا نہیں۔ سوپن کا سب حال بتاتے ہوئے وہ اپنے وزیروں اور
درباریوں سے پوچھنے لگا "یہ سچ ہے یا وہ سچ ہے۔" لیکن کوئی
بھی تسلی بخش جواب نہ پا کر جیسے کہ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔
راجہ جنک نے منادی کروا دی۔ کہ جو شخص اُس کے سوال کا صحیح جواب
دے گا وہ اس کو سو گؤئیں انعام میں دیگا۔ جن کے سینگ سونے سے
منڈھے ہوں گے۔ اور اگر جواب غلط ہوا تو اُس شخص کو جیل
میں ڈال دیا جائے گا۔ انعام کے لالچ میں بہت سے لوگ جواب دینے کو

آئے لیکن اُن میں سے کوئی بھی راجہ کی تسلی نہ کروا سکا۔ اور اس طرح چودہ سو برہمن اور دُوسرے لوگ جیل میں ڈال دئے گئے۔

اشٹاوکر کا پتا کہوڈ رشی بھی اُن برہمنوں میں شامل تھا جو راجہ کی جیل میں تھے۔ اس لئے اشٹاوکر کی ماتا اُس کو اپنے پتا رشی اُدیالک کے پاس لے گئی۔ اشٹاوکر کو اپنے پتا کے بارے کچھ معلوم نہ تھا اور وہ اپنے نانا رشی اُدیالک کو ہی اپنا پتا سمجھتا تھا۔ ایک دن وہ ندی پر سنان کرنے جا رہا تھا۔ کہ گاؤں کے کچھ لڑکے اکٹھے ہو کر اُس کے جسم کا مذاق اُڑانے لگے۔ اتنے میں ایک اور لڑکا وہاں آ کر اُن کو کہنے لگا "اشٹاوکر کو تنگ مت کرو۔ تم جانتے نہیں کہ اس کا نانا اُدیالک رشی اتنا کرودھی ہے۔ اگر اُس کو پتہ لگ گیا کہ تم اشٹاوکر کا مخول اُڑاتے ہو تو وہ شاپ دیکر تم کو بھسم کر دیگا"۔ یہ سُنکر اشٹاوکر وہیں سے گھر واپس لوٹ آیا اور اپنی ماتا سے پُوچھنے لگا "ماتا جی اگر اُدیالک رشی جو میرے نانا ہیں تو میرے پتا جی کون ہیں؟ اور وہ اس وقت کہاں ہیں؟" اشٹاوکر کے ضد کرنے پر اُس کی ماتا نے اُس کو سب حال بتا دیا کہ کس وجہ سے اُس کے پتا کہوڈ رشی راجہ جنک کی جیل میں ہے۔ یہ سُنتے ہی اشٹاوکر نے گھور پرتگیا کر لی۔ کہ جب تک وہ اپنے پتا کو راجہ جنک کی جیل سے رہا نہیں کروائیگا وہ ان کھانا تو کیا ان کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اُدیالک رشی کو اشٹاوکر کی لیاقت کا پتہ تھا۔ اس لئے جب اُس کو اشٹاوکر کی پرتگیا کا پتہ لگا اُس نے اُسی وقت اپنے بڑے لڑکے کو کہا کہ وہ دُوسرے دن اشٹاوکر کو کندھے پر اُٹھا کر متھلا پوری لیجائے جو وہاں

سے لگ بھگ ناوہ کوس تھی۔ اور وہاں جاکر وہی کچھ کرے جو
اشٹاوکر کہے۔ دوسرے دن متھلاپوری پہنچ کر اشٹاوکر نے دیکھا
کہ راجہ جنک کی سواری بازار میں سے جارہی ہے اور سپاہی راستہ
خالی کروا رہے ہیں۔ اشٹاوکر نے اپنے ماموں سے کہا کہ اُس کو راستہ
میں بٹھادے اور اُس نے ویسا ہی کردیا۔ سپاہی کہنے لگے "ارے
بالک تُو کون ہے؟ اُٹھ راستہ چھوڑ۔ راجہ کی سواری آرہی ہے۔"
اشٹاوکر نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے تمہارا راجہ اور تم سب
اندھے ہیں جو ایک برہمن بالک کو نہیں پہچان سکتے۔ راج نیتی کے
مطابق ایک راجہ کو بھی برہمن کے لئے راستہ چھوڑنا پڑتا ہے۔ میں
جیل جانے والا برہمن نہیں ہوں۔ بلکہ جو لوگ جیل میں ہیں اُن سب کو
رہا کروا کے دم لوں گا۔" یہ بات راجہ جنک کے کان میں پڑی تو
اُس نے سوچا کہ یہ بالک ضرور کوئی رشی بالک ہے۔ اور وہ ہاتھی
سے اُتر کر آپ اشٹاوکر سے پوچھنے لگا۔ "رشی بالک تم کیا چاہتے
ہو؟" اشٹاوکر نے جواب دیا۔ "راجن میں آپ کے سوال کا جواب
دینے آیا ہوں۔ آپ شہر میں آج ہی منادی کروادیں۔ جنہیں نے میرا
جواب سننا ہو وہ کل راج دربار میں پہنچ جائے۔ پھر میری یہ شرط
ہے کہ اگر میرا جواب صحیح ہوا تو آپ کو وہ سب لوگ رہا کرنے ہوں گے
جو اس وقت غلط جواب دینے کی وجہ سے آپ کی جیل میں سڑ
رہے ہیں۔ راجہ جنک نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔

اُس کے بعد راجہ جنک اشٹاوکر کو اپنے محل میں لے گئے۔
اور اُس کی ٹہل پان کرنے کے لئے کہا۔ پر اشٹاوکر نے صاف کہہ دیا کہ

وہ پرتگیا کر چکا ہے کہ جب تک وہ جیل میں پڑے ہوئے برہمنوں اور دوسرے لوگوں کو آزاد نہیں کروا لیتا وہ اَن نہیں کھائے گا۔

دوسرے دن راج دربار میں بہت رونق تھی۔ لوگوں کو یہ دیکھنے کا شوق تھا کہ اتنا چھوٹا سا بچہ راجہ جنک کے سوال کا کیا جواب دیتا ہے۔ اشٹاوکر راجہ جنک کے ساتھ دربار میں داخل ہوا تو پاؤں ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گر پڑا۔ یہ دیکھ کر سب درباری ہنسنے لگ پڑے اور راجہ جنک کو بھی کچھ ہنسی آ گئی —
اشٹاوکر نے کہا۔ راجن!" یہ سبھی لوگ تو چمڑے کے بیوپاری ہیں اور ان کی نظر شریر کی چمڑی تک ہی جاتی ہے۔ پر آپ تو گیانی ہیں۔ پھر آپ کو کیوں ہنسی آئی۔" راجہ جنک نے کہا رشی بالک" مجھ سے بھول ہو گئی ہے جس کے لئے میں کشما چاہتا ہوں"
اپنے سنگھاسن پہ بیٹھ کر راجہ جنک نے اشٹاوکر سے کہا۔
" اچھا۔ رشی بالک! اب تم میرے سوال کا جواب دو۔ بتاؤ کہ یہ سچ ہے کہ وہ سچ ہے؟" اشٹاوکر نے جواب دیا" مہاراج۔ نہ یہ سچ ہے نہ وہ سچ ہے۔ کیول برہم ہی سچ ہے۔ باقی سب کچھ مِتھیا اور فرضی ہے۔" راجہ جنک اشٹاوکر کا جواب سنکر خوش ہو گیا اور اشٹاوکر کے کہنے پہ اس نے سارا سوپن کھول کر سُنا دیا۔ سب درباری راجہ جنک کے سوپن کا وِستار اور رشی بالک اشٹاوکر کا جواب سُنکر بہت حیران ہو گئے۔ اور اشٹاوکر کی بدھی اور لیاقت کی تعریف کرنے لگے۔ اس کے بعد جیسا کہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں راجہ جنک نے اشٹاوکر کو اپنا گورو بنا لیا۔

اب راجہ جنک نے خوشی ہو کر حکم دیا کہ اس سلسلے میں جو برہمن اور دوسرے لوگ قید کئے جا چکے ہیں اُن کو رہا کر دیا جائے۔ اشٹاوکر نے اپنے پتا کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ اُس کو پہچانتا کیسے۔ اُس نے راجہ جنک سے کہا کہ سب قیدی باہر نکلتے ہوئے اپنا نام اور گوتر بتائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اب کہوڈ رشی نے اپنا نام اور گوتر بتایا تو اشٹاوکر نے اُس کو پہچان کر نمسکار کیا۔ کہوڈ رشی اپنے بیٹے کی لیاقت کی کہانی سُنکر بہت خوش ہو گیا اور اُس نے پریم سے اشٹاوکر کو گلے لگا لیا۔ راستہ میں سمونگ نام کا ایک گنڈ آتا تھا اور اپنے پتا کے کہنے پر جب اشٹاوکر نے اُس میں سنان کیا۔ تو اُس کے شریر کے سب خم جاتے رہے۔ اُس کا شریر بالکل ٹھیک ہو گیا

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ شیر کے بچے اور راجہ جنک کے گیان کی کہانی سُنکر ہماری آنکھیں کھُل گئی ہیں۔ پر ایک عام انسان کے لئے اپنے آپ کو پرماتما یا برہم سمجھ لینا آسان نہیں۔

مہاتما جی۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں تو خود آپ کو بتا چکا ہُوں کہ گیان کا راستہ بہت مشکل ہے۔ پر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم برہم کا روپ نہیں ہیں۔ جس طرح شیر کا بچہ اپنے آپ کو بھیڑ یا بکھتا رہا۔ جب تک اُس کو شیر نے اُس کا عکس پانی میں نہ دکھایا اور راجہ جنک اتنا گیانی ہوتے ہوئے بھی رشی بالک اشٹاوکر کو ملنے سے پہلے یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ سوپن والی بات سچ ہے یا اس جیون کی۔ اسی طرح جب تک کوئی پورن گورو یا مہا پُرش آپ کو آپ کا اصلی روپ نہ دکھائے آپ کو وشواس ہی نہیں آئے گا کہ آپ پرماتما

کا سروپ ہیں۔

گورو کی مہما

جگیاسو۔ مہاتما جی کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ جب تک ہم کسی کو گورو نہ بنائیں ہمیں آتم گیان نہیں ہو سکتا۔

مہاتما جی۔ آپ کے سوال کا جواب ہاں بھی ہے اور نہیں بھی۔ ایک سادھارن پُرش کے لئے جس کو پرماتما کے بارے میں کچھ بھی جانکاری نہیں کسی آتم گیانی مہاپُرش کی شرن میں جانا ضروری ہے۔ جو سچا گورو ہو گا وہ اگیان کے اندھیرے کو دور کر دے گا۔ اور اُس پُرش کو گیان کا پرکاش دکھا دے گا۔ لیکن جس شخص کو اپنے آتما میں پورن وشواس ہے اور پرماتما کے نام کے سمرن، کیرتن یا ست سنگ کا شوق ہے وہ دھیرے دھیرے ان کا ابھیاس کرتا ہوا کسی گورو کی سہائتا کے بغیر بھی ایک دن آتم گیان کو پراپت کر سکتا ہے۔ اُس کے لئے اُس کا اپنا آتما ہی شریشٹ گورو ہے۔ اور اُس کو کسی دوسرے گورو کی ضرورت نہیں۔

جگیاسو۔ مہاراج اچھے گورو کی پہچان کیا ہے؟

مہاتما جی۔ اچھا گورو اپنے چیلے یا شش کو اندھ وشواس کا اُپدیش نہیں دیتا اور اُس سے روپیہ بٹورنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ اُس کو صاف کہہ دیتا ہے کہ وہ تو اُسے راستہ بتا سکتا ہے۔ صحیح گیان پانے کے لئے اُس کو آپ محنت کرنی پڑے گی۔ ایسے گورو کے لئے امیر

عجیب ایک سے ہوتے ہیں۔ جس طرح دریا اچھے اور بُرے پُرش کو برابر پانی دیتے ہیں۔ جس طرح سورج ہر اچھے اور بُرے پُرش کو روشنی دیتا ہے اور جس طرح پھول اچھے اور بُرے ہر پُرش کو خوشبو دیتے ہیں۔ اُسی طرح پُورن گورو ہر شخص کو گیان کا امرت پلا دیتا ہے۔

ہمارے گرنتھوں میں تو گورو کو دیوتاؤں سے بھی بڑا درجہ دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اس شلوک سے ظاہر ہوتا ہے۔

گورو برہما۔ گورو وشنو۔ گورو دیوا مہیشورا
گورو ساکشات پرم برہم تسمئی شری گورو دے نمہ

ارتھ: گورو برہما ہے۔ گورو وشنو ہے۔ گورو مہا دیو ہے اور گورو ہی ساکشات برہم ہے۔ اس لئے میں شری گورو دیو جی کو نمسکار کرتا ہوں۔

اسی طرح رام چرت مانس میں بھی گوسائیں تلسی داس نے لکھا ہے
گورو بن بھونِدھی ترے نہ کوئی ۔ جو برنچی شنکر سم ہوئی
ارتھ۔ گورو کے بنا کوئی پُرش بھوساگر کو پار نہیں کر سکتا۔ چاہے وہ برہما اور شو جی کے سمان بھی کیوں نہ ہو۔
گورو کے بچن پرتیت نہ جیہی ۔ سپنے ہو سکھ سُدھ نہ تیہی
ارتھ۔ جن کو گورو کے بچنوں پر وشواس نہیں اُن کو سپنے میں بھی سُکھ اور سِدھی نہیں مل سکتی۔

آتم گیان

جگیاسو - مہاراج آج کل جن لوگوں نے گرو دھرم کا آڈمبر رچا ہوا ہے وہ گرو دکشنا پہلے مانگتے ہیں - اور گرو منتر بعد میں دیتے ہیں - اُن کی نظر تو چیلے کی جیب پہ ہی رہتی ہے پھر ہم پورن گرو کہاں ڈھونڈتے پھریں؟ کرپا کر کے آپ ہی کوئی سادھن بتا دیں - جس کا ابھیاس کر کے ہم آتم گیان کا لابھ اُٹھا سکیں -

مہاتما جی - اچھا بھئی - اپنی بُدھی کے انوسار میں آپ کو کچھ سادھن بتا دیتا ہوں - اُن پہ عمل کرنا آپ کا کام ہے - کسی دوائی کا نام لینے سے روگ دُور نہیں ہو سکتا - روگ تو تبھی دُور ہوگا جب نیت کئے ہوئے انوپان کے ساتھ دوائی کا استعمال کیا جائے گا - ہمارے شاستروں نے گیان یوگ کے ابھیاس کے لئے تین فارمولے بتائے ہیں - (1) سرو کھلودم برہم (2) تت تومسی (3) اہم برہم اسمی - اِن میں سے کسی ایک کا ابھیاس کرنے سے گیان پراپت ہو سکتا ہے - اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان تینوں کا مطلب بھی ایک ہی ہے - پہلے کا شبد ارتھ ہے "یہ سب کچھ برہم ہے" دوسرے کا ارتھ ہے "تم برہم ہو" اور تیسرے کا ارتھ ہے "میں برہم ہوں" اِن تینوں کا اصلی مطلب یہی نکلتا ہے کہ اس سارے برہمانڈ میں پرماتما یا برہم ہی برہم سما رہا ہے - وہ ایک ہے اور کل ہے - اُس کے سوائے دوسری کوئی ہستی نہیں - اُس سے نہ آپ الگ ہیں نہ میں -

لیکن اِن سادھنوں کو صرف جان لینے سے کام نہیں چلے گا۔ بلکہ اُن پر لگاتار سوچ وچار کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ مثال کے طور پر اگر آپ پہلے سادھن کا ابھیاس کرتے ہیں۔ تو کچھ دیر کے بعد آپ کو وشواس ہو جائے گا کہ سارے برہمانڈ میں پرماتما کے سوائے دوسری اور کوئی ہستی نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ، میں، آپ دوسرے سب لوگ بلکہ سب جیو جنتو اور بے جان چیزیں بھی ایک ہی برہم کا انش ہیں اور ایک دوسرے سے ہرگز الگ نہیں۔ " ایکو برہم دُتیا ناستی"۔ یعنی ایک برہم ہی برہم سب جگہ پر چھا رہا ہے اور دوسری کسی ہستی کا کوئی وجود نہیں۔ جب ہم سمجھنے لگیں گے کہ ہم سب ایک ہیں اور بیگانہ کوئی نہیں پھر میرے اور تیرے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا اور جب ہماری نظر میں کوئی غیر ہوگا ہی نہیں پھر ہم کس سے جھگڑا کریں گے اور کس سے نفرت کریں گے۔ اُس حالت میں ہم پراتی ماتر سے پریم کرنے لگیں گے اور بھید دوئی بھاو کے ختم ہوتے پر ہمارا جیون آنند مئے ہو جائے گا۔ یہی حال دوسرے اور تیسرے سادھن کا ہے۔ کیونکہ اچھی طرح سوچنے پر پتہ چلتا ہے کہ اُن کا مطلب بھی یہی نکلتا ہے کہ سارے برہمانڈ میں برہم ہی برہم سما رہا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ سارے برہمانڈ میں ایک ہی ہستی سمائی ہوئی ہے۔ جس کا آنکھوں سے دیکھنا ممکن نہیں۔ ہم کو اِس برہمانڈ میں جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے وہ ایک طرح سے سب فرضی اور عارضی ہے۔ "برہم ستیم جگت متھیا" یعنی ایک برہم ہی ستیہ ہے۔ یہ جگت فرضی ہے۔

گورو گرنتھ صاحب میں بھی اس کا اسی طرح ذکر آتا ہے "دِرِشٹمان ہے سکل مِتھیا" اور "جو دِستے سو سکل وِناشے" جس کا ارتھ بھی ہے کہ ہم کو جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ سب جھوٹا اور ناشوان ہے اسی طرح اُپنشد بھی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ "ایکو برہم وِپرا بہوُدھا ودنتی" جس کا مطلب ہے کہ سچائی یا برہم ایک ہی ہے پر وِدوان لوگ اس کو الگ الگ طریقے سے بیان کر رہے ہیں۔

آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ گو بھارت میں ہم لوگ اپنی پرانی سبھیتا کا مذاق اڑا رہے ہیں پر دنیا کے دوسرے بڑے بڑے فلاسفر ہندو دھرم کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ امریکہ میں ایک فلاسفر بیسویں صدی میں ہو گزرا ہے۔ جس کا نام "کارڈن جوڈ" تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں دنیا کے سب دھرموں کی خوب اچھی طرح چھان بین کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر سب مذہب ٹھیک ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے اُپنشدوں میں جن اصولوں کا ذکر ہے اُن کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔ اور ایک وقت آئے گا جب کہ ساری دنیا کا ایک ہی مذہب ہو گا جس کا آدھار ہندوؤں کے اُپنشدوں پر ہو گا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی بھوشیہ بانی درست ثابت ہو رہی ہے۔ امریکہ میں ایک سوسائٹی بن چکی ہے جو دنیا بھر میں "ہرے رام ہرے کرشنا" کی دھن پھیلانے کا کام کر رہی ہے۔ اور اب تک لاکھوں کی تعداد میں اس سوسائٹی کے ممبر بن چکے ہیں۔ جو شراب اور گوشت کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ گیروے کپڑے پہنتے ہیں۔ سر پہ چوٹی رکھتے ہیں۔ اور ماتھے پہ تلک

لگاتے ہیں۔ وہ ساری دُنیا کو کیرتن کا پیغام دے رہے ہیں، اور سب کو بتا رہے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے اُپنشدوں جیسا کوئی گرنتھ نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر سب مذہبوں کے پیروکار (انویائی) اپنی آنکھوں سے اندھ وشواس کی پٹی اُتار کر ایک گول میز پہ بیٹھ کر اپنے وچار ایک دوسرے کے سامنے رکھیں تو اُن کو صاف پتہ چل جائے گا کہ سب مذہبوں کے بُنیادی اصُول ایک ہی ہیں اور آج بھی اپنے اپنے اِشٹ کی نسبت دیا ہے وہ اُسے کسی بھی نام سے پکارے اُن کا وہی درشٹی کون ہے جو ہندوؤں کا برہم کی نسبت ہے۔ میں ابھی ابھی آپ کو بتا چکا ہوں کہ اُپنشد پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ "ایکو برہم دوِتیا ناستی" یعنی برہم ایک ہے اور دُوسری کوئی ہستی نہیں۔ آیئے ہم دیکھیں کہ اِس بارے میں دُوسرے مذہب کیا کہتے ہیں۔

سب سے پہلے مُسلمانوں کے مذہب کو لیجئے۔ اُن کی دھارمک کتاب (قرآن شریف) میں ڈنکے کی چوٹ پہ کہا گیا ہے "لا الٰہ الا اللہ" جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوائے دُوسری کوئی ہستی نہیں

اسی طرح سکھوں کے گرنتھ صاحب میں بار بار کہا گیا ہے "اِک اونکار ست گُور پرساد" جس کا ارتھ ہے کہ پرماتما ایک ہے وہ ابناشی ہے سب سے بڑا ہے اور آنند سروپ ہے۔

اب رہا عیسائی مذہب کا سوال۔ اُن کی دھارمک کتاب بائیبل میں حضرت عیسٰے مسیح نے صاف کہہ دیا ہے: ———

"I and my Father are one" جس کا مطلب ہے

کہ میں اور میرا پتا (خدا) ایک ہیں۔ اس کا تو مطلب یہی ہوا
کہ خدا کے سوائے کوئی اور ہستی نہیں۔

خدا بن نہیں اور کوئی بھی ہستی
جہاں دیکھیں عارف [illegible] رہا ہے
یہ جتنے بھی جیو اور جنتو جہاں میں
نظر سب میں مجھ کو خدا آ رہا ہے

اب میں کچھ نہیں کہوں گا۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیں۔
کہ اس برہمانڈ میں برہم یا پرماتما کے علاوہ دوسری کوئی ہستی
ہے یا نہیں۔

میں کون ہوں؟

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ نے گیان یوگ کے ابھیاس کے لئے
جو تین فارمولے بتائے ہیں وہ سب ہی بہت کمال کے ہیں۔ آپ کیا
کوئی اور سادھن ان سے بھی آسان ہے جس پر ہر ایک انسان عمل
کر سکے۔

مہاتما جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال اپنے لئے نہیں
بلکہ عام لوگوں کے لابھ کے لئے پوچھ رہے ہیں۔ میں اس بات
سے بہت خوش ہوں اور ایک ایسا نادر نسخہ بتاؤں گا جس پر
ہر شخص آسانی سے عمل کر سکے۔ غور کیجئے ہم سب ہر وقت یہ
کہتے ہیں۔ میرا نام یہ ہے۔ یہ کام میں نے کیا ہے۔ یہ شریر میرا

ہے۔ کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ وہ "میں" کون ہے؟
ہم کہتے ہیں کہ یہ جسم میرا ہے۔ یہ ہاتھ میرا ہے۔ یہ پاؤں میرا
ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ "میں" یہ جسم نہیں اور نہ
ہی ہاتھ یا پاؤں۔ بلکہ اس جسم یا پاؤں اور ہاتھ کا مالک
کوئی اور ہے جو اپنے آپ کو اس کا مالک کہتا ہے۔ ذرا سوچیے
وہ "میرا" کہنے والا کون ہے؟ ہمارے جسم کو ذرا سی چوٹ لگ
جائے تو ہم دکھ محسوس کرتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد ہمارے جسم
کو تلوار سے کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے تو ہمارے جسم کو کوئی
دکھ محسوس نہیں ہوتا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ دکھ کو محسوس کرنے
والا "وہ" کون ہے؟ اس طرح اگر آپ ہر وقت اپنے من میں
سوچتے رہیں گے کہ یہ "میں" کون ہے؟ یا "میں" کون ہوں تو
کچھ دیر کے بعد آپ خود ہی سمجھ جائیں گے کہ ہمارا جسم یا شریر
"میں" نہیں ہو سکتا۔ ہمارے جسم کو جلایا جا سکتا ہے۔ اس کو
کاٹا جا سکتا ہے۔ اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے۔
لیکن ہماری "میں" کو نہ کوئی کاٹ سکتا ہے نہ جلا سکتا ہے۔
اور اس کو نہ پانی گیلا کر سکتا ہے۔ نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔
ہماری "میں" جاگتے ہوئے ہی نہیں بلکہ سوپن اوستھا میں بھی
جوں کی توں موجود رہتی ہے۔ چونکہ سوپن کے بعد ہم کہنے لگتے
ہیں کہ "میں" نے سوپن میں یہ دیکھا اور وہ دیکھا۔ اس "میں"
کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ ہماری "میں" سب کی "میں" ہے۔
اسی کو آتما کہتے ہیں۔ اسی کو پرماتما کہتے ہیں۔ اور اسی کو برہم کہتے

ہیں۔ اس لئے اگر ہم ہر وقت سوچتے رہیں گے کہ "میں" کون ہوں
تو ہم کو آپ ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم سب سچ مچ پرماتما
کا روپ ہیں۔ جو سارے برہمانڈ میں چھایا ہے اور اس کے سوا
اور کوئی شے نہیں۔

آتما کو گر سمجھنا ہے تو ہر دم سوچ تو
کون ہوں میں کون ہوں میں کون ہوں

مہرشی رمن کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ وہ بیسویں صدی
کے بہت پرسدھ مہاپرش ہو چکے ہیں۔ جن کو ساری دنیا میں بھگوان
کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آتم ساکشاتکار کا یہ سب سے
آسان سادھن ہے جو انہوں نے ہمارے سامنے دکھا ہے۔ کلجگ
میں آتم گیان پانے کا سچ مچ یہ آسان سادھن ہے جس پر ہر
شخص عمل کر سکتا ہے۔ اس سادھن کا ابھیاس کر کے ہم جلدی
سمجھ جائیں گے کہ ہماری "میں" دراصل آتما ہے اور ہم سب ایک
ہی پرماتما یا برہم کا روپ ہیں۔ جو ست چت آنند ہے۔ یہ گیان
ہو جانے پر پھر ہم جیون بھر آنند ہی آنند محسوس کریں گے۔

میں نے آپ کو آتم گیان کا ابھیاس کرنے کے لئے کئی سادھن
بتا دئے ہیں۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ ان میں سے آپ کو جو بھی
اچھا لگے پوری لگن اور شردھا سے اس پر عمل کر کے دیکھیں۔
لیکن اس بات کو دل سے کبھی نہ بھلائیں کہ آتما اور پرماتما میں
کوئی بھید نہیں اور آپ سب پرماتما کا ہی روپ ہیں۔ رام چرت
مانس کے انوسار جب کاگ بھشنڈی جی لومش رشی کے پاس گیان

سمجھنے کے لئے کہ جو تھے لوش رشی نے شروع میں کہا تھا "ایک برہم اجنما - ادویت - گن رہت اور سب کا سوامی ہے۔ اس کی نہ کوئی کلا ہے نہ کوئی اِچھا ہے۔ اُس کا نہ کوئی نام ہے نہ کوئی رُوپ ریکھا اُس کو انوبھو سے ہی جانا جا سکتا ہے۔ وہ اکھنڈ۔ انوپم۔ اندریو سے پرے۔ نرمل اور ابناشی ہے۔ اُس میں نہ کوئی دوش ہے۔ نہ کوئی اُپادھی اور وہ سُکھ کا بھنڈار ہے۔ وید کہتے ہیں کہ اُس میں اور تجھ میں کوئی بھید نہیں۔ جیسے جل کی لہر اور جل میں کوئی بھید نہیں ہوتا۔

اب اس سلسلے میں میں کچھ دوہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں دھیان سے سُنئے۔

عارف من میں سوچ تو کون ہے تیری ہستی
تیری ہستی ہے آتما جو ہے سب کی ہستی
عارف تو یہ دیہہ نہیں بات میری تو مان
تو ہے پیارے آتما جو ہے سب کی جان
عارف تو اگیان بس سمجھے خود کو تن
تو انوپ سروپ ہے کہیں لوگ پروین
اپنے اصلی روپ کو عارف تو پہچان
تو ہے سچ چت آتما تو ہے خود بھگوان
[illegible] کے بیچ ہو جاوے آگیان
عارف اپنے روپ کی گر تو لے پہچان

کرم کا چکر

جگیاسو۔ جب جانا جیو آتما پرماتما کا انش ہے تو اُس کو
ہمیشہ نرلیپ رہنا چاہئے۔ پھر یہ کرم کا کیا چکر ہے؟

مہاتما جی۔ شریمد بھگوت گیتا کے چودھویں ادھیائے میں بھگوان
کرشن نے صاف کہدیا ہے کہ جیو آتما بھی ہمیشہ نرلیپ اور نروکار
ہے۔ پرمایا یا پرکرتی تین گنوں کا سہارا لیکر پرانی ماتر کو طرح
طرح کے ناچ نچا رہی ہے۔ کل برہمانڈ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان
تین گنوں کے کارن ہی ہو رہا ہے۔ اچھے اور برے کرموں کا کارن
بھی گن ہیں جیسے کہ ان شلوکوں سے ظاہر ہوتا ہے

شلوک ۵۔ ہے ارجن! ستوگن۔ رجوگن اور تموگن پرکرتی
سے پیدا ہونے والے یہ تین گن ابناشی آتما کو شریر سے باندھ رکھتے ہیں

شلوک ۶۔ ان میں ستوگن جو شدھ۔ نرمل اور پرکاش سروپ
ہے۔ آتما کو سکھ اور لگاؤ کے بندھن میں ڈال رکھتا ہے۔

شلوک ۷۔ راگ روپی رجوگن کو تو کامنا اور لگاؤ سے پیدا
ہوا جان۔ یہ جیو آتما کو کرم کے پھل کی خواہش سے باندھ رکھتا ہے۔

شلوک ۸۔ سب لوگوں کو موہ میں ڈالنے والے تموگن کو تو اگیان
سے پیدا ہوا جان۔ یہ جیو آتما کو واستا سستی اور نیند سے
باندھ رکھتا ہے۔

شلوک ۹۔ ہے ارجن! ستوگن ہر ایک شخص کو سکھ کے لگاؤ سے

باندھ رکھتا ہے۔ رجوگن ہر ایک شخص کو کرم میں لگاتا ہے اور تموگن سب گیان کو ڈھک کر ہر پرش کو واسنا کے چکر میں ڈال دیتا ہے۔

شلوک ۱۰۔ رجوگن اور تموگن کو دبا کر ستوگن اپنا اثر ڈالنے لگتا ہے۔ رجوگن اور ستوگن کو دبا کر تموگن بڑھ جاتا ہے۔ اور تموگن و ستوگن کو دبا کر رجوگن اپنا کام کرتا ہے۔

شلوک ۱۱۔ جس وقت اس شریر کے سب دروازوں (ذہن اور اندریوں) میں پرکاش موجود ہو۔ اُس وقت سمجھنا چاہئے کہ ستوگن پردھان ہے۔

شلوک ۱۲۔ لوبھ واسنا۔ کرم کرتے میں رُچی گھبراہٹ اور دِشے بھوگوں کی خواہش یہ سب رجوگن کے پردھان ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

شلوک ۱۳۔ ہے ارجن۔ اگیان۔ کام سے جی چرانا۔ فضول واسناؤں کا پیدا ہونا اور موہ یہ سب تموگن پردھان ہونے کی نشانیاں ہیں۔

شلوک ۱۴۔ اگر جیو آتما ستوگن کے پردھان ہونے پر شریر کو چھوڑتا ہے تو وہ اُن لوگوں میں چلا جاتا ہے جن میں شُبھ کرم کرنے والے لوگ رہتے ہیں۔

شلوک ۱۵۔ جب رجوگن پردھان ہو اس وقت شریر کو چھوڑ کر جیو آتما اُن لوگوں میں دوبارہ جنم لیتا ہے جہاں کرم سے پریم ہو اور جیو آتما تموگن پردھان ہونے پر شریر کو چھوڑتا ہے وہ [illegible] یونیوں میں جنم لیتا ہے۔

شلوک ۱۶۔ ستوگن سے پیدا ہونے والے کرم کا پھل سا تو ک [illegible] بتایا گیا ہے۔ رجوگن سے پیدا ہونے والے کرم کا پھل دُکھ

ہوتا ہے۔ اور تموگن سے پیدا ہونے والے کرم کا پھل اگیان ہے۔

شلوک ۱۷۔ ستوگن سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ رجوگن لوبھ کو پیدا کرتا ہے۔ اور تموگن سے ستی۔ موہ اور اگیان پیدا ہوتے ہیں۔

شلوک ۱۸۔ ستوگن والے پرُش اوپر والے لوک (سورگ) میں جاتے ہیں۔ رجوگن والے پرُش درمیان والے لوک (اس دُنیا) میں جنم لیتے ہیں۔ اور تموگن والے لوگ نیچے لوک (پاتال) میں جا گرتے ہیں۔

ان شلوکوں کا بھاوارتھ یہی ہے کہ کل برہمانڈ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب مایا سے پیدا ہوئے والے تین گنوں کا ہی کھیل ہے۔ جیوآتما ہمیشہ ساکشی یا درشٹا ہے اور آپ کچھ نہیں کرتا اسی لئے وہ پرماتما کی طرح ہمیشہ نرلیپ ہے۔

حگیاسو۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان ان تین گنوں کے کارن ہی کرم کے چکر میں پڑا رہتا ہے۔ ان گنوں پر قابو پانے کا کوئی اُپائے ہو تو بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ آپ کا کہنا ٹھیک ہے۔ سب کرموں کا کارن یہ تین گن ہی ہیں۔ جو پرکرتی یا مایا سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان گنوں پر قابو پانے کے لئے ہمیں آتم گیان دوارا اپنے آتما کو پہچاننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آتم گیانی پُرش پر یہ گن اپنا اثر نہیں ڈال سکتے۔ اس سلسلے میں بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کے کچھ شلوک میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جو پہلے بھی آپ کو بتا چکا ہوں۔

شلوک ۴۵۔ ہے ارجن! ویدوں میں تین گنوں کا ہی ذکر ہے تو ان گنوں سے اوپر اُٹھ جا۔ دُکھ اور سُکھ کے جوڑوں کا مجھ پر

کچھ اثر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور تجھ کو اپنا من اُس ہستی پر جمانا
چاہیئے۔ جو ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ دھن دولت کا لالچ مت کر۔
اور اپنی آتما کو پہچان۔

شلوک ۴۶۔ جو بدھیمان پُرش برہم کو اچھی طرح پہچان لیتے
ہیں اُن کے لیئے ویدوں کا اُتنا ہی لابھ ہے جتنا سب طرف پانی ہی
پانی ہونے والی جگہ پر تالاب کا لابھ ہوتا ہے۔

پھر تیسرے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے اس طرح فرمایا ہے۔
شلوک 27 - سب کرم پرکرتی کے گنوں دوارا ہی کیئے جاتے ہیں
پر انجان پُرش اہنکار کے کارن یہ سمجھتا ہے کہ میں کرتا ہوں۔

شلوک 28۔ ہے ارجن! گُن اور کرم کے بھید کو جاننے والا پُرش
یہ سمجھ کر لگاؤ میں نہیں پھنستا کہ گُن ہی گنوں میں کھیل رہے ہیں۔

شلوک 29 - جو لوگ پرکرتی کے گنوں کے کارن گمراہ ہو جاتے
ہیں وہ گُن اور کرم میں پھنسے رہتے ہیں۔ سمجھدار پُرش کو چاہیئے کہ
وہ بے سمجھ اور انجان لوگوں کو کبھی وہم میں نہ ڈالیں۔

آگے چل کر چودھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن گُنوں پر
قابو پانے کا یہ اُپائے بتایا ہے۔

شلوک ۱۹ جب بدھیمان پُرش اچھی طرح سمجھ لیتا ہے۔ کہ سب
کرموں کا کارن یہ تین گُن ہی ہیں۔ اور آتما ان تین گنوں سے نیارا
ہے۔ تب وہ مجھ کو پا لیتا ہے۔

شلوک 20 - شریر کو پیدا کرنے والے ان تین گنوں سے اوپر
اُٹھ کر انسان موت، بڑھاپا اور دُکھ سے چھٹکارا پا لیتا ہے اور

آنند کا بھاگی بن جاتا ہے۔

ان شلوکوں کو پڑھ کر صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ جب کسی پُرش کو اس بات کا وشواس ہو جاتا ہے کہ جیو آتما اکرتا اور ساکشی ہے تب اُس پہ گنوں کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

گُناتیت پُرش

جگیاسو۔ مہاراج، گنوں کے اوپر اُٹھے ہوئے پُرش کی کیا پہچان ہے؟

مہاتما جی۔ پیارے۔ معلوم ہوتا ہے آج تو آپ کے اندر ارجن کی رُوح آگئی ہے۔ گنوں کا ذکر سُننے کے بعد ارجن نے بھی بھگوان کرشن سے یہی سوال پوچھا تھا۔ لیجئے جواب بھی بھگوان کرشن کی زبانی سُنا دیتا ہوں۔ جو انہوں نے بھگوت گیتا کے چودھویں ادھیائے کے شلوک (22 سے 25) میں دیا تھا۔

جو پُرش ستوگن سے پیدا ہونے والے پرکاش سے، رجوگن سے پیدا ہونے والی کرم کی خواہش سے اور تموگن سے پیدا ہونے والے اگیان سے، اُن کے آنے پر نفرت نہیں کرتا اور اُن کے نہ ہونے پر اُن کی اِچھا نہیں رکھتا۔ جو دُنیا سے بالکل نیارا رہتا ہے۔ اور گنوں ماکے کا دن کبھی نہیں گھبراتا، جو یہ سمجھ کر کہ گن ہی گنوں میں کھیل رہے ہیں ہمیشہ اپنے آتما میں مست رہتا ہے اور اس مستی میں کبھی فرق نہیں آنے دیتا۔ جو اپنے آتما میں مست رہتا ہوا دُکھ

اور سُکھ میں ایک سا رہتا ہے۔ جس کے لئے مٹی، پتھر اور سونا سب برابر ہیں۔ جو سدا دھیرج سے کام لیتا ہے، جس کے لئے اچھا اور بُرا سب ایک جیسا ہے۔ جو نندا، استتی اور مان و اپمان کو ایک سا سمجھتا ہے اور جس کے لئے متر اور دُشمن کا کوئی بھید نہیں۔ سب کرموں میں کرتاپن کے بھاو کو تیاگ دینے والے اُس پُرش کو گُناتیت (گُنوں سے اوپر اُٹھا ہوا) کہتے ہیں۔"

بھگوان کی پریرتا

جگیاسو۔ مہاراج کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پرماتما کی مرضی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہلتا، پھر انسان کو کرم کا پھل کیوں بھوگنا پڑتا ہے

مہاتما جی۔ پیارے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے آپ کو سورج یا دیپک کی مثال سامنے رکھنی چاہیئے۔ سورج یا دیپک کی روشنی کے بغیر سنسار کا کوئی کام نہیں چل سکتا اور اُن کی روشنی میں انسان جو بھی اچھے یا بُرے کرم کرتا ہے اُن کی ذمہ داری سورج یا دیپک پر نہیں بلکہ ان کا پھل انسان کو خود بھوگنا پڑتا ہے۔ سورج اور دیپک ہمیشہ نرلیپ رہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سارے برہمانڈ میں ایک پرماتما یا برہم ہی سمایا ہوا ہے اور ہم جو بھی کام کرتے ہیں اُسی کی چیتن شکتی کا سہارا لیکر کرتے ہیں۔ اُس کی چیتن شکتی نہ ہو تو ہم آنکھیں رکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ زبان رکھتے ہوئے بھی بول نہیں سکتے۔ ناک ہوتے ہوئے بھی سونگھ نہیں سکتے۔ کان ہوتے ہوئے بھی سن نہیں سکتے۔ اور ہاتھ و پاؤں رکھتے ہوئے بھی کچھ

کام نہیں کر سکتے۔ لیکن سورج اور دیپک کی طرح پرماتما ہم کو کرم کرنے کی شکتی ہی دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ فلاں کام کرو فلاں کام نہ کرو۔ ہم کرم جو بھی کرتے ہیں اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ اس لئے لازمی طور پر اُس کا پھل ہم خود کو بھوگنا پڑے گا۔ پرماتما کا دوسرا نام ہی برہم ہے جو ست چت آنند ہے۔ اُس میں کبھی وِکار نہیں آتا اور وہ ہمیشہ ایک سار رہتا ہے۔

برہمانڈ کی رچنا

جگیاسو۔ مہاراج۔ اگر پرماتما دُنیا کے کسی کام میں دخل نہیں دیتا تو اُس کو برہمانڈ رچنے کی کیا ضرورت ہے۔

مہاتما جی۔ آپ کا سوال تو بہت دلچسپ ہے۔ پر اس کا جواب دینے سے پہلے کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ سورج روشنی کیوں دیتا ہے۔ پھول خوشبو کیوں دیتے ہیں۔ اور آگ گرمی کیوں دیتی ہے؟

جگیاسو۔ مہاراج سورج کا سبھاؤ ہی روشنی دینا ہے پھولوں کا سبھاؤ ہی خوشبو پھیلانا ہے اور آگ کا سبھاؤ ہی گرمی دینا ہے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ اگر آپ سچ مچ ایسا وشواس رکھتے ہیں پھر تو آپ نے اپنے سوال کا جواب خود ہی دے دیا۔ ارے بھائی جس طرح سورج کا سبھاؤ روشنی دینا۔ پھولوں کا سبھاؤ خوشبو

پھیلانا اور آگ کا سبھاؤ گرمی پیدا کرنا ہے اُسی طرح پرماتما کا سبھاؤ ہی اپنے آپ کو Manifest کرنا یعنی ظاہر کرنا ہے۔ جس طرح یہ بتانا ممکن نہیں کہ سورج کا سبھاؤ روشنی دینا کیوں ہے۔ پھولوں کا سبھاؤ خوشبو پھیلانا کیوں ہے اور آگ کا سبھاؤ گرمی دینا کیوں ہے۔ اُسی طرح ہی آپ کو یہ تو نہیں بتا سکتا کہ پرماتما کا سبھاؤ اپنے آپ کو ظاہر کرنا کیوں ہے لیکن اُس کا ایسا سبھاؤ ہونے میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ پرماتما ہر طرح کے سنکلپ اور وکلپ سے رہت ہے۔ اُس کو نہ کوئی کرم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اُس کے من میں کوئی کامنا ہے پھر بھی وہ اپنے سبھاؤ کے کارن اپنے اندر سے اَن گنت برہمانڈ رچتا رہتا ہے۔ اور اربوں سال تک اُن کو قائم رکھتا ہے۔ اُس کی قدرت کو سمجھنا اُتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ اُس کی ہستی کو۔ رام چرتر مانس میں ایک بار بھگوان شوجی نے پاربتی کو کہا تھا۔

رام اترک بُدھی من بانی
مت ہمار اس سنو سیانی

ارتھ۔ بھگوان رام (پرماتما) من اور بدھی سے پرے ہے۔ اُس کی نسبت بحث کرنا فضول ہے۔ ہے پاربتی! ہماری رائے میں اُن کو سمجھنا ممکن نہیں۔

پرماتما کے بنا اس برہمانڈ کی کوئی ہستی نہیں۔ یہ برہمانڈ اُسی ہی سے نکلتا ہے اور پھر اُسی میں ہی سما جاتا ہے۔ پراچین رشیوں نے پرماتما کی تعریف بہت نرالے ڈھنگ سے کی ہے۔ اُنہوں نے کہا ہے

اوم پورن مدا پورن مدم، پورنات، پورن مد چیئتے
پورنسیہ پورن مادائے، پورن میوا، وششیتے

ارتھ - برہم (پرماتما) پورن ہے۔ یہ برہمانڈ بھی پورن ہے۔ برہم ہی سے پورن برہمانڈ کے نکلنے پر بھی برہم پورن ہے۔

اس کے علاوہ پرماتما سوتنتر ہے اور وہ کسی قانون کا پابند نہیں۔ جیسے ابھی ابھی بتایا جا چکا ہے کہ ہمارے من اور بدھی کی دوڑ سے پرے ہے۔ پھر میں آپکو کیا بتاؤں کہ وہ برہمانڈ کو کیوں رچتا ہے؟

کرم یوگ

جگیاسو۔ مہاراج! گیان یوگ کی ویاکھیا کر کے آپ نے ہم پر بڑا اپکار کیا ہے۔ اب اسی طرح کرم یوگ کی ویاکھیا کرنے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ پیارے۔ کرم یوگ کا سار یہ ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ہم کبھی بیکار نہ بیٹھیں۔ ہمارا جو بھی سبھاوک کرم ہے اس کو خوشی خوشی کرتے رہیں۔ اور کام سے کبھی جی نہ چرائیں لیکن ساتھ ہی ہمیں کرم کے پھل کی اچھا نہیں رکھنی چاہئے۔ جو کرم پھل کی اچھا سے کئے جاتے ہیں وہ ہم کو بندھن میں ڈالتے ہیں اور ان کا پھل بھوگنے کے لئے ہم کو بار بار جنم لینا پڑتا ہے۔ پر جو کرم پھل کی اچھا کو تیاگ کر کئے جاتے ہیں وہ ہم کو کسی بندھن میں نہیں ڈال سکتے۔ کرم کئے بنا ہمارے جیون کا نرواہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہم کو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا

ہے۔ اس بارے میں بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے میں بھگوان
کرشن نے کہا ہے۔

شلوک ۴۷۔ ہے ارجن! تجھے صرف کرم کرنے کا ادھیکار ہے
اس کے پھل کا ادھیکار نہیں۔ تو کرم کے پھل کی اچھا نہ کر اور
نہ ہی بیکار رہنے میں رُچی رکھ۔

شلوک ۴۹۔ نشکام کرم کے مقابلے میں پھل کی اچھا سے کیا
گیا کرم بہت نیچ ہے۔ اس لئے تو ہمیشہ کرم یوگ کا سہارا لے۔
جو لوگ کرم کے پھل کی اچھا سے کرم کرتے ہیں ان کی حالت پر
ترس کھانا چاہئے۔

پھر تیسرے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کہا ہے

شلوک 5 - کوئی پُرش کسی کال میں بھی ایک پل کے لئے کرم
کئے بنا نہیں رہ سکتا۔ پرکرتی سے پیدا ہونے والے گنوں کے کارن
سب لوگ کرم کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

شلوک ۶-7 - جو بے سمجھ پُرش اندریوں کو روک لیتا ہے پر
من میں اندریوں کے وِشیوں کا چنتن کرتا رہتا ہے وہ پاکھنڈی
ہے اور ہے ارجن! جو پُرش من سے اندریوں کو بس میں کر کے
بنا کسی لگاؤ کے کرم اندریوں دوارا کرم یوگ کا ابھیاس کرتا ہے
وہ بہت شریشٹھ ہے۔

شلوک 8 - شاستر میں جو کرم بتایا گیا ہے۔ تو اس کو کرتا
رہ۔ کرم نہ کرنے کی نسبت کرم کرنا ہی واجب ہے۔ کرم نہ کرنے سے
تو شریر کی یاترا بھی پوری نہیں ہو سکتی۔

شلوک 9 - یگیہ کے لئے جو کرم کئے جاتے ہیں اُن کے علاوہ دوسرے کرموں میں لگا ہوا پرُش ہی بندھن میں پڑتا ہے - اس لئے ہے ارجن! تو سب کرم پرماتما کے نام پر ہی کر اور پھل کی اِچھّا مت کر -

شلوک 19 - ہے ارجن! بنا کسی لگاؤ کے تو وہ سب کرم کرتا جا - جس کا کرنا تیرا فرض ہے - لگاؤ کے بنا کرم کرنے سے پُرش پرماتما کو پا لیتا ہے -

شلوک 20 - راجہ جنک وغیرہ نے کرم کرتے ہوئے بھی سدھی کو پا لیا تھا - اس لئے عام لوگوں کی بھلائی کے خیال سے بھی تجھے کرم کرنا ہی واجب ہے -

شلوک 25 - ہے ارجن! جس طرح بے سمجھ لوگ پھل کی اِچھّا سے کرم کرتے ہیں - اُسی طرح وِدوان پُرش کو چاہیئے کہ وہ بغیر کسی لگاؤ کے کرم کرتا رہے -

پھر چوتھے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے فرمایا ہے -

شلوک 19 - جس کے سب کام بنا کسی اِچھّا اور بنا کسی سنکلپ کے ہوں اور گیان روپی اگنی دوارا بھسم ہوئے کرموں والے اُس پُرش کو گیانی لوگ پنڈت کہتے ہیں -

شلوک 20 - جو پُرش کرم کے پھل اور لگاؤ کا تیاگ کر چکا ہے - سدا اپنے آتما میں خوش رہتا ہے اور کسی دوسرے کا سہارا نہیں ڈھونڈتا - سب کرم کرتا ہوا بھی اصل میں وہ کچھ نہیں کرتا -

شلوک 21 - جس نے اپنے من اور شریر کو بس میں کیا ہوا

ہے سب آشا کو چھوڑ کر صرف شریر سے کرم کرتا ہوا وہ پُرش
پاپ کا بھاگی نہیں بنتا۔
شلوک 22۔ جو پُرش اسی میں خوش رہتا ہے جو اپنے آپ مل
جائے، جس پر سُکھ اور دُکھ وغیرہ کے دوندوں کا کچھ اثر نہیں
جو کسی سے ایرشا نہیں کرتا اور ہار و جیت میں ایک سار رہتا
ہے، سب کرم کرتا ہوا بھی وہ کسی بندھن میں نہیں پڑتا۔
شلوک 23۔ جس پُرش کو کسی چیز سے لگاؤ نہیں، جس کا
من ہمیشہ گیان میں لین رہتا ہے اور جو صرف یگیہ کے لئے کرم کرتا
ہے۔ اُس کے سب کرم آپ ہی نشٹ ہو جاتے ہیں۔
اِسی طرح پانچویں ادھیائے کے شلوک دس میں بھگوان کرشن
نے صاف کہا ہے کہ جو پُرش سب کرموں کو پرماتما کے ارپن کرتا ہوا
بنا کسی لگاؤ کے کرم کرتا ہے اُس کو پاپ چھو بھی نہیں سکتا
جس طرح ہمیشہ جل کے اندر رہنے والے کمل کے پھول کو جل نہیں
چھو سکتا۔

ہمیں کونسا کرم کرنا چاہیئے اور کونسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اِس
کی نسبت سولہویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے فرمایا ہے۔
شلوک 23۔ جو پُرش شاستر کی ودھی کو چھوڑ کر اپنی مرضی
کے انوسار کرم کرتا ہے۔ وہ سدھی کو نہیں پا سکتا۔ اُسے نہ پرم
گتی ملتی ہے نہ سُکھ۔

شلوک 24۔ اِس لئے کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے
اِس بارے میں تیرے لئے شاستر ہی پرمان ہے۔ ایسا جان کر تجھے سدا

وہی کرم کرنا چاہیئے جو شاستر میں بتایا گیا ہے۔

آخر میں اٹھارھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے جو فیصلہ دیا ہے وہ بھی سُن لیجئے۔

شلوک ۵ - یگیہ دان اور تپ کے کرموں کا کبھی تیاگ نہیں کرنا چاہیئے - ان سب کا کرنا ہی واجب ہے - یگیہ دان اور تپ کے کرم بُدھیمان پُرش کو شدھ کر دیتے ہیں۔

شلوک ۶ - ہے ارجن! یہ کرم بھی لگاؤ اور پھل کی اِچھا کو چھوڑ کر کرنے چاہیئے - یہ میری نشچے کی ہوئی رائے ہے -

شلوک 23 - جو کرم شاستر کے انوسار ہو - جس میں کرتا پن کا ابھیمان نہ ہو - پھل کو نہ چاہنے والے پُرش دوارا کبھی لگاؤ کے بنا کیا ہوا؟ وہ کرم ساتوِک کہلاتا ہے۔

شلوک 24 - جو کرم کشٹ اُٹھا کر پھل کی اِچھا رکھنے والے پُرش دوارا ابھیمان کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کو راجسک کرم کہا گیا ہے

شلوک 25 - اُس کے نتیجے کا یا نقصان کا وچار کئے بنا اور بنا سوچے سمجھے کہ اس سے کسی کو کشٹ تو نہیں ہوگا یا اس کو کرنے کی ہم میں شکتی ہے یا نہیں صرف اگیان کی وجہ سے جو کرم کیا جاتا ہے وہ کرم تامسک کہلاتا ہے۔

اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ان شلوکوں کا سار یہی ہے کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ہمیں کچھ نہ کچھ کرم تو کرنا ہی پڑے گا - کیونکہ کوئی بھی پُرش کرم کئے بنا نہیں رہ سکتا - ہمیں وہ کرم کرنا چاہیئے جن کے کرنے کی ہم کو شاستر نے آگیا دی ہے۔

اور جس کا کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ ساتھ ہی ہمیں کسی حالت میں بھی کرم کے پھل کی اِچھا نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ ہم جو کرم بھی کریں وہ سب بھگوان کے ارپن کریں۔ یگیہ تپ اور دان کے کرموں کا کبھی بھی تیاگ نہیں کرنا چاہئے۔ کرم کے پھل کے تیاگ کے بارے میں ایک کوی نے کہا بھی ہے :-

خوشی سے تو سب کام کر اس جہاں میں
ہے جب تک نشان جان کا تن میں تیرے
مگر پھل کی اِچھا نہ رکھ دل میں عاقت
تمنا ہے مکتی کی گر من میں تیرے

یاد رکھئے کہ جب تک ہمارے من میں کرم کے پھل کی خواہش موجود ہے ہم کرم چکر کے بندھن سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ کرم اچھا ہو یا برا ہم کو بندھن میں ضرور ڈالے گا۔ اگر فرق ہے تو صرف بندھن کی زنجیر کا ہے۔ اچھا کرم ہوگا تو سمجھ لیجئے کہ سونے کی زنجیر کا بندھن ہے۔ اور برا کرم ہوگا تو لوہے کی زنجیر کا بندھن ہے۔ اِس سے اگر ہم کرم کے بندھن سے آزاد ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں سب کرم بھگوان کے ارپن کرنے چاہیے اور ان کے پھل کی خواہش ہرگز نہیں رکھنی چاہئے۔

کرم یوگی جنک راجہ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ کیا آپ کسی ایسے پرش کی مثال دے سکتے ہیں جس نے دنیا میں رہتے ہوئے کرم یوگ دوارا موہ مایا پر قابو پالیا ہو؟

مہاتما جی - کیوں نہیں - بیسویں صدی میں ہمارے راشٹرپتا
مہاتما گاندھی ایک ایسے مہان کرم یوگی ہو گذرے ہیں - جن کی مثال
ملنا مشکل ہے - اسی طرح راجہ رام موہن رائے - شری بال گنگادھر
تلک - پنڈت مدن موہن مالویہ - پنڈت جواہر لال نہرو - اور شری
ولبھ بھائی پٹیل - یہ سب کرم یوگی ہی تھے - ان کے علاوہ آپ نے
سوامی وویکانند اور سوامی رام تیرتھ کے نام بھی ضرور سنے ہونگے -
جنہوں نے اپنے کرم یوگ کے بل پر ساری دنیا میں بھارت کے
نام کو روشن کر دیا تھا - لیکن سب سے اچھی مثال راجہ جنک کی
ہے - جن کو "ودیہی" بھی کہا گیا ہے - یعنی جسم رکھتے ہوئے بھی
اُن کو شریر کا دھیان بالکل نہیں تھا - وہ محلوں میں رہتے تھے
اُن کی رانی بھی تھی اور نوکر چاکر بھی - مطلب یہ کہ راج پاٹ کا
پورا سامان تھا - اور وہ دنیا کے سب کام کرتے تھے - پر اِس کے
باوجود اُن کو کسی چیز سے موہ نہیں تھا - اُن کے جیون کی ایک
چھوٹی سی گھٹنا آپ کے سامنے رکھتا ہوں - جس کو سنکر آپ کو
پتہ لگ جائے گا - کہ اُن کا جیون سچ مچ کمل کے پھول جیسا
تھا جو ہمیشہ جل میں رہتا ہے پر جل اُس کو چھو نہیں سکتا -

مہرشی وید ویاس کا نام تو آپ نے ضرور سنا ہوگا جنہوں
نے مہابھارت اور اٹھارہ پورانوں کے علاوہ اور بھی بہت سے
گرنتھ لکھے ہیں - اُن کا ایک لڑکا تھا شکدیو جس کو جنم سے ہی
پورن گیان تھا - پھر بھی اُس زمانے کے رواج کے مطابق اس
کو کسی گورو کے پاس جا کر گورو منتر لینا ضروری تھا - چنانچہ مہرشی

ویاس نے اُسی کو راجہ جنک کے پاس بھجوا دیا۔ تاکہ وہ اُس سے گورو منتر لے سکے۔ راجہ جنک نے شکدیو کو کئی دِن تک محل کے دروازے پر ہی کھڑے رکھا اور محل کے اندر نہ بُلایا۔ شکدیو اپنے من میں سوچنے لگا۔ کہ راجہ جنک تو اپنے محل کے اندر بھوگ وِلاس میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ مجھ کو کیا اُپدیش دے گا۔ شکدیو کے من میں یہ وچار پیدا ہی ہوا تھا کہ راجہ جنک نے اُس کو اندر بُلا لیا اور ایک کمرے میں بیٹھ کر اُس کے ساتھ گیان کی بات چیت شروع کر دی۔ وہ بات چیت جاری تھی کہ ایک کرمچاری نے اندر آ کر کہا "مہاراج شہر میں آگ لگ گئی ہے۔ وزیر صاحب آپ کو ملنا چاہتے ہیں۔" راجہ جنک نے جواب دیا "ہمیں اِس وقت فرصت نہیں وزیر صاحب کو کہدو کہ وہ آپ ہی آگ کو بجھانے کا مناسب انتظام کروا دیں۔" کچھ دیر کے بعد وہ کرمچاری پھر اندر آیا اور کہنے لگا۔ "مہاراج اب تو آگ محل تک آ پہنچی ہے۔ آپ محل سے باہر تشریف لے جائیں۔" راجہ جنک نے جواب دیا "کوئی بات نہیں ہم اِس وقت گیان چرچا میں مصروف ہیں۔ جاؤ آگ کو بجھانے کا بندوبست کرو۔" چند منٹ بعد وہ کرمچاری بھاگتا ہوا پھر اندر آیا اور کہنے لگا "مہاراج۔ آگ ساتھ والے کمرے تک آ پہنچی ہے۔ آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ کرپا کر کے جلدی اُٹھیے اور باہر چلے جائیے۔" راجہ جنک یہ سُنکر بھی اُسی طرح بیٹھے رہے۔ اور بالکل نہ گھبرائے۔ پر شکدیو گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا "مہاراج ٹھہریئے۔ ساتھ والے کمرے میں میری کچھ کتابیں پڑی ہیں۔ انہیں

جل نہ جائیں میں اپنی لپٹکی اٹھا لاؤں"۔ یہ سُنکر راجہ جنک نے
ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا جس سے آگ بند ہو گئی۔ اور انہوں نے
شکدیو کو کہا "بیٹا دیکھو۔ میرے شہر میں آگ لگ گئی اور محل
کو جلانے لگی تھی۔ پر میں بالکل نہ گھبرایا۔ اور تمہارے ساتھ گیان
کی بات چیت کرتا رہا۔ مگر تم چند لپٹکوں کی خاطر سب بات چیت
ادھوری چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ موہ مایا
میں کون پھنسا ہوا ہے۔ میں یا تم؟ اور جب تم محل کے دروازے
پر باہر کھڑے تھے اس وقت جو وچار تمہارے من میں اٹھ رہے
تھے کہ میں بھوگ ولاس میں پھنسا ہوا ہوں کہاں تک ٹھیک
تھے؟ شکدیو یہ دیکھ کر کہ راجہ جنک کو اس کے من کے وچاروں
کا بھی پتہ تھا اور محل میں آگ لگ جانے کے باوجود وہ بنا
کسی گھبراہٹ کے گیان چرچا کرتے رہے۔ اپنے دل میں بہت
شرمندہ ہوا اور راجہ جنک کے چرنوں پر سر رکھ کر کہنے لگا۔
مہاراج۔ مجھے کشما کرنا۔ میں نے آپ کو غلط سمجھا تھا۔ آپ
سچ مچ ودیہی ہیں۔ مجھے اپنا شِشیہ سویکار کرنے کی کرپا کریں۔
اس گھٹنا سے صاف پتہ چلتا ہے کہ راجہ جنک راج پاٹ
کا کام ضرور کرتے تھے اور محل میں رہتے ہوئے ہر قسم کے بھوگ
ولاس کا لابھ بھی اٹھاتے تھے۔ لیکن اُن کا من اِن چیزوں میں
پھنسا ہوا نہیں تھا۔ اور اُن کو کسی پرکار کا بھی موہ نہیں تھا
آپ کو اُن کے جیون سے سبق سیکھنا چاہئے کہ بھگوان آپ کو
جو کچھ دیتے ہیں اُس کا مناسب استعمال بے شک کریں۔ پر اگر کسی

وجہ سے وہ دھن دولت یا پیار سمبھ آپ کا ساتھ چھوڑ جائے تو آپ بالکل نہ گھبرائیں اور اُن کے نہ ہونے پر بھی خوش رہیں۔

آدمی کو چاہیئے دُنیا میں رہنا اِس طرح
جس طرح تالاب کے پانی میں رہتا ہے کنول

بھگتی یوگ

جگیاسو۔ مہاراج۔ بہت بہت دھنیہ باد۔ اب اسی طرح بھگتی یوگ کی ویاکھیا کرنے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ پیارے۔ بھگتی کا مارگ سب سے اُتم اور سب سے آسان ہے۔ اِس میں نہ گیان کے جھمیلوں میں پڑتا ہے اور نہ کسی کٹھن تپسیا کی ضرورت ہے۔ سچے دل سے اپنے جیون کو پرماتما کے ارپن کر دینے کو ہی بھگتی کہتے ہیں۔ آتم سمرپن کا دوسرا نام بھگتی ہے۔ بھگوان کا بھگت آٹھوں پہر اپنے آتما میں مست رہتا ہے گو ہاتھوں سے وہ سب کام کرتا ہے پر دل میں وہ ہمیشہ بھگوان کے نام کا سمرن کرتا ہے۔ اُس کے دل میں بھگوان کے پریم کے علاوہ کوئی اور کسی قسم کی خواہش نہیں ہوتی۔ دُکھ و سکھ اور مان و اپمان کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اُس کے من میں وشواس ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ بھگوان کی ہی دین ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بھگوان جو کرتا ہے وہ سب بھلا ہی ہوتا ہے۔ اور اُس کی رضا میں ہمیشہ خوش رہتا ہے جیسے اس کوتا میں ظاہر ہے۔

بھگوان تیری سیوا میں میں یہ بنتی ہوں کر رہا
کہ چرن کملوں پہ تیرے ہر دم ہو سر میرا جھکا
اور سر میرے پہ اب ہو ہاتھ ہر دم ہی تیرا
ہے پاپ اور پُن کیا جانے یہ سب۔ میری بلا
یہ بھی نہیں میں جانتا کہ کیا بھلا ہے کیا بُرا
میرے لئے ہے سب بھلا جو کچھ بھی تو ہے کر رہا
میری رضا کو کچھ نہیں ہے تیری رضا میری رضا
ہے ہاتھ میں تیرے ہی سب میرا جنم میری قضا
جو چاہے مجھ کو حکم دے میں داس ہوں بھگون تیرا
ماتا ہے تو تو ہی پتا بندھو ہے تو تو ہے سکھا
سب کچھ میرا شری کرشن ہے تو

ہے ٹھیک۔ فارقت نے کہا

سچے بھگت نِش کام کرم یوگی ہوتے ہیں اور اہنکار کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ ہر ایک استری اور پُرش میں ایک ہی جیوتی بلکہ ہر ایک جیو جنتو اور ہر شے میں بھگوان کے درشن کرتا ہے۔ اور پرماتما سے پریم کرتا ہے۔ گوسائیں تلسی داس کے وچار کے انوسار وہ بھگت کہتا ہے کہ وہ دھن دولت گھر بار سکھ میرے ماتا پتا اور بھائی بندھو سب جل جائیں جو بھگوان کے چرنوں کے سامنے سر نہیں سیوا وغیرہ بھی سہائتا نہیں کرتے۔ بھگت کی مہما کہاں تک کروں۔ بھگت کے بس میں بھگوان ہیں یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ بھگت پرہلاد، سدامان بھگت، نند داس کا۔ سوا تعلق

راج رانی میراں اور بھگت نام دیو وغیرہ کی کہانیاں تو آپ نے سنی ہی ہوں گی۔ اُن سے بھگت کی مہما کا صاف پتہ چلتا ہے۔ لیکن رام چرت مانس میں ایک بار بھگوان رام نے اپنے مُکھار بند سے لکشمن کو بتایا تھا:۔

دھرم تے برتی یوگ تے گیانا　　گیان موکش پرد وید بکھانا
جاتے ویگ دروؤں میں بھائی　　سو مم بھگتی بھگت سکھدائی

"دھرم سے ویراگ پیدا ہوتا ہے۔ ویراگ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ اور ویدوں نے کہا ہے کہ گیان سے موکش پد پراپت ہوتا ہے۔ یہ ہے بھائی! جس سے میں بہت جلد ہی خوش ہو جاتا ہوں وہ بھگتوں کو سُکھ دینے والی میری بھگتی ہے۔"

اسی طرح بھگوان رام نے کاگ بھشنڈی سے بھی کہا تھا:۔

مم مایا سمبھو سنسارا　　جیو چراچر وودھ پرکارا
سب مم پریہ سب مم اُپجائے　　سب سے ادھک منشیہ موہے بھائے

"اس سنسار میں جتنے بھی جڑ اور چیتن جیو ہیں، وہ سب میری مایا سے پیدا ہوتے ہیں اور میں اُن سب سے پریم کرتا ہوں پر ان سب میں منشیہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔

تن بہاں دوزخ تن بہاں بہشت کی دھاری
تن بہاں ترشنم اگم انوسار ی
تن جہاں پُن ویرکت پُن گیانی
گیانی ہوتے اتی پریہ وگیانی

منشیوں میں برہمن، برہمنوں میں وید پاٹھی برہمن۔ ویدپاٹھی

برہمنوں میں وید مارگ پر چلنے والے، وید مارگ پر چلنے والوں میں
ویراگی، ویراگیوں میں گیانی اور گیانیوں میں آتم گیانی مجھے بہت
پیارے ہیں۔

تن تے اتی موہے پریہ، نج داسا
نہیں گتی مودی نہ دوسری آسا
پنی پنی ستیہ کہوں توہی پاہیں
موہے سیوک سم پریہ کوئی ناہیں

لیکن میرے بھگت مجھے اِن سب سے زیادہ پیارے ہیں
جن کو میرے سوا اور کسی پر بھروسہ نہیں اُن بھگتوں کے سمان
مجھے کوئی دوسرا پُرش پیارا نہیں۔"

ایک اور جگہ پر بھگوان رام نے کاگ بھشنڈی کو بھی بتایا۔

ایک پتا کے وِپل کمارا
ہوئے پرتھک گن شیل وچارا

کوئی پنڈت کوئی تاپس گیاتا
کوئی دھنونت شور کوئی داتا

کوئی سروگیہ دھرم رت کوئی
سب پر پتی پتا ہی سم ہوئی

کوئی پتر بھگت وچن من کرما
سپنے ہوں جان نہ دوسرے دھرما

سو ست پریہ پتو پران سمانا
یدپی سو سب بھانتی اِیانا

"ایک ہی پتا کے کئی پتر ہوتے ہیں اور اُن کے گُن اور سبھاؤ بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ کوئی پنڈت ہے تو کوئی تپسوی ہے، کوئی وید پاٹھی ہے تو کوئی دھرماتما ہے۔ اِن سب سے پتا کو ایک سا پیار ہوتا ہے۔ پر جو پتر من، وچن اور شریر سے پتا کی سیوا کرتا ہے۔ اور سپنے میں بھی دوسرا اور کوئی دھرم نہیں مانتا وہ پتا کو پرانوں کے سمان پیارا ہوگا۔ چاہے وہ سب طرح سے انجان بھی کیوں نہ ہو۔"

ایہی بدھی جیو چراچر جیتے
تری جگ دیو نر اسُر سمیتے

اکھل وشو یہ مم اُپجایا
سب پر موہی برابر دایا

تن مہ جو پر ہری مد مایا
بھجہیں ماہیں من وچ اروکایا

پرش نپنسک ناری نر جیو چراچر کوئے
سرو بھاو بھج کپٹ تج موہے پرم پریہ سوئے

اسی طرح سے تینوں لوگوں میں جتنے بھی دیوتا، راکشس، منُشیہ یا دوسرے جیو ہیں اُن سب کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور میں اُن سب سے پریم کرتا ہوں۔ پر اُن میں سے جو پرانی سب اہنکار اور چھل کپٹ کو چھوڑ کر من، وچن اور کرم سے میرا بھجن کرتا ہے وہ پُرش ہو یا ہجڑا۔ استری ہو یا پُرش۔ جڑ ہو یا چیتن۔ کوئی بھی ہو مجھے سب سے پیارا ہے۔

ستیہ کہوں کھگ توہی شُچی سیوک مم پران پریہ

اِسی وچار سے بھجو موہی پرِیہ ہر آس بھروس سب
"ہے کاگ بھشنڈی جی - میں سچ کہتا ہوں شو سپہلی لوگ مجھے
پرانوں کے سمان پیارا ہے - یہ سوچ کر دوسرے سب بھروسے چھوڑ کر
تم میرا ہی بھجن کرو -"
اِسی طرح ایک بار بھگوان رام نے ایودھیا نواسیوں کو صاف
کہا تھا -

جو پر لوک یہاں سکھ چاہو
سنی مم وچن ہردے درڑھ لاہو
سلبھ سکھد مارگ یہ بھائی
بھگتی موری پران شرتی گائی

"اگر تم اِس لوک اور پر لوک دونوں میں سکھ پانا چاہتے ہو
تو میرے وچن سن کر اُن کو اپنے ہردے میں اچھی طرح بسا لو - ہے بھائی
وید اور پورانوں نے میری ہی بھگتی کی مہما گائی ہے - یہ مارگ بہت
آسان اور سکھ دینے والا ہے -"
شریمد بھگوت گیتا کے آٹھویں ادھیائے کے شلوک (22) میں
بھگوان کرشن نے بھی ارجن سے کہا ہے:-
"ہے ارجن! جس پرماتما کے اندر یہ سب جیو نواس کرتے ہیں
اور جو اِس سارے جگت میں سمایا ہوا ہے وہ پرم پرش بے ہم ایسی
بھگتی کے دوارا پایا جا سکتا ہے - جس میں کسی اور ہستی کا خیال تک
نہ ہو -"
پھر نویں ادھیائے میں بھی بھگوان کرشن نے بھگتی کی بہت

تعریف کی ہے۔ اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا بھی نیچ کیوں نہ ہو، اگر وہ اُن کی بھگتی کرتا ہے تو اُس کو فوراً پرم گتی مل جاتی ہے۔ لیجئے اُن کے وِچار اُن کی زبانی ہی سُن لیجئے۔

شلوک 22۔ جو پُرش صرف مجھ میں شردھا رکھتے ہیں اور میرے دھیان میں مگن رہتے ہیں۔ میری ہی پوجا کرتے ہیں۔ لگاتار یوگ کا ابھیاس کرنے والے اُن بھگتوں کو میں یوگ کے ساتھ ساتھ وہ سب سادھن دے دیتا ہوں۔ جن سے وہ میرے سروپ کو پاکر پھر کبھی مجھ سے الگ نہ ہو۔

شلوک 25۔ دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے لوگ دیوتاؤں میں جا ملتے ہیں اور پتروں کی پوجا کرنے والے لوگ پتروں میں جا ملتے ہیں۔ پر میری پوجا کرنے والے میرے بھگت مجھ میں ہی مل جاتے ہیں۔

شلوک 26۔ شردھا کے ساتھ جو پُرش مجھ کو ایک پتّہ پھول پھل یا پانی بھینٹ کرتا ہے پریم سے دی ہوئی اُس نشکام بھگت کی بھینٹ کو میں ساکار ہو کر گرہن کر لیتا ہے۔

شلوک 27۔ ہے ارجن! تو جو کرم کرتا ہے، جو کھاتا ہے، جو ہون کرتا ہے، جو دان دیتا ہے اور جو تپ کرتا ہے، وہ سب میرے ارپن کر دے۔

شلوک 28۔ اِس پرکار یوگ کا ابھیاس کرتا ہوا تو اچھے اور بُرے پھل دینے والے سب کرموں کے بندھن سے آزاد ہو جائیگا۔

شلوک 29۔ میرے لئے سب لوگ ایک جیسے ہیں۔ مجھے نہ کسی سے نفرت ہے نہ لگاؤ۔ پر جو لوگ پریم سے میرا بھجن کرتے ہیں وہ

ہمیشہ مجھ میں نواس کرتے ہیں۔ اور میں اُن میں نواس کرتا ہوں۔

شلوک 30 - بُرے سے بُرا کرم کرنے والا پُرش بھی اگر اور سب کچھ چھوڑ کر میرا بھجن کرنے لگتا ہے تو اُس کو شریشٹھ ہی سمجھنا چاہیئے - کیونکہ اُس کا نشچے ٹھیک ہے۔

شلوک 31 - ایسا پُرش جلد ہی دھرماتما بن جاتا ہے اور کبھی ناش نہ ہونے والی شانتی کو پا لیتا ہے - ہے ارجن! تو بالکل سچ جان میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔

شلوک 32 - استری - ویشیا - شودر یا نیچ کُل میں جنم لینے والا کوئی بھی ہو - میری شرن میں آ کر وہ پرم گتی پا لیتا ہے -

شلوک 33 - پھر پُنیہ کرم کرنے والے براہمنوں اور راج رشی بھگتوں کا تو کہنا ہی کیا؟ اس لئے اس ناشوان سنسار کو پا کر جس میں کوئی سُکھ نہیں تو میرا ہی بھجن کر -

شلوک 34 - تو مجھ میں ہی من کو لگا - میری ہی بھگتی کر - میرے لئے ہی یگیہ کر - اور مجھے ہی نمسکار کر - اس پرکار میری شرن میں آ کر تُو اپنے آتما کو مجھ میں جوڑتے ہوئے مجھ کو پا لے گا -

آگے چل کر دسویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے پھر صاف شبدوں میں کہا ہے -

شلوک 8 - میں واسدیو ہی سب جگت کو پیدا کرتا ہوں - اور میں ہی سب جگت کے چکر کو چلا رہا ہوں - یہ سمجھ کر شردھا سے یُکت ہوتے بدھیمان پُرش ہمیشہ میرا ہی بھجن کرتے ہیں -

شلوک 9 - مجھ میں من کو لگانے والے اور اپنے پرانوں کو میرے

ارپن کرنے والے لوگ آپس میں میری چرچا کرتے ہوئے میرا کیرتن کرتے ہوئے سدا خوش رہتے ہیں۔ اور ہر وقت مجھ میں نواس کرتے ہیں۔

شلوک ۱۵۔ ہمیشہ میرے دھیان میں مگن رہنے والے اور شردھا سے میری بھگتی کرنے والے اُن بھگتوں کو میں وہ بدھی یوگ دے دیتا ہوں جس سے وہ آسانی سے مجھ کو پا سکیں۔

اسی طرح گیارھویں ادھیائے میں ارجن کو اپنا وراٹ سروپ دکھانے کے بعد بھگوان کرشن نے بھگتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

شلوک 53۔ جیسے تم نے مجھ کو اب دیکھا ہے ایسے میرے سروپ کو نہ کوئی ویدوں کے پاٹھ دوارا دیکھ سکتا ہے نہ تپسیا دوارا اور نہ ہی دان یا یگیہ دوارا۔

شلوک 54۔ ہے ارجن سچی بھگتی دوارا میرے اس سروپ کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے اور پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے بلکہ مجھ میں لئے ہو جانا بھی ممکن ہے۔

شلوک 55۔ ہے ارجن! جو پرش سب کرم میرے لئے ہی کرتا ہے مجھے پانے ہی کی کوشش کرتا ہے۔ میری ہی بھگتی میں لین رہتا ہے۔ اور موہ کو تیاگ کر سب پرانی ماتر سے پریم کرتا ہے۔ وہ ایک دن مجھ کو پا لیتا ہے۔

شریمد بھگوت گیتا کے اِن شلوکوں کو پڑھ کر صاف پتہ چلتا چلتا ہے کہ بھگوان کو بھگت سب سے پیارا ہے۔ اور وہ اپنے بھگت پہ ہمیشہ دیا کرتے رہتے ہیں۔ بھگت بھی اپنا سب کچھ بھگوان پہ چھوڑ دیتا ہے۔ اور سوائے بھگتی کے اُس سے اور کچھ نہیں مانگتا۔

اُس کی اپنی کوئی ضرورت نہیں ہوتی - جو کچھ مل جائے اُسی کو بھگوان کا پرساد سمجھ کر وہ اُس میں گزارا کر لیتا ہے - اور بھگوان کی رضا میں ہمیشہ مست رہتا ہے - بھگت کے بھاؤں کو ایک کوی نے اس طرح بیان کیا ہے :-

قسم کھا کے تیری میں بھگون ہوں کہتا
میں تیری رضا میں ہوں اب مست رہتا
مجھے دُکھ یا سُکھ سے نہیں کچھ بھی مطلب
میں پرساد تیرا سمجھتا ہوں یہ سب
یہ تیری کرپا ہے کہ میں جی رہا ہوں
اور امرت تیرے نام کا پی رہا ہوں
میں کیوں تجھ سے مانگوں کبھی کوئی بھی شے
میری ہر ضرورت کا تجھ کو پتہ ہے
دُعا تجھ سے ہر وقت یہ ہی کروں میں
ترا نام ہر وقت جپتا رہوں میں
ترا نام ہردم ہو میری زباں پر
کروں یاد تجھ کو میں سب کچھ بھلا کر
مجھے اپنے چرنوں کی بھگتی دلا تو
مجھے اور بے شک نہ کچھ بھی دلا تو
کہوں اس سے زیادہ میں کیا اور تجھ کو
سمجھ داس اپنا سدا ہی تو مجھ کو
تیری مہر حالت پہ ہردم ہے جیسے

سدا مہر پتری ہو مجھ پہ بھی جیسے

اسی طرح گوسائیں تلسی داس کے بھگتی بھاؤ کا اندازہ آپ ان دوہوں سے لگا سکتے ہیں۔ جو انہوں نے پرارتھنا کے روپ میں بھگوان رام کو مخاطب کرتے ہوئے لکھے ہیں:-

مایا وش، جمی جیو رہیں سدا سنتت مگن
تمی لاگو ہی موہے پیو کروں کر سندر سکھد

ارتھ - جس طرح مایا میں پھنسا ہوا جیو سدا لگاتار خوش رہتا ہے - ہے دیا کے بھنڈار سندر اور سکھ دینے والے بھگوان رام جی آپ مجھے ویسے ہی پیار لگتے ہیں۔

مو سم دین نہ دین ہت تم سمان رگھوبیر
اس وچار رگھونش منی ہرہو وشم بھو بھیر

ارتھ - ہے بھگوان رام جی - میرے جیسا کوئی دکھیا نہیں اور آپ جیسا دین دکھیوں کا کلیان کرنے والا کوئی نہیں - ہے رگھوکل کے سرتاج ایسا وچار کر میرے جنم مرن کے بھیانک دکھ کو دور کیجیئے۔

کامی ہی ناری پیاری جمی لوبھی ہی پریہ جمی دام
تمی رگھوناتھ نرنتر پریہ لاگہو موہی رام

ارتھ - کامی پرش کو جیسے استری پیاری لگتی ہے اور لوبھی پرش کو جیسے دھن پیارا ہوتا ہے ہے رگھوناتھ جی - ہے رام جی - آپ مجھے ویسے ہی سدا پیارے لگتے رہو۔

"سکھ منی صاحب" میں بھی گورو صاحب (گورو ارجن دیو) جی نے

فرمایا ہے کہ بھگوان کی بھگتی سب سے پیاری ہے۔ اور بھگت بھی سوائے بھگوان کے اور کوئی سہارا نہیں ڈھونڈتا۔ اسکے لئے سب کچھ بھگوان ہی ہے۔ چوتھی اشٹ پدی کے کچھ شبد آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تم ٹھاکر تم پہ ارداس۔ جیو پنڈ سب تیری راس
تم مات پتا ہم بالک تیرے۔ تمری کرپا میں سوکھ گھنیرے
کوئی نہ جانے تمرا انت اونچے تے اونچا بھگونت
سگل سامگری تمری سوتر دھاری۔ تم تے ہوئے سو آگیا کاری
تمری گت مت تم ہی جانی۔ نانک داس سدا قربانی

اتھ۔ ہے بھگوان۔ آپ سب کے سوامی ہیں اور آپ سے ہی ارداس کی جاتی ہے۔ برہمانڈ کے سب جیو آپ سے جیون پاتے ہیں۔ آپ ہمارے ماتا پتا ہیں اور ہم آپ کے بالک ہیں۔ آپ کی کرپا سے ہم کو بہت سکھ ملتا ہے۔ آپ کا انت کوئی نہیں جانتا آپ بڑوں سے بھی بڑے ہیں۔ ہے جگت کے سوامی دنیا کے سب پدارتھ آپ کی ملکیت ہیں۔ آپ کی آگیا سب کے سر پر ہے اور اپنی مہما آپ ہی جانتے ہیں۔ آپ کے داس بابا نانک دیوا جی آپ پر قربان جاتے تھے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ گو پرم پتا پرماتما سب پرانی ماتر سے پریم کرتے ہیں اور ان کے لئے سب لوگ ایک جیسے ہیں پھر بھی وہ اپنے بھگت کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ گیانی کا درجہ بھی بہت اونچا ہے اور وہ بھی ہمیشہ بھگوان کے

ہردے میں نواس کرتا ہے۔ لیکن چونکہ گیانی کو اپنے گیان کا مان ہے اس لئے بھگوان کو اس کی اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی بھگت کی ہوتی ہے۔ بھگت تو سب کچھ بھگوان کے ارپن کر دیتا ہے اور سوائے بھگوان کے کسی اور کا سہارا نہیں ڈھونڈتا۔ ایک ماں کو اپنے انجان بچے کا جتنا خیال رہتا ہے اتنا سیانے بچے کا نہیں ہوتا۔ یہی حال بھگوان کا ہے۔ جو بھگت ہوتا ہے وہ بھگوان کا انجان بچہ سمجھا جاتا ہے اور گیانی سیانے بچے کے سمان ہوتا ہے۔ رام چرت مانس کے انوسار۔ ایک بار بھگوان رام نے دیورشی نارد کو اپنے مکھاربند سے فرمایا تھا۔

سنو منی تہی کہوں سہرشا — بھجہیں جے موہے تجی سکل بھروسا
کروں سدا تن کی رکھواری — جمی بالک ہی راکھ مہتاری
گہی ششو بچھ انل اہی گھائی — تہاں راکھے جننی ارگائی

"ہے منی۔ سنو۔ میں خوشی سے تم کو بتا دیتا ہوں۔ جو لوگ دوسرے سب بھروسے چھوڑ کر صرف میرا ہی بھجن کرتے ہیں میں اُن کی رکشا ہمیشہ اُسی طرح کرتا ہوں جس طرح ماں اپنے بچے کی کرتی ہے۔ جب کوئی ننھا بالک سانپ کو یا آگ کو پکڑنے کے لئے دوڑتا ہے تو ماں دوڑ کر فوراً اُس کو بچا لیتی ہے۔"

پرَوڑھ بھئے تیہی سُت پر ماتا — پریتی کرے نہیں پاچھل باتا
موہے پرَوڑھ تنے سم گیانی — بالک سُت سم داس امانی

بالک کے سیانے ہونے پر ماتا کو اس سے پیار تو ہوتا ہے لیکن وہ پہلے والی بات نہیں رہتی۔ اسی طرح گیانی مجھے سیانے پتر کے سمان ہیں

اور اہنکار رہت بھگت اگیان بچے کے سمان ۔

جنہیں ہیں ماتر بل نج بل تا ہیں — دہوں کہوں کام کرودھ رِپُو ناہیں
یہ وچار پنڈت موہے بھجہیں — پائے ہو گیان بھگتی نہیں تجہیں

بھگت کو میرا بل ہوتا ہے - اور گیانی کو اپنا - پر کام اور کرودھ
اِن دونوں کے دشمن ہیں - یہ وچار کر بدھیمان لوگ ہمیشہ میرا ہی بھجن
کرتے ہیں - اور گیان پراپت ہو جانے پر بھی میری بھگتی نہیں چھوڑتے ۔"

بھگوان کو اپنے بھگت سے کتنا پریم ہے اور وہ اپنے بھگت کا
کتنا خیال رکھتے ہیں اس کا ذکر رام چرت مانس میں ایک اور جگہ پہ بھی
آتا ہے - جب بھرت جی رام جی کو بنباس سے واپس لانے کی نیت
سے چترکوٹ پہنچ گئے تو دیوراج اندر نے سوچا کہ اگر بھگوان رام جی
واپس چلے گئے تو راون کی موت کیسے ہو گی - اور دیوتاؤں کا کام
کیسے بنے گا - اس لئے اس نے اپنے گورو برہسپتی جی سے پرارتھنا
کی کہ وہ کسی نہ کسی طرح بھرت جی کی بدھی کو پلٹ دیں - تاکہ
وہ بھگوان رام جی کو واپس جانے کے لئے نہ کہے - گورو برہسپتی
جی نے جو جواب دیا تھا وہ سننے کے قابل ہے - انہوں نے دیوراج
اندر سے کہا -

مایا پتی سیوک سن مایا — کرئی تے الٹ پرئی پھر رایا
سُنو سُریس رگھوناتھ سبھاو — نج اپرادھ ریسائیں نہ کاؤ
جو اپرادھ بھگت کر کرئی — رام روش پاوک سو جرئی
لوک ہوں بید ودت اتہاسا — یہ مہما جانہی دُرواسا
بھرت سرس کو رام سنیہی — جگ جپ رام رام جپ جیہی

ارتھ :۔ ہے دیلتاج انڈم مایا کے سوامی بھگوان رام سے اگر مایا کی بات کی جائے تو اُلٹ پڑتی ہے۔ بھگوان رام کا سُبھاؤ سنو۔ اُن کے ساتھ کوئی چھل کپٹ کیا جائے تو وہ کرودھ نہیں کرتے پر جو پُرش اُن کے بھگت کو دُکھ دیتا ہے وہ اُن کے کرودھ کی اگنی میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے۔ لوگ اور وید میں یہ اتہاس مشہور ہے اور دُرواسا رشی اِس مہما جانتے ہیں۔ کہ بھگوان رام کو بھرت کے سمان اور کون پیارا ہو سکتا ہے۔ جس کے نام کا جاپ بھگوان رام کرتے ہیں۔ یدپی اُن کے نام کا جاپ سارا سنسار کرتا ہے۔

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ بھگتی کسے کہتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ بھگتی پریم کا دوسرا نام ہے۔ بھگوان کو خوش کرنے کیلئے اتھاہ پریم کی ضرورت ہے۔ وہاں نہ دھن کام آتا ہے نہ ودیا نہ جات پات کی پوچھ ہے نہ مذہب کی۔ شبری بھیلنی تھی۔ سدنا قصائی تھا۔ رویداس جوتیاں بنانے کا کام کرتا تھا۔ گنکا دیشیا تھی اور سندا نائی تھا۔ یہ سب بھگت بہت پڑھے لکھے بھی نہ تھے۔ لیکن اُن کے دل میں پریم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اس لئے بھگوان نے اُن کو ساکشات درشن دیکر کرتارتھ کر دیا۔ اِس سلسلے میں گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے۔

رام ہی کیول پریم پیارا جان لئی جو جانن ہارا

ارتھ - بھگوان رام کو صرف پریم ہی پیارا ہے۔ جو بدھیمان پُرش ہے وہ اِس کو جانتا ہے۔

ہری ویاپک سروتر سمانا پریم تیں پرکٹ ہوئیں میں جانا

ارتھ - بھگوان سارے برہمانڈ میں سمان بھاؤ سے سمائے ہیں - لیکن وہ پریم کے دوارا پرکٹ ہو جاتے ہیں ایسا میں جانتا ہوں
اگ جگ مئے سب رہت بیراگی - پریم تے پرکٹ ہو جمی آگی

ارتھ - سب جر اچر جگت میں موجود ہوتے ہوئے بھی بھگوان مایا سے بالکل نیارے رہتے ہیں - پر پریم کرنے پر وہ اس پرکٹ ہو جاتے ہیں - جیسے رگڑ سے اگنی -

بھگتی کی تعریف کہاں تک کروں - ہر ایک مہاپرش نے اس کو سکھ اور شانتی پانے کا آسان سادھن بتایا ہے - گوسائیں تلسی داس جی نے رام چرت مانس میں کاگ بھشنڈی جی کی زبانی ایک اور جگہ بھی کہا ہے -

رام بھگتی چنتامنی سندر — بسے گرڑ جا کے اُر انتر
پرم پرکاش روپ دن راتی — نہیں کچھ چاہیے دیا گھرت باتی

ارتھ - ہے گرڑ جی - بھگوان رام کی بھگتی روپی کانتا منی جس کے ہردے میں بس جاتی ہے اُس کے لئے دن رات پرکاش ہی پرکاش ہے اور دیپک، گھی اور بتی کی کوئی ضرورت نہیں -

موہ دردر نکٹ نہیں آوا — لوبھ بات نہیں تاہی بجھاوا
پربل اودیا تم مٹ جائی — ہر ہیں سکل شلبھ سمو دائی
کھل کام آدی نکٹ نہیں جاہیں — بسے بھگتی منی جیہی اُر ماہیں

ارتھ - جس کے ہردے میں بھگتی روپی کانتا منی کا پرکاش ہو - موہ اور دردرتا اُس کو چھو نہیں سکتے اور لوبھ کی ہوا بھی اُس کو بجھا نہیں سکتی - بلوان مایا کا اندھیرا مٹ جاتا ہے اور پروانوں کے سموہ

پار مان کو نہ جاتے ہیں - کام آدی دُشٹ اُس کے پاس آ ہی نہیں سکتے

گمل شُدھا سم الی بہت ہوئی یتھی ہنی پن سُکھ پاو نہ کوئی
ویاپے مانس روگ نہ بھاری جیہی کے بس سب جیو دُکھاری

ارتھ - زہر اُن کے لئے امرت بن جاتا ہے اور دُشمن مِتر بن جاتے ہیں - اس کانتا منی کے بغیر کوئی سُکھ نہیں پا سکتا اور من کے بڑے بڑے روگ جس کے بس ہو کر جیو دُکھ پاتا ہے اُن کو ہرگز نہیں ستا سکتے -

رام بھگتی منی اُر بس جاکے دُکھ لولیش نہ سپنے ہو تاکے
چتر شرومنی تیئی جگ ماہیں جے منی لاگ سُوجتن کراہیں

ارتھ - جس کے ہردے میں بھگوان رام کی بھگتی روپی کانتا منی بس جاتی ہے - اُس کو سپنے میں بھی لیش ماتر دُکھ نہیں ہوتا - اس سنسار میں وہی لوگ سب سے زیادہ چتر ہیں جو اُس منی کو پانے کی کوشش کرتے ہیں -

سو منی یدپی پرکٹ جگ اہی رام کرپا بن کوؤ نہ لہی
سُگم اُپائے پائیے کیرے نر ہت بھاگ دیہت بھٹ بھیرے

ارتھ - یدپی وہ کانتا منی سنسار میں سدا ہو جو د ہے - بھگوان رام کی کرپا بنا اُس کو کوئی نہیں پا سکتا - اُس کو پانے کے اُپائے بھی بہت آسان ہیں - پر بد قسمت لوگ اُن کو یوں ہی ٹھکرا دیتے ہیں -

پاون پربت وید پُرانا رام کتھا رُچی راکر نانا
مرمی سجن سُمتی کدارین گیان وِراگ نین اُرگاری
بھاو سہت کھوجے جو پرانی پاتے بھگتی منی سب سُکھ کانی

ادیتہ۔ وید اور پُران پڑتے بہت ہیں۔ بھگوان رام کی کتھائیں
نانا پرکار کی کتھائیں ہیں۔ سنت پُرش اُن کتھاؤں کی بھاؤ کو جاننے
والے ہیں۔ اور اچھی بدھی ایک پرکار کی کُدالی ہے۔ یہ گرو جی گیان
اور وِدیا تک اُن سنت پُرشوں کی آنکھ ہے۔ جو پرانی بھی شردھا سے
اُس چنتامنی کی کھوج کرتا ہے وہ سب سُکھوں کی کھان بھگتی کو
پا لیتا ہے۔

بھگت کی پہچان

جگیاسو۔ مہاراج آپ نے بھگتی کی مہانتا خوب بتا دی ہے۔ کیا
آپ یہ بتانے کی کرپا کریں گے کہ سچے بھگت کی پہچان کیا ہے؟
مہاتما جی۔ کیوں نہیں۔ آپ مجھ سے جو پرشن پوچھیں گے یتھا
شکتی میں اس کا جواب ضرور دوں گا۔ سچے بھگتوں کے من میں اہنکار
بالکل نہیں ہوتا۔ اُن کو وشواس ہوتا ہے کہ بھگوان جو کچھ کرتے
ہیں اُس میں ضرور ہمارا بھلا ہوتا ہے۔ وہ اس سے ردھیاں اور
سدھیاں پاکر بھی وہ چمتکار دکھلانے سے سنکوچ کرتے ہیں۔ اور
کسی سے ویر بھاؤ نہیں رکھتے۔ شریمد بھگوت گیتا کے بارہویں ادھیائے
میں بھگوان کرشن نے صاف بتایا ہے کہ اُن کو کیسے پرکار کے بھگت
اچھے لگتے ہیں۔ وہ سب اُن کی زبانی ہی سُن لیجیے۔
شلوک ۱۳-۱۴۔ جو کسی بھی پرانی سے نفرت نہیں کرتا، سب کا متر
ہے سب پر دیا کرتا ہے کسی سے بھی موہ نہیں کرتا۔ کسی کا اپمان نہیں

کرتا۔ دکھ سکھ میں ایک سار رہتا ہے۔ سب کو کشما کر دیتا ہے ہمیشہ
صبر سے کام لیتا ہے۔ یوگ کے ابھیاس میں لین رہتا ہے۔ من پر
قابو پا چکا ہے۔ اچھے پانے کا نشچے کر چکا ہے اور اپنے من اور بدھی
کو میرے ارپن کر چکا ہے۔ ایسا میرا بھگت مجھ کو ہمیشہ پیارا ہے۔

شلوک 15۔ جو کسی پرانی کو دکھ نہیں دیتا اور جس کو کوئی
پرانی دکھ نہیں دیتا۔ خوشی ایرشا بھے اور جوش ان سب کا جو
تیاگ کر چکا ہے ایسا میرا بھگت مجھ کو ہمیشہ پیارا ہے۔

شلوک 16۔ جو کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ سب پرکار سے
شدھ ہے۔ اپنے کام میں چتر ہے۔ کسی کی رُو رعایت نہیں کرتا۔
سب دکھوں سے چھٹکارا پا چکا ہے اور سب پرکار کے کرموں کا تیاگ
کر چکا ہے۔ ایسا میرا بھگت مجھ کو ہمیشہ پیارا ہے۔

شلوک 17۔ جو نہ کبھی حد سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور نہ کبھی
گھبراتا ہے۔ نہ کسی سے نفرت کرتا ہے اور نہ کوئی کامنا رکھتا ہے۔
جو اچھے اور برے سب پرکار کے کرموں کا تیاگ کر چکا ہے ایسا میرا
بھگت مجھ کو ہمیشہ پیارا ہے۔

شلوک 18-19۔ دشمن و متر کو اور مان و اپمان کو جو ایک سا
سمجھتا ہے۔ سردی و گرمی اور سکھ و دکھ میں جو ایک سار رہتا ہے۔
جو سب پرکار کے لگاؤ کا تیاگ کر چکا ہے۔ نندا اور استتی جس کیلئے
ایک سی ہیں۔ جو مون برت کا ابھیاس کرتا رہتا ہے۔ اور جو کچھ مل
جائے اسی میں خوش رہتا ہے اور جس کو گھربار کی کوئی اچھا نہیں
ہے۔ ٹھہری ہوئی بدھی والا ایسا بھگت مجھ کو ہمیشہ پیارا ہے۔

اِن شلوکوں میں بھگوان کرشن نے صاف کہہ دیا ہے کہ اصل بھگت وہی ہے جس نے اپنے من سے اہنکار کو تیاگ کر اپنا جیوا بھگوان کے ارپن کیا ہوا ہے - ایسا بھگت بھگوان کے سوا اور کسی کا سہارا نہیں ڈھونڈتا اور اُسی کی بھگتی میں مست رہتا ہے - وہ موکش کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتا اور اپنے اِشٹ کو ہی سب کچھ سمجھتا ہوا اُسی میں آٹھوں پہر لین رہتا ہے اِسی پرکار وہ ایک دن بھگوان کا ہی رُوپ ہو جاتا ہے - اِس پرکار کی بھگتی کی مثال دیکھنی ہو تو آپ وِرِندابن کی گوپیوں کے جیون پر نگاہ ڈالیں جو سچے دل سے بھگوان کرشن کے بال روپ پر مست تھیں - بھاگوت پُران میں اُن کی تعریف اِن شبدوں میں کی گئی ہے -

" جو گوپیاں گئوؤں کا دُودھ دوہتے، دھان کوٹتے، دہی بلوتے، آنگن میں لیپ کرتے، بچوں کو جھولا جھلاتے، روتے ہوئے بالکوں کو لوری دیتے اور گھر میں چھڑکاؤ لگاتے سمے بھی پریم بھرے دل اور آنسو بھری آنکھوں سے ہر وقت خوش ہو کر شری کرشن کے گُن گانے میں مست رہتی تھیں، بھگوان میں چت کو لگانے والی وہ گوپیاں دھنیہ ہیں -"

کہتے ہیں جب بھگوان کرشن جی وِرِندابن کو چھوڑ کر متھرا چلے گئے تو انہوں نے گوپیوں کو گیان کا اُپدیش دینے کے لئے اُدھو بھگت کو وہاں بھیج دیا - مگر گوپیوں کا پریم دیکھ کر اُدھو بھگت بھگتی رس میں اتنا ڈوب گئے کہ وہ کپڑے اُتار کر وِرِندابن کی مٹی میں لوٹنے لگے - تاکہ وہ مٹی جس پر اُن گوپیوں کے چرن پڑتے تھے -

جو ہر وقت بھگوان کے پریم میں مست رہنے کے کارن اپنے آپ کو بھول چکی تھیں۔ اُس کے اپنے شریر میں بھی رم سکے۔ رادھا تو آٹھوں پہر بھگوان کے دھیان میں مست رہتی تھیں اور کن کن میں اُن کے درشن کرتی تھیں۔

جگیاسو۔ مہاراج۔ یہ جو رادھا گوپی تھی بھگوان کرشن کی اس پہ خاص کرپا کیوں تھی؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ اتنا کچھ سُننے پہ بھی اگر آپ کو اس بات کا پتہ نہیں لگا تو میں کیا بتاؤں۔ ابھی ابھی تو میں نے بتایا ہے کہ بھگوان ہمیشہ پریم کے پجاری ہیں۔ اس میں رتی بھر شک نہیں کہ بھگوان کو اُس کا بھگت پریم کی ڈوری سے جس طرح چاہے باندھ سکتا ہے۔ رادھا کے دل میں بھگوان کرشن کے لئے جو اتھاہ پریم تھا اُس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ وہ بھگوان کرشن کے لئے جان پہ کھیلنے کو تیار تھی۔ یہی وجہ ہے کہ گو رادھا بھگوان کی کرشن کی پتنی نہ تھی۔ پھر بھی عام طور پہ اُس کا نام بھگوان کرشن کے نام سے پہلے لیا جاتا ہے۔ جیسے رادھا کرشن یا رادھے گووند وغیرہ۔ ایسا کیوں تھا؟ اس وشے میں میں رادھا جی کے جیون کی ایک گھٹنا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

بھگوان کرشن جی کی کئی رانیاں تھیں۔ جن میں سے رُکمنی کو پٹرانی کا درجہ حاصل تھا۔ اُس کے دل میں ایرشا رہتی تھی کہ بھگوان کرشن رادھا جی کی تعریف کیوں کرتے ہیں۔ چنانچہ اُس کو یہ دکھانے کے لئے کہ سچا پریم کیا ہوتا ہے اور اس کا پیار رادھا جی کے

پیا جیسا ہے کہ نہیں ۔ بھگوان کرشن ایک دن کہنے لگے کہ اُنکے پیٹ میں سخت درد ہے ۔ اور عام لوگوں کی طرح درد سے کراہنے لگے ۔ رُکمنی نے اُسی وقت راج وید کو بلایا ۔ پر کئی پرکار کی دوائیاں دینے پر بھی درد میں کچھ فرق نہ پڑا ۔ آخر بھگوان کرشن نے کہا اب دوائی کا کچھ لابھ نہیں ۔ آپ میں سے اگر کوئی رانی مجھے اپنے چرنوں کا چرنامت پلادے تو شاید آرام آجائے ۔ یہ سنکر رُکمنی اور دوسری سب رانیاں ایک دوسرے کا مُنہ تاکنے لگیں ۔ وہ سوچنے لگیں کہ اگر انہوں نے اپنے چرن دھوکر بھگوان کو چرنامت پلا دیا تو اُن کو بھاری پاپ لگے گا ۔ جس کے کارن شاید ان کو نرک میں جانا پڑے ۔ جب سب رانیاں چُپ رہیں تو بھگوان کرشن نے تڑپ کر کہا ۔ اچھا اگر تم مجھ کو چرنامت نہیں دے سکتیں تو کسی طرح میرا سندیش رادھا کو بھجوا دو ۔ جب رادھا کو سندیش ملا کہ بھگوان کرشن کے پیٹ میں درد ہے جو اُس کے پاؤں کے چرنامرت سے دور ہو سکتا ہے ۔ اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اُسی وقت چرنامرت تیار کر کے بھگوان کرشن کو بھجوا دیا ۔ اُس نے سوچا بھگوان کو اپنے چرنوں کا چرنامرت پلانے کے کارن اُس کو بھلے ہی جنم جنمانتر تک نرک میں رہنا پڑے پر اُس کے پریتم کا درد تو جاتا رہے گا ۔ یہ ہے سچے بھگت کی بھاونا اور سچا پریم ۔ چرنامرت پیتے ہی بھگوان کرشن بالکل ٹھیک ہو گئے ۔ اور رُکمنی وغیرہ سب رانیاں من ہی من میں شرمندہ ہوئیں ۔ اور آگے کے لئے رادھا جی کی عزت کرنے لگیں ۔

ہنگیا سو ۔ مہاراج ۔ رادھا جی کے پریم کی کہانی سُنکر بہت آنند

آیا۔ کیا آپ ایک اور ایسی ہی کہانی سنانے کی کرپا کریں گے۔

مہاتما جی۔ بھگوان کے پریم کی باتیں کرتے میری زبان کبھی نہیں تھکتی۔ اب میں آپ کو ایک مسلمان صوفی فقیر کی کہانی سناتا ہوں۔ جو بہت ہی دلچسپ ہے۔ ایک انگریز فلاسفر سچی خوشی کی تلاش میں دنیا بھر کا چکر لگاتا رہا۔ ساری دنیا کے داناؤں اور مہاپرشوں سے اس نے بات چیت کی پر اس کے من کو شانتی نہ ملی۔ آخر گھومتے گھومتے وہ بھارت پہنچ گیا۔ تو اس کی ملاقات ایک صوفی فقیر سے ہو گئی۔ جو صرف لنگوٹ پہنے ہوئے ننگ دھڑنگ ایک پیپل کے درخت کے سائے میں آرام کر رہا تھا۔ اس کی فلاسفر کے ساتھ جو بات چیت ہوئی وہ سنہری اکشروں میں لکھنے کے قابل ہے۔ دھیان دے کر سنیئے۔

فلاسفر۔ صوفی صاحب۔ آج کا دن آپ کو مبارک ہو۔

صوفی۔ پیارے۔ میرے لئے تو سب دن ہی مبارک ہیں۔

فلاسفر۔ اچھا آپ ہمیشہ خوش قسمت رہیں۔

صوفی۔ میں تو جنم سے ہی خوش قسمت ہوں۔

فلاسفر۔ پھر میری دعا ہے کہ بھگوان آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔

صوفی۔ ارے بھائی۔ خوشی تو میرا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ اداسی کس کو کہتے ہیں۔

فلاسفر۔ صوفی صاحب۔ آپ کے جواب میرے دل میں گھر کر چکے ہیں۔ کیا آپ مجھے یہ بتانے کی کرپا کریں گے کہ اس طرح سکھ کا کوئی سادھن نہ ہوتے ہوئے بھی آپ اتنے خوش کیسے ہیں۔

صوفی۔ پیارے۔ یہ تو بہت معمولی بات ہے۔ اگر آپ میری
اتھاہ خوشی کا راز جاننا چاہتے ہیں۔ تو کان کھول کر سنیئے۔
میں ہر ایک دن کو شبھ سمجھتا ہوں۔ دکھ ہو یا سکھ میں سب
کو خدا کی دین سمجھتا ہوں۔ جس نے مجھے یہ جیون دیا ہے اور اس
کو ہر حالت میں یاد کرتا رہتا ہوں۔ اس کا شکریہ ادا کرنا میرا فرض
ہے۔ مجھے وشواس ہے کہ میرا خدا جو کچھ بھی کرتا ہے وہ سب
میری بھلائی کے لئے ہے۔ میں اس کی رضا میں ہمیشہ خوش رہتا
ہوں۔ میں نے کبھی سوچا ہی نہیں کہ دکھ کیا ہوتا ہے اور بدنصیبی
کسے کہتے ہیں۔

فلاسفر۔ صوفی صاحب، یہ تو سب کچھ ٹھیک ہے، لیکن
اگر خدا آپ کو کبھی نرک میں دھکیل دے تو آپ کیا محسوس کریں گے؟

صوفی۔ واہ صاحب۔ آپ نے عجیب سوال پوچھا ہے۔ پر آپ
کو پتہ نہیں کہ میں نے خدا کو پیار کی زنجیر کے ساتھ اس طرح باندھا
ہوا ہے کہ وہ مجھ سے کبھی الگ نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نے
مجھے نرک میں ڈالنا ہو گا تو خدا کو میرے ساتھ نرک میں ٹھہرنا
پڑے گا۔ اور جب ہم نرک میں بھی اکٹھے ہوں گے۔ تو دکھ کا سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو"

یہ جواب سنکر فلاسفر حیران رہ گیا اور صوفی فقیر کے چرنوں
میں گر کر کہنے لگا۔ "صوفی صاحب! آج میری آنکھیں کھل گئی ہیں
میں دنیا بھر میں جو چیز ڈھونڈتا پھرتا تھا آپ کی کرپا سے وہ
آج مجھے مل گئی ہے۔ اب میں بھی آپ کی طرح خدا سے پریم نبھاؤنگا

اور اُس کی رضا میں خُوش رہوں گا۔ اِس سے بہتر سُکھ کا آسان سادھن اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ کی باتوں سے صاف پتہ چلتا ہے "بھگت کے بس میں ہیں بھگوان"۔

جو بھگوان کا سچا بھگت ہے اُس کو دُنیا کی ہر ایک چیز سے ویراگ ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا من بھگوان کے چرن کملوں کا ہی بھنورا بنا رہتا ہے۔ جیسے کہ اِس کوتا سے ظاہر ہوتا ہے۔

بھگت کی بھاونا

تیرے چرن کملوں میں آ کر اے بھگوان
تیرے گیت گانے کو جی چاہتا ہے

بدل تو نہیں ہے تیری نعمتوں کا
یہ قرضہ چکانے کو جی چاہتا ہے

کھلونوں میں تیرے نہیں [illegible] دل
تیری گود پلنے کو جی چاہتا ہے

میں مایوس ہو جاؤں جب اِس جہاں سے
تیرے پاس آنے کو جی چاہتا ہے

یہ تو بھی سُنے جب نہ فریاد میری
تو آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے

میں جلوہ ترا جب کبھی پاتا ہوں دل میں
تو ہنسنے ہنسانے کو جی چاہتا ہے

یہ سچ ہے کہ حالت یہ ترے کا تو بھگون
سدا مسکرانے کو جی چاہتا ہے

بھگتی کا سادھن

جگیاسو - مہاتما جی - بہت بہت دھنیہ باد - اب آپ ہم کو بھگتی کے کچھ سادھن بتانے کی کرپا کریں -

مہاتما جی - ارے بھائی - بھگتی کے سادھن میں آپ کو کیا بتاؤں اگر آپ کو شوق ہے تو بھگتی کے سادھن میں آپ کو بھگوان رام کی زبانی سنا دیتا ہوں - جب بھگوان رام جی بنباس میں تھے اور سیتا جی کو راون اٹھا کر لے گیا تو بھگوان رام سیتا جی کی تلاش کرتے کرتے بھیلنی شبری کے آشرم میں پہنچ گئے - شبری برسوں سے ان کا انتظار کر رہی تھی - جس شردھا اور پریم سے اس نے بھگوان رام کی آؤ بھگت کی اس کی مثال شاید ہی اور کہیں مل سکے - بھگوان رام نے خوش ہو کر نودھا بھگتی کی نسبت شبری کو جو اپدیش دیا تھا اس کو گوسائیں تلسی داس نے رام چرت مانس میں اس طرح بیان کیا ہے -

پرتھم بھگتی سنتن کر سنگا دوسری رتی مم کتھا پرسنگا
گرو پد پنکج سیوا تیسری بھگتی املان
چوتھی بھگتی مم گن گان کرے کپٹ تج گان

۱۔ پہلی پرکار کی بھگتی سنت پرشوں کا ست سنگ ہے اور

دوسری پرکار کی بھگتی میری کتھاؤں کے پرسنگ میں پریتی رکھنا ہے۔ ابھیمان اور اہنکار کو تیاگ کر گورو کے چرنوں کی سیوا کرنا تیسری پرکار کی بھگتی ہے اور میرے گنوں کے گیت گانا چوتھی پرکار کی بھگتی ہے۔

منتر جاپ من درڑھ وشواسا ۔۔۔ پنچم بھجن سو وید پرکاسا
چھٹ دس شیل ورتی بہو کرما ۔۔۔ نرت نرنتر سجن دھرما

درڑھ وشواس کے ساتھ میرے نام کا جاپ کرنا اور ہر وقت میرا ہی بھجن کرتے رہنا پانچویں پرکار کی بھگتی ہے۔ اندریوں پر قابو پانا سداچار کا ابھیاس کرنا، سب کرموں میں ویراگ کا ہونا اور سنت پرشوں کے بتائے ہوئے دھرم پر چلنا چھٹی پرکار کی بھگتی ہے

ستویں سب موہی مے جگ دیکھا ۔۔۔ موتے سنت ادھک کری لیکھا
آٹھویں جتھا لابھ سنتوشا ۔۔۔ سپنے ہو نہیں دیکھے پر دوشا

سارے برہمانڈ کو میرا روپ سمجھنا اور میرے بھگتوں کا مجھ سے بھی زیادہ ستکار کرنا ساتویں پرکار کی بھگتی ہے۔ جو کچھ مل جائے اسی میں صبر سے گزارا کرنا اور سپنے میں بھی دوسرے کے دوش نہ دیکھنا آٹھویں پرکار کی بھگتی ہے۔

نوم سرل سب سو چھل ہینا ۔۔۔ مم بھروس ہیے ہرش نہ دینا
نو مہاں ایکو جن کے ہوئی ۔۔۔ ناری پرش سچراچر کوئی
سوئی اتی شے پریہ بھامنی مورے ۔۔۔ سکل پرکار بھگتی درڑھ تورے

سب سے سیدھا سادہ ویوہار کرنا۔ مجھ پر پورا بھروسہ رکھنا اور اپنے من میں نہ زیادہ خوشی محسوس کرنا نہ دکھ۔ نویں پرکار کی

بھگتی ہے۔ اِن نو میں سے جس کے پاس ایک پرکار کی بھی بھگتی ہو۔ وہ استری ہو یا پرش۔ جڑ ہو یا چیتن۔ مجھ کو بہت ہی پیارا ہے" بنباس کے دوران میں ایک بار لکشمن جی نے بھی بھگوان رام جی سے بھگتی کے بارے میں پوچھا تھا۔ جس کے جواب میں انہوں نے فرمایا تھا

جاتے دیگی دروہوں میں بھائی — سو مم بھگتی بھگت سکھدائی
سو سوتنترا ولمبھ نہ آنا — جے ہی ادھین گیان وگیانا
بھگتی تات انوپم سکھ مولا — ملے جو سنت ہوہیں انوکولا

وہ ہے بھائی! جس سے میں جلدی خوش ہو جاتا ہوں۔ وہ بھگتوں کو سکھ دینے والی میری بھگتی ہے۔ بھگتی کسی کے ادھین نہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کا سہارا ڈھونڈتی ہے۔ آتم گیان اور تتو گیان سب اُن کے ادھین ہیں۔ ہے تات۔ بھگتی سکھ کی جڑ ہے۔ اور اس جیسی اور کوئی شے نہیں۔ یہ بھگتی ملتی ہے جب کسی مہاپرش کی کرپا ہو جائے۔

بھگتی کے سادھن کہوں بکھانی — سگم پنتھ موہے پاویں پرانی
پرتھم ہی وپر چرن اتی پریتی — نج نج دھرم نرت شرتی ریتی
یہی کر پھل من وشے وراگا — تب من چرن اپجیں انوراگا

اب میں بھگتی کے سادھن بیان کرتا ہوں۔ یہ مارگ بہت ہی آسان ہے اور اس پر چل کر لوگ مجھ کو آسانی سے پا سکتے ہیں۔ سب سے پہلے برہمنوں کے چرنوں سے بہت پریم ہونا چاہیے اور سب کو وید کی ودھی کے انوسار اپنے اپنے سبھاوک دھرم پر چلنا چاہیے اس کا پھل یہ ہے کہ وشے بھوگوں سے ویراگ ہو جاتا ہے اور پھر

چرنوں سے پریم بڑھ جاتا ہے۔

شرون آدک نو بھگتی درڑھا ہیں
مم لیلا رتی اتی من ماہیں

شرون وغیرہ نو پرکار کی بھگتی پکّی ہو جاتی ہے اور میری کتھائیں سننے کے لئے من میں پریم پیدا ہونے لگ جاتا ہے۔

سنت چرن پنکج اتی پریما من کرم بچن بھجن درڑھ نیما
گرو پتو ماتو بندھو پتی دیوا سب موہی کہاں جانے درڑھ سیوا

پھر سنت پرشوں کے چرن کملوں سے پریتی بڑھ جاتی ہے اور درڑھ نیم بنا کر بھگت من کرم اور زبان سے میرا ہی بھجن کرنے لگتا ہے۔ وہ گورو پتا ماتا بھائی پتی اور دیوتا ان سب کو میرا ہی روپ سمجھنے لگتا ہے۔ اور دل و جان سے میری سیوا میں لین رہتا ہے۔

مم گن گاوت پلک شریرا گدگد گرا نین بہہ نیرا
کام آدی مد دمبھ نہ جاکے تات نرنتر بس میں تاکے

میرے گنوں کا گان کرتے کرتے اس کے شریر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ زبان میں گدگدی پیدا ہو جاتی ہے اور آنکھوں سے پریم کے آنسو نکلنے لگتے ہیں۔ ہے تات! جس پرش کے من میں کام، اہنکار اور پاکھنڈ کچھ نہیں ہوتا میں اس کے من میں ہمیشہ نواس کرتا ہوں۔"

اسی طرح ایک بار بھگوان رام نے اجودھیا کے نواسیوں کو بھی بھگتی کے بارے میں یہ اپدیش دیا تھا۔

کہو بھگتی پتھ کون پریاسا جوگ نہ مکھ جپ تپ اپواسا

سرل سبھاؤ نہ من کٹلائی　　　بیچا لابھ سنتوش سہائی

وہ کہو! بھگتی مارگ میں کونسی محنت کرنی پڑتی ہے۔ اس میں نہ تو یگیہ۔ یوگ جپ تپ یا برت کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ سادا سبھاؤ ہو۔ من میں چھل کپٹ نہ ہو اور جو کچھ ملے اسی میں سنتوش ہو۔

مور داس کہائی نر آسا　　　کرے تو کہو کیا دِروشواسا

میرا داس ہو کر جو کسی دوسرے کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ کہو اس پر کیا وشواس ہو سکتا ہے۔

بیر نہ وگراہ آس نہ تراسا　　　سکھ مئے تاہی سدا سب آسا

جس کو کسی سے نہ دیر ہے نہ جھگڑا۔ جو نہ کوئی آشا رکھتا ہے۔ نہ بھئے۔ اس کے لئے سب پرکار سے سکھ ہی سکھ ہے۔

انارمبھ انکیت امانی انگھ　　　اروش دکش وگیانی

پریتی سدا سجن سنسرگا　　　ترن سم وشے سورگ اپورگا

وہ کرموں کا تیاگ نہیں کرتا۔ پر گھر بار میں اس کو موہ نہیں ہوتا۔ وہ نہ ابھیمان کرتا ہے نہ پاپ۔ اس کو کرودھ کبھی نہیں آتا۔ وہ ہر کام میں چتر اور گیانی ہوتا ہے۔ وہ سنت پرشوں سے سدا پریم کرتا ہے اور ان کے ست سنگ کا پورا لابھ اٹھاتا ہے۔ وشے بھوگ سورگ اور موکش ان سب کا وہ ایک تنکے کے سمان سمجھتا ہے۔

بھگتی پکش ہٹھ نہیں شٹھتائی　　　دشٹ کرم سب دور بہائی

مم گن گرام نام رت گت ممتا مد موہ

تا کر سکھ سوئی جانئے پرانند سندوہ

اُس کو بھگتی مارگ میں پُورن وِشواس ہوتا ہے وہ مُونہہ موڑ کھوں والی سٹ دھرمی نہیں کرتا اور بُرے کرموں کو دُور سے ہی تیاگ دیتا ہے اُس شکھ کو جس کو یہ مانند کہا گیا ہے وہی پُرش جان سکتا ہے جو میرے گُن اور ناموں کا جاپ کرتا رہتا ہے۔ اور سب موہ و ممتا کا تیاگ کر چکا ہے۔

جیسے میں آپ کو بتا چُکا ہُوں بھگوان رام نے بھیلنی شبری کو نو پرکار کی بھگتی کا اُپدیش دینے کے بعد صاف کہہ دیا تھا کہ اُن میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنے والا پُرش اُن کو بہت پیارا ہے میرا اپنا وچار یہ ہے کہ آتم سمرپن کا سادھن سب سے آسان اور لابھ دائک ہے۔ آتم سمرپن کا مطلب یہی ہے کہ انسان بھگوان کی رضا میں ہمیشہ خوش رہے۔ اور اپنے من میں پُورن وشواس رکھے کہ بھگوان جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ سب ہماری بھلائی کے لئے ہوتا ہے۔ جب کوئی بھگت ہر قسم کی خواہش سے مُنہ موڑ کر بھگوان کی رضا میں خوش رہتا ہے۔ اور خودی کو دل سے بالکل ہی نکال دیتا ہے۔ بھگوان اُس کے جیون کا سب بوجھ اپنے سر پر لے لیتے ہیں۔ اور پھر اس پُرش کو دُنیا کا کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا۔ بھگت کسی حالت میں بھی بھگوان سے شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ اُس کی ہر دین کے لئے چاہے وہ سُکھ ہو یا دُکھ وہ اُس کا شُکریہ ادا کرتا رہتا ہے۔ بھگت کی اس بھاونا کو ایک کوی نے اس طرح ظاہر کیا ہے۔ بھگت بھگوان کو کہتا ہے۔

بھگوان کا شکریہ

شکریہ بھگوان تیرا صد شکریہ
جو کبھی مانگا میں نے تجھ سے پا لیا

رات دن کرتا ہوں میں تجھ سے دعا
اک دفعہ تو سامنے میرے تو آ

اپنے عاشق سے ہے تجھ کو شرم کیا
ذرا سا گھونگھٹ اٹھا مکھڑا دکھا

چھپ کے کیوں اٹھکیلیاں ہے کر رہا
سامنے آ کر دکھا اپنی ادا

میں تو پلکوں پہ تجھے لونگا بٹھا
تو نظر اک بار تو مجھ سے ملا

گیت تیرے میں سدا ہوں گا رہا
اپنے منہ سے کہہ کروں میں اور کیا

میری اپنی ہے نہیں کوئی رضا
جو رضا تیری ہے وہ میری رضا

جب سے ہے جیون ترے ہاتھوں دیا
دکھ دیا مجھ کو نہ کوئی غم دیا

میں عادت نے ترا کر دا دیا
اب نہ چھوڑونگا کبھی پیچھا ترا

بھگت کے بس میں ہیں بھگوان

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بھگوان بھگت کے بس میں ہوتے ہیں۔ کیا آپ اس رشتے پر اور روشنی ڈالنے کی کرپا کریں گے ؟

مہاتما جی۔ پیارے۔ یہ بات تو سولہ آنے ٹھیک ہے کہ بھگوان بھگت کے بس میں رہتے ہیں۔ پر دیکھنا یہ ہے کہ بھگت کسے کہتے ہیں ماتھے پر تلک لگا کر یا رُدراکش کی مالا گلے میں ڈال کر کوئی بھگت نہیں بن جاتا۔ جیسے میں پہلے بتا چکا ہوں اصل بھگت وہ ہے جو اپنا تن من اور دھن سب کچھ بھگوان کے ارپن کر دیتا ہے۔ اور خودی و اہنکار کو چھوڑ کر اپنے آپ کو سچ مچ بھگوان کا داس یا سیوک سمجھتا ہے ایسے بھگتوں کی نسبت ہی کہا گیا ہے کہ بھگوان انکے بس میں رہتے ہیں جب کورو پانڈوں کا یدھ ہو رہا تھا ایک دن دریودھن نے یہ طعنہ دینے پر کہ اُن کے جرنیل بھیشم پتامہ پانڈوں کی طرف داری کر رہے ہیں بھیشم پتامہ نے پرن کر لیا کہ دوسرے دن یا تو وہ پانڈوں کو ختم کر کے دم لیں گے یا آپ ختم ہو جائیں گے۔ ارجن کو اس پرن کا پتہ لگا تو وہ گھبرا گیا۔ کیونکہ اُسے بھیشم پتامہ کی شکتی کا پتہ تھا اور وہ اس کا اُپائے پوچھنے کے لئے بھگوان کرشن کے پاس چلا گیا۔ بھگوان کرشن نے صاف کہہ دیا کہ بھیشم پتامہ ان کا بھگت ہے اس لئے وہ اُس کے بس

میں ہیں - اور اُس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے -

ارجن بھی بھگوان کرشن کا بھگت تھا - اور اسی وجہ سے بھگوان کرشن نے اُس کے رتھ کو ہانکنے کا کام اپنے ذمہ لے لیا تھا اسی طرح رامائن میں ذکر آتا ہے کہ ہنومان بھگوان رام کا اننیہ بھگت تھا - اس لئے وہ ہنومان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتے تھے -

رام چرت مانس میں گوسائیں تلسی داس جی نے ایک جگہ کہا ہے

جدپی سم نہیں راگ نہ روشو ۔ گہیں نہ پاپ پُنیہ نہ ہی دوشو
کرم پردھان وشو کری راکھا ۔ جو جس کرہی سو تس پھل چاکھا
تدپی کرہیں سم وِشم وہارا ۔ بھگت ابھگت ہردے انوسارا

وہ اگرچہ بھگوان رام سمدرشی ہیں - جن کو نہ کسی سے ڈیش ہے نہ کرودھ اور وہ نہ کسی کا پاپ اور نہ کسی کا پُنیہ گرہن کرتے ہیں - اور نہ کسی کا دوش دیکھتے ہیں - انہوں نے سنسار میں کرم کو ہی پردھان رکھا ہے - جیسا کوئی کرتا ہے ویسا پھل پا لیتا ہے - پر پھر بھی بھگت اور ابھگت کے ہردے کے انوسار وہ نرم بھی ہیں اور سخت بھی۔

اگن الیکھ امان ایک رس ۔ رام سگن بھئے بھگت پریم بس

جو بھگوان نراکار ، نیکھ میں نہ آنے والے اور ہمیشہ ایک سار رہنے والے ہیں - وہ بھی بھگت کے بس میں آکر ساکار روپ دھارن کر لیتے تھے ہیں -

نیتی نیتی جیہی وید نروپا ۔ چدانند نرا اوپادھی انوپا
سنبھو ورنچی وشنو بھگوانا ۔ اپجہی جاسو انش تے نانا
ایسے پربھو سیوک بس اہہیں ۔ بھگت ہیتو لیلا تنو گہہیں

وید جن کو نیتی نیتی کہہ کر بیان کرتے ہیں۔ جو چیتن اور آنند سروپ ہیں۔ جن میں کبھی تبدیلی نہیں آتی۔ جن کی مثال کہیں نہیں ملتی اور جن کے انش سے انیک شوجی، برہما اور وشنو پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ وہ بھگوان ہمیشہ بھگت کے بس میں رہتے ہیں۔ اور اپنے بھگت کی خاطر لیلا کرنے کے لئے شریر دھارن کر لیتے ہیں

اگر آپ غور سے سوچیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ سیوا کے کارن تو ایک عام انسان بھی اپنے سیوک کے بس میں ہو جاتا ہے دراصل سیوا پریم کا ہی دوسرا نام ہے۔ اور اُس کا ایسا اثر ہونا لازمی ہے۔ کہتے ہیں بادشاہ محمود غزنوی جس نے بہت سے ملکوں کو فتح کر لیا تھا اور جس کے پاس ہزاروں غلام موجود تھے اپنے ایک غلام کے بس میں تھے۔ جس کا نام ایاز تھا۔ ایاز ہر وقت بادشاہ محمود غزنوی کے ساتھ رہتا تھا اور دل و جان سے اُس کی سیوا کرتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ محمود غزنوی اپنے آپ کو ایاز کا غلام سمجھتا تھا اور اُس کو ہر طرح سے خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا سیوا چیز ہی ایسی ہے جس سے آپ دوسرے کے دل کو جیت سکتے ہیں۔ اور پتھر کو موم بنا سکتے ہیں۔

گورو نانک دیو جی نے اس سلسلے میں یوں فرمایا ہے۔

نہ توں آویں وس بہت گھناوّنے — نہ توں آویں وس وید پڑھاوّنے
نہ توں آویں وس تیرتھ نہائیے — نہ توں آویں وس دھرتی دھائیے
نہ توں آویں وس کتے سیانپے — نہ توں آویں وس بہت دان دیئے
سب کچھ تیرے وس اگوچر — توں بھگتاں کے وس بھگتاں تان تیرا

ادھو - اے سچرا چر بھگوان - تُو نہ تو چھُو چھُو کرنے سے بس میں آسکتا ہے نہ وید پڑھنے سے - نہ تیرتھ پہ اشنان کرنے سے اور نہ پیتھوں پہ اِدھر اُدھر گھُومنے سے - نہ دانائی کی باتیں بنانے سے اور نہ زیادہ دان دینے سے - ہے بھگوان! سب کچھ تیرے اپنے بس میں ہے - پر تُو بھگتوں کے بس میں ہے - اور اُن کو تیرا ہی سہارا ہے

ہمارے گرنتھوں میں تو بہت سی ایسی کہانیاں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے بھگت کی خاطر بھگوان کو کبھی کبھی اُس کا رُوپ بھی دھارن کرنا پڑتا ہے - نرسی بھگت سدنا نائی اور سدنا قصائی وغیرہ کی کہانیاں تو آپ نے بھی ضرور سُنی ہوں گی - کیا اُن سے ظاہر نہیں ہوتا کہ بھگوان سچ مچ بھگت کے بس میں رہتے ہیں -

سنت سپاہی کرم سنگھ

جگیاسُو - مہاراج - اس قسم کی کہانیاں تو ہم نے بھی کافی سُنی ہیں - کرپا کر کے کوئی ایسی سچی گھٹنا سُنائیے جس کو بہت دیر نہ ہوئی ہو -

مہاتما جی - اچھا بھئی - اس سلسلے میں میں آپ کو سنت سپاہی کرم سنگھ کے جیون کی ایک گھٹنا سُناتا ہوں - جس کو زیادہ دیر نہیں ہوئی - انگریزوں کے راج میں سنت کرم سنگھ فوج کی ایک رجمنٹ میں پہرہ دینے کی ڈیوٹی پر تھے - اُن کو کیرتن کا بہت

شوق تھا - ایک دن پاس والے گاؤں میں کیرتن تھا اور سنت جی
وہاں جا کر کیرتن میں شامل ہو گئے۔ اُس رات وہ کیرتن میں اتنے
مست ہو گئے تھے کہ اپنے شریر کی سُدھ بُدھ کھو بیٹھے۔ اور اُن کو
یہ بھی یاد نہ رہا کہ رات کو پہرہ کی ڈیوٹی دینی ہے۔ اسی طرح مستی
کی حالت میں صبح ہو گئی۔ اور جب اُن کو ہوش آئی تو وہ بہت
گھبرا گئے۔ کہ اب نوکری کا کیا بنے گا۔ چنانچہ اس خیال سے کہ
صاحب کو پتہ چلنے سے پہلے وہ سارا [illegible]
مانگ لیں تو شاید بات نہ بڑھے۔ جب وہ صاحب کی کوٹھی پر پہنچے
تو صاحب نے بے وقت اُن کو وہاں دیکھ کر پوچھا "کرم سنگھ! تم
میاں آج اِس وقت کیا کرنے آیا ہے۔" سنت کرم سنگھ نے ڈرتے
ڈرتے جواب دیا "صاحب کل رات میں ڈیوٹی پر نہیں آ سکا۔ اور
غیر حاضری کے لئے معافی مانگنے آیا ہوں۔ آگے کو کبھی ایسی غلطی نہیں
کروں گا۔ اگر مجھے نوکری سے جواب مل گیا تو میری بیوی اور بچے
بھوک سے مر جائیں گے۔ میرے سوائے اُن کی مدد کرنے والا اور کوئی
نہیں۔ ایک بار آپ مجھے ضرور معاف کر دیں۔" صاحب سنت جی کی
بات سُن کر حیران ہو گیا اور کہنے لگا۔ "کرم سنگھ! تم یہ کیا کہہ
رہے ہو۔ کل رات ہم نے اپنی آنکھوں سے تم کو ڈیوٹی پر دیکھا
ہے۔ اور تم عین چستی سے ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔" سنت جی
نے کہا: "صاحب آپ کو غلطی لگ گئی ہو گی۔ میں تو کل ساری رات
ساتھ والے گاؤں میں کیرتن کرتا رہا۔" صاحب نے ہنس کر کہا۔
"ہماری آنکھوں کو غلطی نہیں لگ سکتی۔ معلوم ہوتا ہے تم نے

آج کوئی نشہ پی لیا ہے جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ آئندہ اس حالت میں ہمارے سامنے کبھی مت آنا۔ جاؤ اپنا کام کرو۔" صاحب کی باتیں سنکر سنت جی کو یقین ہو گیا کہ چونکہ وہ رات کو کیرتن میں مست ہونے کے کارن ڈیوٹی پر جانا بھول گئے تھے۔ اس لئے اُن کی خاطر بھگوان کو اُن کا رُوپ دھارن کر کے ساری رات ڈیوٹی دینی پڑی۔ یہ سوچتے ہی اُن کی آنکھوں سے پریم کی دھارا بہہ نکلی اور انہوں نے اپنی پیٹی اُتار کر صاحب کے آگے رکھتے ہوئے کہا۔ "صاحب آپ نے جو کچھ کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کل رات میرے بھگوان کو میری خاطر میرا روپ دھارن کر کے ڈیوٹی دینی پڑی۔ میں اس کے لئے بہت شرمندہ ہوں معاف کیجئے اب میں آپ کی نوکری نہیں کر سکتا۔ اب تو میں ساری عمر اُس کی نوکری میں گزار دوں گا۔ جس نے میری خاطر رات بھر ڈیوٹی دینے کی تکلیف اُٹھائی۔"

سنت کرم سنگھ کے جیون کی یہ سچی گھٹنا ہے۔ آشا ہے اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ کہ بھگوان سچ مچ بھگت کے بس میں رہتے ہیں۔ اگر آپ لوگ اس سے بھی تازہ گھٹنا سننا چاہتے ہیں۔ تو میں آپ کو سن ۱۹۳۵ء کی ایک گھٹنا سنا دیتا ہوں جو بالکل سچی ہے۔ اور جس کی چھان بین آپ خود کر سکتے ہیں۔۔

گارڈ صاحب

آج کل کے ہریانہ کے ایک قصبہ میں بیسویں صدی کے ایک
صاحب کا جنم ہوا جس کا نام ودھاوارام تھا۔ لیکن بعد میں
وہ گارڈ صاحب ہی کہلانے لگے۔ اُن کو بچپن سے ہی ایشور
بھگتی کا شوق تھا اور وہ دُنیا کے کسی کاروبار میں دلچسپی نہ لیتے
تھے۔ اُن کے پتاجی نے اُن کو زبردستی ریلوے میں مُلازم کروا
دیا۔ اور اُن کو گارڈ کی ڈیوٹی مل گئی۔ وہ ہر روز صبح آٹھ بجے
مُغل سرائے سے ایک گاڑی لکھنؤ لیجاتے تھے اور دُوسرے دن وہاں سے
واپس لاتے تھے۔ ایک دن صبح سویرے اُٹھ کر پُوجا میں اتنے مست
ہو گئے کہ گاڑی وغیرہ کا کچھ خیال ہی نہ رہا اور نو بجے کے قریب
اُن کی سمادھی کھُلی تو یاد آیا کہ گاڑی کا وقت ہو چکا ہے۔ نامعلوم
اب کیا سزا بھُگتنی پڑے۔ اسی حالت میں وہ ریلوے سٹیشن پر جا کر
سٹیشن ماسٹر کو ملے اور اُن سے لیٹ ہونے کے لئے معافی مانگنے لگے
سٹیشن ماسٹر نے کہا "گارڈ صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ
ٹھیک وقت پر تو گاڑی لیکر گئے تھے۔ مجھے تو یہ حیرانی ہے کہ
آپ اتنی جلدی واپس کیسے آ گئے۔ یہ دیکھئے میرے رجسٹر میں
آپ کے دستخط بھی موجود ہیں۔" یہ سُنکر گارڈ صاحب سمجھ گئے
کہ اُس دن بھگوان کو خود اُن کا رُوپ دھارن کرنا پڑا۔ اور گاڑی
لیجانے کی ڈیوٹی دینی پڑی۔ بس پھر کیا تھا۔ اُسی وقت مستی میں

آکر بلیٹ فارم پر ناچنے لگے۔ اور ریلوے کے سب ملازم حیران ہو گئے۔ کہ گارڈ صاحب کی بجائے بھگوان خود گاڑی لیکر گئے ہیں سچ کہتے ہیں " بھگت کے بس میں ہیں بھگوان۔ "

یہ گھٹنا 1935 کی ہے۔ اور ممکن ہے کہ گارڈ صاحب ابھی بھی زندہ ہوں۔ اور کہیں تپسیا کر رہے ہوں۔ لیکن میں اس بات کی تسلی نہیں کر سکتا۔

بھگت کو اس دنیا سے کوئی لگاؤ نہیں رہتا۔ اُس کے من میں تو ایک ہی لالسا ہوتی ہے۔ اور وہ ہوتی ہے اپنے پریتم کے دیدار کی۔ بھگت تو بھگوان کو ہی کہتا ہے۔

میں کیا چاہتا ہوں

نہ پوچھو یہ بھگون میں کیا چاہتا ہوں
میں تجھ سے کبھی نہیں مانگنا چاہتا ہوں
تمنا تو بھگتی کی تھی میرے دل میں
یہ اُس کو کبھی میں چھوڑنا چاہتا ہوں
یہی ایک ارمان ہے دل میں باقی
تجھے اک نظر دیکھنا چاہتا ہوں
بہت بار دل نے تو دیکھا ہے تجھ کو
پر آنکھوں سے اب دیکھنا چاہتا ہوں
نہ تجھ بن کوئی اور ہو میرے دل میں

میں تجھ سے دعا مانگنا چاہتا ہوں
مجھے کس لئے جگ میں بھیجا ہے تو نے
ترے منہ سے میں جاننا چاہتا ہوں
خودی میں سبھی مست ہیں اس جہاں میں
جہاں سے میں اب بھاگنا چاہتا ہوں
جو گمراہ ہونے سے مجھ کو بچا لے
میں تجھ سا کوئی راہ نما چاہتا ہوں
تجھے پایا عارف نے جس راہ پہ چل کے
وہ راہ تجھ سے میں پوچھنا چاہتا ہوں

کیرتن کی مہما

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ دھنیہ ہیں۔ جو ہم کو اتنی اچھی باتیں بتا رہے ہیں۔ واقعی کیرتن میں بہت شکتی ہے۔ کیا آپ کیرتن پہ کچھ اور روشنی ڈالنے کی کرپا کریں گے۔

مہاتما جی۔ پیارے، کیرتن نہ صرف بھگتی کا ایک سادھن ہے بلکہ اس کی مہما سب گرنتھوں میں کی گئی ہے۔ ایک اپنشد میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ کلجگ میں جو لوگ صرف اس منتر کا کیرتن کریں گے۔ وہ موکش کو پراپت کر لیں گے۔

ہرے رام۔ ہرے رام۔ رام رام ہرے ہرے
ہرے کرشن۔ ہرے کرشن۔ کرشن کرشن ہرے ہرے

لشچھی سبھیا کی نقل کرتے ہوئے ہم نے تو کیرتن کا شوق چھوڑ دیا ہے۔ لیکن جیسے کہ میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا ہے دوسرے دیشوں میں اور خاص کر امریکہ میں اب لوگ اس کا بہت لابھ اٹھانے لگے ہیں۔ اُن ملکوں میں سوسائیٹیاں بن رہی ہیں۔ جن کے ممبر بڑی شردھا سے ہرے رام۔ ہرے رام۔ رام رام ہرے ہرے۔ ہرے کرشن۔ ہرے کرشن۔ کرشن کرشن ہرے ہرے!! کے مہا منتر کا کیرتن کرتے ہیں۔ اور مست ہو کر پریم سے جھومنے اور ناچنے لگتے ہیں۔ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ گو اُن کے پاس دھن دولت تو بہت تھا پر اُن کا من بے چین سا رہتا تھا اور جب سے اُنہوں نے بھگوان کے نام کا کیرتن شروع کیا ہے۔ وہ اپنے من میں عجیب سی شانتی محسوس کر رہے ہیں۔

کیرتن کا مطلب ہے بھگوان کے نام کا یا اُس کے کموں کا گان کرنا یا بھگوان کی استتی کے گیت گانا۔ مگر کیرتن کا پورا لابھ تبھی ہوگا اگر ہم شردھا اور پریم کے ساتھ کیرتن کریں گے۔ اگر ہماری زبان پہ تو بھگوان کا نام ہے لیکن من میں وِشے بھوگوں کا چنتن ہو رہا ہے۔ تو اُس کا کچھ لابھ نہیں ہو گا۔

مالا پھیری کاٹھ دی دھاگے لئی پروئے

من وچ گھنڈی پاپ دی نام جپے کیا ہوئے

ہمارے راشٹر پتا مہاتما گاندھی کو بھی کیرتن کا بہت شوق تھا اور پرارتھنا کے بعد اُن کے آشرم میں ہر روز کیرتن ہوا کرتا تھا۔ دوسری دھونیوں کے علاوہ مہاتما جی کو یہ دھونی بہت پسند تھی۔

رگھوپتی راگھو راجارام - پتت پاون سیتا رام

رام نام کی مہما تو اتھاہ ہے - رام چرتر مانس میں گوسائیں تلسی داس جی نے بھی کہا ہے - کہ کلجگ میں تپیا اور دھیان وغیرہ بہت کم ہوں گے - اس میں جو لوگ بھگوان کے نام کا یا اس کے گنوں کا کیرتن ہی کریں گے وہ بھی بھوساگر کو تر جائیں گے - انہوں نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ رام کا نام سویم بھگوان رام سے بھی بڑا ہے - جیسے کہ ان وچاروں سے ظاہر ہوتا ہے -

برہم رام تے نام بڑ ور دائک ور دان
رام چرت شت کوٹی مانہہ لیئے مہیش جیا جان

ارتھ - بھگوان رام سے اس کا نام بڑا ہے جو کہ وردان دینے والوں کو بھی وردان دینے والا ہے - یہی جان کر بھگوان شو جی نے بھگوان رام کے کروڑوں چتروں میں سے یہی نام اپنے ہردے میں دھارن کیا ہوا ہے -

اگن سگن دوؤ برہم سروپا اکتھ انادی اگادھ انوپا
مورے مت بڑ نام دوہوں تے کئے جو جگ نج بس نج بوتے

ارتھ - برہم کے دو سروپ ہیں - نرگن اور سگن - جو بیان سے باہر - انادی اتھاہ اور انوپم ہیں - پر میری رائے میں رام کا نام ان دونوں سے بڑا ہے - جس نے اپنی شکتی سے سارے سنسار کو بس میں کیا ہوا ہے -

پروڈھ سجن جنی جاہنی جن کی کہوں پرتیتی پریتی رچی من کی
پاوگ یگ سم برہم وچ بیگو ایک دار وگت دیکھئے ایکو

اجھے اگم جگ سُگم نام تے　　کہوں نام بڑ برہم رام تے

ارتھ - سمجھدار پُرش تو من کی بات کو جانتے ہیں - پر میں اپنے من کے وشواس پریم اور رُچی کا ذکر کر رہا ہوں - دونوں پرکار کے برہم کا گیان اگنی کے سمان ہے - نرگنُ برہم کاٹھ کے اندر کی اگنی کے سمان ہے - اور سگنُ برہم باہر کی اگنی کے سمان ہے جس کو ہم دیکھ سکتے ہیں - دونوں کا سمجھنا بہت مشکل ہے پر نام کے جاپ سے دونوں کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے - میں تبھی کہتا ہوں کہ رام کا نام نرگنُ برہم اور سگنُ برہم دونوں سے بڑا ہے -

ویاپک ایک برہم ابناشی　　ست چیتن دھن آنند راشی
اس پربھ ہردے اچھت اوکاری　　سکل جیو جگ دین دکھاری
نام نروپن نام جتن تے　　سو پرکٹت جمی مول رتن تے

ارتھ - ایک ابناشی برہم سب جگہ موجود ہے - جو ست چت آنند ہے - ہردے میں ایسے پربھو کے ساکشات براجمان ہوتے ہوئے بھی سنسار کے سب لوگ دکھ پا رہے ہیں - پر نام کو اچھی طرح سمجھنے اور اس کا جاپ کرنے سے وہ برہم اس طرح پرکٹ ہو جاتا ہے - جس طرح رتن کو پرکھنے سے اس کے مول کا پتہ لگ جاتا ہے -

رام چرت مانس میں ایک اور جگہ پر گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے

رام ایک تاپس تیا تاری　　نام کوٹی کھل سمتی سدھاری

بھگوان رام نے تو گوتم رشی کی دھرم پتنی اہلیا کا ہی ادھار کیا تھا پر رام کے نام نے کروڑوں دُشٹ پُرشوں کی بگڑی ہوئی بدھی کو ٹھیک کر دیا -

رِشی ہیتو رام سکیتو شُتا کی   سہت یہن سُت کین بِدا کی
سہت دوش دُکھ دوش دُراشا   دلے نام جمی روی رِشی ناشا

رِشی وِشوامِتر کی خاطر بھگوان رام نے تو صرف تاڑکا نام کی راکشسی کو اُسکے پُتر سہت مارا تھا پر رام کا نام لوگوں کے سب دُکھوں اور بُری بھاوناؤں کو اس طرح نشٹ کر دیتا ہے جس طرح سورج رات کے اندھیرے کو نشٹ کر دیتا ہے۔

بھنجو رام آپ شِو چاپو   بھو بھے بھنجن رام پرتاپو
دنڈک دن پربھو کین سُہاون   جن من اَمِت نام کیے پاون

بھگوان رام نے تو سیتا جی کے سویمبر کے اوسر پر صرف شِو جی کے دھنش کو توڑا تھا پر اُن کے نام کے پرتاپ سے بھوساگر کے سب دُکھوں کا ناش ہو جاتا ہے۔

نِشچر نِکر دلے دگھو نندن   نام سکل کلی کلش نکندن

بھگوان رام نے تو صرف راکشسوں کی فوج کو نشٹ کیا تھا۔ پر اُنکا نام کلجگ کے سب پاپوں کو نشٹ کر دیتا ہے۔

شبری گِدھ سو سیوکن سُمتی دین دگھو ناتھ
نام اُدھارے امِت کھل وید وِدت گُن گاتھ

بھگوان رام نے تو کیولی شبری اور گِدھ راج جٹایو جیسے بھکتوں کو ہی مُکتی دی تھی پر اُن کے نام نے انیک دُشٹوں کو تار دیا۔ جن کی کتھائیں ویدوں میں پرسدھ ہیں۔

رام سُکنٹھ بھبھیشن دوؤ   راکھے سَرن جان سب کوؤ
نام انیک غریب نوا جے   لوک وید ور درد وِراجے

نام بھاؤ کبھی کلنگ بٹودا — سیتو ہیتو شرم کیں نہ تھودا
نام لیتے بھو سند ھو سکھا شی — کر ہو وچار سُجن من ماہیں

بھگوان رام نے تو سگریو اور ببھیشن کو ہی شرن دی تھی۔ پر اُن کے نام نے بے شمار دین دکھیوں کا اُدّھار کر دیا۔ بھگوان رام نے ریچھ اور بندروں کی فوج اکٹھی کر کے بڑی محنت سے سمندر پہ پُل باندھا۔ پر اُن کا نام لیتے ہی یہ سنسار ساگر سوکھ جاتا ہے۔

رام سُکل رن راون مارا — سیا سہت نج پُر پگو دھارا
راجہ رام اودھ راجدھانی — گاوت گُن سُر مُنی بر بانی
سیوک سمرت نام سپریتی — بن شرم پر بل موہ دل جیتی
پھرت سنیہہ مگن سکھ اپنے — رام پرساد سوچ نہیں سپنے

بھگوان رام نے راون کو اسکی فوج سمیت مار کر ایودھیا میں واپس جا کر ایودھیا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا جس کا یش دیوتا اور مُنی اُتم بانی سے گاتے ہیں۔ پر پریم سے اُنکے نام کا کیرتن کرنے سے بھگت لوگ بنا کسی محنت کے موہ مایا کی بلوان فوج کو جیت کر اپنے آتما کے سکھ میں مگن رہتے ہیں۔

کیرتن کی نسبت اب گورو نانک دیوجی کے وچار بھی ملاحظہ فرمائیے آپ فرماتے ہیں۔

ہری کیرتن سُنے ہری کیرتن گاوے
تِس جن کے دُکھ نِکٹ نہ آوے

ارتھ۔ جو پُرش بھگوان کے نام کا کیرتن سُنتا ہے یا اُس کے نام کا کیرتن کرتا ہے دُکھ اُس کے نِکٹ نہیں پھٹک سکتا ہے۔

بول ہری نام سپھل سو گھڑی

گورُو اُپدیش سب دُکھ پرہری
میرے من بھج ہری نام تو ہری

ارتھ - جس گھڑی میں بھگوان کے نام کا کیرتن ہو۔ وہی گھڑی سپھل ہے۔ ستگورُو کے اُپدیش سے سب دُکھوں کا ناش ہو جاتا ہے اے میرے من تو بھگوان کے نام کا بھجن کر۔ جو سب کا سوامی ہے۔

جو چاہت سُکھ کو سدا شرن رام کی لے
کہہ نانک ہر بھج منا دُرلبھ مانس دیہہ

ارتھ - اگر تجھ کو سُکھ کی خواہش ہے تو سدا بھگوان کی شرن میں جا۔ گورُو نانک دیو جی کہتے ہیں اے میرے من تو بھگوان کا بھجن کر۔ یہ منشیہ کا شریر بڑی مشکل سے ملتا ہے۔

جنہیں نام دھیایا گئے مشقت گھال
نانک تے مُکھ اُجلے کیتی چھُوٹی نال

ارتھ - جو پُرش بھگوان کے نام کا کیرتن کرتے ہیں وہ ہر پرکار کے دُکھ سے چھُٹکارا پا جاتے ہیں۔ گورُو نانک دیو جی کہتے ہیں کہ ایسے پُرش نہ صرف اس دُنیا میں مان پاتے ہیں بلکہ پرلوک میں جا کر بھی وہ موکش کو پراپت ہوتے ہیں۔

اصل میں دیکھا جائے تو کیرتن کرنے سے ہم نہ صرف بھوساگر کو پار کر سکتے ہیں بلکہ اس سے ہمارے من کو ایک عجیب قسم کی شانتی بھی ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پُرانے زمانے میں ہمارے بزرگ صبح شام کیرتن ضرور کرتے تھے۔ اور اپنے بچوں کو بھی اس میں شامل کر لیتے تھے۔ جس سے بچوں پر بہت اچھا اثر پڑتا تھا۔ اور اُن کو

سداچار کی پریرنا ملتی تھی۔
آخر میں آپ کی سہولت کے لئے میں کیرتن کی کچھ دھونیاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ کو جو بھی اچھی لگے آپ اس کا لابھ اٹھا سکتے ہیں۔

۱۔ "شری رادھے گوپال، بھج من شری رادھے"
2۔ "گوپی ولبھ رادھے شیام"
3۔ "سیتا رام، رام، رام، رادھے شیام۔ شیام شیام"
4۔ "رادھے شیام، رادھے شیام، رادھے شیام بول، سیتا رام سیتا رام، سیتا رام بول"
5۔ بھج گوبندم بھج گوبندم۔ بھج گوبندم موڑھ متے۔"
6۔ "گوبند جے جے، گوپال جے جے۔ رادھا رمن ہری گوبند جے جے"
7۔ ہرے کرشن گوبند ہرے مراری، ہے ناتھ نارائن واسودیوا۔"
8۔ "نارائن، بھج من نارائن۔"
9۔ "بھج من رام نام سکھدائی۔ بھج من سیارام رگھورائی۔"
۱۰۔ "ہری بول ہری بول۔ ہری بول، ہری بول۔
۱۱۔ "جے جے سیتا رام بول۔ جے جے رادھے شیام بول۔"
۱2۔ "جے منموہن جے گردھاری۔ جے مدھوسودن شیام مراری"
13۔ "جے رگھونندن، جے سیارام، دیوکی نندن جے گھنشیام"
۱4۔ "رگھوپتی راگھو راجا رام۔ پتت پاون سیتا رام۔"
۱5۔ "دینا بندھو دینا ناتھ۔ میری ڈوری تیرے ہاتھ۔"

شری چیتنیہ مہاپربھو

جگیاسو۔ مہاراج۔ کسی ایسے مہاپرش کی کہانی سُنانے کی کرپا کریں۔ جس نے کیرتن دوارا ہی لیش اور مان پایا ہو۔

مہاتماجی۔ بیٹا۔ آپنے دیودشی نارد کا نام تو سُنا ہوگا ہاتھ میں وینا لئے وہ آٹھوں پہر بھگوان کے نام کے کیرتن میں مست رہتے ہیں۔ یہ کیرتن کا ہی پرتاپ ہے کہ وہ تینوں کال کا سب حال جانتے ہیں۔ اور تینوں لوکوں میں جب چاہیں اپنی مرضی سے جا سکتے ہیں۔ کیرتن کے کارن ہی وہ کام دیو پر وجے پا چکے ہیں۔ اور ہمیشہ کے لئے امر ہیں۔

دُور کیا جاتا ہے پندرھویں صدی میں ہی شری چیتنیہ مہاپربھو نے بھارت میں جنم لیکر کیرتن کے وہ چمتکار دکھائے۔ جن کو سُنکر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ کا جنم کا نام "نماٰئی" تھا اور بچپن سے ہی آپ کو کیرتن کا بہت شوق تھا۔ آپ بھگوان کرشن کے اننیہ بھگت تھے۔ اور ہر شے میں اُن کے ہی درشن کرتے تھے۔ آپ کی زبان پر ہر وقت "ہری بول ہری بول ہری بول ہری بول" کی دھونی رہتی تھی۔ اور کیرتن کرتے کرتے وہ اپنے شریر کی سُدھ بُدھ بھُلا کر ناچنے لگتے تھے۔ ایک دن اُن کے ایک پریمی شری گرودھر جب آپ کو پان دینے گئے تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ بھگوان کہاں ہیں۔ شری گرودھر نے جواب دیا بھگوان تو ہمیشہ آپ کے دل میں رہتے

ہیں۔ یہ سُنتے ہی آپ اپنے ناخنوں سے اپنی چھاتی کو چیرنے لگے
اور شری گودھر جی نے بڑی مشکل سے آپ کو ایسا کرنے سے روکا۔
جب آپ شریر کی سُدھ بُدھ بھُلا کر بھگوان کے کیرتن میں مست
ہوکر ناچنے لگتے تھے تو دیکھنے والوں پہ اتنا اثر پڑتا تھا کہ وہ بھی
اُن کے ساتھ بے تحاشہ ناچنے لگتے تھے۔ اُس وقت بھگوان کرشن
کی راس لیلا کا نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔ اور سب لوگ
خوشی سے جھُومنے لگتے تھے۔ تھوڑے سمے میں ہی لوگ ہزاروں
کی تعداد میں آپ کے اُنویائی بن گئے۔ اور سارے بھارت ورش
میں ہی سنکیرتن منڈلیاں قائم ہونے لگیں۔ آپ کہا کرتے تھے کہ
پورن شردھا سے بھگوان کا نام کسی حالت میں بھی لیا جائے تو لابھ
ہی کرتا ہے۔ باہر کی صفائی ایک ڈھونگ ہے اگر من شُدھ نہیں۔
ایک بار آپ نے اپنے دو شِشیوں ہری داس اور نتیہ نند کی ڈیوٹی
لگا دی کہ وہ شہر کے گھر گھر میں جا کر کیرتن کا پرچار کریں۔ اتفاق
سے ایک دن وہ دونوں شہر کے کوتوال کے گھر جا کر جس کا نام جُگائی
تھا کیرتن کرنے لگے تو کوتوال نے ڈانٹ ڈپٹ کر اُن کو باہر نکال دیا۔
مہا پربھو کو اس بات کا پتہ لگا تو دوسرے دن وہ کچھ شِشیوں کو
ساتھ لیکر آپ وہاں چلے گئے۔ اور کیرتن شروع کروا دیا۔ کیرتن کی
آواز سُنکر کوتوال جھُنجلا اُٹھا اور اُس نے ایک پتھر اُٹھا کر مارا جو
نتیہ کے لگا۔ یہ دیکھ کر مہا پربھو نے کوتوال سے کہا۔ "ایک نہتے
شخص پہ پتھر مارتے تم کو شرم نہیں آئی۔ ٹھہرو اس پاپ کا دنڈ تم
کو ابھی ملتا ہے۔" آپ کی زبان سے یہ شبد نکلے ہی تھے کہ زمین کے

اندر سے آگ کا ایک شعلہ نکل کر کو توال کی طرف بڑھنے لگا۔ اور ایسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوتوال کو وہیں بھسم کر دے گا۔ پر نتیہ نے ہی آپ سے پرارتھنا کی کہ کوتوال کو معاف کر دیا جائے۔ اور اپنے شِشیہ کی سفارش پر آپ نے کوتوال کو گلے سے لگا لیا۔ ایسا کرتے ہی آگ کا شعلہ بند ہو گیا اور کوتوال تھا اُس کے بھائی "مدھائی" پر اتنا گہرا اثر پڑا کہ وہ دونوں مہا پربھو کے چرنوں پر گر کر معافی مانگنے لگے۔ اُس کے بعد وہ دونوں آپ کے شِشیہ بن گئے اور سنکیرتن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ یہ سب بھگوان کے نام کے کیرتن کا ہی پرتاپ ہے۔

سمرن کی مہما

جگیاسو۔ مہاراج۔ اسی طرح اب سمرن کی ویاکھیا کرنے کی بھی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ یہ تو آپ جان چکے ہیں۔ کہ بھگوان کی بھگتی کے لئے سمرن بھی ایک آسان اور اُتم سادھن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سمرن کا ارتھ کیا ہے۔ اور سمرن کس طرح کرنا چاہیے۔ سمرن کا شبدارتھ ہے "یاد کرنا"۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ہم بھوساگر کو پار کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر وقت بھگوان کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔ اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، چلتے پھرتے اور کام کرتے ہمیں بھگوان کی یاد بھی نہیں بھلانی چاہیے۔ سمرن کے لئے کوئی وقت نیت نہیں ہے۔

بلکہ ہر سانس کے ساتھ ہمیں بھگوان کو یاد کرنا چاہیئے۔
سمرن کو جپ یا جاپ بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارے گرنتھوں میں بتایا گیا ہے کہ جاپ تین پرکار کا ہوتا ہے۔ پہلی قسم کا جاپ زبان سے کیا جاتا ہے۔ جس کو ہم خود بھی سنتے ہیں اور دوسرے لوگ بھی۔ دوسری قسم کا جاپ وہ ہے جس میں ہمارے ہونٹ ملتے تو ہیں پر دوسرے لوگ اس کو سن نہیں سکتے۔ تیسری قسم کا جاپ صرف مانسک ہوتا ہے۔ یہ جاپ صرف من ہی من میں کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ہونٹ بھی نہیں ہلتے۔ جاپ ہر قسم کا لابھ کرتا ہے۔ پر یاد رکھئے زبان کے جاپ میں ہونٹوں والا جاپ بہتر ہے اور ہونٹوں والے جاپ سے مانسک جاپ بہتر ہے۔
کچھ مہاپرشوں کا خیال ہے کہ بھگوان کے نام کا سمرن یا جاپ نہا دھو کر اور شدھ ہو کر کسی ایکانت ستھان میں بیٹھ کر کرنا چاہیئے۔ میں ان کے ساتھ پوری طرح سہمت ہوں۔ سادھک کیلئے شروع شروع میں اس سے خاص لابھ ہوتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی میں یہ ضرور کہوں گا کہ سمرن کے لئے نہ کوئی خاص وقت نیت ہے اور نہ ہی سنان وغیرہ ضروری ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ ہم جہاں اور جس حالت میں ہوں بھگوان کو یاد کرتے رہیں جیسے کہ ایک کوی نے کہا ہے:

تو ہر سانس میں یاد بھگوان کو کر
جسے ایک دم بھی نہ عادت بھلائے
پتہ سانس بھر کا نہیں زندگی کا
تجھے سانس اب اور آئے نہ آئے

پنجابی کی کہاوت ہے "ہتھ کار ڈیچ - دِل یار ویچ"۔ جس کا ارتھ ہے کہ ہاتھوں سے کام کرتے ہوئے بھی ہمیں دل میں ہمیشہ بھگوان کو یاد کرتے رہنا چاہئے۔ اِسی خیال کو کوی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

کئے جا تو سب کام دُنیا کے بے شک
ترا فرض جو کچھ ہے تو سب کئے جا
پہ دِل میں تو کر یاد ایشور کو ہر دم
جو مالک ہے عارف تیری زندگی کا

چونکہ بھگوان کے انیک نام ہیں۔ اِس لئے سمرن کرنے کے لئے بھی انیک شبد پرسدھ ہیں۔ اپنے اپنے مذہب کے مطابق آپ کو بھگوان کا جو بھی نام اچھا لگے اُسی کا سمرن کرنے سے لابھ ہو سکتا ہے۔ کسی کو "رام رام" اچھا لگتا ہے، کسی کو "اللہ اللہ"۔ کسی کو "واہگورو۔ واہگورو" پسند ہے تو کسی کو "رادھے شیام۔ رادھے شیام"۔ نام کوئی بھی ہو من میں شردھا کا ہونا ضروری ہے۔ "اوم" شبد کا سمرن خاص طور پر اکسیر کا کام دیتا ہے۔ "اوم" بھگوان کا سب سے اُتم نام ہے۔ اور اُس کی مہما اتنی زیادہ ہے کہ بھگوان کی طرح اُس کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ ویدوں میں جتنے منتر آتے ہیں وہ سب اوم کے ساتھ شروع ہوتے ہیں۔ اور شریمد بھگوت گیتا کے انوسار دان اور تپ کے سب کرم ہمیشہ "اوم" کہکر شروع کئے جاتے ہیں۔ "اونکار" بھی اوم کا دوسرا نام ہے۔ اور گورو گرنتھ صاحب میں ہر شبد "اک اونکار" کہہ کر شروع کیا گیا ہے۔ اِس لئے مہا پُرشوں کا کہنا ہے کہ اوم کا جاپ سب سے آسان اور سب سے

لابھ دائک ہے۔ ایک کوی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

تو کر اوم کا جاپ ہر وقت عارف
اک اونکار سکھوں نے جس کو کہا ہے
وہ مسلم کا اللہ ہے عیسائی کا گاڈ
ہے ہندو کا ایشور وہ سب کا پتا ہے
تو کہہ اوم جب سانس آتا ہے اندر
تو کہہ اوم جب سانس جاتا ہے باہر
یہ سمرن کا آسان سادھن ہے عارف
ہو آٹھوں پہر اوم تیری زباں پہ
ہے سکھ کی تمنا اگر تجھ کو عارف
تو سمرن کئے جا تو آٹھوں پہر ہی
کرے گا جو تو اوم کا جاپ ہر دم
نہ دکھ تجھ کو چھو پائے گا پھر کبھی بھی

میری رائے میں تو بھگوان کے سب ناموں میں اوم سب سے
شریشٹھ ہے۔ جیسا کہ ایک کوی نے بھی کہا ہے۔

گو نام انگنت ہے بھگوان جگ میں پایا
یہ سب سے خوبصورت ہے اوم نام اس کا

اب میں آپ کا دھیان شریمد بھگوت گیتا کے آٹھویں ادھیائے
کی طرف دلانا چاہتا ہوں، جس میں بھگوان کرشن نے ارجن کو ہر
وقت سمرن کرنے کا اپدیش دیا ہے۔ لیجئے وہ بھی سنئے۔

شلوک ۵۔ جو پرش مرتے سمے میرا سمرن کرتے ہوئے شریر کو

چھوڑتا ہے وہ مجھ کو ہی پالیتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔
شلوک 6۔ ہے ارجن۔ کوئی پُرش مرتے سمے جس بھی سروپ کا سمرن کرتا ہوا شریر کو چھوڑتا ہے اُس کے دھیان میں لگا ہوا وہ پُرش اُسی سروپ کو پالیتا ہے۔
شلوک 7۔ ہے ارجن! اِس لئے تجھ کو چاہیئے کہ تو یدھ کر اور ساتھ ہی ہر دم میرا سمرن کرتا رہ۔ اپنے من اور بدھی کو میرے ارپن کرتا ہوا تو مجھ کو ہی پالیگا۔ شک نہ کر۔
شلوک 8۔ ہے ارجن! یوگ کے ابھیاس میں لگے ہوئے اور کسی دوسری طرف نہ جانے والے من کے دوارا میرا سمرن کرنے والا پُرش پرکاش سروپ اور الوکک پُرش (مجھ پرماتما) کو پالیتا ہے۔
شلوک (12-13) سب اندریوں کے وِشیوں پر قابو پاکر من کو آتما پر جما کر اور اپنے پرانوں کو مستک میں ٹھہرا کر یوگ کے ابھیاس میں لگا ہوا جو پُرش ایک اکشر والے پار برہم کے سروپ "اوم" کا سمرن کرتا ہوا اور مجھے یاد کرتا ہوا شریر کو چھوڑتا ہے وہ مُکتی کو پالیتا ہے۔
شلوک 14۔ جو پُرش کسی اور طرف نہ جانے والے من سے لگاتار میرا سمرن کرتا ہے، یوگ کا ابھیاس کرنے والے اُس یوگی کے لئے مجھے پالینا بہت آسان ہے۔
اب آپ ہی سوچیئے کہ سمرن کی مہما کا اِس سے بڑا پرمان اور کیا ہو سکتا ہے۔ رام چرت مانس میں بھی رام نام کی مہما بیان کی گئی ہے۔ اُس کے کچھ دوہے اور چوپائیاں بھی سُن لیجئے۔

رام نام منی دیپ دھر جیبھ دیہری دوار
تلسی بھیتر باہری جو چاہسی اُجیار

ارتھ ۔ تلسی داس جی کہتے ہیں کہ اگر اندر اور باہر پرکاش چاہتے ہو تو زبان روپی دہلیز پر رام نام کے ہیرے کا دیپک رکھ لو۔

رام نام کو کلپ تر کلی کلیان نواس
جو سمرت بھئیو بھانگ تے تلسی تلسی داس

ارتھ ۔ کلجگ میں رام نام کی طرح کلیان کرنے والا اور کون سا کلپ برکش ہے جس کا سمرن کرنے سے تلسی نام کا سادھارن آدمی بھگت تلسی داس بن گیا۔

رام نام نردُ کال کرالا — سمرت شمن سکل جگ جالا
رام نام کلی ابھی مت داتا — ہت پر لوک لوک پتو ماتا

ارتھ ۔ بھیانک کلجگ میں رام نام کلپ برکش کے سمان ہے جس کا سمرن کرنے سے سنسار کے سب دُکھ دور ہو جاتے ہیں۔ کلجگ میں رام نام کا سمرن سب منورتھوں کو پورن کرنے والا ہے۔ اس لوک میں رام نام ماتا پتا کے سمان ہے اور پرلوک میں بھی یہ کلیان کا کارن ہے۔

رام رام کہی جو جمُہائے — تینہی نہ پاپ پنج سموہائے

ارتھ ۔ جمائی لیتے وقت بھی جو لوگ رام رام کہہ لیتے ہیں۔ پاپ کے ڈھیر کبھی اُن کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔

پنچ سُور ہمیں جرط پامر کول کرات
رام کہت پاون پرم ہوت بھون وکھیات

ارتھ - چنڈال - نٹ - پہاڑی لوگ - ملیچھ - نیچ جاتی کول اور بھیل بھی رام نام کے پرتاپ سے پرم پوتر ہو جاتے ہیں اور سنسار بھر میں اُن کا مان ہوتا ہے -

بارک رام کہت نہ جو ڈ۔ ہوت ترن تارن نہ تو ڈ

ارتھ - جو پُرش ایک بار بھی رام کا نام لے لیتا ہے وہ صرف نہ آپ ہی بھو ساگر کو تر جاتا ہے - بلکہ دوسروں کو بھی تار دیتا ہے -

یہ کلی کال ملائتم من کر ہی دیکھ وچار
شری رگھو نانک نام تجی نہہ کچھو آن آدھار

ارتھ - من میں وچار کر دیکھو تو یہ کلجگ پاپوں کا گھر ہے - اِس میں بھگوان رام کے نام کے سوائے اور کوئی سہارا نہیں -

گورو گرنتھ صاحب میں رام نام کی جیتی مہما کی گئی ہے شاید ہی کسی اور گرنتھ میں ملے - اِس سلسلے میں شری گورو تیغ بہادر جی کی بانی سُننے کے قابل ہے - آپ فرماتے ہیں -

گُن گوبند گایو نہیں جنم اکارتھ کین
کہہ نانک ہر بھج منا جیہہ بدھ جل کو مین

وِکھین جو کا ہے رچیو نمکھ نہ ہوئے اداس
کہہ نانک ہر بھج منا پڑے نہ جم کی پھاس

جیوں سپنا اور پیکھنا ایسو جگ کو جان
نانک نشچل جان پتی جیوں کُنجر اشنان

جگ رچنا سب جھوٹھ ہے جان لیو رے میت
کہہ نانک تھر نہ رہے جیوں بالو کی بھیت

رام گیو راون گیو جاں کو بہو پریوار
کہہ نانک تھر کچھو ہنیں سپنے جیوں سنسار
سنگ سکھا سب تج گیو کئو نہ نبھیو ساتھ
کہہ نانک اس بپت میں ٹیک ایک رگھوناتھ
رام نام اُر میں گہو جا کے سم نہیں کوئے
جس سمرت سنکٹ مٹے درس تہارو ہوئے

اسی طرح پھر یہ شبد بھی سُننے کے قابل ہے : ——

اے من میریا تو سدا رہو ہر نالے
انگی کار اوہ کرے ترا کارج سب سنوارنا
سبھے گلاں سمرتھ سوامی سو کیوں منو وسارنا
کہہ نانک من میرے سدا رہو ہر نالے

ارتھ - اے میرے من تجھ کو ہر وقت بھگوان کے نام کے سمرن میں مست رہنا چاہیئے۔ وہ تیری بھگتی قبول کرلے تو تیرے سب کام سپھل ہوجائیں۔ بھگوان میں ہر ایک کام کرنے کی شکتی ہے۔ تو اُس کو من سے کیوں بھلاتا ہے۔ اے میرے من تو سدا بھگوان کے ساتھ رہ۔

"سکھمنی" صاحب میں گورو ارجن دیو جی نے بھی سمرن کو اس طرح سراہا ہے۔

سکھمنی سکھ امرت پربھ نام	بھگت جناں کے من وشرام
سرب دھرم میں شریشٹھ دھرم	ہر کو نام جپ نرمل کرم
سرب روگ کا اوکھد نام	کلیان روپ منگل گن گھان

ارتھ - بھگوان کا نام ہمیشہ امرت کے سمان ہے۔ اور سُکھ دینے والی ایک منی ہے۔ اس سے بھگتوں کے من کو شانتی ملتی ہے سب دھرموں کا نچوڑ یہی ہے کہ بھگوان کے نام کا جاپ کرتے رہو اور شبھ کرم کرتے رہو۔ سب روگوں کی دوائی رام نام ہے جس سے سب طرح کا کلیان ہوتا ہے۔ اور سب کامنائیں پوری ہوتی ہیں۔

گورو نانک دیو جی نے یہ بھی بالکل سچ کہا ہے "واہگورو نام جہاز ہے چڑھے سو اُترے پار۔"

آخر میں میں آپ کے سامنے کچھ دوہے رکھتا ہوں جن کا سمبندھ سمرن کے ساتھ ہے۔

جب تک سانس میں سانس ہے سمر رام کا نام
سمرن سے بڑھ کر نہیں عارف کچھ بھی کام

بھر بھر پیالہ نام کے امرت کا تو پی
عارف اس کے پان سے دور ہوں روگ سبھی

عارف اٹھتے بیٹھتے سمر رام کا نام
سمرن میں تو پائے گا من چاہا آرام

کشٹ نوارن کے لئے سمرن ہے اکسیر
بن سمرن عارف نہیں سکھ کی کچھ تدبیر

رام رام جپتے رہو جب لگ گھٹ میں پران
عارف اس کے جاپ سے مکتی ہو آسان

ہر کو ہر دم سمریئے رہے جو ہر دم ساتھ
ہر ہے عارف ہر جگہ سب کچھ ہر کے ساتھ

عارفؔ جو من میں بھجے ایشور کو دن رات
وہ ایشور کا رُوپ ہے پُوچھ نہ اُس کی ذات

عارفؔ دُکھ میں رام کو یاد کرے سب کوئے
جو اُس کو سُکھ میں بھجیں دُکھ کاہے کو ہوئے

عارفؔ سمرن جو کریں ایشور کا ہر آن
اُن کو درشن اِشٹ کے ہو جاویں آسان

سمرن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ دُنیا کے سب دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے اِس جیسی اور کوئی اکسیر نہیں۔

رہے مہر بھگوان کی خاص اُس پر
جو ہر سانس میں نام اُس کا ہے لیتا
سبھی روگ ہوں نشٹ سمرن سے عارفؔ
سبھی نعمتیں ہم کو سمرن ہے دیتا

جگیاسو۔ مہاراج سمرن کے لئے کوئی خاص منتر ہو تو وہ بھی بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ مَیں تو ابھی ابھی بتا چکا ہُوں کہ سمرن کے لئے کوئی خاص منتر نہیں۔ جیسی کسی کی بھاونا ہو اُسی کے انوُسار سمرن ہو سکتا ہے۔ ہر ایک مذہب کے انویائی اپنے اپنے مذہب کے مطابق کسی بھی نام کا سمرن کر سکتے ہیں۔ پھر بھی گائیتری منتر کی بہت مہما کی گئی ہے۔ اور اِس کو سب وید منتروں کی ماں کہا گیا ہے۔ گائیتری منتر تو آپ نے سُنا ہی ہو گا۔ اُس کے شبد یہ ہیں

" اوم بھُور بھوبہ سوبہ تت سوِتر ورے نیم۔

بھرگو دیو سیہ دھی مہی دھیو یو نہ پرچودیات

جس کا ارتھ یہ ہے کہ جو بھگوان سب کو پیدا کرتا ہے۔
سب کے دُکھ دُور کرتا ہے اور سب کو سُکھ دیتا ہے۔ ہم اُس کے
اُس پرکاش مئے سرُوپ کا دھیان کرتے ہیں جو اپنانے کے قابل ہے
وہ ہماری بُدھی کو شُدھ کریں۔

اس کے علاوہ مہاپُرش "اوم نمو شوائے"۔ "اوم
برہم ستیم"۔ "اوم تت ست"۔ "اوم براہمنے نمہ" وغیرہ کی بھی
سفارش کرتے ہیں۔ پر میں اپنے تجربہ کے آدھار پر آپ کو کہوں
گا۔ کہ بارہ اکشر کا مہامنتر "اوم نمو بھگوتے واسودیوائے" خاص
اثر رکھتا ہے۔ رام چرت مانس میں ذکر آتا ہے کہ سرشٹی کے شروع میں
جو سب سے پہلے راجہ تھے اور جن کا نام منوشت تھا۔ انہوں نے اس
منتر کے جاپ سے نرگن برہم کے ساکشات درشن کئے تھے اور
یہ وردان پایا تھا کہ اُن کے گھر میں اسی شکل والا بیٹا ہوگا جس
شکل میں بھگوان نے اُن کو درشن دئے تھے۔ چنانچہ جب بہت
جنموں کے بعد راجہ منوشت ایودھیا کے راجہ دشرتھ بنے تو بھگوان
نے اُن کے گھر میں اسی رُوپ میں جنم لیا تھا جس رُوپ میں انہوں
نے راجہ منوشت کو درشن دئے تھے۔ اور وہ رُوپ تھا بھگوان
رام کا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ ضرور کہوں گا کہ جیسے میں پہلے ہی
بتا چکا ہوں بھگوان رام کا نام سمرن کے لئے سب سے اُتم اور آسان
ہے۔ بھگوان شو جی مہاراج ہر وقت رام نام کے سمرن میں ہی مست
رہتے ہیں اور مہرشی بالمیک نے اسی رام نام کی بدولت وہ پدوی

پاپی تھی۔ جو کسی اور کو شاید ہی ملتی ہو۔ یدپی وہ رام رام کی بجائے "مرا مرا" ہی جپتے رہے۔ ایک کوی نے رام نام کے سمرن کی مہما اس طرح بیان کی ہے۔

رام سمر

تجھ کو بھگوان کے درشن کی تمنا ہے اگر
رات دن رام سمر، رام سمر، رام سمر
اپنے جیون کو اگر تو نے سپھل کرنا ہے
رات دن رام سمر رام سمر رام سمر
تجھ کو آنند کی خواہش ہے اگر جیون میں
رات دن رام سمر۔ رام سمر۔ رام سمر
من کو بس کرنے کا کچھ شوق اگر ہے تجھ کو
رات دن رام سمر۔ رام سمر۔ رام سمر
کرم کے چکر سے گر تو نے رہا ہونا ہے
رات دن رام سمر۔ رام سمر۔ رام سمر
سکھ کو پانے کا یہ سادھن ہے بہت ہی آساں
رات دن رام سمر۔ رام سمر۔ رام سمر
دکھ سے بچنے کا یہ نسخہ ہے مجرب عارف
رات دن رام سمر۔ رام سمر۔ رام سمر

رام نام کی مہما ایک مہاپرش نے اس طرح گائی ہے۔

میرے لب پہ ہے رام کا نام جب سے

ہے چشمہ آنند کا من میں یکسر
جو آنند سمرن میں پایا ہے عارفؔ
نہیں پایا آنند اس کا کہیں پہ

تری زندگی کا یہ مدعا ہے عارفؔ
سدا رام کا نام ہو تیرے لب پہ
ہے انمول دھن رام کا نام سچ مچ
جہاں میں نہیں اور کچھ جس سے بہتر

سدا رام کا نام ہو جس کے لب پہ
اسے فکر عارفؔ ہو کیا اس جہاں کی
اٹھے جو خواہش کبھی اس کے دل میں
وہ سب رام کر دیں اسی وقت پوری

دعا رام سے کر تو ہر وقت عارفؔ
سدا نام اس کا ہو تیری زباں پہ
ہر اک آرزو دل کی پوری کرے جو
تجھے اور دلبر ملے گا کہاں پہ

سمرن اور مالا

جگیاسو۔ مہاراج، کچھ لوگ سمرن کے لئے مالا کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا وچار ہے؟

مہاتما جی۔ پیارے، ہمارے بزرگوں نے جو بھی نیم بنائے ہوئے

ہیں۔ اُن کا کچھ نہ کچھ لابھ تو ضرور ہوتا ہے۔ شروع شروع میں جو لوگ اپنے آپ کو ایشور کے دھیان میں نہیں لگا سکتے اُن کے لئے مالا بہت لابھ دائک ہے۔ عام طور پر ایک مالا میں 108 منکے ہوتے ہیں۔ جو شخص ایک ایک منکے پر انگلی رکھ کر ساتھ ساتھ ایشور کا نام لیتا رہتا ہے وہ دس مالا پھیرے تو لگ بھگ ایک ہزار بار ایشور کا نام لیا گیا۔ جو ایک سادھارن پرش کے لئے شاید کافی ہو۔ پر میرے وچار میں اصلیت کچھ اور ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جس بھگوان نے ہمیں اَن گِنت نعمتیں دی ہیں اُس کا نام گِن گِن کر کیوں لیا جائے۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں ہمیں بھگوان کا نام تو ہر سانس کے ساتھ لینا چاہیئے۔ ایک کوی نے کہا ہے۔

پیار بھرا دے اَن گِنت جس نے تجھ کو
تو کیوں نام ایشور کا لیتا ہے گِن گِن
جو تو نام لیگا سدا اُس کا عادت
وہ دیدار دے گا تجھے آپ اِک دن

اسی وچار کو کوی نے پھر اس طرح بیان کیا ہے۔ جب بھگت اپنے بھگوان سے کہتا ہے۔

ساتھ میرے جب سدا ہے تو پربھو
کیوں نہ تجھ کو یاد میں ہر دم کروں
نعمتیں دی تو نے مجھ کو اَن گِنت
نام تیرا کیوں بھلا گِن گِن کر جپوں
یہ تو بس مالا ہیں گِنتی کے لئے

کیوں نہ میں مالا کے منکے توڑ دوں

بھگوت درشن

جگیاسو۔ مہاراج جب بھگوان نرا کار ہے۔ پھر وہ اپنے بھگتوں کو درشن کیسے دیتا ہے؟

مہاتما جی۔ ہاں بیٹا۔ بھگوان سچ مچ نرا کار ہے۔ اُس کی کوئی شکل نہیں۔ جس طرح ہم بجلی کی دھارا کو آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔ کیول محسوس ہی کر سکتے ہیں۔ اُسی طرح ہم بھگوان کو نہیں دیکھ سکتے۔ اُس کا انوبھو ہی کر سکتے ہیں۔ وہ کن کن میں سمایا ہوا ہے۔ اور ایسی کوئی شے نہیں جس میں وہ نہ ہو۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو بھگوان نرا کار بھی ہے اور ساکار بھی۔ جس طرح لکڑی کے اندر اگنی ہر وقت موجود ہے پر ہم اُس کو دیکھ نہیں سکتے۔ جب تک وہ باہر پرکٹ نہ ہو۔ اُسی طرح ہم بھگوان کو نہیں دیکھ سکتے جب تک وہ کوئی خاص روپ نہ دھارن کریں۔ پر بھگت کے بس میں ہو کر بھگوان کو کئی بار ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔

ہے ایشور نرا کار کہتے ہیں عارف
نہیں روپ ہے خاص کوئی بھی اُس کا
مگر بھگت کے من میں ہو روپ جو بھی
اُسی روپ میں پھر وہ درشن ہے دیتا

اسی سلسلے میں ایک اور کوی نے کہا ہے۔

نِرا کار گو بر ہم ہے پھر بھی درشن دے
جیسی جس کی بھاونا ویسا روپ دھرے

بھگوان کی کوئی شکل نہیں - لوگ اپنے اپنے سبھاؤ کے انوسار
اس کے سروپ کی کلپنا کو لیتے ہیں اور اسی سروپ میں اس کی پوجا
کرنے میں مست رہتے ہیں - جب ان کی شردھا پکی ہو جاتی ہے تو
بھگوان ان کو اسی روپ میں درشن دے دیتے ہیں - جو ان کے من میں
بسا ہوا ہوتا ہے - کہتے ہیں گوسائیں تلسی داس جی ایک بار ورندابن
گئے - تو بھگوان کے درشن کرنے کے لئے برج بہاری جی کے مندر میں چلے
گئے - وہ کچھ دیر تک بھگوان کرشن کی مورتی کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے
اور پھر ان کے منہ سے یہ شبد نکل گئے -

کیا کہوں چھوی آج کی بھلے بنے ہو ناتھ
تلسی مستک تب نوے جو دھنش بان ہو ہاتھ

چونکہ ان کی شردھا بھگوان رام میں تھی اس لئے وہ اسی روپ
میں بھگوان کے درشن کرنا چاہتے تھے - جوں ہی ان کے منہ سے یہ
شبد نکلے بھگوان کرشن کی مورتی کے منہ سے بنسری الوپ ہو گئی اور
اس کی جگہ بھگوان کے ہاتھوں میں دھنش بان نظر آنے لگا - یہ ہے
سچی بھاونا کا نتیجہ -

دھرو بھگت - دھنا جاٹ اور بھگت نام دیو کی کہانیاں تو آپ
نے ضرور سنی ہوں گی - ان کی شردھا کو دیکھ کر بھگوان نے ان کو ساکشات
درشن دیکر کرتارتھ کر دیا تھا - مگر پرم ہنس رام کرشن تو اسی زمانے
میں ہو گزرے ہیں - وہ شروع شروع میں بھگوتی کالی دیوی کے اپاسک

تھے - اور کلکتہ کے مشہور کالی مندر میں پجاری کا کام کرتے تھے -
انہوں نے خود لکھا ہے - کہ بھگوتی کالی دیوی ساکار روپ دھارن
کرکے ان کا پرساد گرہن کرتی تھی - اور ماں کی طرح ان کو گود میں بٹھا
کو پیار کرتی تھی - اسی طرح بعد میں انہوں نے گورو گرنتھ صاحب
کا پاٹھ کیا تو ان کو گورو نانک دیو جی کے روپ میں درشن ہوئے
قرآن شریف پڑھنے پر حضرت محمد کی شکل میں درشن ہوئے - اور
جب بائیبل کا پاٹھ کیا تو حضرت یسوع مسیح نے ان کو درشن دیے -

بھگوان کے نراکار اور ساکار روپ کے بارے میں رام چرت
مانس میں اس طرح کہا گیا ہے -

سگن ہی نرگن ہی نہیں کچھ بھیدا — گاوہیں منی پران بدھ ویدا
اگن ارُوپ الکھ اج جوئی — بھگت پریم وش سگن سو ہوئی
جو گن رہت سگن سو کیسے — جل ہم اپل بلگ نہیں جیسے

ارتھ - منی لوگ پران گیانی اور وید سب کہتے ہیں کہ نراکار
اور ساکار برہم میں کوئی بھید نہیں - جو نرگن ہے کوئی روپ نہیں
رکھتا - دکھائی نہیں دیتا - اور اجنما ہے - بھگت کے پریم کے بس ہو
کر وہی برہم شریر دھارن کر لیتا ہے - جو نراکار برہم ہے - وہی
ساکار ہے - جس طرح برف اور اولے سب ایک ہی چیز ہوتے ہیں -

گوسائیں تلسی داس جی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بھگوان
کے ساکار روپ کا سمجھنا اس کے نراکار روپ کو سمجھنے سے بھی زیادہ
مشکل ہے - وہ فرماتے ہیں -

نرگن روپ سلبھ اتی سگن نہ جانے کوئے

سگُن اگم نانا چرِت سُن مُنی من بھرم ہوئے

ارتھ - نِرا کار برہم کو سمجھنا بہت آسان ہے پر ساکار برہم کو کوئی نہیں سمجھ پاتا - اُس کے انیک چرتروں کو سمجھنا آسان بھی ہے اور مُشکل بھی - جن کو سُنکر مُنی لوگوں کے من میں بھی بھرم پیدا ہو جاتا ہے -

راجہ منُو کی کہانی

جگیاسو - مہاراج آپ نے فرمایا ہے کہ راجہ منُو شترُوپا نے بھگوان کے درشن پانے کے بعد بھگوان جیسا پُتر پانے کا وردان پایا تھا راجہ منُو شترُوپا کی پوری کہانی سُنانے کی کرپا کریں -

مہاتما جی - راجہ منُو شترُوپا برہما کے بیٹے تھے - اور اس دُنیا کے سب سے پہلے راجہ تھے - اُن کی رانی کا نام شترُوپا تھا - کافی دیر تک پرتھوی کا راج کرنے کے بعد وہ اپنا راج پاٹ اپنے پُتر کو سنبھال کر آپ رانی سمیت تپسیا کرنے جنگل کو چلے گئے - اور وہاں ہزاروں سال گھور تپسیا کرتے رہے - پہلے اَن چھوڑ دیا - پھر جل بھی چھوڑ دیا اور پھر بہت دیر تک صرف ہوا کے آدھار پر تپ کرتے رہے - اس دوران میں شوجی اور برہما جی نے اُن کو کئی بار درشن دئے - اور وَر مانگنے کے لئے کہا - لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ اُن کو کسی وستُو کی ضرورت نہیں - آخر ایک دن اُن کی گھور تپسیا سے خوش ہو کر نِرا کار برہم کی طرف سے آکاش وانی ہوئی

"راجن! تمہاری تپسیا سپھل ہوئی۔ بولو تم کیا چاہتے ہو۔"
راجہ منوشتروپ اور رانی شت روپا یہ آکاش وانی سن کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور ان کے شریر جو اتنی کٹھن تپسیا کی وجہ سے ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے۔ دوبارہ نوبہ نو ہو گئے۔ انہوں نے جواب دیا "بھگوان ہم کچھ نہیں چاہتے۔ اگر ہو سکے تو ہم آپ کا درشن کرنا چاہتے ہیں۔" یہ سنکر بھگوان اور خوش ہو گئے اور انہوں نے اپنی شکتی کے ساتھ راجہ منوشترپ اور رانی شت روپا کو درشن دیکر نہال کر دیا۔ اس وقت بھگوان نے جو روپ دھارن کیا تھا وہ وہی تھا جو بعد میں انہوں نے رام اوتار کے سمے دھارن کیا تھا۔ اور ان کی شکتی نے ماتا سیتا کا روپ دھارن کیا تھا۔
راجہ منوشترپ اور رانی شت روپا کو درشن دینے کے بعد بھگوان نے ان سے کہا "ہمارے درشن نشپھل نہیں ہو سکتے۔ اب تم دونوں کچھ اور وردان ضرور مانگو۔" راجہ منوشترپ نے کچھ دیر سوچ کر کہا "بھگوان آپ انتریامی ہیں۔ ہم دونوں کی خواہش ہے کہ ہمارے گھر آپ جیسا ایک پتر پیدا ہو۔" بھگوان نے کہا "ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہمارے جیسا اور کوئی پرش تو نہیں ہو سکتا۔ ہم خود ہی اس روپ میں آپ کے گھر جنم لیں گے۔ اتنی دیر تم لوگ اندر لوک میں جا کر آرام کرو۔" تریتا یگ میں راجہ منوشترپ ہی اجودھیا کے راجہ بنے اور رانی شت روپا ان کی رانی کوشلیا تھی۔ ان کے پتر شری رامچندر جی ساکشات برہم کا روپ تھے۔ چونکہ بھگوان ست یگ میں راجہ منوشترپ اور رانی شت روپا کو وردان دے چکے تھے کہ وہ خود ان

کے گھر پُتر روپ میں جنم لیں گے۔ اِس لیے اُن کو یہ منش شریر دھارن کرنا پڑا۔

بھگوان کا بھگت چاند میں، سورج میں اور برہمانڈ کے کن کن میں اپنے اِشٹ کے درشن کرتا ہے اور مست ہو کر بھگوان سے کہتا ہے

میں کیا ڈھونڈتا ہوں

کہوں کیا میں بھگون میں کیا ڈھونڈتا ہوں
میں ہر شے میں تیرا نشاں ڈھونڈتا ہوں
نگاہ چاند سورج پہ بھی جب بھی ڈالوں
تیرا نور ہی میں وہاں ڈھونڈتا ہوں
جہاں حد نہیں ہے زمیں آسماں کی
مکاں میں تیرا لا مکاں ڈھونڈتا ہوں
تو دیدار دے مجھ کو یا موت دے دے
میں کچھ بھی نہیں درمیاں ڈھونڈتا ہوں
میرے دل میں جو پیار ہی پیار بھر دے
میں تجھ سا کوئی مہرباں ڈھونڈتا ہوں
تیرے پیار کا ہی سبق جس میں آئے
میں وہ پیار کی داستاں ڈھونڈتا ہوں
تیرے نام بن جس پہ کچھ اور نہ ہو
انوکھی سدا میں زباں ڈھونڈتا ہوں

تیرے نام کی مے جو مجھ کو پلا دے
میں ساقی وہ جادو بیاں ڈھونڈتا ہوں
جو دیدار تیرا مجھے اب کرا دے
میں عادت سے وہ رازداں ڈھونڈتا ہوں

بھگوان اور مذہب

جگیاسو: مہاراج جہاں تک سننے میں آیا ہے بھگوان صرف ہندوؤں کو درشن دیتے ہیں۔ کیا دوسرے مذہب والے بھگوان کے درشن نہیں کر سکتے؟

مہاتما جی: نہیں بیٹا، یہ بات نہیں۔ بھگوان کے لئے ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، پارسی اور یہودی سب ایک جیسے ہیں۔ بھگوان تو پریم کے پجاری ہیں۔ اور بھاونا کے بھوکے ہیں۔ جو شخص بھی ان کے ساتھ دل سے پیار کرتا ہے۔ اور شردھا سے ان کو یاد کرتا ہے۔ وہ اس کو اسی روپ میں درشن دے دیتے ہیں۔ جو اس کے من میں لیا ہوا ہو۔ میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔

ہردیا ایک سروتر سماتا   پریم تے پرکٹ ہوئیں میں جانا
بلیں نہ دکھو یہی بن انورا گا   کئے یوگ جپ گیان ویراگا

اسی طرح ایک کوی نے کہا ہے

ذات کی اور قوم کی اس کو نہیں کچھ بھی تمیز

یاد جو اُس کو کرے ایشور کو ہے وہ ہی عزیز

بھگوان کا تو کہنا ہی کیا بھگوان کا بھگت بھی ذات پات اور مذہب کے جھگڑے میں نہیں پڑتا۔ اُس کے لئے سب مذہب اچھے ہیں اور بھگوان کو پانے کے الگ الگ راستے ہیں۔ وہ تو پکار پکار کر کہتے ہیں۔

نظر آئیں جتنے بھی مذہب جہاں میں
الگ الگ ہیں یہ راستے اِک طرح سے
مگر ایک منزل ہے اِن سب کی عارف
جسے نام عارف خُدا کا ہیں دیتے
خُدا کی نظر میں تو ہم ایک ہیں سب
یہ مذہب الگ الگ ہیں ہم نے بنائے
وہ اِنسان ہے اصل انسان عارف
جو دُنیا میں سب کے سدا کام آئے
سبھی مذہب اچھے ہیں میری نظر میں
میں سچ کہہ رہا ہوں نہیں دل لگی ہے
میرے دل میں سچ مچ نہیں بھید عارف
تو سِکھ ہے مُسلماں ہے یا پارسی ہے

بھگوان کا بھگت سب جیووں میں بھگوان کا درشن کرتا ہے۔ اور سب کو اُسی کا رُوپ سمجھتا ہے۔ جیسے گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے۔

سیا رام مے سب جگ جانی — کروں پرنام جوڑ جُگ پانی

ارتھ - سب سنسار کو بھگوان رام اور ماتا سیتا جی کا روپ سمجھتے ہوئے میں دونوں ہاتھ جوڑ کر سب کو پرنام کرتا ہوں۔

حضرت یسوع مسیح کے علاوہ حضرت محمد صاحب اور حضرت موسیٰ کو بھی بھگوان کے ساکشات درشن ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ پرم بھگتنی حسینہ بیگم کو بھگوان نے اس کی شردھا کے مطابق بانکے بہاری شری کرشن جی کے روپ میں درشن دیئے تھے۔ اور اسی طرح بابا نانک دیو جی نے اپنے جیون میں کئی بار بھگوان کے ساکشات درشن کئے تھے۔ اس بات کی مثالیں ہر ایک مذہب کی کتابوں میں موجود ہیں۔ لیکن میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ بھگوان کی نظر میں سب انسان ایک جیسے ہیں۔ اور سب مذہب اچھے ہیں۔ اگر ضرورت ہے تو شردھا اور پریم کی ہے۔

ذات پات نہ پوچھے کوئے ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے
قوم یا مذہب کی اس کو ہے نہیں کوئی تمیز
بھگت اپنا ہے سدا بھگوان کو سب سے عزیز

کرشن بھگتنی حسینہ بیگم

جگیاسو - حسینہ بیگم کون تھی؟ بھگوان نے اس کو کیسے درشن دیئے تھے؟

مہاتما جی - حسینہ بیگم۔ قندھار کے ایک قاضی کی لڑکی تھی۔

ابھی وہ نوجوان ہی تھی۔ کہ سنجوگ سے اُن کے مکان کے باہر والے چبوترے سے لمبے ایک پنڈت نے بھگوان شری کرشن کی کتھا شروع کر دی جس کو حسینہ بیگم اندر بیٹھی سُنا کرتی تھی۔ ایک دن اُس پنڈت نے گوپیوں کی راس لیلا کا ایسا نقشہ باندھا کہ معصوم بچی حسینہ بیگم کے دل میں بانکے بہاری بھگوان کرشن کے درشن کرنے کی زبردست تڑپ پیدا ہو گئی اور وہ کھُلم کھُلا اپنے چچا سے کہنے لگی۔ کہ وہ بانکے بہاری کے درشن کرنا چاہتی ہے۔ یہ سُنکر قاضی آگ بگولہ ہو گیا۔ اُس نے پنڈت کو تو اُسی وقت شہر سے باہر نکال دیا۔ اور حسینہ بیگم کو کہا۔" بیٹی! ہندو لوگ تو کافر ہیں جو پتھر کی مورتیاں بنا کر اُس کی پوجا کرتے رہتے ہیں۔ تم بانکے بہاری کی رٹ لگانا بند کر دو۔ یہ کفر کی نشانی ہے۔" لیکن حسینہ بیگم کے دل میں راج رانی میراں کی طرح پریم کی جوالا بھڑک چکی تھی۔ اور وہ اپنی ضد پہ اَڑی رہی۔ قاضی نے اُس پہ سختی کر کے بھی دیکھا پر اُس پہ کچھ اثر نہ ہوا۔ نوبت یہاں تک آ گئی کہ حسینہ بیگم نے بھوک ہڑتال شروع کر دی اور کہنے لگی کہ جب تک قاضی صاحب اُس کو بانکے بہاری کے درشن نہیں کروائیں گے وہ کچھ نہیں کھائے گی۔ یہ سُنکر قاضی کا دل پگھل گیا۔ اور پوچھ تاچھ کرنے پر اُس کو پتہ لگا کہ جس بانکے بہاری کے درشن اُس کی بیٹی کرنا چاہتی ہے۔ اُس کا مندر ہندوستان کے شہر ورندابن میں ہے۔ چنانچہ مجبور ہو کر اُس نے حسینہ بیگم کو ایک قافلے کے ساتھ بھیج دیا جو کہ ہندوستان جا رہا تھا۔ راستے

میں ڈاکوؤں نے اُس قافلے پہ حملہ کر دیا اور اُنہوں نے حسینہ بیگم کو
اغوا کر کے ایک ہندو راجہ کے پاس بھیج دیا۔ جب اُس راجہ نے
حسینہ بیگم سے پُوچھا کہ وہ ڈاکوؤں کے ساتھ کیسی طرح آ گئی تو
اُس نے سب حالات سچ سچ بتا دئے۔ اُس کی باتیں سُنکر راجہ کے
دل میں بھگوان کی طرف سے کچھ ایسی دیا آ گئی کہ اُس نے حسینہ
بیگم کے ساتھ اپنے سپاہی بھیج کر اُس کو ورندابن پہنچا دیا۔ ورنداؔبن
پہنچ کر حسینہ بیگم بہت خوشی تھی۔ اور لوگوں سے پُوچھنے لگی کہ
بانکے بہاری کہاں رہتے ہیں؟ لوگ اُس کا سوال سُنکر مذاق اُڑاتے
تھے۔ لیکن ایک بزرگ نے اُس کو بانکے بہاری جی کے مندر کا پتہ
بتا دیا۔ پھر کیا تھا۔ حسینہ بیگم خوشی سے پھُولی نہ سماتی تھی۔
اور اُسی وقت بانکے بہاری کے مندر کے پاس پہنچ گئی۔ پر مندر
کے پجاری نے اُس کو یہ کہکر اندر جانے سے روک دیا کہ سوائے ہندو
کے کسی اور کو مندر میں داخل ہونے کا حق حاصل نہیں۔ یہ سُن کر
حسینہ بیگم بہت مایوس ہو گئی۔ اور لاچار ہو کر مندر کے باہر ہی
بیٹھ گئی۔ چونکہ اُس کے دل میں سچی لگن تھی اُس نے فیصلہ کر لیا کہ
جب تک بانکے بہاری جی اُس کو درشن نہ دیں گے وہ وہاں سے
واپس نہ جائے گی اور نہ کچھ کھائے گی۔ نہ پئے گی۔ اس طرح وہ
کچھ کھائے پئے بغیر لگاتار سات دن وہیں بیٹھی رہی اور ہر جگہ
کی مورتی نظر آنے لگی۔ بھگوان اُس کی شردھا اور پریم کو دیکھ کر
خوش ہو گئے۔ ساتویں دن مندر کا دروازہ اپنے آپ کھُل گیا۔
اور بانکے بہاری جی کی مورتی چل کر حسینہ بیگم کے پاس پہنچ گئی

بھگوان کرشن نے حسینہ بیگم کو ساکشات درشن دیکر خوش کر دیا اور اس کو بچوں کی طرح گود میں لیکر پیار کرنے لگے۔ پھر وہ اس کو ایک کشتی میں بٹھا کر جمنا کے پار لے گئے۔ اور وہاں اس کو وہاں ایک کٹیا دکھا کر کہنے لگے: "بیٹی اب تو یہاں بیٹھ کر میری بھگتی کرنا۔ میں ہر وقت تمہارے پاس ہوں۔" حسینہ بیگم نے اس کے بعد ساری عمر وہیں گزار دی۔ اور کہتے ہیں کہ اس کٹیا کی جگہ پہ آج بھی حسینہ بیگم کی یادگار میں ایک مندر بنا ہوا ہے۔ جسے لوگ دور دور سے بڑے شوق سے دیکھنے آتے ہیں۔

بھگوت گیتا کا سار

جگیاسو۔ مہاراج، بھگت پہ تو بھگوان کی خاص مہر ہوتی ہے۔ پر ہر شخص بھگت نہیں بن سکتا۔ بھگتی کے علاوہ شریمد بھگوت گیتا میں کہیں گیان یوگ کی تعریف کی گئی ہے۔ کہیں کرم یوگ کی۔ ان دونوں میں بہتر کون سا ہے؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بھگوت گیتا میں سچ مچ کہیں گیان کی تعریف کی گئی ہے کہیں کرم کی۔ میں بھی لگ بھگ چالیس برس سے گیتا کا پاٹھ دونا نہ کر رہا ہوں۔ اور پھر بھی وشواس کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ ان میں سے کونسا مارگ بہتر ہے۔ لیکن بھگوان کرشن کے اپدیش کا جو نتیجہ ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم جیسے سادھارن لوگوں کے لئے کرم یوگ

ہی واجب بنتا ہے۔ بھگوان کرشن نے ارجن کو گیتا کا سب اُپدیش اس مطلب کے لئے دیا تھا کہ اس کے دل میں جو موہ پیدا ہو گیا تھا اُس کو چھوڑ کر وہ یدھ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور آخر میں ہوا بھی یہی۔ معلوم ہوتا ہے بھگوان کرشن نے ارجن کو گیان یوگ اور بھگتی یوگ کا اُپدیش صرف اس لئے دیا تھا کہ اُس کو پتہ لگ جائے کہ ایک کرم یوگی کے لئے گیانی اور بھگت ہونا بھی ضروری ہے۔ اُس حالت میں کرم یوگ کا ابھیاس ہونے پہ سہاگہ کا کام کرتا ہے۔ چنانچہ چوتھے ادھیائے کے اٹھارھویں شلوک میں بھگوان نے کہا ہے کہ جو پُرش کرم کرتا ہوا بھی یہ سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کر رہا اور کچھ نہ کرتا ہوا یہ سمجھتا ہے کہ کرم کا تیاگ بھی ایک کرم ہی ہے وہی بدھیمان ہے اور وہی یوگی ہے۔ اور اس کو کسی کرم کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر آٹھویں ادھیائے کے ساتویں شلوک میں انہوں نے یہ کہہ دیا ہے " اے ارجن۔ تو یدھ کر اور ہر وقت میرا سمرن بھی کر۔"

اگر غور سے دیکھا جائے تو گیان یوگ اور کرم یوگ دونوں ہی کلیان کرنے والے ہیں۔ صرف سمجھ کا ہی فرق ہے۔ بھگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے صاف فرمایا ہے۔

شلوک ۴۔ گیان یوگ اور کرم یوگ کو مورکھ لوگ ہی الگ الگ بتاتے ہیں نہ کہ پنڈت۔ ان میں سے ایک پہ چل کر بھی پُرش دونوں کے پھل کو پا سکتا ہے۔

شلوک 5۔ جو اتم درجہ گیان یوگ دوارا ملتا ہے وہ کرم یوگ

دوارا بھی مل سکتا ہے۔ جو پُرش گیان یوگ اور کرم یوگ کو ایک سا سمجھتا ہے وہی ٹھیک سمجھتا ہے۔

شلوک 6۔ ہے ارجن۔ نشکام کرم کے بنا سنیاس کا پانا مشکل ہے۔ لیکن کرم یوگ کے ابھیاس میں لگا ہُوا مُنی جلدی ہی پرماتما کو پا لیتا ہے۔

پھر چھٹے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے ارجن کو اسی سلسلے میں یوں بتایا ہے۔

شلوک 1۔ کرم کے پھل کو نہ چاہتا ہُوا جو پُرش وہی کام کرتا ہے۔ جس کا کرنا اُس کا فرض ہے وہی سنیاسی ہے اور وہی یوگی ہے۔ نہ کہ وہ جس نے یگیہ اور کرم کا تیاگ کر دیا ہے۔

شلوک 2۔ ہے ارجن! جس کو سنیاس کہتے ہیں تو اُسی کو یوگ جان۔ کرم کے سنکلپ کو نہ چھوڑنے والا کوئی پُرش یوگی نہیں بن سکتا۔

شلوک 3۔ گیان یوگ کو اچھی طرح حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والے مُنی کے لئے نشکام کرم کرنا سادھن بتایا گیا ہے اور گیان یوگ کا پوری طرح ابھیاس ہو جانے پر اُس کے لئے کرموں کا تیاگ ہی سادھن بتایا گیا ہے۔

اسی ادھیائے کے آخر میں بھگوان کرشن نے صاف کہہ دیا ہے کہ کرم یوگ سب سے بہتر ہے جیسے کہ ان شلوکوں سے پتہ چلتا ہے۔

شلوک 46۔ تپسوی لوگوں سے یوگی بہتر ہے اور گیانیوں سے

بھی یوگی بہتر ہے - کرم کانڈ کا سہارا لینے والوں سے بھی یوگی بہتر ہے - اِس لئے ہے ارجن تو ہمیشہ کرم یوگ کا آسرا لے -

شلوک ۴۷ ۔ سب یوگیوں میں بھی مجھ میں لگے ہوئے آتما والا جو کرم یوگی شردھا سے میرا بھجن کرتا ہے میری رائے میں وہ سب سے اُتم کرم یوگی ہے -

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ کرم یوگ اچھا ہے یا گیان یوگ - دونوں مارگ ہی اچھے ہیں - میرے خیال میں یہ دونوں ہر ایک شخص کے لئے ایک جیسے لابھ دائک نہیں ہو سکتے - اس کے اپنے سبھاؤ کے انوسار کسی کے لئے کرم یوگ اچھا رہے گا اور کسی کے لئے گیان یوگ ٹھیک رہے گا - جو مارگ کسی ترپش کے سبھاؤ کے انوکول ہو اُس کے لئے وہی اچھا رہے گا - اِس سلسلے میں بھگوت گیتا کے اٹھارہویں ادھیائے کے یہ شلوک بھی پڑھنے کے قابل ہیں -

شلوک ۴۶ - جس پرماتما کے اندر سے سب لوگ پیدا ہوتے ہیں اور جس کے اندر یہ سارا جگت سمایا ہوا ہے اپنے سبھاوک دھرم والا اُس کی پوجا کر کے آدمی پرم سدھی کو پا لیتا ہے -

شلوک ۴۷ - اچھی پرکار سے آچرن کئے ہوئے دوسروں کے دھرم سے اپنا سبھاوک دھرم بہت اچھا ہے - چاہے اُس میں کوئی گن بھی نہ ہو - جو کرم کسی پرش کے سبھاؤ کے انوکول ہو اُس کے کرنے سے کوئی پاپ نہیں لگتا -

شلوک ۴۸ - ہے ارجن - اپنے سبھاوک دھرم کا کبھی تیاگ

نہیں کرنا چاہئے چاہے اُس میں کتنا بھی دوش ہو۔ سب کرم ہی
دوش سے ڈھکے رہتے ہیں۔ جس طرح اگنی دھوئیں سے ڈھکی رہتی ہے
شلوک ۴۹۔ جس کی بدھی میں کوئی لگاؤ نہیں، جس نے من کو
بس میں کیا ہوا ہے اور جس کے من میں کوئی خواہش نہیں رہی وہ
پرش گیان یوگ کا ابھیاس کرتا ہوا بھی اُس پرم سدھی کو پاسکتا ہے
جس میں کسی کرم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

شریمد بھگوت گیتا میں صاف کہا گیا ہے کہ یگیہ تپ اور دان
کے کرم کبھی نہیں چھوڑنے چاہیئے۔ اور چوتھے ادھیائے میں یگیہ
بھی کئی پرکار کے بتلائے گئے ہیں۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ جو پرش اپنا
سوابھاوک دھرم ٹھیک طرح سے کر رہا ہے وہ سب سے اُتم یگیہ
کر رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ گوروکل کانگڑی کا ایک سناتک گوروکل کو چھوڑ
کر اپنے گھر جا رہا تھا تو راستہ میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک کسان کڑکتی
دھوپ میں ہل چلا رہا ہے اور اس کی بیوی اُس کے پیچھے پیچھے زمین
میں بیج ڈال رہی ہے۔ اُس نے کسان سے جا کر پوچھا "چودھری
صاحب تم اتنی دھوپ میں ہل کیوں چلا رہے ہو۔" کسان نے کہا
"میں یگیہ کر رہا ہوں۔ اگر میں اس طرح محنت نہ کروں تو اناج کیسے
پیدا ہو۔" آگے چل کر اُس سناتک نے ایک عورت کو دیکھا جو جلدی
جلدی قدم بڑھاتی ہوئی ایک طرف کو جا رہی تھی۔ اُس نے اُس عورت
سے پوچھا "بہن تم کو اتنی جلدی کیا ہے۔" عورت نے کہا "میں یگیہ
شالہ کو جا رہی ہوں۔" اُس نے کہا "بہن کیا میں بھی آپ کی یگیہ شالہ
دیکھ سکتا ہوں۔" عورت نے کہا "کیوں نہیں۔ آئیے میرے ساتھ چلیے۔"

کچھ دیر چلنے کے بعد وہ عورت ایک ہسپتال میں پہنچ گئی اور وہاں
جو مریض تھے اُن کی دیکھ بھال کرنے لگی۔ کسی کو دوائی دیتی تھی۔ کسی
کو دودھ پلاتی تھی۔ اور کسی کے کپڑے بدلتی تھی۔ شام کو وہ عورت
فارغ ہوئی تو اُس سناتک نے پوچھا " بہن۔ آپ نے مجھے یگیہ شالہ
تو دکھائی ہی نہیں "۔ عورت نے کہا " بھائی صاحب، یہ ہسپتال ہی میری
یگیہ شالہ ہے۔ بیماروں کی سیوا کرنا بڑا اُتم یگیہ ہے۔" وہ سناتک
حیران ہو کر آگے چلا۔ دوسرے دن اُس کو جب بھوک لگ گئی۔ اور اُس
نے گاؤں میں جا کر ایک دروازہ کھٹکھٹایا ہی تھا کہ ایک دیوی نے
باہر نکل کر اُس کو بیٹھنے کے لئے آسن دے دیا اور کہا کہ آپ تھوڑی
دیر آرام کریں۔ میں یگیہ سے فارغ ہو کر آپ کو کھانا دیتی ہوں۔ اندر
جا کر اُس دیوی نے اپنے بچّوں کو نہلایا۔ کپڑے پہنائے اور کھانا کھلایا
پھر اپنے پتی دیو کو کھانا کھلا کر اُس کو وداع کیا۔ اور یہ سب کام کر کے
اُس سناتک کو کھانا دے دیا۔ سناتک نے پوچھا " ماتا جی۔ آپ تو کہتی
تھیں کہ یگیہ کر لوں پر آپ نے یگیہ تو کیا ہی نہیں۔" اُس دیوی نے
کہا " بیٹا۔ میں اپنے پتی اور بچوں کی جو سیوا کر رہی ہوں اس سے
بہتر اور کیا یگیہ ہو سکتا ہے۔" سناتک تذبذب میں پڑ گیا۔ اور
گوروکل واپس جا کر اپنے آچاریہ سے پوچھنے لگا کہ جو کچھ اس نے
دیکھا ہے وہ یگیہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یگیہ تو گھی اور سامگری سے
کیا جا سکتا ہے۔ آچاریہ نے جواب دیا " بیٹا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن
اپنے سوابھاوک دھرم کا پالن کرنا ہون اور اگنی ہوتر والے یگیہ سے
بہت بہتر یگیہ ہے۔"

آخر میں میں آپ کے سامنے ایک اور مثال رکھتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریمد بھگوت گیتا کا اصلی مُدعا، کرم یوگ کے مہتو کو سدھ کرنا ہے۔ سنت گیانیشور کا نام تو آپ نے بھی سُنا ہوگا۔ وہ اُچیہ کوٹی کے یوگی ہو گذرے ہیں۔ شریمد بھگوت گیتا پر اُنہوں نے بھی ایک بھاشیہ لکھا تھا۔ جس میں اُنہوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ کرم یوگ گیان یوگ سے ہر حالت میں بہتر ہے۔ اُس زمانے کے کچھ پنڈتوں نے جو گیان یوگ کو سب سے اُتم سمجھتے تھے اس بات پر اعتراض کیا اور جھگڑا اس قدر بڑھ گیا کہ یہ معاملہ راجہ تک جا پہنچا۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہُوا کہ شریمد بھگوت گیتا کے جتنے بھی بھاشیہ ہیں اُن سب کو بھگوان کرشن جی کے مندر میں رکھ دیا جائے۔ اور باہر پہرہ لگا دیا جائے تاکہ کوئی شخص اندر جا کر ہیر پھیر نہ کر سکے۔ صبح کو جو بھاشیہ سب کے اوپر پڑا ہوگا وہ صحیح سمجھا جائے گا۔ اس لئے سب بھاشیہ مندر میں رکھ دیئے گئے۔ اور ہر دوار کے پنڈت بھی رات بھر مندر کے باہر بیٹھے رہے۔ صبح کو جب مندر کا دروازہ کھولا گیا تو سنت گیانیشور والا بھاشیہ سب سے اوپر پڑا تھا۔ سب دیکھ کر دوسرے پنڈت حیران ہو گئے۔ اور اس کے بعد سنت گیانیشور کی عزت کرنے لگے۔

یوگ کیا ہے؟

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ نے آتم ساکشاتکار کے تین سادھن بتلائے

بھیا۔ گیان یوگ، کرم یوگ اور بھگتی یوگ۔ یہ یوگ کیا ہوتے ہیں؟

مہاتما جی۔ پیارے اصل بات یہ ہے کہ ان تینوں سادھنوں کا یوگ کے ساتھ سیدھا کوئی سمبندھ نہیں۔ یوگ کے شبد ارتھ ہیں جوڑ، میل یا ملاپ اور جس اُپائے سے یہ جوڑ یا میل قائم کیا جائے اُس کو بھی یوگ کہہ دیتے ہیں۔ اپنے من کو آتما میں لین کر دینے کو یا آتما کو پرماتما میں جوڑ دینے کو یوگ کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جس جس اُپائے یا سادھن سے یہ ایکتا بنتی ہے اُس کو بھی کچھ مہاپُرشوں نے یوگ کہا ہے۔ آتم ساکشاتکار کے جو تین سادھن میں بتا چکا ہوں اُن کے ساتھ یوگ شبد کا پریوگ اسی کارن سے کیا گیا ہے۔ ورنہ یوگیوں کا درجہ سنیاسی بھگت اور کرم کانڈی ان سب سے اونچا بتایا گیا ہے۔ بھگوان کرشن نے جن کو یوگیشور کہا جاتا ہے۔ یوگی کی نسبت جیسے کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں شریمد بھگوت گیتا کے چھٹے ادھیائے کے شلوک ۴۶ میں فرمایا ہے کہ یوگی تپسوی سے بہتر ہے۔ یوگی گیانی سے بہتر ہے۔ اور یوگی کرم کانڈی سے بھی بہتر ہے۔ اس لئے ہے ارجن تو یوگی بن۔"

اب دیکھنا یہ ہے کہ یوگ ہوتا کیا ہے؟ یوگ شاستر میں مہاراج پتنجلی نے تو کہا ہے "یوگش چت ورتی نرودھا" جس کا مطلب ہے کہ من کی سب ورتیوں پر قابو پانے کو یوگ کہتے ہیں۔ لیکن بھگوان کرشن نے یوگ کی ویاکھیا کئی ڈھنگ سے کی ہے۔ بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کے شلوک 48 میں انہوں نے سمتا یا ایک سار رہنے کو یوگ کہا ہے۔ اور پھر شلوک 50 میں کہا ہے کہ کسی کام کو اچھے ڈھنگ

کرنے کا نام ہی یوگ ہے ۔ ہمارے شاستروں میں یوگ کئی پرکار کا بتایا گیا ہے ۔ مثال کے طور پر راج یوگ (جس کو اشٹانگ یوگ بھی کہتے ہیں) سمتا یوگ، ہٹھ یوگ ۔ جپ یوگ ۔ نام یوگ ۔ بُدھی یوگ ۔ مانسی یوگ ۔ جیوتی یوگ ۔ سُرت شبد یوگ (جس کو نادیوگ بھی کہتے ہیں) اور سہج یوگ وغیرہ وغیرہ ۔ لیکن ان میں راج یوگ سب سے زیادہ مشہور ہے ۔ اور عام طور پر یوگ کا مطلب راج یوگ ہی سمجھا جاتا ہے ۔

یوگ کسی خاص دیش یا کسی خاص مذہب کی جاگیر نہیں اور نہ ہی اس کا سمبندھ کسی خاص دھرم سے ہے ۔ ہر ایک شخص ۔ قوم مذہب ۔ نسل یا دیش کے بھید بھاؤ کے بغیر اس کا لابھ اُٹھا سکتا ہے ۔ استری ہو یا پُرش ۔ برہمن ہو یا ہریجن ۔ برہمچاری ہو یا سنیاسی بچہ ہو یا بوڑھا ہر شخص کو یوگ کا پورا ادھیکار ہے ۔ اس میں کسی دھارمک اصولوں کی پابندی نہیں ۔ بلکہ یوگ سُکھ مئے جیون بتانے کا ایک آدرش راستہ ہے ۔ جس طرح عام لوگ کہتے ہیں کہ آزادی ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے اُسی طرح یوگیوں کا نعرہ ہے کہ خوشی ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے ۔ آپ نے اپنے جیون میں بھی دیکھا ہو گا کہ اگر آپ کسی کام کے لئے اپنے من کو ایکاگر کر سکتے ہیں تو آپ کو اُس کام میں ضرور سپھلتا ہوتی ہے ۔ اس لئے چونکہ یوگی کا من ہر وقت پرماتما میں لین رہتا ہے اس کے من میں آنند ہی آنند ہونا لازمی ہے ۔ جو کہ پرماتما کی سب سے بڑی خوبی ہے ۔

یوگ سدھیاں

جگیاسو۔ مہاراج میں نے سُنا ہے کہ یوگی لوگ کرامات یا چمتکار بھی کر پاتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔؟

مہاتما جی۔ یہ بات ہے تو ٹھیک۔ کرامات یا چمتکار کا دوسرا نام ہی سدھی ہے۔ جب کافی ابھیاس کے بعد کسی یوگی کو کوئی سدھی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اُس کو سدھ پُرش کہا جاتا ہے۔ لیکن اصلی یوگی ان سدھیوں کا استعمال نہیں کرتے۔ کیونکہ جو لوگ سدھیوں میں پڑ جاتے ہیں وہ آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ اور آتم ساکشاتکار کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ اِس لئے کئی مہاپُرشوں کا وچار ہے کہ یہ سدھیاں آتم ساکشاتکار کے راستے میں ایک پرکار کی رُکاوٹ ہے۔

ہمارے گرنتھوں میں کئی قسم کی سدھیوں کا ذکر ہے جن میں سے کچھ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

۱۔ انیما۔ جس کے دوارا یوگی اپنے شریر کو الوپ کر سکتا ہے۔

2۔ مہما۔ جس کے دوارا یوگی اپنے شریر کو بہت بڑا کر سکتا ہے۔

3۔ گریما۔ جس کے دوارا یوگی اپنے شریر کو بہت بھاری کر سکتا ہے۔

۴۔ لگھیما۔ جس کے دوارا یوگی اپنے شریر کو بہت چھوٹا یا ہلکا کر سکتا ہے۔

5۔ پراپتی۔ جس کے دوارا یوگی اپنی اچھّا سے ہر قسم کے پدارتھ حاصل کر سکتا ہے۔

۶۔ پراکامیہ ۔ اُس کے دوارا یوگی جو کام چاہے کر سکتا ہے۔
۷۔ ایشتو۔ جس کے دوارا یوگی چاہے تو حکومت کا درجہ پا سکتا ہے
۸۔ وِشتو۔ جس کے دوارا یوگی دُوسروں کو اپنے بس میں کر سکتا ہے۔

یوگی کی پہچان

جگیاسو۔ مہاراج اصلی یوگی کی کیا پہچان ہے؟
مہاتما جی ۔ پیارے ۔ یوگی کا جیون کمل کے پھُول کے سمان ہوتا ہے۔ جس طرح کمل ہر وقت پانی میں رہتا ہے۔ پر پانی اُس کے کپھُول کو کبھی نہیں چھُو سکتا ۔ اُسی طرح یوگی دُنیا کے سب کام کرتا ہوا بھی نرلیپ رہتا ہے۔ اُس کا من کبھی چلایمان نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ آتما میں لین رہتا ہے۔ مان اور اپمان ۔ دُکھ اور سُکھ ۔ غمی اور خوشی اُس کے لئے سب برابر ہیں۔ اُس کے من میں اہنکار بالکل نہیں ہوتا۔ اور اُس کو نہ کسی سے موہ ہوتا ہے اور نہ لگاؤ۔ اُس کو لالچ بالکل نہیں ہوتا۔ جو کچھ مِل جائے وہ اُسی میں گزارا کر لیتا ہے ۔ کام یا شہوت یوگی کو چھُو بھی نہیں پاتے ۔ وہ سب جیووں میں پرماتما کے درشن کرتا ہے۔ اُس کی نظر میں پاپ اور پُنیہ دونوں کچھ ہستی نہیں رکھتے ۔ کیونکہ وہ جو بھی کرم کرتا ہے نشکام بھاوسے کرتا ہے اور پھل کی کوئی اچھیا نہیں رکھتا۔ وہ نہ زیادہ کھاتا ہے نہ کم ۔ نہ زیادہ سوتا ہے نہ کم ۔ اور نہ زیادہ بولتا ہے نہ کم ۔ بلکہ وہ ہر کام میں مریادا سے کام لیتا ہے۔

شریمد بھگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے
یوگی کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔
شلوک 7۔ شریر اور اندریاں جس کے بس میں ہیں اور جس
کا آتما شدھ ہو چکا ہے وہ یوگی پرانی ماتر کے آتم سروپ پرماتما
میں لین ہو کر سب کام کرتا ہوا بھی کسی بندھن میں نہیں پڑتا۔
شلوک 11۔ سب لگاؤ کو چھوڑ کر یوگی لوگ آتما کو شدھ کرنے
کے لئے اپنی اندریوں، من اور شریر سے کرم کرتے رہتے ہیں۔
شلوک 12۔ نشکام کرم یوگی، کرموں کے پھل کا تیاگ کر کے
پرم شانتی کو پراپت کر لیتا ہے۔ اور جو پرش یوگ کا ابھیاس
نہیں کرتا وہ کرم کے پھل کی اچھا رکھنے کے کارن بندھن میں پڑا
رہتا ہے۔
آگے چل کر چھٹے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوگی کے
جیون پر کچھ اور روشنی ڈالی ہے۔ وہ بھی سن لیجیے۔
شلوک 4۔ جب کوئی پرش نہ تو اندریوں کے بھوگ میں
لگاؤ رکھتا ہے اور نہ ہی کرموں کے جال میں پھنستا ہے ہر طرح
کے سنکلپ کو تیاگ دینے والے اس پرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔
شلوک 8۔ وگیان اور آتم گیان سے جس کا من بھرپور ہو
چکا ہے۔ جس کے من میں ہمیشہ شانتی کا راجیہ ہے۔ جس نے اندریوں
کو بس میں کیا ہوا ہے اور سونا، مٹی، پتھر جس کے لئے سب برابر
ہیں۔ ایسے یوگی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے پرماتما کو پا لیا ہے۔
شلوک 9۔ جو پرش اپنے ہتیشی، متر، دشمن، اجنبی، ثالث

اجنبی اور سمبندھی ان سب کو اور چاہے کوئی دھرماتما ہو یا پاپی اُس کو بھی ایک نظر سے دیکھتا ہے وہ سب سے شریشٹ یوگی ہے۔

شلوک ۱۵ - اپنے من کو بس میں رکھنے والا یوگی اپنے آتما کو پرماتما کے دھیان میں لگاتا ہوا اُس شانتی کو پراپت کر لیتا ہے جو مجھ میں ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مکتی کی دینے والی ہے۔

شلوک ۱۶ - ہے ارجن! یوگ نہ تو زیادہ کھانے والے کے لئے ٹھیک ہے نہ تھوڑا کھانے والے کے لئے - اسی طرح یہ اُسکے لئے بھی ٹھیک نہیں جو ہر وقت جاگتا ہی رہتا ہے یا سوتا ہی رہتا ہے

شلوک ۱۷ - سب دُکھوں کا ناش کرنے والا یوگ تو اُسی پُرش کے لئے ٹھیک رہتا ہے جو مریادا سے کھاتا پیتا ہے - مریادا سے سوتا اور جاگتا ہے - سب کام مریادا سے ہی کرتا ہے۔

شلوک ۱۸ - جب کسی پُرش کا پُوری طرح سے بس میں کیا ہوا من آتما میں لین ہو جاتا ہے تب اُس پُرش کو یوگی کہا جاتا ہے۔ پھر اُس کو کسی کام کرنے کی بالکل چاہ نہیں رہتی۔

شلوک ۱۹ - جس طرح بن ہوا والی جگہ میں دیپک کی لاٹ اِدھر اُدھر نہیں ہلتی - وہی حال پرماتما کے دھیان میں لگے ہوئے یوگی کے من کا ہوتا ہے جو بس میں کیا جا چکا ہے۔

شلوک ۲۷ - جس کے من کو شانتی مل چکی ہے جس کے سب پاپ نشٹ ہو چکے ہیں - اور جس کے رجوگن کا ناش ہو چکا ہے۔ پرماتما میں لین رہنے والے اُس یوگی کو اُتم سکھ پراپت ہوتا ہے۔

شلوک ۲۹ - جو یوگی یوگ کے ابھیاس دوارا اپنے آتما کو پا چکا

ہے۔ اور سب کو سمان بھاؤ سے دیکھتا ہے۔ وہ پرماتما کو سب کے اندر اور سب کو پرماتما کے اندر دیکھتا ہے۔

اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ اصلی یوگی کی کیا پہچان ہوتی ہے۔ جیسے میں پہلے بتا چکا ہوں یوگ کا شبد ارتھ ہے جوڑنا۔ اسلئے اصلی یوگی وہی ہے جس نے آتما کو پرماتما کیساتھ جوڑا ہوا ہے۔ دوسرے شبدوں میں یوگی پریم تپا پرماتما کا روپ ہو جاتا ہے اور اس میں وہ شکتیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں جو پرماتما میں ہوتی ہیں۔ سب سدھیاں اُسکے اشاروں پر ناچنے لگ جاتی ہیں۔ اور وہ چاہے تو اس برہمانڈ کے نقشے کو بدل سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار رشی وشوامتر نے راجہ ترشنکو کو وردان دے دیا کہ وہ اسی شریر کے ساتھ سورگ میں جا سکتا ہے۔ دیوراج اندر نے راجہ ترشنکو کو سورگ میں جانے سے روک دیا۔ اور اُسے نیچے گرا دیا۔ یہ دیکھ کر رشی وشوامتر نے جو کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے یوگی تھے اپنے یوگ بل سے آکاش اور پرتھوی کے درمیان ایک نیا سورگ بنا دیا جس میں راجہ ترشنکو کو جگہ مل گئی اور اُس کا وردان سپھل ہو گیا۔

یوگی کا نقشہ جن شبدوں میں ایک کوی نے کھینچا ہے وہ بھی سُن لیجیئے۔

کام تو یوگی بھی کرتا ہے سبھی
پھل سے پر مطلب نہ ہو اُسکو کبھی

کھاتا پیتا یا چلتا بولتا
سونگھتا سوتا یا آنکھیں کھولتا

اُس کو ہو ابھیمان نہ ہرگز کبھی
کام خود ہے کر رہا وہ یہ سبھی

کام یوگی جو بھی کرتا ہے کبھی
وہ کرے ایشور کے ارپن تھا سبھی

اُس کی اپنی تو کوئی مرضی نہیں
اُس کو ہو ایشور کی مرضی پہ یقیں

ایک ہیں اُس کے لئے دُکھ اور سُکھ
وہ نہ گھبرائے کبھی لاکھ آئے دُکھ

جو بھی مل جائے وہ اُس میں خوش رہے
اور ایشور کو کبھی طعنے نہ دے

کچھ اثر اُس پہ نہیں نقصان کا
شانتی من میں رہے اُس کے سدا

وہ نہ زیادہ کھائے نہ ہی کھائے کم
نیند بھی اُس کو نہ آئے بہت نہ آئے کم

شے کھری پاکر نہ ہو اُس کو خوشی
نہ ہی شے پاکر بُری وہ ہو دُکھی

خاک ہو پتھر یا سونے کی ڈلی
ہے نظر میں اُس کی یہ سب ایک ہی

کرودھ یوگی کو نہ آئے ہی کبھی
اُس کے من میں ہو سدا ہی شانتی

اُس کا من اِک سار رہتا ہے سدا

بن ہوا والی جگہ میں جوڑ دیا۔

مِتر ہو دُشمن ہو رشتہ دار ہو
پیر ہو پنڈت ہو یا سردار ہو
جن نظر میں اُس کی یہ سب ایک ہی
اور ہیں اُس کے لئے اپنے سبھی
ہر پرانی سے وہ کرتا پیار ہے
دُشمنی اُس کا نہ کاروبار ہے
کچھ اثر اُس پر نہیں ہے کرم کا
وہ رہے نرلیپ جیون میں سدا
وہ سدا ہر حال میں گمبھیر ہے
اور سچ مچ برہم کی تصویر ہے

راج یوگ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ جس یوگ میں پرانایام کا ذکر آتا ہے۔ وہ کون سا یوگ ہے؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ اُس یوگ کو راج یوگ کہتے ہیں اور اشٹانگ یوگ بھی۔ کیونکہ اُس کے آٹھ انگ بتائے گئے ہیں۔

جگیاسو۔ مہاراج۔ اشٹانگ یوگ کے سبھی انگوں پر کچھ روشنی ڈالنے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ اشٹانگ یوگ کے آٹھ انگ اس پرکار ہیں (۱) یم

(2) نیم (3) آسن (4) پرانایام (5) پرتیاہار (6) دھارنا - (7) دھیان اور (8) سمادھی - اب میں اِن کی تھوڑی وِیاکھیا آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سب سے پہلا انگ ہے "یم" جس میں بتلایا گیا ہے کہ فلاں فلاں کام ہم کو نہیں کرنے چاہیئے۔ 'یم' پانچ ہوتے ہیں۔ اہنسا ست - آستیہ - برہمچریہ اور اپری گرہ - اہنسا کا مطلب ہے کسی کو دُکھ نہ دو - ست کا مطلب ہے کبھی جھوٹ نہ بولو - آستیہ کا مطلب ہے کبھی چوری نہ کرو - برہمچریہ کا ارتھ ہے ویرج کو ضائع نہ کرو اور اپری گرہ کا ارتھ ہے فضول سامان اکٹھا نہ کرو - میرے خیال میں ان باتوں کو سمجھنا مشکل نہیں - اس لئے میں ان کی اور ویاکھیا نہیں کروں گا - لیکن اگر آپ یوگ کے ابھیاس میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو ان سب پر عمل کرنا ضروری ہے - یم اور نیم یوگ کے ابھیاس کے لئے بُنیاد کا کام دیتے ہیں - اگر بُنیاد کمزور ہو تو عمارت کے گرنے کا خطرہ رہتا ہے -

یوگ کا دوسرا انگ ہے نیم - اس میں بتایا گیا ہے کہ کون سے کام ہمیں ضرور کرنے چاہیئں - نیم بھی پانچ ہی ہیں - شوچ - سنتوش تپ - سوادھیائے اور ایشور پرنی دھان - شوچ کا مطلب ہے صفائی یعنی شریر اور من کو ہر طرح سے صاف رکھنا - سنتوش کو آپ سمجھتے ہی ہوں گے - اس کا مطلب یہی ہے کہ ہمیں کسی چیز کا لوبھ نہیں کرنا چاہیئے - اور جو کچھ مل جائے اُسی میں گزارہ کر لینا چاہیئے - تپ کے معنی ہیں تپسیا - یعنی جسم کی سادھنا اور اندریوں پر

قابو پانا - اس کے لئے ضروری نہیں کہ جنگل میں جا کر شریر کو کشٹ دیا جائے - بلکہ اصل تپسیا وہ ہے جس کا ذکر شری مد بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کیا ہے - وہ اُن کی زبانی ہی سُن لیجئے -

شلوک ۱۴ - دیوتا - برہمن - گورو اور ودوان پُرشوں کی عزت کرنا - صاف ستھرے رہنا - سادہ جیون بِتانا - برہمچریہ کا پالن کرنا اور اہنسا کے اصولوں پر عمل کرنا یہ سب شریر کا تپ ہے -

شلوک ۱۵ - کِسی کے دِل کو نہ دُکھانے والی پریم بھری میٹھی - ہِت کاری اور سچی بات کہنا اور سوادھیائے کا ابھیاس کرنا یہ سب زبان کا تپ ہے -

شلوک ۱۶ - من کی خوشی اور شانتی - مَون برت کا ابھیاس کرنا - من کو قابو میں رکھنا اور انتہ کرن کی صفائی یہ سب من کا تپ کہا جاتا ہے -

تپ کے بعد سوادھیائے کا ذکر آتا ہے - جس کا مطلب ہے اچھی کتابوں کا پاٹھ کرنا - ہر ایک مذہب میں کسی نہ کسی دھارمک گرنتھ کا پاٹھ کرنا ضروری کہا گیا ہے - وید شاستر اُپنشد پُران - رامائن مہابھارت - گورو گرنتھ صاحب - قرآن شریف اور بائیبل وغیرہ یہ سب بہت اُتم قسم کے دھارمک گرنتھ ہیں - جن کے پڑھنے سے من کو شانتی مِلتی ہے - اِن میں سے جس گرنتھ میں بھی آپ کو شردھا ہو اُس کا روزانہ پاٹھ کرنا ضروری ہے -

اسی طرح ایشور پرنی دھان کا مطلب ہے آتم سمرپن - یعنی اپنے

جیون کو بھگوان کے ارپن کر دینا اور یہ وشواس رکھنا کہ
بھگوان جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس میں ہر طرح سے ہماری بھلائی ہی ہے
یوگ کا تیسرا انگ ہے آسن۔ یعنی یوگ کا ابھیاس کرنے کے
لئے ہمیں کس طرح بیٹھنا چاہیے۔ آسن کئی پرکار کے بتائے گئے ہیں۔
پر میرے خیال میں سب سے اچھا آسن وہی ہے جس سے ہمارے شریر
کو نہ کشٹ ہو نہ تھکاوٹ۔ لیکن پیٹھ گردن اور سر کو ہر حالت میں سیدھے
رکھنا چاہیے۔ دوسرے شبدوں میں ریڑھ کی ہڈی میں خم نہ آنے
پائے۔ عام طور پر کمل آسن کو زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ جس کا طریقہ
یہ ہے کہ پالتی مار کر اس طرح بیٹھ جایئے کہ دایاں پاؤں بائیں ران
کے اوپر اور بایاں پاؤں دائیں ران کے اوپر ہو۔ اور اس کے ساتھ
ہی پیٹھ گردن اور سر کو بالکل سیدھا رکھا جائے۔ اس آسن سے
شریر کو تھکاوٹ نہیں ہوتی اور من کو شانتی ملتی ہے۔

آسن کے بعد چوتھا انگ ہے پرانایام جو کہ راج یوگ کا
ایک خاص انگ ہے۔ عام لوگ تو پرانایام کو سانس پر قابو پانا
ہی سمجھتے ہیں۔ پر اصل میں اس کا مطلب ہے پران شکتی کو شریر
میں داخل کرنا۔ یہ سارا برہمانڈ پران شکتی کا اتھاہ سمندر ہے۔
یوگی لوگ جانتے ہیں کہ اس پران شکتی کو ہم کس طرح شریر میں
داخل کر سکتے ہیں۔ اور اس سادھن کو پرانایام کا نام دیا جاتا ہے
اس کا طریقہ یہ ہے کہ کمل آسن لگا کر ناک کے دائیں نتھنے کو دائیں
ہاتھ کے انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو دھیرے دھیرے باہر نکال دیں
اب سانس کو پھر اندر کی طرف لیجایئے۔ اور پہلے کی طرح اس کو دو گنے

وقت کے لئے اندر روکنے کی کوشش کریں۔ پھر بائیں نتھنے پر سے
انگلی اٹھا لیں، اور دائیں نتھنے کو انگوٹھے سے بند کر کے سانس کو
باہر نکال دیں۔ سانس کو اندر روکنے کے وقت اپنے پیٹ کو پوری طرح
باہر کی طرف پھیلائیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ ہوا اندر داخل ہو سکے
اور سانس کو باہر نکالتے وقت پیٹ کو اندر کی طرف سمیٹ لیں تاکہ
سب ہوا بالکل اچھی طرح باہر نکل جائے۔ یہ سارا عمل کرنے سے ایک
پرانایام ہوا۔ آپ آرام سے جتنی بار اس عمل کو دوہرا سکیں اتنا
ہی لابھ ہوگا۔ لیکن شروع شروع میں سات بار کرنا کافی ہوگا۔

یوگ کا پانچواں انگ ہے پریتیہ ہار، جس کا مطلب ہے من
کی گتی کو روکنا یا اس کو قابو میں لانا۔ ہمارا من بندر کی طرح چنچل
ہے اور کبھی ٹکا نہیں بیٹھتا۔ ایک کشن میں یہ آکاش کی سیر
کر لیتا ہے۔ اور دوسرے کشن میں یہ پاتال پہنچ جاتا ہے۔ اس کو بس
میں کرنا بہت مشکل ہے۔ پریتیہ ہار کا طریقہ یہی ہے کہ من جس طرف
بھی جانا چاہے اس کو وہاں جانے سے روکا جائے۔ یہاں تک کہ
اس میں کوئی سنکلپ یا وکلپ باقی نہ رہے۔ اور وہ بالکل شانت ہو جائے۔

اب چھٹا انگ ہے دھارنا۔ اس کا مطلب ہے کہ جب من
ادھر ادھر دوڑنا چھوڑ کر شانت ہو جائے تو اس کو کسی خاص ستھان
پر جمانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عام طور پر یوگی لوگ اپنے من کو
ہردے کمل یا آگیا چکر پہ جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور باقی سب پرکار
کے وچاروں کو من سے باہر نکال دیتے ہیں۔ من کو کسی خاص ستھان
پر جمانے کے عمل کو انگریزی میں Concentration کہتے ہیں۔

اور جب اس کو پرماتما پر جمایا جائے تو اس عمل کو Meditation یا دھیان کہتے ہیں۔ جو راج یوگ کا ساتواں انگ ہے۔ دھیان یعنی Meditation کا مطلب ہے کہ سوائے پرماتما کے اور کسی چیز کو من میں نہ آنے دو اور اپنے آپ کو پرماتما کے دھیان میں لین کر دو۔ اس حالت میں کچھ لوگ تو ساکار برہم یعنی اپنے اشٹ دیوتا کی مورتی پر من کو جما لیتے ہیں۔ اور کچھ لوگ نراکار برہم کا دھیان کرتے ہیں۔ اس ابھیاس سے من میں آتما کا پرکاش چمکنے لگتا ہے۔ جو کہ دھیرے دھیرے بڑھتا ہوا سارے برہمانڈ میں چھا جاتا ہے۔ اس وقت یوگی کو ہر طرف پرماتما ہی پرماتما نظر آنے لگتا ہے۔ اور وہ آنند کے ساگر میں غوطے کھانے لگتا ہے۔ اس استھان پر پہنچ کر یوگی سے پرماتما کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ اور برہمانڈ کے سب بھید اس پر کھل جاتے ہیں۔ اسی حالت کو سمادھی کا نام دیا جاتا ہے۔ جو کہ راج یوگ کا آٹھواں اور آخری انگ ہے۔

نام یوگ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ نام یوگ کی نسبت آپ کے کیا وچار ہیں؟

مہاتما جی۔ پیارے۔ نام یوگ اس سادھن کو کہتے ہیں جس کے ابھیاس سے سادھک اپنے شریر کے اندر انحد شبد کو سنتا ہے۔ اسی کو نام یوگ، سہج راج یوگ، انحد شبد یوگ بھی کہا

جاتا ہے۔

سنت کبیر۔ دادو جی۔ بابا نانک دیو۔ سنت تلسی داس۔ مہاتما
غریب داس اور رادھاسوامی بھائی یہ سب نام یوگ میں شردھا
رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ سارے برہمانڈ میں اور ہمارے شریر
کے اندر بھی شبد ہی شبد سما رہا ہے اور جیسے کہ ویدوں میں کہا گیا
ہے۔ "نادو برہم" یہ شبد ہی برہم ہیں۔ چونکہ برہم کی طرح شبد
کی بھی کوئی حد نہیں۔ اس لئے صوفی لوگوں نے اس کو انحد بھی کہا ہے

آج کل کچھ لوگ اپنے پیروکاروں کو کہتے ہیں برہم کا دیکھنا
کیا مشکل ہے؟ آنکھ اور کان بند کر لو پھر جو شبد تم کو سنائی دے
وہی انحد شبد ہے۔ اور وہی برہم ہے۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ
ان کی بھاری بھول ہے۔ ایک معمولی سی پریکشا پاس کرنے کے لئے
ہمیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ برہم کے درشن اس قدر آسان
نہیں ہو سکتے۔ کان بند کرنے سے جو شبد سنائی دیتا ہے وہ ممکن
ہے خون کے دورے کی آواز ہو۔ برہم کے درشن کرنے کے لئے
تو جنم جنمانتر تک محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ مہاپرشوں
نے فرمایا ہے کہ نام یوگ کے ابھیاس کے لئے تین مشہور مارگ
ہیں۔ پپیلکا مارگ۔ مین مارگ اور وہنگم مارگ۔

پپیلکا مارگ کا ارتھ ہے چیونٹی کا مارگ۔ چیونٹی بہت
آہستہ آہستہ چلتی ہے اور اگر راستہ میں کوئی رس والی چیز مل
جائے تو وہیں ٹھہر جاتی ہے۔ عام لوگوں کا یہی حال ہے۔ وہ
ابھیاس تو ضرور کرتے ہیں لیکن اگر وہ کوئی سدھی حاصل کر لیں تو

نہیں اٹک جاتے ہیں۔

مین مارگ کا ارتھ ہے مچھلی کا مارگ۔ مچھلی میں یہ خاص خوبی ہے کہ پانی کتنی بھی اونچائی سے گر رہا ہو وہ پانی کی دھارا کا سہارا لیکر اوپر جا پہنچتی ہے۔ اس لئے مہاپرشوں نے سادھک کے لئے اس مارگ کی بہت پرشنسا کی ہے۔

وہنگم مارگ کا ارتھ ہے پکشی مارگ۔ راج ہنس پکشی کسی سہارے کے بغیر آکاش میں اُڑتا رہتا ہے اور ہر وقت آنند محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے پہلے کسی جنم میں سادھنا کی ہوئی ہو ایک دم انحد شبد سُننے کے یوگیہ ہو جاتے ہیں اور اسی جیون میں مُکتی پراپت کر لیتے ہیں۔

راج یوگ کی طرح سُرت شبد یوگ کے بھی آٹھ سادھن بتائے گئے ہیں۔ دنیاوی جیون کی ترقی کے لئے پہلے چار سادھن ہیں۔ سادگی سچائی۔ سیوا اور ست سنگ۔ اور روحانی جیون کا آنند حاصل کرنے کے لئے چار سادھن ہیں۔ سمرن۔ بھجن۔ دھیان اور سمادھی۔ روحانی منزلوں کا آنند لینے کے لئے شروع میں [illegible] جیون کے سادھنوں کا ابھیاس ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بُنیاد کمزور ہو تو مکان گرنے کا ڈر رہتا ہے۔ جب ان سادھنوں کا ابھیاس کرتا ہوا سادھک سمادھی کی اوستھا کو پراپت ہوتا ہے۔ تو اُس کو انحد شبد اپنے آپ ہی سُنائی دینے لگتا ہے۔ اور اُس کی سُرت یعنی جیو آتما انحد شبد یعنی برہم میں سما جاتی ہے۔ جو کہ ہم سب کے جیون کا لکشیہ ہے۔

دھنت، شبد یوگ کے بارے میں گورو نانک دیو جی نے رام کلی محلہ آنند میں فرمایا ہے۔

آنند بھیا میری مائیں ستگورُ میں پایا
ستگور پایا سہج سیتی من وجیاں ودھائیاں
راگ رتن پرِوار پریاں شبد گاون آئیاں
شبد تا ناں گاؤ ہری کیرا من جنھیں بسایا
کہے نانک آنند ہوآ ستگورُ میں پایا

ارتھ۔ اے میری ماں۔ مجھے آنند ہی آنند ہے۔ میں نے ستگور کو سہج ہی پالیا ہے اور ودھائی کی آوازیں من میں گونج رہی ہیں۔ سب راگ اور راگنیاں اپنے پریوار کے ساتھ شبد کا راگ گانے کے لئے آ گئی ہیں۔ اس لئے اس شبد روپی برہم کے گیت گاؤ جس نے من کو اپنے اندر بسایا ہوا ہے۔ نانک دیو جی کہتے ہیں مجھے اب آنند ہی آنند ہے کیونکہ میں نے ستگور کو پالیا ہے۔

اسی طرح سُرت شبد کے بارے میں رادھاسوامی مت کے گرنتھ میں اس طرح ذکر آتا ہے۔

سب کا آد شبد کو جان ان سبھی کا شبد پچھان
تین لوک اور چوتھا لوک شبد رچے یہ سب ہی تھوک
شبد سرت دوئی دھار سمان پُرش انامی کے ایہہ نشان
شبد ہی کارن شبد ہی کاج شبد رچایا سارا ساج
شبد ہی سوک شبد ہی سوامی شبد ہی گھٹ گھٹ انترجامی
شبد ہی کھیلی شبد ہی ہیر شبد برداتے سنت کبیر

شبد بتادیں نانک رہبر — ستشبد لکھادیں تلسی دیے
ستشبد شاہ اور ستشبد وزیر — رادھاسوامی کھول رہے دیے

ہٹھ یوگ

جگیاسو - مہاراج یہ "ہٹھ یوگ" کیا ہوتا ہے ؟

مہاتماجی - یوگ کے اُس سادھن کو ہٹھ یوگ کا نام دیا جاتا ہے جس سے شریر کو تندرست رکھا جاتا ہے - ہمارا شریر بھی ایک طرح سے بھگوان کا مندر ہے - اگر ہمارے شریر میں کوئی روگ ہو تو پرماتما کا نام لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے - اس لئے یوگی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کا سواستھیہ ہمیشہ ٹھیک رہے - اور اُس کے شریر میں کوئی نقص نہ پڑے - غور سے دیکھا جائے تو یوگ کے ابھیاس سے نہ صرف آتمک اور مانسک روگ دور ہوتے ہیں بلکہ شریرک روگ بھی نشٹ ہو جاتے ہیں - جہاں آتمک اور مانسک روگوں کو دور کرنے کے لئے راج یوگ سنجیونی بوٹی کا کام کرتا ہے وہاں شریر کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے ہٹھ یوگ بہت لابھ دائک ہے - ہٹھ یوگ میں بہت پرکار کے آسن بتلائے گئے ہیں - جن سے شریر کے سب روگ دور ہوتے ہیں - اور مرتے سمے تک سواستھ بنا رہتا ہے - آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ جن روگیوں کو بڑے بڑے ڈاکٹر اور وید بھی جواب دیتے ہیں یوگی لوگ ان کا علاج یوگ آسنوں دوارا کرنے میں کامیاب ہو جاتے

ہیں۔ آسن کرنے کا ڈھنگ کسی یوگی سے سیکھنا چاہیئے۔ وہ آپ
کو بتا دے گا کہ کون سا آسن کرنے سے کیا لابھ ہوتا ہے۔ اور وہ
آسن کتنی دیر کرنا چاہیئے۔ اگر آپ کسی یوگی کی سہائتا کے بنا یوگ
آسن شروع کر دینگے تو کئی دفعہ لابھ کو بجائے ہانی بھی ہو سکتی ہے۔
میں تو آپ کو اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ سب آسن آرام سے اور
دھیرے دھیرے کرنے چاہیئں۔ اور کسی حالت میں بھی جسم کو
تھکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے۔ یوگ آسن کرنے کے بعد اگر گرم
گرم دودھ پی لیا جائے تو بہت لابھ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح یوگ
آسن کرتے وقت اگر آپ پرماتما کا دھیان بھی کرتے رہیں یا اوم
کا سمرن کرتے رہیں تو سونے پر سہاگہ والا کام ہو گا۔

یوگ آسن

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہٹھ
یوگ بھی ایک ضروری سادھن ہے۔ کیونکہ اس کا سمبندھ شریر کے
سواستھ کے ساتھ ہے۔ کرپا کر کے کچھ آسنوں پر ضروری روشنی ڈالیئے۔
مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ جیسے آپ کی مرضی۔ یوگ آسن تو بہت
ہیں۔ لیکن ان میں جو خاص خاص آسن ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔
1۔ شیرش آسن۔ 2 سروانگ آسن۔ 3 ہل آسن۔ 4 متسیہ آسن
5 بھجنگ آسن۔ 6 شلبھ آسن۔ 7 دھنر آسن۔ 8 میور آسن اور
9 شو آسن۔ ان آسنوں کے کرنے کا طریقہ بھی تھوڑے تھوڑے شبد

میں بتا دیتا ہوں۔ لیکن اِن کا ابھیاس کرنے کیلئے کسی یوگی کا
سہائتا ضروری لینی چاہیئے۔

ا۔ شیرشش آسن۔ اِس کا مطلب ہے سر کا آسن۔ یہ آسن
سب آسنوں کا راجہ ہے۔ اِس سے نہ صرف دماغ اور سمرن شکتی
کو لابھ ہوتا ہے۔ بلکہ آتمک شکتی بھی بڑھتی ہے۔ خون کے دباؤ
کو یہ آسن بالکل ٹھیک کر دیتا ہے۔ مُنہ آنکھ کان اور گلے کے
سب روگوں کو بھی یہ آسن ٹھیک کر دیتا ہے۔ عورتوں کے لئے بھی
یہ آسن بہت لابھ دائک ہے اور اِس کے ابھیاس سے نہ صرف
گربھ کے سب روگ دُور ہو جاتے ہیں بلکہ کئی بار بانجھ عورتوں کے
بھی بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ شیرشش آسن کے کرنے کا ڈھنگ یہ ہے۔
زمین پر کپڑا اکٹھا کر کے یا رُوئی رکھ لیں اور اُس پر اپنے سر کو
ٹکا کر سیدھا لیٹ جائیں۔ اب اپنی ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اُوپر
کی طرف اُٹھائیں۔ جہاں تک کہ وہ بالکل سیدھی ہو جائیں۔ اور جسم
کا سب بوجھ سر پر آ جائے۔ شروع شروع میں کسی دُوسرے شخص
کا یا دیوار کا سہارا بھی لیا جا سکتا ہے۔ پانچ یا دس منٹ کے
لئے اِسی حالت میں اُلٹے ٹھہرئیے اور تھکاوٹ محسوس ہونے پر ٹانگوں
کو دھیرے دھیرے نیچے لا کر پھر زمین پر لیٹ جائیں۔

2۔ سروانگ آسن۔ سروانگ آسن، شیرشش آسن سے کافی ملتا
جلتا ہے۔ اور اِس کے کرنے کا ڈھنگ بھی وہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے
کہ شیرشش آسن میں شریر کا بوجھ سر پر ہوتا ہے۔ اور سروانگ آسن
میں کندھوں پر۔ اِس میں کمر کو دونوں ہاتھوں کا سہارا دیا جا سکتا

ہے۔ لیکن شریر کا بوجھ ہاتھوں پر نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ آسن عام سواستھیہ کے لئے بہت لابھ دائک ہے۔ مگر پیٹ کی خرابی۔ دماغ کی کمزوری اور سوپن دوش کے روگوں میں خاص لابھ کرتا ہے۔

4۔ بھجنگ آسن۔ یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریر کوبرے جیسی شکل دھارن کر لیتا ہے۔ اس لئے اس کو بھجنگ آسن کہا جاتا ہے۔ چھاتی کے بل زمین پر اُلٹے لیٹ جائیے۔ دونوں بازوؤں کو جسم کے ساتھ سائیڈ رکھئے۔ اپنا ہتھیلیوں کو زمین پر سہارا دے کر جسم کے اگلے حصے کو دھیرے دھیرے اوپر کی طرف اُٹھائیے اور اُسے پچھلی طرف کو جھکانے کی کوشش کریں۔ یہاں تک کہ بازو بالکل سیدھے ہو جائیں۔ اور ٹھوڑی اوپر کو اُٹھ جائے۔ یہ آسن پیٹ کی بیماریوں کے لئے بہت لابھ دائک ہے۔

5۔ شلبھ آسن۔ یہ آسن کرنے کے لئے بھجنگ آسن کی طرح چھاتی کے بل اُلٹے لیٹ جائیے اور بازوؤں کو جسم کے ساتھ رکھئے اپنا ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر اور ہاتھوں کو زمین کا سہارا دیتے ہوئے اپنی ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر کو اُٹھائیے لیکن یہ خیال رکھیں کہ وہ جھکنے نہ پائیں۔ اور بالکل سیدھی رہیں۔ بدہضمی اور موٹاپا کو دور کرنے کے لئے یہ آسن بہت لابھ دائک ہے۔ یہ آسن قبض کو دور کرتا ہے اور جگر کو بھی ٹھیک کرتا ہے۔ درد لنگ اور کمر درد کے لئے بھی اس کا ابھیاس بہت لابھ دائک ہے۔

5۔ متسیہ آسن۔ چونکہ یہ آسن کرتے وقت ہمارا شریر مچھلی

کی شکل دھارن کر لیتا ہے۔ اس لئے اس کو متسیہ آسن کا نام دیا جاتا
ہے۔ سیدھے بیٹھ کر دائیں پاؤں کو بائیں ران پر اور بائیں پاؤں کو
دائیں ران پر رکھ لیں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر جما لیں۔
اور اسی حالت میں دھیرے دھیرے پچھلی طرف کو جھک جائیں۔ جب
تک آپ کا سر زمین پر نہ لگ جائے اور چھاتی اوپر کو رہے۔ اس
آسن کے ابھیاس سے پیٹ کی ناڑیوں کو بہت لابھ ہوتا ہے اور
پیٹ کے سب روگ دور ہو جاتے ہیں۔ بواسیر کیسی قسم کی ہو اس
کے لگاتار ابھیاس سے دور ہو جاتی ہے۔

۵۔ دھنر آسن۔ دھنر آسن کا نام دھنش سے لیا گیا ہے۔
زمین پر الٹے لیٹ جائیے۔ اب گھٹنوں کو جھکا کر ٹانگوں کو اوپر کی طرف
اٹھائیے۔ اور پاؤں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیجئے۔ سر کو بھی دھیرے
دھیرے اوپر کو اٹھائیے۔ جہاں تک کہ جسم کا سب بوجھ پیٹ
پر رہ جائے۔ اس آسن سے ہمارا ہاضمہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔
اور بھوک خوب لگتی ہے۔ ٹانگوں اور گھٹنوں کے درد کو دور
کرنے کے لئے یہ آسن اکسیر کا کام دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ ریڑھ
کی ہڈی کو طاقت دیتا ہے۔

۶۔ ہل آسن۔ زمین پر سیدھے لیٹ جائیے اور بازوؤں کو
جسم کے دونوں طرف اس طرح رکھیئے کہ ہتھیلیاں زمین کے ساتھ
لگی رہیں۔ اب ٹانگوں کو دھیرے دھیرے اوپر اٹھا کر پیچھے کی طرف
جھکائیے۔ جہاں تک کہ وہ سر کے پاس جا کر زمین پر لگ جائیں۔ ٹانگوں
میں خم نہ پڑے۔ اور کچھ دیر اسی حالت میں رہ کر ٹانگوں کو دھیرے دھیرے

واپس لا کر سیدھے لیٹ جائیے۔ اس آسن کے ابھیاس سے ریڑھ کی ہڈی اور اس کے ساتھ والی ناڑیوں کو بہت لابھ ہوتا ہے۔ کمر درد کو آرام آتا ہے۔ اور سارے جسم میں چستی محسوس ہونے لگتی ہے۔

8۔ میور آسن۔ اس آسن کا نام مور پکشی سے لیا گیا ہے گھٹنوں کے بل زمین پر اس طرح بیٹھ جائیے کہ آپ کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں کے پاس زمین پر ٹِک جائیں اور سر نیچے کی طرف جھک کر زمین پر جا لگے۔ اب آپ سر کو دھیرے دھیرے اوپر اٹھانے کی کوشش کریں اور ساتھ ہی ٹانگوں کو سیدھی کر کے اوپر کو اٹھائیں۔ جسم کا سب بوجھ ہتھیلیوں پر ہی رہنا چاہیے۔ یہ آسن کچھ مشکل ضرور ہے پر ابھیاس ہونے پر ٹھیک ہونے لگتا ہے۔ اس آسن سے پھیپھڑوں کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور خون کا دورہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ بھوک بھی خوب لگتی ہے۔ اور جگر کے دوش دور ہو جاتے ہیں۔

9۔ شو آسن۔ یہ آسن آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ زمین پر پیٹھ کے بل اس طرح لیٹ جائیے کہ جسم کے کسی حصے پر بھی دباؤ نہ پڑے اور ایسے محسوس ہو کہ جسم مردہ ہو چکا ہے۔ جسم کی تھکاوٹ کو دور کرنے کے لئے یہ آسن جادو کا کام دیتا ہے۔ اس لئے دوسرے سبھی آسن کرنے کے بعد اس آسن کا کرنا بہت لابھ دائک ہے۔ اور کئی یوگ کے ماہر تو کہتے ہیں کہ ہر

ایک آسن کے بعد کچھ دیر کے لیے شو آسن ضرور کر لینا چاہئے

سچدانند کی ویاکھیا

جگیاسو۔ مہاراج کئی لوگ ایک دوسرے کو ملنے پر نمسکار کرنے کی بجائے "جے سچدانند" کہہ دیتے ہیں۔ یہ سچدانند کون ہے
مہاراج۔ ارے بھئی۔ آج تو آپ نے عجیب سوال پوچھا ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ سچدانند کون ہے؟ اس کو تو بڑے بڑے رشی اور منی بھی بیان نہیں کر پاتے اور ویدوں نے بھی "نیتی نیتی" کہہ کر پکارا ہے۔ یعنی یہ بھی نہیں۔ یہ بھی نہیں۔ پیارے۔ اصل بات یہ ہے کہ پار برہم پرمیشور کو ہی سچدانند کہتے ہیں۔ جو ہمارے من اور بدھی سے پرے۔ اجنما اوناشی۔ نرگن اور نراکار ہے۔ اس کا کوئی پار نہیں پا سکتا پھر بھی اپنی بدھی کے انوسار میں اس کے بارے میں آپ کو کچھ نہ کچھ بتانے کی کوشش کروں گا۔
سچدانند اصل میں ایک شبد نہیں بلکہ تین شبدوں ست۔ چت۔ آنند کے ملنے پر بنتا ہے۔ جو ہستی اس سارے برہمانڈ میں سمائی ہوئی ہے سب جیووں کو پیدا کرتی ہے اور پھر ان کا سنگھار بھی کرتی ہے جس کا نہ جنم ہوتا ہے اور نہ مرتیو۔ جو انادی کال سے ایک برہمانڈ رچ رہی ہے جو سرو انتریامی سرو ویاپک اور سرو شکتی مان ہے۔ اور جو

تینوں گنوں سے پرے ہے۔ اُسی کو سچدانند کہا جاتا ہے۔ اُس کا نہ کوئی کام ہے نہ روپ۔ اس لئے اُس کو سمجھنا ہو تو اُس کے گنوں کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ جن کو ست چت اور آنند کہا جاتا ہے۔ آئیے ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

ست شبد کا ارتھ ہے ہونا۔ حقیقت یا سچائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سنسار میں کوئی بھی ہستی یا کوئی بھی شے ایسی نہیں جو ہمیشہ موجود رہ سکے۔ جو آج بنتی ہیں کل موجود نشٹ ہو جاتی ہیں۔ انسان، جیو جنتو، پکشی، حیوان یا دیوی دیوتا کوئی بھی ہو سب کو ایک نہ ایک دن اس سنسار سے کوچ کرنا پڑتا ہے۔ جہاں تک کہ جو بھی اوتار بھی اس جہان میں آئے ان کو بھی موت کا شکار ہونا پڑا۔ سائنس والے کہہ رہے ہیں کہ یہ زمین چاند سورج اور ستارے بھی ایک دن تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ بھی ست نہیں ہو سکتے۔ ست اسی کو کہا جا سکتا ہے جو ہمیشہ موجود رہے۔ اور جس کا نہ آدی ہے اور نہ انت۔ اس سنسار کی ہر ایک چیز اور ہر ایک پرانی بھوت کال ورتمان کال اور بھوشیہ کال کی قید میں ہے اور ہمیشہ کچھ بھی موجود نہیں رہتا۔ اس لئے ان میں سے کسی کو بھی ست نہیں کہہ سکتے۔ جس ہستی کے لئے سدا ورتمان کال رہتا ہے اور جس کے رشتے میں ہم سوچ بھی نہ سکیں کہ وہ کب بھی اور کب نہ ہو گی۔ اُسی کو "ست" کہا جا سکتا ہے۔ چونکہ اُس کا کبھی ناش نہیں ہوتا اس لئے ہم اُس کو ست یا سچ کہتے ہیں۔ باقی سب کچھ

فرضی اور جھوٹ ہے۔

"چت" کا ارتھ ہے ہوش، سمجھ سوچ کی طاقت یا جاننا جس کو انگریزی میں Consciousness کہتے ہیں۔ جو چیز جڑ یا بے جان ہے۔ اس میں سوچنے کی شکتی نہیں ہو سکتی۔ ہمارے من میں سوچنے کی شکتی موجود ہے لیکن جب کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی نشے والی چیز کھانے کی وجہ سے ہم بے ہوش ہو جاتے ہیں تو ہم کچھ نہیں سوچ سکتے۔ یہی حال ہمارے مردہ جسم کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے جسم میں جان ڈالنے والی ہستی کوئی اور ہے۔ جس میں صحیح معنوں میں چیتنا شکتی یعنی سمجھ سوچ کی شکتی موجود ہے۔ اس شکتی کا ہی دوسرا نام گیان ہے۔ اور ہم اسی کو چت کہتے ہیں۔

"آنند" کا مطلب تو آسان ہی ہے۔ جس وقت ہمارے من کے اندر نہ کوئی دکھ ہو نہ چنتا اور جس وقت باہر کے پدارتھوں سے منہ موڑ کر ہم اپنے آتما میں لین ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ہم اپنے اندر ایک ایسا سرور محسوس کرتے ہیں۔ جس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی حالت کو ہم "آنند" کا نام دیتے ہیں۔ پر یہ مت بھولئے کہ آنند اور خوشی میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔ دنیاوی پدارتھوں سے ہمیں جو خوشی ملتی ہے وہ سراسر عارضی ہے اور کچھ دیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو خوشی ہم کو وشے بھوگوں میں ملتی ہے۔ وہ بھی تھوڑی دیر کے لیے ہوتی ہے۔ اور ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو آنند ہم کو آتما میں ملتا

ہے۔ اس کا کبھی ناش نہیں ہوتا اور اس کو ہم سے کوئی نہیں چھین سکتا۔

جس ہستی میں یہ تینوں گن موجود ہوں یعنی جو ہستی ست چت آنند ہو اسی کا نام "سچدانند" ہے۔ ہمارے شاستروں میں اس کو برہم کہا گیا ہے۔ اس کا نہ کوئی شریر ہے نہ کوئی نام ہے اور نہ روپ۔ یہی ہستی ہمیشہ اس سارے برہمانڈ میں سمائی رہتی ہے۔ اور اس سے الگ نہ کوئی چیز ہے نہ ہو سکتی ہے۔ اس کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس کی مثال کہیں نہیں مل سکتی۔ ویدوں میں اس ہستی کو عجیب ڈھنگ سے بیان کیا گیا ہے۔ ہر ایک چیز کو الگ الگ لیکر پوچھا گیا ہے کہ ان میں برہم کونسی چیز ہے۔ اور آخر میں "نیتی۔ نیتی" یعنی یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں کہہ کر سمجھایا گیا ہے۔ کہ اس کی کوئی مثال نہیں۔ اور اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہمارے من اور بدھی سے بہت پرے ہے اس لئے ہم اس کو پوری طرح کبھی نہیں سمجھ سکتے۔ ایک کوی نے سچدانند کی آسان شبدوں میں اس طرح بیان کیا ہے۔

جو موجود رہتا ہے ہر وقت ہی\
نہیں ناش ہوتا ہے جس کا کبھی

بنا جس کے کچھ اور ہرگز نہیں\
اُسے ست کہتے ہیں ہر ایک بھی

ہے موجود جس میں سدا زندگی\
جو رکھتا ہے شکتی سمجھ سوچ کی

حکم جو جہاں کا چلا رہے رہا
اُسے گیان والوں نے ہے چیت کہا
جو دُکھ اور سُکھ سے ہے بالا سدا
خوشی جس پہ ہے خود ہی ہے فدا

سمندر خوشی کا ہے جو بہ رہا
اُسے نام دیتے ہیں آنند کا
یہ سب خوبیاں جس میں ہوں ایکدم
اُسے ہی کہیں سچد آنند ھم

مسلماں خدا ہیں جسے کہہ رہے
اور واہگورُو سکھ بُلا رہے
ہے ایشور جسے ہندوؤں نے کہا
جسے نام عیسائی دیں گاڈ کا

وہ ہستی تو ہے اصل میں ایک ہی
جسے برہم کہتے ہیں دانا سبھی
اُسی کو کہوں سچدانند میں
اُسی کے یہ سب مختلف نام ہیں

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ دِل کرتا ہے کہ برہم کی ویاکھیا سُنتا ہی جاؤں۔ کیا آپ اس پہ کچھ اور روشنی ڈالنے کی کرپا کریں گے۔

مہاتما جی۔ پیارے۔ کروڑوں شیش ناگ اور سرسوتی دیویاں کروڑوں برس تک برہم کی ویاکھیا کرتے رہیں تب بھی وہ برہم کو

پوری طرح بیان نہ کر پائیں گے۔ پھر بھی تو کسی نتیجے میں پہنچوں۔
ہمارے گرنتھوں میں تو کھول کر بتا دیا گیا ہے۔ کہ سارے برہمانڈ
میں ایک ہی شکتی سما رہی ہے۔ جس کو ہم بھگوان شکتی کا نام دے
سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی شے کی اپنی ہستی ہی نہیں
یہ برہمانڈ اُس شکتی کا ستھول شریر ہے۔ اور اُس شکتی سے
الگ اس کی اپنی کوئی ہستی نہیں۔ جس طرح کسی دفعہ سیپ کے
اندر ہم کو چاندی کا بھرم ہونے لگتا ہے پر حقیقت میں سیپ
کے اندر چاندی بالکل نہیں ہوتی۔ اُسی طرح اُس شکتی کے اندر
ہمیں اس برہمانڈ کا بھرم ہو رہا ہے اور اصل میں اس کی اپنی کوئی
ہستی نہیں۔ سائنس والے اس درشٹی کون کے ساتھ سہمت نہیں
تھے۔ اور کہتے تھے کہ ایشور اور پرکرتی یا خدا اور مایا دو الگ الگ
ہستیاں ہیں۔ پر جب سے ایٹم بم بنا ہے وہ بھرم بھی جاتا رہا۔
ایٹم کو توڑ کر جسے ہم پرمانو کہتے ہیں یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ایٹم
کے اندر بھی سوائے Energy یا شکتی کے اور کچھ نہیں۔ وہ
بھی شکتی سے ہی بنتا ہے۔ اور پھر شکتی میں بدلا جا سکتا ہے۔
دوسرے شبدوں میں یہ سارا برہمانڈ صرف شکتی یا انرجی کا ایک
اتھاہ سمندر ہے۔ جس کا نہ کوئی آد ہے نہ انت۔ میرے خیال
میں تو جس طرح بجلی پیدا کرنے والی مشین کو "ڈائنمو" کہا
جاتا ہے اُسی طرح اتھاہ شکتی کے سوتر کو جو ہم کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ
ایک ہی ہستی ہے۔ چاہے اُس کو خدا کہہ لو یا پرماتما۔ گاڈ کہہ لو
یا واہگورو۔ اُس کے ناموں کی کوئی گنتی نہیں۔ اُس کی نسبت ایک

کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

کوئی اُس کو ایشور کہے کوئی ستگورُ
کوئی گاڈ کوئی خدا کہہ رہا ہے
یہ ہے اصل میں برہم کی ایک ہستی
یہ برہمانڈ سب جس نے عارف رچا ہے

گِنتوں نام سب برہم کے کس طرح میں
نہیں اُن کی عارف کبھی کر پائے گنتی
میں حلیہ تجھے برہم کا کیا بتاؤں
کسی نے نہیں شکل دیکھی ہے اُسکی

جو ہستی ہے چھائی ہوئی کل جہاں میں
اُسے برہم کا نام دیتے ہیں عارف
اور اُس میں آٹھوں پہر مست رہ کر
مزا زندگی کا وہ لیتے ہیں عارف

ہزاروں کھلونے ہیں مٹی کے بنتے
وہ مٹی ہیں تمام مگر ٹوٹتے ہیں
یہ دنیا بنے برہم سے اس طرح ہی
اور اُس میں ہی ہو جائے لے پھر یہ آخر

مہا پران شکتی نہیں کچھ جہاں میں
مہا پران شکتی سے سنسار سارا
جو پران شکتی کا منبع ہے عارف
اُسے برہم کہو کہ ہے ہم سب کا پیارا

ہر اک شے ملے اپنے منبع میں عارفؔ
ملے جوں سمندر میں بارش کا پانی
ملیں جیو سب اس طرح برہم میں ہی
جو سب زندگی کا ہے بانی مبانی

جسے برہم ہیں کہہ رہے وید سب ہی
سمجھ میں نہیں آ رہا وہ کسی کے
کسی اور کا تو ہو کیا ذکر عارفؔ
اُسے وید بھی خود کہیں نیتی نیتی

رہا ہے برہم کے اور کچھ بھی نہیں ہے
جہاں سب کا سب ہے اسی کا پسارا
جو کچھ بھی نظر آئے آنکھوں کو عارفؔ
ہے پھیلاؤ اُس کا ہی سارے کا سارا

بہت دور من اور بدھی سے ہے برہم
تجھے کیا بتاؤں میں مہا پھر اُس کی
نہیں پا سکے بھید اُس کا تو عارفؔ
گیانی رشی پیر اور پادری بھی

شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان کرشن نے اپنے مکھی اربند سے جن شبدوں میں برہم کی ویا کھیا کی ہے۔ وہ بھی سن لیجیے۔ تیرھویں ادھیائے میں اُنہوں نے فرمایا ہے۔

شلوک ۱۲۔ اب میں اُس ہستی کے بارے میں کچھ بتلاؤں گا۔ جو جاننے یوگیہ ہے۔ اُس ہستی کو پار برہم کہا گیا ہے۔ وہ نہ ست

ہے نہ اَست۔

شلوک 13۔ وہ برہم ہر طرف ہاتھ اور پاؤں رکھتا ہے۔ اُس کی آنکھیں سر منہ اور کان ہر طرف موجود ہیں۔ اور وہ اِس برہمانڈ کی ہر شے میں سمایا ہوا ہے۔

شلوک 14۔ وہ اِندریوں کے سب وِشیوں کو جاننے والا ہے پھر بھی سب اِندریوں سے الگ ہے۔ اُس کو کسی چیز سے لگاؤ نہیں اور نرگُن ہوتا ہوا بھی وہ سب کا پالن پوشن کرتا ہے۔ اور سب گُنوں کا بھوگتا ہے۔

شلوک 15۔ وہ سب لوگوں کے اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ اُس میں جان بھی ہے اور وہ بے جان بھی ہے۔ وہ نزدیک بھی ہے اور دور بھی۔ سوکشم ہونے کے کارن وہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔

شلوک 16۔ وہ روشنی کو بھی روشن کرنے والا ہے اور اُس میں اندھیرا نام کو نہیں۔ وہ پورن گیان ہے اور وہی جاننے یوگیہ ہے وہ سب کے دل میں ہمیشہ موجود ہے۔ اُس کو صرف آتم گیان دوارا ہی جانا جا سکتا ہے۔

شلوک 31۔ ہے ارجن! نربرہم انادی ہے اور اُس پر گُنوں کا کچھ اثر نہیں۔ اِس لئے وہ ابناشی برہم شریر میں رہتا ہوا بھی کوئی کرم نہیں کرتا۔ اُس پر کسی چیز کا کوئی اثر نہیں۔

شلوک 32۔ سوکشم ہونے کے کارن ہر جگہ چھائے ہوئے آکاش پر جیسے طرح کسی چیز کا کوئی اثر نہیں اُسی طرح شریر کے سب انگوں میں سمائے ہوئے برہم پر گُنوں کا کوئی اثر نہیں۔

شلوک ۔33۔ ہے ارجن ! جس طرح ایک ہی سورج سارے برہمانڈ کو روشن کر دیتا ہے اُسی طرح ایک ہی برہم سب شریروں کو روشن کر رہا ہے ۔

اسی طرح گوسائیں تلسی داس جی نے بھی بار بار کہا ہے کہ بھگوان یا برہم اننت ہے ۔ اس کا بھید کوئی نہیں پا سکتا ۔ اور اس کے گنوں کا بیان کرنا بھی ممکن نہیں ۔ لیجئے اس بارے میں ان کے دو چار بھی سن لیجئے ۔

شردشیش مہیش ودھی آگم نگم پران
نیتی نیتی جا سو گن کرہیں نرنتر گان

سب جانت پربھو پربھوتا سوئی تدپی کہے بن رہا نہ کوئی

سرسوتی، ششیش ناگ ۔ شو جی ۔ برہما ۔ وید شاستر اور پران جس کی مہما "یہ بھی نہیں، یہ بھی نہیں" کہہ کر گاتے رہتے ہیں۔ اس بھگوان کی مہما کا پار کوئی نہیں پا سکتا ۔ پر پھر بھی اُسے کہے بنا بھی کوئی نہیں رہ سکتا ۔

بن پد چلے سُنے بن کانا کر بن کرم کرے ودھی نانا
آنن رہت سکل رس بھوگی بن بانی بکتا بڈ جوگی

وہ برہم پاؤں کے بنا چلتا ہے ۔ کانوں کے بنا سنتا ہے ۔ اور ہاتھوں کے بنا نانا پرکار کے کام کرتا ہے ۔ مکھ نہ ہوتے ہوئے بھی وہ سب پرکار کے رس بھوگتا ہے ۔ اور زبان نہ ہوتے ہوئے بھی وہ بہت اچھا بولنے والا ہے ۔

تن بن پرس نین بن دیکھا گہے گھران بن واس اسیکھا

اس سب بھانتی الوکک کرتی　　مہما جاسو جائے نہیں برنی

شرتیہ کے بنا ہی وہ چھو سکتا ہے۔ آنکھوں کے بنا ہی وہ سب کو دیکھتا ہے اور ناک کے بنا ہی وہ سب پرکار کی گندھ کو سونگھتا ہے۔ اُس کے سب کرم ہی ایسے نرالے ہیں کہ اُس کی مہما کا بیان کرنا ممکن نہیں۔

جو چیتن کو جڑ کرے جڑ ہی کرے چیتنیہ
اُس سمرتھ رگھوناتھ ہی بھجیں جیو تے دھنیہ

جو چیتن کو جڑ بنا سکتا ہے اور جڑ کو چیتن کر سکتا ہے اُس سرو شکتی مان بھگوان کا جو لوگ بھجن کرتے ہیں وہ دھنیہ ہے

مشک ہی کریں برنچی پربھو اج ہی مشک تے ہین
اُس وچار تجی سنشے رام ہی بھجیں پروین

بھگوان تو مچھر کو برہم بنا سکتا ہے۔ اور برہم کو مچھر سے بھی چھوٹا بنا سکتا ہے۔ یہ سوچ کر بدھیمان لوگ سب موہ اور بھرم کو تیاگ کر ہمیشہ بھگوان کا بھجن کرتے رہتے ہیں۔

رام اننت اننت گن امت کتھا وستار
سنی آشچریہ نہ مانہیں جن کے بمل وچار

بھگوان کا کوئی انت نہیں اور نہ ہی اُس کے گنوں کا کوئی انت ہے۔ اسی طرح اُس کی کتھاؤں کا بھی کوئی انت نہیں جن کے وچار شدھ ہیں وہ یہ سن کر حیران نہ ہوں۔

رام نام گن چرت سہائے　　جنم کرم اگنت شرتی گائے
جتھا اننت رام بھگوانا　　تتھا کتھا کیرتی گن گانا

ویدوں نے بھگوان کے نام گن سُندر چرتر جنم اور کرم سب اَن گنت بتائے ہیں۔ جیسے بھگوان کا کوئی انت نہیں۔ ویسے ہی اُس کی کتھاؤں یش اور گنوں کا بھی کوئی انت نہیں۔

ہری اننت ہری کتھا اننتا کہیں سنہیں بہُو ودھی سب سنتا
رام چندر کے چرِت سُہائے کلپ کوٹی لگ جائیں گم گائے

نہ بھگوان کا کوئی انت ہے نہ اُس کی کتھاؤں کا۔ پھر بھی مہاپُرشوں نے اُس کو نانا پرکار سے گایا ہے۔ وید اور شاستر بھی بھگوان کا مہما ودا چرتر کروڑوں کلپوں تک گاتے رہتے ہیں۔

رام چرِت شت کوٹی اپارا شرُتی شاردا نہ برنے پارا
رام اننت اننت گُنانی جنم کرم اننت نامانی
جل سیکر مہی رج گنی جاہیں رگھو پتی چرِت نہ برن سرائیں

بھگوان کے چرِتر اربوں پرکار کے ہیں۔ وید اور سرسوتی بھی اُن کو پوری طرح بیان نہیں کر پائے۔ بھگوان کا کوئی انت نہیں اور نہ ہی اُس کے گنوں کا کوئی انت ہے۔ اسی طرح اُس کے جنم کرم اور نام بھی بے انت ہیں۔ جل کی بوندیں اور مٹی کے کن بھلے ہی گن لئے جائیں پر بھگوان کے چرتروں کی کوئی گنتی نہیں۔

مہا نام روپ گُن گا تھا سکل امِت اننت رگھوناتھا
نج نج متی مُنی ہری گُن گاویں نگم شیش شِو پار نہ پاویں

بھگوان کی مہما نام گُن اور چرِتر سب اپار اور بے انت ہیں مُنی لوگ اپنی اپنی بدھی کے انوسار اُس کے گنوں کا گان کرتے ہیں۔ پر وید شیش ناگ اور شِو بھی اُنکا پار نہیں پا سکتے۔

رام کام شت کوٹی سُبھاگ تن   دُرگا کوٹی امت پری مردن
شنکر کوٹی شت سرس دِسالا   نبھ شت کوٹی اِمت اوکاشا

بھگوان ادبُن رام دیوؤں جیسے سُندر شریر والا ہے۔ کروڑوں بھگوتی دُرگا کی طرح اَن گنت دُشمنوں کا ناش کرنے والا ہے۔ ادبُن اِندروں جیسے بھوگ دِلاس کا مالک ہے اور اُس کا پھیلاؤ کروڑوں آکاشوں کے برابر ہے۔

مُرت کوٹی شت رِپُبل   بل رِدی شت کوٹی پرکاس
ششی شت کوٹی سُوشیتل سمن سکل بھو تراس

سنسار کے سب بھئے کو دُور کرنے کے لئے بھگوان ادبُن پَون دیوتاؤں جیسا بلوان ہے۔ ادبُن سُورجوں کے برابر اُس کا پرکاش ہے اور ادبُن چندرماؤں کی طرح ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

گورو گرنتھ صاحب میں بھی برہم کی ویاکھیا بہت سُندر شبدوں میں اِس طرح کی گئی ہے۔

اِک اونکار، ست نام۔ کرتا پُرکھ۔ نِربھو۔ نِردیر۔ اکال۔ امورت۔ اجُونی سَیبھنگ، گورپرساد جپ۔ آد سچ۔ جُگاد سچ ہے بھی سچ۔ نانک ہوسی بھی سچ۔

ارتھ۔ ایک برہم ہی ست ہے۔ جو برہمانڈ کو رچتا ہے سب جگہ پھیلا ہوا ہے۔ ڈر سے رہت ہے۔ کسی سے ویر نہیں کرتا۔ جو ہمیشہ ابناشی ہے۔ جس پر موسم کا کوئی اثر نہیں۔ جو اجنما ہے اور اپنے آپ پیدا ہوا ہے۔ گورو کی کرپا سے تو اُسی کا سمرن کر۔ جو سرشٹی کے شروع میں سچ تھا۔ یُگ کے شروع میں سچ تھا۔ اِس

وقت سچ ہے - اور آگے کو بھی سچ رہے گا۔"
برہم کی شان سچ مچ نرالی ہے۔ اور اُس کو بیان میں لانا
ممکن نہیں - برہم کی شان کو ایک کوی نے بھی اِسطرح بیان کیا ہے

برہم کی شان

برہم کی مہما کا کوئی پا سکا نہ آر پار
کر رہا ہے وہ ہی پیدا سب جہان یہ بار بار
کوئی گاڈ اُس کو کہے ستگور کوئی، کوئی خدا
اور پھر اُس کو ہی کوئی نام دے بھگوان کا
وہ سدا موجود ہے ہر شے میں اس میں شک نہیں
اور ہر شے ہے سمائی اُس کے اندر بالیقیں
اُس کی مایا کا کسی نے بھی نہیں پایا ہے پار
ہیں نکلتے اُس کے ہی اندر سے عالم بار بار
حکم چلتا ہے اُسی کا دو جہاں میں ہی سدا
ہل نہیں سکتا کہیں پتہ بھی بن اُسکی رضا
اصل میں اُس کا ہی پھیلاؤ ہے یہ سارا جہاں
وہ ہے نیچے وہ ہے اُوپر اور وہ ہی درمیاں
نور سے اُس کے ہی روشن ہوں یہ سب کے سب جہاں
گھومتے ہیں اُس کی شکتی سے زمیں اور آسماں
لاکھ آ جائے پرلے پر وہ سدا ہے جیوں کا تیوں

ہے سمجھ میری سے باہر وہ کہوں تو کیا کہوں
پوچھتے کیا ہو وہ کیا ہے کیا بتاؤں میں حضور
وہ سراپا نور ہے اور وہ سراپا ہے سرور
سب میں ہے موجود وہ پر پھر بھی ہے وہ بے نشان
مجھ میں عارف دم کہاں جو اس کو کر پاؤں بیاں

برہم کی مہما کے بارے میں کچھ دوہے مجھے ابھی ابھی یاد آ گئے ہیں۔ وہ بھی سن لیجئے۔

برہم کا نام نہ روپ ہے پر وہ رہے ہمیش
عارف اس کو ہی سمجھیں برہما وشنو مہیش
جہاں لگ من کی دوڑ ہے جہاں لگ بدھی جائے
برہم ہے ان سب سے پرے عارف کیا سمجھائے
اس کا نام نہ روپ ہے بڑا کار ہے برہم
عارف آنکھوں سے اسے پھر کیا دیکھیں ہم
عارف کرنیں ان گنت گو سورج ہے ایک
ایسے ہی اک برہم سے نکلیں جیو انیک
عارف اس سنسار میں کن کن میں ہے برہم
پر اس کو اگیان بس ڈھونڈیں باہر ہم
جل سے اپجے بلبلا جل میں ہی ہو جائے
عارف یوں ہی یہ جگت برہم میں رہے سمائے
کنگن تو کنگن رہے بھوشن بنیں ہزار
یوں ہی عارف برہم سے سکل جگت وستار

عمارت سب ہی جیو ہیں ایک برہم کے انگ
بھید بھاو جو دیکھئے سب مایا کے رنگ
جس کو ہم نرگن کہیں سگن برہم بھی سوئے
جل اور اولوں میں کبھی فرق نہ عارف ہوئے
نراکار جو برہم ہے رہے سدا وہ ایک
مایا کے بھرم سے دکھیں عارت روپ انیک

ستیم شوم سندرم

جگیاسو۔ میں نے سنا ہے کہ کچھ لوگ برہم کو "ستیم شوم سندرم" بھی کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں آپکا کیا وچار ہے؟

مہاتما جی ۔ پیارے میں تو آپ کو ابھی ابھی بتا چکا ہوں۔ کہ برہم کے نام بھی اننت ہیں۔ اور اس کے گن بھی اننت ہیں۔ اس کے جن گنوں کو جس نے اچھی طرح سمجھا اسی کے مطابق اُن کا نام رکھ دیا۔ "ستیم شوم سندرم" بھی برہم کے گنوں کے آدھار پر رکھا ہوا اس کا ایک ایسا ہی نام ہے جیسے کہ سچدانند ہے۔ "ستیم" کا ارتھ سچائی یا سچ ہوتا ہے۔ اور اس کی ویاکھیا آپ کافی سن چکے ہیں۔ "شوم" کا ارتھ ہے بھلائی یا کلیان۔ اور اسی طرح "سندرم" کا ارتھ ہے سندر یا خوبصورت۔ جس ہستی میں یہ تینوں گن موجود ہوں یعنی جو ہستی ہمیشہ موجود رہے۔ سب کی بھلائی کرتی ہو اور سب سے سندر ہو وہ برہم کے سوا کوئی دوسری

ہستی نہیں ہو سکتی - اس بھاؤ کو ایک کوی نے اس طرح بیان کیا ہے

اگر تجھ سے پوچھے کوئی برہم کیا ہے
تو کہہ دے وہ ستیم شوم سندرم ہے

جو موجود رہتا ہے تینوں زماں میں
نہیں موت جس کی ہے وہ ستیم ہے

بھلائی جو سب کی سدا کر رہا ہے
بُروں کا بھی کر دے بھلا جو شوم ہے

جو سارے زمانے میں ہے خوبصورت
جو دے حسن سب کو ہی وہ سندرم ہے

سب ان خوبیوں کی ہو مالک جو ہستی
وہ ہستی ہی ستیم شوم سندرم ہے

اُسے ہی سبھی وید دیں نام برہم کا
جو ہستی کہ ستیم شوم سندرم ہے

کسی نے نہیں اُس کو آنکھوں سے دیکھا
برہم کی تو ہستی سدا سُوکشم ہے

یہ برہمانڈ ہے جسم استھول اُس کا
مجھے تو نہیں اس میں کچھ بھی بھرم ہے

ہے جو بھی امر نیک اور خوبصورت
اُسی کو کہا صاف عارف نے برہم ہے

آنند کی خواہش

جگیاسو۔ مہاراج، اس سنسار میں کوئی بچہ ہو یا بوڑھا غریب ہو یا امیر، راجہ ہو یا کنگال۔ آنند کی خواہش سب کے دل میں موجود رہتی ہے۔ اس کا کیا کارن ہے؟

مہاتما جی۔ ارے بھئی۔ میں تو کہوں گا کہ یہ قدرتی بات ہے۔ آپ پوچھیں گے کہ اس میں قدرت کا کیا کام ہے؟ اس لئے میں آپ کو کچھ مثالیں دے کر آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ جس سے آپ کو اس نیم کا پتہ لگ جائے گا کہ ہر ایک وستو قدرت کے قانون کے مطابق اپنے منبع میں شامل ہونا چاہتی ہے یا یوں کہیے کہ جو انش ہے وہ کُل میں شامل ہونا چاہتا ہے۔

سب سے پہلے پانی کی مثال لیجئے۔ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ سورج کی گرمی دوارا پانی بھاپ کی شکل اختیار کر کے بادل بن جاتا ہے۔ وہی بادل بارش بن کر زمین پر آ گرتا ہے اور ندی نالوں کی صورت دھارن کر کے پھر سمندر میں جا ملتا ہے۔

ریت کے میدان میں کبھی آندھی آتی ہے تو ریت اُڑنے لگتی ہے اور کبھی بادِ دیوار کی سی شکل دھارن کر لیتی ہے لیکن آندھی رُک جانے پر وہ پھر نیچے آ گرتی ہے۔ اور ریت کا ہی ایک حصہ بن جاتی ہے۔

دُنیا میں گرمی یا آگ کا منبع سورج ہے۔ اس لئے آپ

کہیں بھی آگ جلائیں اُس کے شعلے اُوپر کی طرف کو جائیں گے تاکہ وہ سورج میں مل سکیں۔ اسی طرح سُورج کی کرنیں سُورج میں سے ہی نکلتی ہیں اور سُورج میں ہی جا ملتی ہیں۔

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ سب ٹھیک ہے پر انسان کے اندر جو آنند کی خواہش ہے اُس سے اِن باتوں کا کیا سمبندھ ہے؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔

مہاتما جی۔ پیارے ذرا ٹھہرئیے۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دُوں گا۔ آپ سُن ہی چکے ہیں کہ برہم "ست چِت آنند" ہے اور انسان بھی برہم کا ہی رُوپ یا انش ہے۔ اس لئے قدرت کے نیم کے مطابق جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے ہر انسان بھی برہم کے گُن حاصل کرنا چاہتا ہے۔ دوسرے شبدوں میں وہ ست چِت اور آنند بننا چاہتا ہے۔ دیکھئے کوئی پُرش مرنا نہیں چاہتا۔ ڈاکٹر لوگ چاہے کسی شخص کو جواب بھی دے دیں وہ پھر بھی زندہ رہنے کی کوشش کرے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ست بننا چاہتا ہے

یہی حال چِت کا ہے۔ ہر ایک انسان کے دل میں خواہش ہوتی ہے کہ اُس کو ہر چیز کے بارے میں ادھک سے ادھک گیان ہو۔ وہ کتنا بھی پڑھا لکھا ہو۔ اگر اُس کو موقعہ ملے تو وہ اور پڑھنا چاہے گا اور ہمیشہ اپنی واقفیت یا گیان میں بڑھوتی کرنے کی کوشش کرے گا۔ دُوسرے شبدوں میں اُسے چِت بننے کی خواہش بنی رہتی ہے۔

اسی طرح چُونکہ برہم آنند سرُوپ ہے اور انسان بھی برہم

کا روپ ہے - یا یوں کہہ لیں کہ اُس کا ایک انگ ہے - قدرتی طور پہ ہر ایک انسان کے دل میں آنند کی خواہش ہونا ضروری ہے -

آپ پوچھیں گے کہ اِس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ہر انسان برہم کا انش ہے - میں آپ کو کافی کھول کر بتا چکا ہوں کہ برہم کے علاوہ برہمانڈ میں اور کوئی دوسری ہستی نہیں - اس لئے ضروری طور پہ انسان بھی برہم کا ہی انش ہے - لیکن اگر آپ کوئی اور ثبوت چاہتے ہیں تو یہ ہے کہ ہمارے شاستروں میں جیو آتما کو پُرش کہا گیا ہے - اور پرماتما کو پرشوتم کہا گیا ہے - جس کا مطلب یہ ہوا کہ سب پُرشوں میں جو سب سے اُتم ہستی ہے وہ پرماتما یا برہم ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پُرش اور پرماتما میں کوئی بھید نہیں - ایک کُل ہے تو دوسرا انش ہے -

آتما پرماتما میں فرق عارف کچھ نہیں
ایک ہے جزو ایک ہے کُل بس یہی پہچان ہے

آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے

جگیاسو - مہاراج - اس کا مطلب یہ ہوا کہ آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے -

مہاتما جی - بیٹا - کیا آپ کے من میں ابھی بھی کوئی شک باقی ہے؟ میں تو آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ آتم گیان ہو جانے پر جب انسان اپنے آتما میں لین رہتا ہے تو اُس کے لئے ہر طرف آنند

ہی آنند ہے۔ اور یوگی لوگ تو اصل میں یہی کہتے ہیں کہ آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ جیسے کہ کوی نے کہا ہے۔

یوگیوں کا ہے یہی نعرہ سدا
ہے خوشی پیدائشی حق آپ کا

چونکہ ہم سب پرماتما کا انش ہیں اور پرماتما آنند سروپ ہے اس لئے اصل میں ہم سب بھی آنند سروپ ہیں۔ جو گن سمندر کے جل میں ہوگا وہ اُس کی ہر ایک بوند میں پایا جائے گا۔ جو گن سورج میں ہوگا وہ سورج کی ہر ایک کرن میں موجود ہوگا۔ اور جو گن پرتھوی میں ہوگا وہ مٹی کے ہر ایک کن میں ملے گا۔ ہمارا آتما سچ مچ آنند کا خزانہ ہے۔ جو پرش اس بھید کو جان لیتا ہے وہ باہر کے کسی پدارتھ میں سکھ نہیں ڈھونڈتا۔ بلکہ ہر وقت اپنے آتما میں مست رہتا ہے۔ ایسے پرش کو دُنیا کا کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا۔ دُنیا کے سب پدارتھ دھن دولت اور رشتہ دار ایک نہ ایک دن ہم کو چھوڑ جائیں گے۔ ایک آتما ہی ہے جو ہم سے کبھی الگ نہیں ہوتا۔ جب ہم اپنے آتما کو پرماتما کا انش سمجھنے لگتے ہیں تو قدرتی طور پر آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار بن جاتا ہے ایک کوی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہے آنند مقصد تری زندگی کا
وِشے بھوگ میں پر ملے نہ وہ ہم کو
سدا مست وہ آتما میں تو عارف
اکھنڈ ایک آنند کی کھان ہے جو

دُکھ کے کارن

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ اگر آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے تو دُکھ کا کیا کارن ہے؟

مہاتما جی۔ پیارے، جیسے مَیں نے آپ کو ابھی ابھی بتایا ہے آنند سچ مچ جنم سدھ ادھیکار ہے۔ پر بھگوان کی مایا نے ہم کو سب طرف سے گھیرا ہوا ہے اور مایا کے کارن ہی ہم بھگوان کو بھلا کر طرح طرح کے دُکھوں کا شکار بنے رہتے ہیں۔

مایا کا اگیان

جگیاسو۔ مہاراج۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سب دُکھوں کا کارن بھگوان کی مایا ہی ہے۔؟

مہاتما جی۔ ہاں۔ اِس سنسار میں ہم جتنا بھی دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اُس کا کارن اگیان یا جہالت ہی ہے۔ جس کا دوسرا نام مایا ہے۔ جیسے شیر کے بچّے والی کہانی میں مَیں آپ کو پہلے سُنا چکا ہوں۔ جب ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم پرماتما کا انش ہیں تب ہم کو طرح طرح کے دُکھ آ گھیرتے ہیں۔ یوگی اور گیانی جو اس بھید کو سمجھ لیتے ہیں کبھی دُکھ کا شکار نہیں ہوتے۔ اور اُن کے من میں ہمیشہ آنند کا ساگر ٹھاٹھیں مارتا رہتا ہے۔ جب تک اگیان کے اندھیرے کو ہم آتم گیان روپی دیپک کے پرکاش دوارا دور نہیں

کر لیتے تب تک دکھ سے چھٹکارا پانا مشکل ہے۔ دکھ کے اور بھی کارن ہو سکتے ہیں لیکن اصلی اور سب سے بڑا کارن یہ اگیان ہی ہے جس کو مایا کہا گیا ہے۔ بھگوان کی مایا ہی ہم کو طرح طرح کے ناچ نچا رہی ہے۔ اسی وجہ سے ہم موہ مایا میں پھنسے رہتے ہیں اور گیان پراپت کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

مایا کا سروپ

جگیاسو۔ مہاراج۔ مایا پر قابو پانا بہت مشکل ہے۔ اس کا سروپ ذرا کھول کر بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ ہاں پیارے۔ بھگوان کی مایا سچ مچ بہت بلوان اور اپار ہے۔ گروڑ جی جیسے گیانی اور دیورشی نارد جیسے بھگت کو بھی اس نے موہ میں ڈال دیا تھا۔ پھر ہمارے جیسے اگیان لوگوں کا تو کہنا ہی کیا۔ جس طرح بھگوان کو سمجھنے سے ہماری بدھی اسمرتھ ہے اسی طرح اس کی مایا کو سمجھنا بھی ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مایا کا سروپ میں آپ کو بھگوان کرشن اور بھگوان رام کی زبانی ہی سناؤں گا۔ بھگوت گیتا کے ساتویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے مایا کی ویاکھیا اسطرح کی ہے۔

شلوک ۴۔ مٹی پانی آگ ہوا آکاش من بدھی اور اہنکار آٹھ بھوگوں میں بٹی ہوئی یہ پرکرتی (مایا) ہے۔

شلوک ۵۔ ہے ارجن۔ یہ پرکرتی تو بے جان ہے۔ اب اس سے

الگ میری جیو آتما روپی جاندار پرکرتی کا حال سُن - جو اس سارے
جگت کو دھارن کو رہی ہے -

شلوک ۶ - تو یہ سمجھ کہ سب پرانی میری اس دو پرکار کی پرکرتی
میں سے ہی پیدا ہوتے ہیں - اس سب جگت کو پرکرتی دوارا میں ہی
پیدا کرتا ہوں اور میں ہی اس کا ناش کرتا ہوں -

شلوک ۱۴ - تین گنوں والی میری اس الوکک مایا پر قابو پانا
بہت ہی مشکل ہے - پر جو پرش ہمیشہ میرا بھجن کرتے رہتے ہیں اُن
پر مایا کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا -

شلوک ۱۵ - مایا کے کارن جن کا گیان نشٹ ہو چکا ہو اور جن کا
سبھاؤ راکشس لوگوں جیسا ہو وہ نیچ پاپی اور بے سمجھ لوگ کبھی
میرا بھجن نہیں کر پاتے -

شلوک ۱۶ - چونکہ میں اپنی مایا سے ڈھکا رہتا ہوں اور کسی کے
سامنے ساکشات نہیں آتا - اس لئے مورکھ لوگ مجھ اجنما اور اویناشی
پرمیشور کو ٹھیک طرح نہیں سمجھ پاتے -

پھر نویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے یوں فرمایا ہے -

شلوک ۸ - اُن کے سبھاؤ کے کارن بے بس ہوئے جیووں کے
سمودائے کو اپنی پرکرتی مایا (پرکرتی) کی شکتی سے بار بار رچتا رہتا ہوں

شلوک ۹ - ہے ارجن - یہ کرم مجھ کو بندھن میں نہیں ڈالتے
کیونکہ مجھے ان کرموں سے کوئی لگاؤ نہیں اور میں ان سے ہمیشہ
نیارا رہتا ہے -

شلوک ۱۰ - ہے ارجن - یہ پرکرتی میرے اشارے پر ہی اس چراچر

جگت کو رچتی رہتی ہے۔ اور اسی کارن یہ سنسار آواگون کے چکر میں پڑا رہتا ہے۔

اسی طرح تیرھویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے مایا کی ویاکھیا ایسے کی ہے۔

شلوک ۱۹۔ پرکرتی اور جیو آتما اِن دونوں کو تُو انادی جان اور سب وِشیوں اور گنوں کو بھی مایا سے پیدا ہُوا جان۔

شلوک 20۔ پانچوں مہا بھوت (پرتھوی۔ جل۔ وایُو۔ اگنی اور آکاش) دس کرم و گیان اِندریاں، اِندریوں کے سب وشے من، بدھی اور اہنکار ان سب کو پیدا کرنے کا کارن پرکرتی ہی ہے۔ اور جیو آتما دُکھ و سُکھ بھوگنے کا کارن ہے۔

شلوک 21۔ پرکرتی کے اندر بیٹھا ہُوا جیو آتما پرکرتی سے پیدا ہونے والے سب گنوں کو بھوگتا رہتا ہے اور اِن گنوں کا سنگ ہی جیو آتما کے اچھی یا بُری یونی پانے کا کارن ہے۔

شلوک 22۔ شریر میں بیٹھے ہوئے اس جیو آتما پر گنوں کا کوئی اثر نہیں۔ یہ سب کو دیکھنے والا ہے۔ سب کا پالن پوشن کرتا ہے۔ سب کو سمجھ دیتا ہے۔ سب گنوں کا بھوگتا ہے اور سب کا سوامی ہے اس لئے یہ پرماتما کہلاتا ہے۔

شلوک 23۔ جیو آتما اور پرکرتی کو اُس کے گنوں سمیت جو پُرش اچھی طرح جان لیتا ہے۔ وہ سب کرم کرتا ہُوا بھی جنم مرن کے بندھن میں نہیں پڑتا۔

شلوک 29۔ جو پُرش سمجھ لیتا ہے کہ سب کرم سب پرکار سے

پرکرتی ہی کر رہی ہے - اور جیو آتما کوئی بھی کرم نہیں کرتا - وہی ٹھیک سمجھتا ہے -

مایا کی یہ ودیا کھیا تو رہی بھگوان کرشن کی زبانی - اب سُنیئے بھگوان رام کی زبانی - جب بھگوان رام بنباس کے دن گزُر رہے تھے ایک دن لکشمن جی نے اُن سے کہا " ہے بھگون - مجھے مایا کا سروُپ بتانے کی کرپا کریں !! بھگوان رام نے جواب دیا -

تھوڑے ماہنہ سب کہوُں بُجھائی   سُنو تات متی من چت لائی
مَیں اور مور تور تے مایا   جیہی بس کین جیو نکایا

" ہے بھائی - من بُدھی اور چِت لگا کر سُنو - مَیں تھوڑے شبدوں میں ہی تجھ کو سب کچھ بتا دوُں گا - "مَیں اور میرا" تو اور تیرا" یہی مایا ہے - جس نے سب جیووں کو بس میں کر رکھا ہے -

گو گوچر جہاں لگ من جائی   سو سب مایا جانیو بھائی
تیہی کر بھید سُنو تم سوءُ   ودیا اپر اودیا دوءُ

ہے بھائی - اندریوں کے وِشیوں کی اور من کی جہاں تک دوُڑ ہے اُس سب کو تو مایا جان - اب اُس کا بھید بھی سُن لے - ایک پرکار کی مایا ودیا (گیان) ہے اور دوسری پرکار کی اودیا (اگیان) ہے

ایک دُشٹ اتی شے دُکھ روُپا   جا بس جیو پڑا بھو کوُپا
ایک رچے جگ گُن بس جاکے   پربھو پریرت نہیں نج بل تاکے

ایک (اودیا) دُشٹ اور دُکھ روُپ ہے جس کے بس میں ہو کر جیو جگت روُپی کنوئیں میں پڑے رہتے ہیں - دوسری (ودیا) جس کے بس میں سب گُن ہیں - بھگوان کی پریرنا سے اِس سنسار کو رچتی رہتی ہے -

گو اس کا اپنا کوئی بل نہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ بھرت جی نے بھی مایا کی نسبت سوال پوچھا تھا جس کے جواب میں بھگوان رام نے کہا تھا۔

سنو تات مایا کرت گن اُرو دوش انیک
گن یہ ابھے نہ دیکھیئے دیکھے سو اوبی ویک

ہے بھائی! سن۔ مایا کے پیدا کئے ہوئے گن اور دوش انیک ہیں۔ منشیہ کی خوبی یہی ہے کہ وہ ان دونوں سے نیارا ہے۔ جو ان کو سچ مان لیتا ہے وہ موڑکھ ہے۔

رام چرت مانس کے انوسار ایک بار کاگ بھشنڈی نے بھی مایا کا ذکر کرتے ہوئے گرڑ جی کو اس طرح کہا تھا۔

تم رنچ موہ کہا کھگ سائیں	سو نہیں کچھو آچرج گوسائیں
نارد شو برنچی سنکادی	جے منی نائک آتم وادی
موہ نہ اندھہ کون کیہی کیہی	کو جگ کام نچایا نہ جیہی
ترشنا کہی نہ کین بورایا	کیہی کر ہردے کرودھ نہ داہا

ہے گرڑ جی! تم نے جو اپنا موہ ظاہر کیا ہے اس میں حیران ہونے والی کوئی بات نہیں۔ نارد شوجی اور سنک رشی وغیرہ جو آتم گیانی اور منی ہو چکے ہیں اُن میں سے موہ نے کس کو اندھا نہیں کیا۔ سنسار میں ایسا کون پرش ہے جس کو کام نے نہ نچایا ہو۔ کامناؤں نے کس کو پاگل نہیں کیا۔ اور کرودھ نے کس کے ہردیہ کو نہیں جلایا۔

گیانی تاپس شور کوی کو [illegible] گن آگار

کہی کتے ... وڈمبنا کین نہ اہی سنسار

گیانی تپسوی شورویر کو کا پنڈت اور گن وان پرش جو بھی ہیں ان میں سے لوبھ نے کس کی دُردشا نہیں کی۔

شرمید وکر نہ کین کیہی پربھُتا بدھر نہ کاہی
مرگ نینی کے نین سر کو اس لاگ نہ جاہی

دھن دولت نے ابھیمان نے کسے نہیں بگاڑا۔ حکومت کے نشہ نے کس کو بہرا نہیں کیا۔ اور ایسا کون پرش ہے جس کو ہرن جیسی آنکھوں والی استری کے آنکھوں کے تیر نے گھائل نہ کیا ہو۔

گن کرت سنپات نہیں کیہی	کو نہ مان مد تجیو نہ اہی
جیون جور کیہی نہیں ہلکاوا	ممتا کیہی کر یش نہ نساوا

مایا کے تین گنوں سے پیدا ہونے سے سنپات کا روگ کسے نہیں ہوا۔ ایسا پرش کون ہے جسے ابھیمان کا نشہ نہ ہوا ہو۔ جوانی کے بخار نے کسے بیچا نہیں دکھایا۔ اور ممتا نے کس کے یش کا نشٹ نہیں کیا۔

متسر کاہی کلنک نہ لاوا	کاہی نہ شوک سمیر ڈلاوا
چنتا سانپنی کاہی نہ کھایا	کو جگ جاہی ویاپی نہ مایا

ایرشا نے کس کو کلنک نہیں لگایا۔ اور شوک کی ہوا نے کے دیاکل نہیں کیا۔ چنتا روپی ناگن نے کس کو نہیں ڈسا۔ اور جگ میں ایسا کون پرش ہے جس پر مایا کا اثر نہ ہوا ہو۔

کیٹ منورتھ دارو شریرا	جیہی نہ لاگ گھن کو اس دھیرا
سُت وت ناری ایشنا تینی	کیہی کی متی ان کرت نہ ملینی

ایسا دھیرج والا کون ہے جس کے لکڑی روپی شریر کو سوار تھ روپی گھن نہ لگا ہو۔ پتر دھن اور استری ان تینوں کی چاہ نے کس کی بدھی خراب نہیں کی۔

یہ سب مایا کا پریوارا ۔ پربل امت کو برنے پارا
شو چترانن دیکھی ڈرا ہیں ۔ اپر جیو کیہی لیکھے ماہیں

یہ سب مایا کا پریوار بہت بلوان اور اتھاہ ہے۔ اس کا پار کوئی نہیں پا سکا۔ شوجی اور برہما بھی اس کو دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔ پھر دوسرے جیووں کی تو کیا گنتی ہے۔

ویاپی رہیو سنسار مہہ مایا کٹک پرچنڈ
سیناپتی کامادی بھٹ دمبھ کپٹ پاکھنڈ

سنسار میں مایا کی بہت بھاری فوج پھیلی ہوئی ہے۔ چھل کپٹ پاکھنڈ اور ریا ان یہ سب اس کے سیناپتی ہیں۔

سو داسی رگھوبیر کی سمجھے مھیا سو پی
چھوٹے نہ رام کرپا بن ناتھ کہوں پد روپی

وہ مایا بھگوان کی داسی ہے اور سچ پوچھو تو اس کی اپنی کوئی ہستی نہیں۔ ہے گرڑ جی۔ میں سوگندھ کھا کر کہتا ہوں کہ بھگوان کی کرپا کے بنا اس سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں۔"

پھر ایک بار بھگوان رام جب مہرشی اگست کے آشرم پر گئے تھے تو مہرشی اگست نے مایا کے بارے میں کہا تھا۔

پھر کبھی بزکھت ناتھ رہت سدا پد کمل تر
رچی ڈارے بخ ہاتھ وودھ ودھا تا سدیہ ہر

ہے سوامی ۔ آپ کی مایا سدا آپ کے چرن کملوں میں نواس
کرتی ہے اور وہ آپ کے اشارے پر ہی چلتی ہے ۔ اُس نے اپنے
ہاتھ سے اَن گنت برہما وِشنو شِوجی اور سدھ رچے ہوئے ہیں ۔

اتی کرال سب ہی جگ جانا ۔ اور دُن کہوں سُنیئے بھگوانا
اُمری تَرو وِشال تو مایا ۔ پھل برہمانڈ انیک نِکایا

سارا سنسار جانتا ہے کہ آپ کی مایا بہت بھینکر ہے اور
اُس کا پربھاو سب کے اوپر ہے ۔ ہے بھگون ۔ ایک بات اور
کہتا ہوں ۔ سُنیئے ۔ آپ کی مایا بڑے بھاری گُلر کے برکش کے سمان
ہے ۔ جس کے پھل یہ انیک برہمانڈ ہیں ۔

جیو چراچر جنتو سماتا ۔ بھیتر بسہیں نہ جانے آنا
تے پھل بھکشک کٹھن کرالا ۔ تب بھئے ڈرت سو کالا

سب جڑ اور چیتن جیو اُن کیڑوں کے سمان ہیں جو اُن پھلوں
میں رہتے ہیں اور باہر کی نسبت کچھ نہیں جانتے ۔ وہ بھیانک
کال بھی جو اِن سب پھلوں کو کھا جاتا ہے آپ سے سدا ڈرتا رہتا ہے ۔
اِن مہاپرشوں کے وِچار پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ بھگوان کی
مایا سچ مچ بلوان اور اپار ہے ۔ اور اُس کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے
جتنا بھگوان کو ۔ دیورشی نارد بھی مایا کو ٹھیک طرح نہیں سمجھ
پاتے تھے اور مایا کے سروپ کو سمجھنے کے لئے بھگوان وِشنو جی کے
پاس گئے تھے ۔

مایا شنکر کی کہانی

جگیاسو۔ مہاراج۔ بھگوان وشنو نے مایا کے سروپ کی نسبت نارد جی کو کیا بتایا تھا؟

مہاتما جی۔ بیٹا! بھگوان وشنو بڑے نٹ کھٹ ہیں۔ انہوں نے اپنی مایا کے بارے میں اپنے مُنہ سے کچھ بتانے کی بجائے نارد جی کو کہا۔ "نارد جی فلاں شہر میں ایک ودوان برہمن رہتا ہے۔ جس کا نام مایا شنکر ہے۔ تم نے میری مایا کا سروپ دیکھنا ہے تو اُس کو جا ملو۔"

جگیاسو۔ مہاراج۔ دیورشی نارد نے وہاں جاکر کیا دیکھا؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ یہ کہانی بڑی لمبی ہے۔ پھر بھی میں تھوڑے شبدوں میں سُنانے کی کوشش کروں گا۔

وشنو جی کا حکم پاکر دیورشی نارد ایک سادھو کا بھیس بناکر مایا شنکر کے مکان پہ جا پہنچے۔ مایا شنکر نے اُنہیں اندر بٹھایا ہی تھا۔ کہ اُس کی بیوی جس کا نام دُرمکھی تھا۔ وہاں آ نکلی اور یہ بڑبڑاتی ہوئی باہر نکل گئی۔ "اس ہٹے کٹے سادھو کو کہاں سے لے آئے ہو۔ اس کے لئے بھوجن بنانے کا میرے پاس وقت نہیں۔" خیر اُس کی غیر حاضری میں اُس کی پُتر بہو نے کھانا تیار کر لیا تھا۔ اور گھر واپس آکر درمکھی دو تھال لگاکر بیٹھک میں لے آئی۔ اُس نے مایا شنکر کے آگے تھال اس زور سے رکھا کہ

ایک کٹوری میں سے گرم گرم دال اُچھل کر مایا شنکر کے پاؤں پر گر گئی۔ جس سے اس کا پاؤں بُری طرح جھلس گیا۔ پر دُرمُکھی نے اُس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور دال کی دُوسری کٹوری لانے کے لئے رسوئی کو چلی گئی۔ اِتفاق سے دُوسری کٹوری بھی اُس کے ہاتھ سے چھُوٹ گئی اور اُس کے اپنے پاؤں پر گر گئی۔ جس سے اُس کا پاؤں جل گیا۔ مایا شنکر نے اُٹھ کر اُس کی پٹی کرنی چاہی تو دُرمُکھی نے ٹانگ مار کر اُسے پرے گرا دیا۔ اور غصے میں چیختی چلاتی زمین پر بیٹھ گئی۔ اِس کے باوجود مایا شنکر اُٹھا اور اُس نے دُرمُکھی کو سہارا دیکر چارپائی پر آرام سے لِٹا دیا۔ اُس کے بعد مایا شنکر بھاگا بھاگا ڈاکٹر کو بلانے گیا اور کئی دن تک دُرمُکھی کے پاؤں کا علاج ہوتا رہا۔ مگر قدرت کے آگے کِس کی پیش چلتی ہے۔ کچھ دِنوں کے بعد دُرمُکھی کی موت ہو گئی۔

اب مایا شنکر بہت اُداس رہنے لگا۔ نارد جی نے اُس کو کہا "تم خود ہی تو کہا کرتے تھے کہ تم اپنی بیوی سے تنگ آ چکے ہو۔ اب گھبراتے کیوں ہو؟ اچھا ہُوا اُس سے پیچھا چھُوٹ گیا۔ چلو تم کو سورگ میں لے چلتا ہوں۔" مایا شنکر نے کہا "مہاراج تم سنیاسیوں کو کیا پتہ ہے کہ بیوی کے بغیر زندہ رہنا کتنا مشکل ہے؟ دوسرے میرا لڑکا ابھی کاروبار سنبھالنے کے قابل نہیں۔ میں اِس حالت میں اُسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔" یہ بات چیت ہو ہی رہی تھی کہ مایا شنکر کے ایک چھوٹے سے پوتے نے کھیل کھیل میں ہی ایک پیالی مایا شنکر کے ناک پر اِس زور سے ماری کہ اُس سے خون

جاری ہو گیا۔ اتنے میں مایا شنکر کی پتنی بدھو وہاں آ گئی اور زخم کی مرہم پٹی کرنے کی بجائے غصے کے لہجے میں کہنے لگی "ارے بڈھے کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ کھاؤ مروگے بھی کہ نہیں۔" مایا شنکر کے ناک کا زخم کافی خراب ہو گیا کیونکہ کسی نے اُس کا علاج نہ کروایا تھا۔ اور کچھ دنوں کے بعد وہ بھی پرلوک سدھار گیا۔

پچھلے جنم کے سنسکاروں کی وجہ سے مایا شنکر کو اب بیل کی یونی مل گئی۔ اور اُس کو اپنے ہی گھر آنا پڑا۔ اپنے لڑکوں کے کھیتوں میں وہ دن بھر کام کرتا تھا اور اُن کے ڈنڈے کھاتا تھا۔ ساتھ ہی اُس کو کوئی وقت پہ بھوسا بھی نہ دیتا تھا اور وہ پہروں تک بھوکا پڑا رہتا۔ نارد جی پھر اُس کے پاس آئے اور اپنے یوگ بل سے اُس کو پچھلے جنم کی یاد کروا کر کہنے لگے۔ "مایا شنکر۔ دیکھو۔ تمہارے لڑکے تمہارے ساتھ کتنا بُرا سلوک کرتے ہیں۔ اب تو میرے ساتھ سورگ میں جانے کے لئے تیار ہو یا نہیں۔" مایا شنکر نے جواب دیا۔ "مہاراج دیکھو۔ میری استری دُرمکھی گائے کی یونی پا کر میرے ساتھ رہ رہی ہے۔ ہم دونوں اپنے بچوں کی سیوا کر رہے ہیں۔ مجھے خوب آنند مل رہا ہے۔ جائیے آپ اپنا راستہ پکڑیئے۔"

کچھ سالوں کے بعد بیل کی یونی سے چھوٹ کر مایا شنکر کتے کی یونی کو پراپت ہوا اور اپنے مکان کے باہر بیٹھ کر چوکیداری کرنے لگا۔ اگر مکان کی ڈیوڑھی میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو بچے ڈنڈے مار کر باہر نکال دیتے۔ اور اُس کو کھانے کے لئے رہی جوٹھ

ملتی تھی جو اُس کے بچّے باہر پھینک دیتے تھے۔ نارد جی پھر وہاں آئے اور اُس سے پوچھنے لگے "سناؤ مایا شنکر! اب کیا آنند آتا ہے؟" مایا شنکر نے جواب دیا "مہاراج۔ آپ کو کیا پتہ ہے کہ آنند کیا ہوتا ہے۔ دیکھو۔ اس کوچے میں نو دس کتیاں ہیں جو میرے ساتھ کھیلتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ میں اپنے بچوں کے گھر کی رکھوالی بھی کر رہا ہوں۔ ابھی کل رات ہی کی تو بات ہے کہ چور آ گئے۔ میں نے اُن کتیوں کو ساتھ لیکر اُن پر دھاوا بول دیا اور وہ سب بھاگ گئے۔ اگر میں یہاں نہ ہوتا تو نہ جانے میرے بچوں کا کتنا نقصان ہو جاتا۔ مجھے ان کی رکھوالی کرنے دو۔"

وقت گزرتے پتہ نہیں چلتا۔ کچھ برسوں کے بعد مایا شنکر نے کتے کا چولا چھوڑا تو اس کو نالی کے ایک کیڑے کی یونی میں جانا پڑا۔ وہاں وہ اپنے مکان کی نالی کی گندگی میں پڑا رہتا تھا۔ اُس کی یہ دشا دیکھ کر نارد جی کو اُس پر ترس آ گیا اور وہ پھر اُس کے پاس آ کر کہنے لگے۔ "ارے مورکھ۔ موہ ممتا سے باز آ۔ چل میرے ساتھ میں تجھے سورگ میں لے چلتا ہوں۔" مایا شنکر نے کہا مہاراج۔ میں اب آنند میں ہوں۔ بے شمار کیڑے میرے ساتھی ہیں۔ اور ہم سب ملکر جو کھاد بناتے ہیں وہ میرے بچوں کے کھیتوں میں کام آتی ہے۔ ساتھ ہی مجھے آپ یہ بتلائیں کہ سورگ میں ایسا سکھ مل سکے گا یا نہیں۔" یہ سُنکر نارد جی حیران ہو گئے اور یہ سوچتے ہوئے واپس چلے گئے کہ بھگوان کی مایا سچ مچ بہت بلوان ہے۔ وِدوان لوگ اور پنڈت بھی اس میں پھنسے رہتے ہیں اور یہ اُن کو

طرح طرح کے ناچ نچا رہی ہے۔ مایا سے چھٹکارا پانا مشکل ہے۔
جیسے بھگوان رام نے اپنے مکھار بند سے فرمایا ہے۔ مایا
بھی دو پرکار کی ہوتی ہے۔ ایک تو اس برہمانڈ کی رچنا کرتی ہے
اور بھگوان کی پریرنا سے انسان کو پرمارتھ کے کاموں میں لگاتی ہے
اور دوسری اُس کو بھگوان سے ہمیشہ دور لیجانے کی کوشش
کرتی ہے۔ پہلی قسم کی مایا کو ہم بھگوان کی مہر کہہ سکتے ہیں۔ اُس
کی مہر ہونے پر ہی ہمارے من میں بھگوان کی بھگتی کا وچار پیدا
ہوتا ہے۔ ورنہ اُس کی مایا تو ہمیں ہمیشہ بھگوان سے دور لے
جانے کی کوشش کرتی ہے۔ ایک بھگت کے من میں اس بات کا
پورن وشواس ہوتا ہے اور اس لئے وہ تو بھگوان کو صاف کہتا ہے

آپ کی بھگتی ہوں بھگون کر رہا جس روز سے
شانتی سکھ و خوشی اب ہے سدا حاصل مجھے
یوں تو کرتا تھا کبھی شک آپ کی ہستی پہ بھی
آپ کی رحمت نے لیکن کر دیا قائل مجھے
آپ کی بھگتی نہ کی اب تک تو میرا دوش کیا
آپ کی مایا تھی کرتی آپ سے غافل مجھے
چھوڑ کر جگ کے سہارے جب شرن لی آپ کی
نعمتیں جیون کی سب ہی ہو گئیں حاصل مجھے
مست میں رہتا ہوں اب تو آپ کے سمرن میں ہی
شوق سے دنیا سبھی کہتی رہے پاگل مجھے
آپ کا سمرن کروں اس میں میری خوبی ہے کیا

آپ ہی نے کر لیا ہے اس طرف مائل مجھے
آپ کو جب دل دیا دل سے خودی جاتی رہی
اور سمجھا آپ نے پھر پیار کے قابل مجھے
شکریہ لاکھوں زبانوں سے بھی کر پاؤں نہ میں
آپ نے بھگتوں میں ہے جو کر لیا شامل مجھے
آپ ہی کی مہر سے بھگوان میں عارف ہو گیا
اور اب آنند ہی آنند ہے حاصل مجھے

مایا کیسے کام کرتی ہے؟

جگیاسو۔ مہاراج۔ کیا آپ یہ بھی بتانے کی کرپا کریں گے کہ یہ مایا اپنا کام کس طرح کرتی ہے؟

مہاتما جی۔ بھگوان کی مایا کس طرح کام کرتی ہے۔ یہ تو بھگوان ہی جانے۔ میں تو اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ کام کرودھ لوبھ موہ اور اہنکار جو اندریوں کے وشے ہیں یہ سب مایا سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس لئے مایا کے ہی آدھین ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر شخص نانا پرکار کے وشے بھوگوں میں پھنسا رہتا ہے۔ کسی کو آنکھ کا وشے ہے۔ کسی کو ناک کا۔ کسی کو زبان کا وشے ہے۔ کسی کو کان کا۔ اور کسی کو کام کا وشے ستاتا رہتا ہے۔

پروانے کو آنکھ کا وشے ہے اور وہ شمع کو دیکھ کر اس کے روپ پر مست ہو جاتا ہے۔ لیکن جب وہ اس کے پاس جاتا ہے تو

جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔

بھنورے کو ناک کا وِشے ہے۔ وہ خوشبو یا سوگندھ پہ موہت ہو جاتا ہے۔ پھول میں سے خوشبو لینے کے لئے وہ پھول پہ بیٹھا رہتا ہے۔ اور شام کو جب پھول بند ہو جاتا ہے وہ بھی اُس کے اندر بند ہو جاتا ہے۔ اور جان کھو بیٹھتا ہے۔

مچھلی کو زبان کا وِشے ہے۔ اُس کو آٹا کھانے میں بہت مزا آتا ہے۔ ایک خاص پرکار کے کانٹے میں آٹا لگا کر اُس کو پانی میں لٹکایا جاتا ہے تو مچھلی آٹے کے لالچ میں آکر کانٹے سے لپٹ جاتی ہے۔ اور مچھیرا کانٹے کو باہر کھینچ کر مچھلی کو پکڑ لیتا ہے۔

ہرن کو کان کا وِشے ہے۔ وہ گانے کی آواز سُن کر مست ہو جاتا ہے۔ ستار وغیرہ کی آواز سُنکر وہ اُس کے پاس آتا ہے۔ تو شکاری اُس کو پکڑ لیتا ہے۔

اسی طرح ہاتھی کو کام کا یعنی چھونے کا وِشے ہے۔ اُس کو پکڑنے کے لئے ایک گڑھا کھود کر اُس پہ ہلکی سی چھت ڈال دی جاتی ہے اور اُس پہ کاغذ کی ہتھنی بنا کر کھڑی کر دی جاتی ہے ہاتھی اُس پہ موہت ہو کر اُس کے پاس جاتا ہے۔ تو وہ گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اور پکڑ لیا جاتا ہے۔

اب آپ ہی دیکھئے کہ جس جانور کو ایک انگ کا ہی وِشے ہو وہ اُسی کے کارن موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ پھر انسان کا کیا حال ہوگا جو پانچوں وِشیوں کا شکار بنا رہتا ہے۔ کوئی تو نوجوان استری کی آنکھ کے تیر کا شکار ہو جاتا ہے۔ کوئی کرودھ میں آکر اپنے آپ

کو کھو بیٹھتا ہے۔ کوئی دھن دولت کے لوبھ میں پھنسا رہتا ہے
کوئی گھر بار اور بی بی بچوں کے موہ میں پھنس کر جیون گنوا لیتا ہے
اور کوئی حکومت کا اہنکار کر کے اپنے جیون کو نشٹ کر لیتا ہے۔
کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ایک وِشے کے سنگ سے پانچوں ہوت وِناش
جو اِن پانچوں بس رہے کیا نِپٹ ہوت ناس

ہمارے اِتہاس میں اِن سب باتوں کی مثالیں تو بے شمار
ہیں اور اگر میں وہ مثالیں پیش کرنے لگوں تو کئی دن لگ جائینگے
اس لئے اب میں آپ کے سامنے شریمد بھگوت گیتا کے صرف دو شلوک
رکھوں گا جس سے پتہ لگ جائے گا کہ مایا اپنا کام کس طرح کرتی
ہے۔ دوسرے ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کہا ہے۔
شلوک 62۔ وِشیوں پر وِچار کرنے سے اُن میں لگاؤ پیدا
ہو جاتا ہے۔ اور لگاؤ ہونے پر اُن وِشیوں کے بھوگ کی خواہشیں
پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ خواہش پوری نہ ہو تو کرودھ
پیدا ہو جاتا ہے۔

شلوک 63۔ کرودھ ہونے پر گیان کا ناش ہو جاتا ہے۔
اور اگیان کے کارن ہماری سمرن شکتی نشٹ ہو جاتی ہے۔ سمرن
شکتی کے نشٹ ہونے پر ہماری بدھی میں نقص پڑ جاتا ہے اور بدھی
میں نقص پڑنے سے ہم اپنا سب کچھ کھو بیٹھتے ہیں۔
اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ سنسار ایک طرح سے مایا کا ہی
کھیل ہے۔ بھگوان کی پریرنا سے مایا ہی اِس کو رچتی ہے اور

مایا ہی ہر شخص کو کسی نہ کسی بندھن میں جکڑے رکھتی ہے۔ سب سے
بڑا بندھن موہ ممتا کا ہے۔ اور وہ بھی خاص طور پر اپنے شریر کے
ساتھ۔ اپنے شریر کو بچانے کے لئے انسان دھن دولت، دوست اور
رشتہ دار سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں ایک بابو کسی دفتر
میں کام کرتا تھا۔ ایک دن اُس کو ٹیلیفون پر پتہ چلا کہ اُس کے گھر
کو آگ لگ گئی ہے۔ اُس نے نہ اپنے افسر سے چھٹی کی آگیا لی اور
نہ کسی ساتھی کے ساتھ ذکر کیا بلکہ بے تحاشہ گھر کی طرف بھاگ گیا
وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ اُس کا گھر آگ کی بھینٹ ہو چکا ہے
اور آگ کے شعلے چاروں طرف پھیل رہے ہیں۔ پڑوسیوں نے گھر
کا بہت سا سامان باہر نکالا ہوا تھا۔ پر اُس کا ایک چھوٹا بچہ
مکان کے اندر رہ گیا تھا۔ آگ کا زور اتنا بڑھ چکا تھا کہ
کوئی شخص اندر جانے کا ساہس نہیں کرتا تھا۔ بابو نے لوگوں
کی بہت منت سماجت کی اور اُن کو لالچ بھی دیا کہ جو شخص اُس
کے بچے کو زندہ باہر نکال لائے گا۔ وہ اُس کو پانچ ہزار روپے
انعام دے گا۔ جب اتنا لالچ دینے پر بھی کام نہ بنا تو اُس نے کہہ
دیا کہ وہ بچے کو بچانے والے شخص کو اپنی ساری جائیداد دے دیگا
اور جیون بھر اُس کی غلامی بھی کرے گا۔ لیکن کوئی بھی شخص اپنی
جان پر کھیلنے کو تیار نہ ہوا۔ اور بچہ مکان کے ساتھ جل کر راکھ کا
ڈھیر ہو گیا۔ اب آپ ہی سوچئے کہ ایسا کیوں ہوا۔ جواب صاف
ہے۔ بابو نے بچے کو بچانے کے لئے اپنا دھن دولت اور جائداد
تو داؤ پہ لگا دی پر آپ اندر جا کر اُس کو بچانے کی کوشش نہیں

کی - اور نہ ہی کسی اور شخص نے اس قدر دھن دولت اور جائداد کا لالچ ہونے کے باوجود جان پر کھیلنے کی کوشش کی - ان سب کو اپنے شریر کے ساتھ جو موہ تھا وہ اور کسی شے سے نہ تھا -

مایا سے بچنے کے اپائے

جگیاسو - مہاتما جی - اس مایا کے پربھاو سے بچنے کا کوئی اپائے ہو تو وہ بھی بتانے کی کرپا کریں -

مہاتما جی - مایا کے پربھاو سے بچنا تو بہت مشکل ہے - جیسے آپ سن چکے ہیں - بڑے بڑے رشی اور منی بھی مایا کے جال میں پھنس جاتے ہیں - پھر بھی اگر ہم اپنے من پر قابو پا سکیں اور جو بدھی بھگوان نے ہم کو دی ہوئی ہے اُس کا لابھ اٹھا سکیں - یا آتما کی آواز کو سن کر اُس پر عمل کر سکیں تو ہم مایا کے پربھاو سے کافی حد تک بچ سکتے ہیں - مایا کے اثر میں آ کر ہم جب بھی کوئی بُرا کام کرنے لگتے ہیں تو ہمارا آتما یا ضمیر ایک دفعہ ہم کو ضرور اُس کام کے کرنے سے روکتا ہے - اور اُس کے بُرے پریnام سے آگاہ کرتا ہے - یہ آتما کی آواز اصل میں پرماتما کی آواز ہوتی ہے - اور اُس پر عمل کرنے والے پُرش کو کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا -

انسان اور حیوان میں بدھی کا ہی فرق ہے - بھگوان نے انسان کو بدھی اس لئے دی ہے کہ وہ اُس کے صحیح پریوگ سے سُکھ اور شانتی پا سکے - لیکن کچھ لوگ بدھی کا غلط اُپائے گ کر لیتے ہیں اور

طرح طرح کے دُکھوں کا شکار بنے رہتے ہیں۔

جہاں سُمتی وہاں سمپتی نانا
جہاں کُمتی تہاں وِپتی ندانا

ارتھ۔ جہاں اچھی بُدھی ہو وہاں انیک پرکار کا ایشوریہ ملتا ہے اور جہاں بُری بُدھی ہو وہاں ہمیشہ دُکھ ہی دُکھ ملتا ہے۔

اس لئے گایتری منتر میں بھگوان سے یہی پرارتھنا کی گئی ہے کہ وہ ہماری بُدھی کو ٹھیک کرے۔ اس کی ایک عجیب سی مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ غور سے سُنیئے۔

ایک پادری اور ایک سائنس دان میں بہت گہری دوستی تھی پادری کو قدرتی طور پر بھگوان پر وشواس تھا اور سائنس دان ناستک تھا۔ اتفاق سے سائنس دان کی موت پادری سے پہلے ہو گئی اور پادری سمجھنے لگا کہ وہ ضرور نرک میں گیا ہو گا۔ کچھ دیر کے بعد پادری بھی مر گیا۔ اور اُس کو سورگ میں جگہ مل گئی۔ ایک دن پادری کے دل میں خیال آیا کہ اُس کا دوست نرک میں ہے اُس کو جا کر ملنا چاہیے چنانچہ وہ نرک میں جا کر اپنے دوست سائنس دان کی تلاش کرنے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ نرک میں جہاں وہ سائنس دان رہ رہا ہے وہ جگہ سورگ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ پادری نے حیران ہو کر اپنے دوست سے پوچھا کہ اُس کو ایسی جگہ کیسے مل گئی — سائنس دان نے جواب دیا " پادری صاحب! جب میں نرک میں آیا تھا تو یہ جگہ بہت ہی گندی اور گھٹیا تھی۔ لیکن میں نے اپنی بُدھی سے اس کی مرمت کر کے ایسی خوبصورت بنا لیا ہے " پادری یہ

سُنکر خوش ہو گیا۔ اور اپنے دوست کی بُدھی کی پرشنسا کرنے لگا۔

اب ہم کو یہ سوچنا ہو گا کہ ہم اپنی بُدھی سے کس طرح لابھ اُٹھا سکتے ہیں۔ جب تک ہماری بُدھی بھرم میں پڑی رہتی ہے اور ایکاگر نہ ہو ہم صحیح فیصلے کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ہم کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اپنی بُدھی کسی نہ کسی طرح ایکاگر کر سکیں۔ ایکاگر بُدھی والا پُرش کیسے بولتا ہے۔ کیسے بیٹھتا ہے اور کیسے چلتا ہے اس بارے میں میں آپ کا دھیان شری مد بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کے کچھ شلوکوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جن میں بھگوان کرشن نے ارجن کو بتایا تھا کہ ایکاگر بُدھی والے پُرش کی پہچان کیا ہے لیجئے سُنئے۔

شلوک 55۔ ہے ارجن۔ جب کوئی پُرش اپنے من میں پیدا ہونے والی واسناؤں کا تیاگ کر دیتا ہے۔ تب اپنے آتما دوارا ہی آتما میں آنند پراپت کرنے والے اُس پُرش کو "ایکاگر بُدھی والا کہا جاتا ہے۔

شلوک 56۔ دُکھ میں جس کا من ڈانواڈول نہیں ہوتا سُکھ کی جس کے من میں چاہ نہیں رہتی اور جس کا موہ۔ بھئے اور کرودھ سب نشٹ ہو چکا ہے۔ ایسے مُنی کو ایکاگر بُدھی والا کہا جاتا ہے۔

شلوک 57۔ جو پُرش سب پرکار کے موہ کو تیاگ کر نہ کسی شئے کو پاتے پر خوش ہوتا ہے۔ اور نہ کسی بُری شئے سے نفرت کرتا ہے اُس کی بُدھی ایکاگر ہوتی ہے۔

شلوک 58۔ جیسے کچھوا اپنے انگوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے

ویسے ہی جو پُرش اپنی اِندریوں کو سب طرف سے کھینچ لیتا ہے۔ اُس کی بُدھی ایکاگر ہوتی ہے۔

شلوک 59 - اِندریوں سے وِشیوں کو نہ بھوگنے والے پُرش کے وِشے تو دُور ہو جاتے ہیں پر اُن میں اُس کی چاہ برابر بنی رہتی ہے۔ لیکن پرماتما کا ساکشات کار ہونے پر جس پُرش کی چاہ بھی مٹ جاتی ہے اُس کی بُدھی ایکاگر ہوتی ہے۔

شلوک 60-61 - ہے ارجن! یوگ کے ابھیاس میں لگے ہوئے بُدھیمان پُرش کے من کو بھی یہ بلوان اِندریاں زبردستی اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اِس لیے سب اِندریوں کو بس میں کر کے یوگ کا ابھیاس کرنے والے پُرش کو اپنا من مجھ میں ہی لگانا چاہیے۔ جس پُرش کی اِندریاں بس میں ہیں اُن کی بُدھی ایکاگر ہوتی ہے۔

شلوک 64-65- جو پُرش آتما کو پہچان چکا ہے۔ بس میں کی ہوئی اِندریوں دوارا جن میں نہ خواہش رہتی ہے نہ نفرت وِشیوں کو بھوگتا ہوا بھی وہ پرماتما کو پراپت کر لیتا ہے۔ اس پرماتما کے پراپت ہونے پر اُس پُرش کے سب دُکھ نشٹ ہو جاتے ہیں۔ آتما میں خوش رہنے والے اُس پُرش کی بُدھی ایکاگر ہوتی ہے۔

شلوک 66 سے 68) جو پُرش یوگ کا ابھیاس نہیں کرتا اُس کی بُدھی خراب ہو جاتی ہے۔ اور اُس کو پرماتما میں وِشواس نہیں رہتا۔ جس پُرش کو پرماتما میں وِشواس نہ ہو اُس کو شانتی نہیں ملتی۔ جس کے من شانتی نہ ہو اُس کو سُکھ کیسے مل سکتا ہے۔ وِشیوں کا سیون کرتی ہوئی اِندریوں میں سے من جس کسی اِندری کا پیچھا کرتا

ہے یا اُس کا چنتن کرتا ہے وہی اندری اُس کی بدھی کو اپنی طرف ایسے کھینچ لیتی ہے جیسے پانی میں چلتی ہوئی کشتی کو ہوا کھینچ لے جاتی ہے - اِس لئے ہے ارجن! جس پُرش نے اندریوں کو سب پرکار سے بس میں کیا ہوا ہے اُس کی بدھی ایکاگر ہوتی ہے -

یہ شلوک پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ جو پُرش اپنے من اور اندریوں کو بس میں کر چکا ہے - اور ہمیشہ اپنی بدھی سے کام لیتا ہے - اُس پر مایا کا کچھ اثر نہیں پڑ سکتا - پر مایا کے پربھاؤ سے بچنے کا ایک اور آسان ڈھنگ بھی ہے - اور وہ ہے ایشور بھگتی یا ایشور کے چرنوں سے پریم - جو پُرش بھی ایشور بھجن میں مست رہتا ہے - مایا اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی - چونکہ مایا بھگوان کی داسی ہے اور اُس کے اِشارے پر چلتی ہے اِس لئے بھگوان کے بھگت پر اُس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا - اِس سلسلے میں میں کاگ بھشنڈی کا اُپدیش آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اُنہوں نے مایا کے بارے میں گرڑ جی کو دیا تھا اور اُس کا ذکر رام چرت مانس میں آتا ہے - آپ نے فرمایا ہے -

موہ نہ ناری ناری کے روپا پنّگاری یہ ریتی انوپا

ہے گرڑ جی - یہ عجیب بات ہے کہ ایک استری دوسری استری کے روپ پر موہت نہیں ہوتی -

مایا بھگتی سنو پربھو دوؤ ناری ورگ جانے سب کوؤ
پُنی رگھوبیرہی بھگتی پیاری مایا کھل نرتکی وچاری

ہے سوامی! مایا اور بھگتی دونوں استریاں ہیں - اور سب لوگ

جانتے ہیں کہ بھگوان کو بھگتی پیاری ہے ۔ بے چاری مایا تو بھگوان کے اشارے پر ناچنے والی ایک نٹنی ہے ۔

بھگتی ہی سانو کل رگھورایا   تاتے تیہی ڈرپت اتی مایا
رام بھگتی نروپم نروپادھی   بسے جاسو اُر سدا ابادھی
تیہی دلوک مایا سکچاتی   کر نہ سکے کچھ نج پربھوتائی

بھگوان رام کو بھگتی پیاری ہے ۔ اس لئے مایا اس سے بہت ڈرتی ہے ۔ جس کے ہردے میں بھگوان کی انوپم اور ابادھی رہت بھگتی بنا روک ٹوک ہمیشہ موجود رہتی ہے ۔ اس کو دیکھ کر مایا شرما جاتی ہے اور بھگتی اپنا رعب نہیں ڈال سکتی ۔

اس وچار بے منی وگیانی   جاچہیں بھگتی سکل گن کھانی
جو آتم گیانی اور منی ہیں ایسے وچار کر وہ سب گنوں کی کھان بھگتی ہی مانگتے ہیں ۔

یہ رہسیہ رگھو ناتھ کر بیگی نہ جانے کوئے
جو جانے رگھوپتی کرپا سپنے ہوں موہ نہ ہوئے

بھگوان رام کے اس چھپے ہوئے بھید کو کوئی جلدی نہیں سمجھ سکتا ۔ بھگوان رام کی کرپا سے جس نے اسے جان لیا پھر مایا سپنے میں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ۔

اس سلسلے میں میں رام چرت مانس کی کچھ اور چوپائیاں اور دوہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں ۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مایا بھگوان کے ادھین ہے اور اُس سے ہمیشہ ڈرتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ مایا بھگوان کے بھگت پر کچھ اثر نہیں ڈال سکتی ۔ جیسے

چاہیئے کہ مایا کے اثر سے بچنے کے لئے ہر بھگت بھگوان کا سمرن
کرتے رہیں ۔ سیئے وہ جو پاپیاں اور دوبے بھی مشن لیجیے ۔

جیو چراچر وش کر راکھے   سو مایا پربھو سے بھے بھاکھے

ارتھ - جس نے جڑ اور چیتن سب جیووں کو بس میں کیا ہوا
ہے وہ مایا بھگوان سے ڈرتی ہے ۔

بھرکٹی ناچ نچاوے جاہی   اس پربھو چھانڈ بھجئے کہو کاہی

ارتھ - جو مایا کو اپنی بھوؤں کے اشارے پہ نچاتے ہیں ۔
اس بھگوان کو چھوڑ کر کس کا بھجن کیا جائے ۔

جو مایا سب جگ ہی نچاوا   جاسو چرت لکھی نہ پاوا
سوئی پربھو بھرو بلاس کھگ راجہ   ناچے نٹی اِو سہت سماجا

ارتھ - جس کا چرتر کسی نے نہیں دیکھ پایا وہ مایا سارے
سنسار کو نچا رہی ہے ۔ یہ مایا اپنے سب سماج کے ساتھ بھگوان
کی بھوؤں کے اشارے پہ نٹنی کی طرح ناچتی رہتی ہے ۔

سو چھوٹ ہی نہ دیاپے اودیا   پربھو پریرت نہیں دیاپے ودیا

ارتھ - بھگوان کے بھگت پہ مایا کا کوئی اثر نہیں اور بھگوان
کی کرپا سے ان کے من میں گیان ہو جاتا ہے ۔

ہر مایا کرت دوش گن گئی   بن ہری بھجن نہ جاہنہ
بھجیے رام سب کام تجی   اس وچار من ماہنہ

ارتھ - بھگوان کی مایا سے رچے ہوئے دوش اور گن بھگوان
کا بھجن کئے بنا دور نہیں ہو سکتے ۔ من میں ایسا وچار کر سب کامناؤں
کا تیاگ کر کے بھگوان کا بھجن ہی کرنا چاہئے ۔

یہی وجہ ہے کہ بھگوان کے بھگت کو بھگوان کے نام پر اتنا
بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ بھگوان کو بھی کہہ دیتا ہے ۔
اُٹھا لے آپ ہی مایا کا گھونگھٹ اپنے رُخ سے تو
نہیں تو چاک کر دوں گا میں اُس کو نام تیرے سے

بھگوان کو بھول جانا

جگیاسو ۔ مہاتما جی ۔ بہت بہت دھنیہ باد ۔ آپ نے مایا کی
دیا کھیا کر کے ہم پر سچ مچ بہت اپکار کیا ہے ۔ دُکھ کے جو اور
کارن ہیں اب اُن پر بھی روشنی ڈالنے کی کرپا کریں ۔
مہاتما جی ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے دُکھ کا ایک اور بڑا
کارن یہ ہے کہ ہم اپنے پرم پتا پرماتما کو بھول بیٹھے ہیں ۔
اور پرماتما پر سے ہمارا وشواس اُٹھ گیا ہے ۔ اسی وجہ سے
ہم در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ۔ اور قدم قدم پر دُکھ اُٹھا
رہے ہیں ۔ جو شخص پرماتما کو ہر جگہ پر حاضر ناظر دیکھتا ہے
وہ کبھی پاپ نہیں کر سکتا ۔ اگر من میں پاپ نہ ہو تو ہمیں کسی
پرکار کا بھئے یا ڈر نہیں ہوتا ۔ اگر بھئے نہ ہو تو ہمیشہ من میں
شانتی ہو گی اور کوئی دُکھ ہم کو نہیں ستا سکتا ۔ جس کا مطلب
صاف ہے کہ اگر ہم پاپ نہیں کریں گے تو ہمیں دُکھ نہیں ستائے
گا اور ہم ہر وقت اپنے دل میں خوش رہیں گے ۔ ایک کوی نے
کیا اچھا کہا ہے ۔

پاپ گر دِل میں نہیں غالبؔ تو ڈر کِس بات کا
ناچو گاؤ مُسکراؤ خوش رہو دِل میں سدا

وِدوان پُرشوں کا کہنا ہے کہ بھگوان جو کرتا ہے وہ سب بھلا ہے - قُدرت کے ہر ایک کام میں کچھ نہ کچھ بھلائی ہوتی ہے - جن لوگوں کے من میں اِس قسم کا وِشواس بنا رہتا ہے وہ ہر وقت بھگوان کے نام کے سِمرن میں مست رہتے ہیں - اور اُس کو کبھی دِل سے نہیں بھُلاتے - اِس لئے اُن کو کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا - گورُو نانک دیو جی نے صاف فرمایا ہے -

"پرمیشور نوں بھُلیاں ویاپن سبھے روگ"

یعنی جو شخص پرمیشور کو بھُلا دیتا ہے - اُس کو سب روگ ستانے لگتے ہیں - رام چرِت مانس میں گوسائیں تُلسی داس جی نے بھی کہا ہے -

جاتی ہین اگھ جنم بھی مُکت کین اَس ناری
مہا مند من سُکھ چاہسی ایسے پربھوہی وِساری

ارتھات - جس کا جنم پاپ کرنے کے لئے پرکرتی پر پنچ جاتی میں ہی ہُوا اُس اِستری (بھیلنی شبری) کو بھی جِن بھگوان نے مُکتی پردان کر دی - اے مُورکھ من اُس کو بھُلا کر تو کیا سُکھ چاہتا ہے۔

اِس سِلسلے میں ایک کوی نے بھگوان کو سمبودھت کرتے ہُوئے کہا ہے -

بھُلا دے تجھ کو جو بھگون جنم انسان کا پا کر
نہیں سُکھ نام کو جیون میں وہ اِنسان پاتا ہے

تجھے پا کر تو تیرا بھگت پا لیتا ہے سب کچھ ہی
جو تجھ کو بھول جاتا ہے وہ منہ کی کھاتا ہے
اور اسی طرح پھر اس نے انسان سے کہا ہے۔
بھلاؤں گا ہرگز نہ میں تجھ کو بھگوان
تو جب گربھ میں تھا یہ وعدہ کیا تھا
اگر تجھ کو جیون میں سکھ کی ہے خواہش
تو عارف وہ وعدہ نبھانا پڑے گا
خدا کو بھلا دیں جو انسان عارف
انہیں چین ملتا نہیں زندگی بھر
کبھی ان کو فرصت نہیں بندگی کی
چکر میں وہ مایا کے رہتے ہیں اکثر
تجھے پھل نہ بے شک ملے اس کا [illegible]
کئے جا تو لیکن کام سب فرض اپنا
سدا دل میں کر یاد بھگوان کو تو
سمجھ اپنے جیون کو محض ایک سپنا
اس لئے اگر آپ دکھ سے بچنا چاہتے ہیں تو پریم پتا
پرماتما کو کبھی نہ بھلائیں۔ جو لوگ بھگوان کو ہر دم یاد کرتے
ہیں ان کو کوئی دکھ نہیں ستا سکتا۔

دھرم کا تیاگ

ہمارے دکھ کا ایک اور کارن یہ ہے کہ ہم سب دھرم

کو تلانجلی دے بیٹھے ہیں۔ نہ کسی کو اشور بھجن کا شوق ہے نہ سوادھیائے کا۔ اپنے بزرگوں پیغمبروں اور دیوتاؤں کے بارے ہم کو کچھ جانکاری نہیں۔ پر سینما کے اداکاروں کے نام سب کی انگلیوں پہ ہیں دھارمک بھجنوں میں کسی کو دلچسپی نہیں۔ پر سینما کے گیت سب کی زبان پر ہیں۔ بچے سینما میں رومانس۔ مارپیٹ اور چوری کے جو درشیہ دیکھتے ہیں وہ انہیں پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دھرم سے بالکل ناواقف ہیں۔ پچھلے زمانے میں بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی دھرم شکشا دی جاتی تھی۔ جس کا اثر اُن پر زندگی بھر رہتا تھا اور وہ پاپ کرنے سے ہمیشہ سنکوچ کرتے تھے۔ جو شخص پاپ نہیں کرتا وہ ہمیشہ دُکھ سے بچا رہتا ہے۔ پر آج کل کا تو بابا آدم ہی نرالا ہے۔ دھرم شکشا کا کہیں ذکر ہی نہیں آتا۔ اور نہ ہی سرکار کا دھیان اِس طرف ہے۔

دھرم کی ویاکھیا

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ کشما کرنا۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ دھرم کس چیز کو کہتے ہیں۔ بھارت میں تو ہندو۔ سکھ۔ عیسائی مسلمان اور پارسی سب ایک سا درجہ رکھتے ہیں۔ پھر سرکار کس دھرم کا پرچار کرے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ آپ کا سوال ٹھیک ہے۔ لیکن آپ مجھے صحیح سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ نے سب مذہب تو گن ڈالے

ہیں۔ پر کسی دھرم کا ذکر نہیں کیا۔ میں کسی مذہب کی بات نہیں کرتا۔ میری نظر میں تو سب مذہب ہی اچھے ہیں۔ اگر ضرورت ہے تو شردھا کی ہے۔

زمانے کے مذہب ہیں سب ٹھیک ثابت
بھلے دیکھ لے سب کو تو آزما کر
شردھا نہیں پر اگر تیرے دل میں
تجھے نا بھ ہوگا نہ ان کا ذرا بھر

میں جس دھرم کی بات کر رہا ہوں وہ کچھ اور ہی چیز ہے منوسمرتی میں دھرم کے دس لکشن بتائے گئے ہیں۔ (1) دھیر دیا رکی یا دھیرج شیلتا 2۔ کشما۔ 3۔ ایمانداری۔ 4۔ صفائی۔ 5۔ اندری دمن (اندریوں پر قابو پانا) 6۔ بدھی۔ 7۔ گیان۔ 8۔ سچائی۔ 9۔ شانتی اور 10۔ من پر قابو پانا۔

اسی طرح ہمارے پراچین گرنتھوں میں دھرم کے چار ستون بتائے گئے ہیں۔ 1۔ ستیہ۔ 2۔ اہنسا۔ 3۔ تپ اور 4۔ دان۔ ستیہ کا مطلب تو آپ سب خوب سمجھتے ہوں گے۔ یعنی کسی حالت میں بھی ہمیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ اور جو وچن ہم کسی کو دے بیٹھیں اس کو ہر حالت میں پورا نبھانا چاہیئے۔ چاہے ایسا کرنے کے لئے ہم کو جان سے بھی کھیلنا پڑے۔ راجہ ہریش چندر نے اپنا وچن نبھانے کے لئے نہ صرف راج پاٹ کو لات مار دی تھی بلکہ اپنے آپ اور اپنی رانی دراجکمار کو بھی بیچ دیا تھا۔ اسی طرح راجہ دشرتھ نے یہ کہتے ہوئے جان کی بازی لگا دی تھی۔

دیکھو کُل ریت یہی چلی آئی
پران جائے پر دچن نہ جائی

اہنسا کا مطلب ہے کہ ہم من وچن اور کرم سے کسی کو کشٹ نہ دیں۔ یعنی نہ کسی کا بُرا سوچیں۔ نہ کسی کو بُرا کہیں۔ اور نہ کسی کا بُرا کریں۔ اگر دُنیا کے سب لوگ۔ اہنسا کے اصول پر چلنا شروع کر دیں تو سب لڑائی اور جھگڑا فساد آج ہی ختم ہو جائے اور دُنیا میں شانتی کا راج قائم ہو جائے۔

تپ کا اصلی مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنے جسم کو کشٹ دیتے رہیں۔ تپ کا اصلی مطلب سمجھنا ہے تو بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے کے شلوک (۱۴ سے ۱۷) تک غور سے پڑھ کر دیکھیں جو آپ کو پہلے ہی سُنا چکا ہوں۔ اُن کو پڑھ کر پتہ لگتا ہے کہ شریر، زبان اور من کا اصلی تپ کیا ہے۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ میں آپ کی بات کاٹنے کی کشما چاہتا ہوں۔ لیکن میں پُوچھتا ہوں کہ جو سادھو لوگ اپنے ارد گرد آگ جلا رکھتے ہیں۔ کیلوں کے بچھونے پر لیٹے رہتے ہیں یا پانی میں کھڑے رہتے ہیں کیا وہ تپ نہیں ؟

مہاتما جی۔ میں تو یہ نہیں کہوں گا۔ کہ یہ سب تپ نہیں شریر سے جو کام بھی لیا جائے اچھا ہے۔ پر دیکھنا یہ ہے کہ یہ تپ ہے کس کام کا اور اِس فیصلے کے لئے شریمد بھگوت گیتا سے بڑھ کر اور کوئی پرمان نہیں ہو سکتا۔ شریر زبان اور من کے تپ کی الگ الگ ویاکھیا کرنے کے بعد جو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں بھگوان کرشن نے

ستارھویں ادھیائے میں تپ تین پرکار کا بتایا ہے۔ ساتوک۔ راجسک اور تامسک۔ بھگوان کرشن نے کہا ہے۔

شلوک ۱۷۔ پھل کو نہ چاہنے والے نشکام یوگی پُرشوں دوارا پُورن شردھا سے کیے گئے اُوپر بتائے ہوئے تپ کو ساتوک تپ کہتے ہیں

شلوک ۱۸۔ جو تپ اپنی بڑائی مان یا پوجا کی خاطر یا پھر دکھاوے کے لئے کیا جاتا ہے اُس کو راجسک تپ کہتے ہیں۔ ایسے تپ کے پھل کا کوئی وشواس نہیں ہوتا اور اُس کا اثر بھی تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔

شلوک ۱۹۔ جو تپ مُورکھوں والے ہٹھ سے دُوسروں کو نقصان پہنچانے کی نیت سے کیا جاتا ہے یا اپنے شریر کو کشٹ دے کر کیا جاتا ہے وہ تپ تامسک ہے۔

اب آپ ہی اندازہ لگا لیں کہ جس تپ کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ کس قسم کا ہے۔ بھگوان کرشن کی رائے میں یہ تپ تامسک قسم کا بنتا ہے۔ اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جگیاسو۔ دھنیہ باد۔ مہاتما جی دھنیہ باد۔ اب آپ تپ کی نسبت جو فرما رہے تھے وہ جاری رکھیئے۔

مہاتما جی۔ ہمارے شاستروں میں تپ کی بہت مہما کی گئی ہے راجہ منُو شن نے تپ کر کے ہی بھگوان کے ساکشات درشن کیئے تھے ماتا پاربتی جی نے بھی تپ کے دوارا ہی شو جی جیسا پتی پایا تھا۔ اور راج رشی وشوامتر نے تپ کے کارن ہی برہم رشی کی پدوی پائی تھی۔ گوسائیں تلسی داس جی نے رام چرت مانس میں یہاں تک کہہ دیا ہے

کو برہما جی تپ کے بل سے ہی اس سرشٹی کو رچتے ہیں۔ وشنو
جی تپ کے بل سے ہی اس کا پالن پوشن کرتے ہیں۔ اور شو جی مہاراج
تپ کے بل سے ہی اس کا سنگھار کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور جگہ
پر اُنہوں نے کہا ہے کہ تپ کے بل سے ہی شیش ناگ نے پرتھوی
کے بوجھ کو دھارن کیا ہوا ہے اور تپ کے کارن ہی برہمن لوگ
ہمیشہ ہی چڑھتی کلا میں رہتے ہیں۔

دھرم کا چوتھا ستمبھ ہے دان "دان کرے کلیان"۔ یہ
محاورہ کسی ویاکھیا کا محتاج نہیں۔ کسی غریب کی ضرورت پوری کرنے
سے جو خوشی اپنے من کو ہوتی ہے اُس کو وہی شخص محسوس کر
سکتا ہے جس نے کبھی دان کیا ہو۔ آجکل تو ہم اپنا ہی پیٹ
بھرنے میں مگن رہتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کی مدد کرنے کی عادت
ڈال لیں تو ہمارے جیون میں ایک نئی خوشی آ سکتی ہے اور
سب دُکھ درد دُور ہو سکتے ہیں۔ گوسائیں تلسی داس جی نے رام
چرت مانس میں دان کے بارے میں کہا ہے۔

پرگٹ چار پد دھرم کے کلی مانہہ ایک پردھان
جین کین ودھی دیجئے دان کرے کلیان

ارتھ۔ دھرم کے چار چرن ہیں پر کلجگ میں ایک ہی
پردھان ہے۔ دان جس طرح بھی کیا جائے ہمیشہ کلیان ہی کرتا ہے

اس کے علاوہ منو سمرتی میں دھرم کی ویاکھیا ایک اور
بہت سُندر اور آسان ڈھنگ سے کی گئی ہے۔ جو میں آپ کے سامنے
رکھنا چاہتا ہوں۔ منو سمرتی میں کہا گیا ہے کہ اور سب باتوں کو

چھوڑ کر دھرم پر چلنے کا سب سے اُتم سادھن یہ ہے کہ آپ دوسرے
لوگوں کے ساتھ ہمیشہ اُسی قسم کا برتاؤ کریں جیسا آپ چاہتے ہیں
کہ وہ آپ کے ساتھ کریں۔ کتنا آدرش اور آسان سادھن ہے۔
جس کی نسبت کسی سمجھدار انسان کو اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر
آپ کسی سے دغا نہ کریں، اور نہ کسی کو دُکھ دیں تو دُنیا میں کوئی
شخص نہ آپ سے دغا کرے گا نہ آپ کو دُکھ دے گا۔ اور آپ
کا سارا جیون سُکھ پُورک کٹ جائے گا۔ یہاں میں آپ کو یہ
بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دوسرے اور مذہب بھی اس سادھن
کی پُشٹی کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ
آپ سب کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور حضرت یسوع مسیح کا بھی
کہنا ہے کہ "Do to others as you wish to be done by"
جس کا مطلب یہی ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کریں
جو آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کریں۔ میری رائے میں تو اگر
آپ اس اصول کو اپنے جیون کا آدھار بنا لیں گے۔ تو آپ ہمیشہ
سُکھی رہیں گے۔

اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ اس قسم کے دھرم پر چلنے
سے ہمیں کون سا مذہب روکتا ہے۔ اور اس قسم کے دھرم
کے بارے میں کسی مذہب والوں کو کبھی کیا اعتراض ہو سکتا
ہے۔ اس قسم کا دھرم تو پرانی ماتر کے لیے ہی بہت اُچت اور
لابھ دایک ہے۔ اگر سب لوگ ایسے دھرم پر چلنا شروع کر دیں
تو دُنیا کے سب دُکھ دور ہو سکتے ہیں۔

ادھیکاروں کی رٹ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ دھرم کی ویاکھیا کر کے تو آپ نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔۔ اچھا اب دُکھ کے اونکا رن بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ ہمارے دُکھ کا ایک اور بڑا کارن یہ ہے کہ ہم سب اپنے کرتویہ فرض یا ڈیوٹی کو بھلا بیٹھے ہیں۔ اور صرف ادھیکار۔ حقوق یا Rights کی رٹ لگا رہے ہیں۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ اپنا فرض کرتے جاؤ۔ آپ کے ادھیکار آپ سے آپ مل جائیں گے۔ اور یہی ہم ہمارے راشٹر پتا مہاتما گاندھی کا تھا۔ پر آج کل تو ہم یہ سب کچھ بھول بیٹھے ہیں۔ جس طرف نظر اُٹھاؤ ادھیکاروں کی ہی مانگ ہے اور اپنے کرتویہ سے ہم کوسوں دُور بھاگ رہے ہیں۔ مزدور لوگ مزدوری کا دس گنا مانگ رہے ہیں۔ پر کام پہلے سے آدھا بھی نہیں کرتے۔ دفتروں میں بابو لوگ اور افسر سارا دن چائے پینے اور گپ شپ میں ہی گزار دیتے ہیں۔ اور نئی نئی دوسری سہولتوں کے علاوہ تنخواہ بڑھانے کے لئے آئے دن ہڑتال اور جلسے کرتے رہتے ہیں۔ پر کام کچھ بھی نہیں کرتے۔ فیکٹریوں میں کام کرنے والے لوگ کام سے ہمیشہ جی چراتے ہیں۔ پر تنخواہ کے علاوہ کئی قسم کے بونس مانگتے رہتے ہیں۔ چاہے مالک کو نقصان بھی کیوں نہ ہو۔ کرایہ دار چاہتے ہیں کہ مالک مکان ان کو نئی نئی سہولتیں تو دیتے رہیں پر کرایہ

بڑھانے کا نام نہ لیں - اسی طرح آج کل بچے ماں باپ کی سیوا کرنے سے تو سنکوچ کرتے ہیں - پر اُن کی جائداد اور دولت پر اپنا پُورا حق سمجھتے ہیں - ان حالات میں دُکھ نہ ہو تو اور کیا ہو ؟

دُوسروں کی نقل کرنا

جیون میں دُکھ اُٹھانے کا ایک کارن یہ بھی ہے کہ ہمیں اندھا دُھند دُوسروں کی نقل کرنے کی عادت پڑ گئی ہے - ہم اپنے سے زیادہ امیر لوگوں کو دیکھ کر اُن کی نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں - چاہے ہم میں اُتنی طاقت ہو یا نہ ہو - دُوسروں کی پوشاک دیکھ کر یا اُن کے گھر میں اعلےٰ قسم کا فرنیچر ریڈیو - ٹیلیویژن اور فرج وغیرہ دیکھ کر ہم بھی کئی قسم کا سامان خریدنا چاہتے ہیں - چاہے ہمیں اس کام کے لئے اُدھار ہو کیوں نہ لینا پڑے - اُدھار لینے کا نتیجہ تو آپ جانتے ہی ہیں - اُدھار لینا آسان ہے پر واپس کرنا بہت مشکل ہے - خاص کر ان سجنوں کے لئے جن کی آمدن محدود ہے کئی بار بیاج کی راشی اصل دھن سے بھی بڑھ جاتی ہے - اور اگر قرض لی ہوئی رقم سود کے ساتھ وقت پر واپس نہ ہو سکے تو ساہوکار عدالت کے دوارا ہمارے خلاف ڈگری لیکر گھر کا سب سامان نیلام کروا دیتا ہے - اور ہمیں لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں - ایسے حالات میں دُکھ کا ہونا لازمی ہے -

فیشن پرستی

اسی طرح ہمارے سماج میں ایک اور بیماری گھر کر چکی ہے۔
جس کا نام ہے فیشن پرستی۔ ہمارے نوجوانوں پر خاص کر چاہے
وہ لڑکا ہو یا لڑکی فیشن کا بھوت سوار ہے۔ ہمارے اندر دکھاوا
اور بناوٹ اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ یہ جاننا بھی مشکل ہو گیا
ہے کہ کوئی شخص شریف ہے یا بدمعاش۔ چور ہے یا بھلا مانس۔
جیب کترے اور چور بھی ایسے سوٹ بوٹ پہن کر اپنا دھندہ
کرنے کو نکلتے ہیں۔ کہ اُن پر کوئی شک ہی نہیں کر سکتا۔ اور کئی بار
تو پوشاک دیکھ کر یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ یہ کوئی لڑکا ہے یا
لڑکی۔ اندرونی سجاوٹ کو چھوڑ کر ہم سب جسم کی سجاوٹ پر
زور دینے لگے ہیں۔ کسی شخص کی حالت بہروپیے سے کم نہیں۔ ہم
اصل میں کچھ ہیں اور دیکھنے کو کچھ نظر آتے ہیں۔ اس لئے ہمارے
من میں ہمیشہ فکر رہتا ہے کہ کہیں ہمارا پول نہ کھل جائے اور
ہم اپنے دل میں ہمیشہ کڑھتے رہتے ہیں۔ بھگوان نہ کرے اگر
ہماری اصلیت کا کسی کو پتہ لگ جائے تو ہمیں دنیا کی نظر میں شرمندہ
ہونا پڑتا ہے۔ جس کا پرینام دکھ کے سوائے اور کچھ نہیں ہو سکتا
فیشن پرستی کا ایک خراب پہلو یہ بھی ہے۔ کہ کئی بار ہمارے بجٹ
میں فیشن کا سامان خریدنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ مگر ہم اس کے
بنا نہیں رہ سکتے اور فیشن کا سامان خریدنے کے لئے کھانے کے

بجٹ میں کمی کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری صحت
خراب ہو جاتی ہے۔ اور ہمیں فضول ہی دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔

پشچمی سبھیتا کا پربھاؤ

ہمارے دکھ کا ایک اور کارن یہ ہے کہ ہم نے اپنے دیش
کی سبھیتا سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور پشچمی سبھیتا پر لٹو ہو رہے ہیں
جو ہم کو سکھاتی ہے۔ کہ پرماتما کی کوئی ہستی نہیں اور ہمارے جیون
کا لکش ہے "کھاؤ پیئو اور موج اڑاؤ۔" ہمارا گھریلو جیون لگ
بھگ سماپت ہو چکا ہے۔ اور ہمارا زیادہ تر وقت کلبوں، ناچ
گھروں اور سینماؤں میں گزرتا ہے۔ سادہ خوراک کی بجائے گوشت
انڈوں اور مچھلی پر زور دیا جا رہا ہے۔ اور شراب تو کسی شخص
کے رئیس یا امیر ہونے کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ کلبوں وغیرہ
میں رات کے 12 یا ایک دو بجے جانا تو معمولی بات ہے۔ اس لئے
صبح سویرے اٹھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس حالت میں
ہمارا نئی نئی بیماریوں کا شکار ہونا لازمی ہے اور قدم قدم پر
ہم کو دکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہمیں دوسرے لوگوں کی نقل نہیں کرنی چاہیئے۔ کیا ہمیں دوسروں
کو دیکھ کر ترقی کرنے کا ادھیکار نہیں؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ میں نے کب کہا ہے کہ آپ دوسروں کو دیکھ

کر ترقی نہ کریں ۔ بھگوان نے ہم کو بدھی تو اسی واسطے دی ہے ۔ کہ ہم اپنے جیون میں زیادہ سے زیادہ ترقی کریں ۔ اگر ہمارے پاس دوسرے لوگوں جیسے سادھن موجود ہیں تو ہمیں اُن کی نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ان سے بھی آگے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ لیکن اگر ہم اپنے سادھنوں پر غور کئے بنا دوسرے لوگوں کی اندھا دھند نقل کریں گے تو ہم ضرور دکھی ہوں گے ۔ مان لیجئے کہ آپ کا پڑوسی بہت امیر ہے اور اس کے پاس ایک موٹر کار موجود ہے ۔ لیکن آپ ایک سادھارن آدمی ہیں اور آپ کی آمدن دو اڑھائی سو سے زیادہ نہیں ۔ اب اگر اُس پڑوسی کو دیکھ کر آپ موٹر کار خریدنا چاہیں تو آپ کو اوسط سے زیادہ محنت کرنی پڑے گی ۔ اور جب آپ کے پاس اتنی فالتو رقم ہو جائے جس سے کار خریدی جا سکے تو کار خریدنے میں کوئی حرج نہیں ۔ لیکن اگر آپ کار خریدنے کے لئے اپنا مکان یا زیور وغیرہ بیچ دیتے ہیں اور آمدن بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے تو نہ صرف آپ کو باقی عمر کرائے کے مکان میں گزارنی پڑے گی بلکہ آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے پریوار والوں کو بھی مصیبت کا شکار ہونا پڑے گا ۔ اس لئے ایک پرانی کہاوت کے مطابق ہم کو ہمیشہ اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پسارنے چاہیئے ۔

ترقی کرنا اور چیز ہے اور شیخ چلی کی طرح ہوائی محل بنانا اور چیز ہے ۔ دنیا کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو محنت تو کرنا نہیں چاہتے پر دوسروں کو دیکھ کر اپنے جیون کا معیار اونچا کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ اپنی بدھی سے کام لینے کی بجائے اپنے من کے

پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور نا جائز طریقے سے دھن کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جہاں تک کہ کبھی بار وہ چوری کرنے یا دوسروں کی جیب کاٹنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو آخر میں منہ کی کھانی پڑتی ہے۔ اور دکھ ہی دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں زیادہ سے زیادہ محنت کرنی چاہیئے۔ اور کام سے کبھی نہیں چرانا چاہیئے۔" اب دکھ پھر سکھ کی کہاوت تو آپ نے بھی سنی ہو گی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب ہم محنت کرتے ہیں تو ہمارے شریر کو ضرور کشٹ ہوتا ہے لیکن انت میں ہمیں بہت آرام ملتا ہے۔ دنیا میں عام طور پر وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جنہوں نے مصیبت کے دن دیکھے ہیں اور محنت کے کاموں میں تن اور پسینہ ایک کیا ہو۔ جیسا کہ ایک کوی نے کہا ہے۔

مصیبت دھن کے مردوں کو بٹھا دیتی ہے چوٹی پر
بنے سونا جوں کندن آگ کے شعلوں کا تا سہہ کر

کلجگ کا پربھاؤ

شنکیا سُو۔ مہاتما جی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دکھ کا ایک بڑا کارن کلجگ کا پربھاؤ ہے۔ اس بارے میں آپکا کیا وچار ہے؟

مہاتما جی۔ ارے بھائی۔ کلجگ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہی ہے۔ پھر بھی میں کلجگ کے وہ لکشن آپ کو

سُناتا ہوں جو گوسائیں تلسی داس نے رام چرت مانس میں بیان کئے ہیں۔ ان سے آپ کو اپنے آپ ہی پتہ چل جائے گا کہ ہم پر کلجگ کا کتنا پربھاؤ ہے۔ کاگ بھشنڈی جی نے گرڑ جی کو بتایا تھا

ورن دھرم نہیں آشرم چاری　　شرُتی وِرودھ رت سب نر ناری
دِوِج شرُتی بیچک بھوپ پرجاسن　　کوؤ نہیں مانت نگم انُشاسن

کلجگ میں نہ ورن رہتے ہیں نہ آشرم۔ سب استری وَرِش ویدوں کی نِندا کرنے لگتے ہیں۔ براہمن لوگ ویدوں کے نام پر لوگوں کو ٹھگتے پھرتے ہیں اور راجہ لوگ پرجا کے ساتھ چھل کپٹ کرنے لگتے ہیں۔ ویدوں کی مریادا پر کوئی نہیں چلتا۔

مارگ سوئی جا کہوں جوئی بھاوا　　پنڈت سوئی جو گال بجاوا
مِتھیا دمبھ دمبھ رت جوئی　　تا کہوں سنت کہے سب کوئی

جس کو جو اچھا لگے وہ اُسی کو دھرم سمجھنے لگتا ہے۔ پنڈت وہی سمجھا جاتا ہے جو شیخی بگھارنے میں ماہر ہو۔ اور سنت پُرش اُن کو کہا جاتا ہے جو جھوٹے آڈمبر رچ کر پاکھنڈ کرتے پھرتے ہیں

سوئی سیان جو پردھن ہاری　　جو کر دمبھ سو بڑ آچاری
جو کہہ جھوٹھ مسخری جانا　　کلجگ سوئی گُنونت بکھانا

جو دوسروں کا دھن لوٹ لے اُسی کو چتر سمجھا جاتا ہے۔ جو سب کے ساتھ پاکھنڈ کرتا ہو وہ سداچاری سمجھا جاتا ہے۔ اور جو بہت جھوٹ بولتا ہو یا دوسروں کا مذاق اُڑاتا ہو کلجگ میں اُس کو گُنوان سمجھا جاتا ہے۔

نِراچار جو شرُتی پتھ تیاگی　　کلجگ سوئی گیانی ویراگی

جاکے نکھ اڈو جٹا وشالا   سوئی تاپس پرسدھ کلی کالا

ویدوں کے مارگ کو چھوڑ کر جو پرش بُرے راستے پر چلتے ہیں کلجگ میں وہی گیانی اور ویراگی سمجھے جاتے ہیں۔ اور جن کے ناخن اور بال بہت لمبے ہوں وہی تپسوی سمجھے جاتے ہیں۔

اشبھ بھیس بھوشن دھرے بھچھ ابھچھ جو کھاہیں
تی جوگی تی سدھ نر پوجت کلی جگ ماہیں

جو لوگ گندا بھیس بنائے رکھتے ہیں۔ گندے زیور پہنتے ہیں اور گندا یا بُرا سب کھا جاتے ہیں۔ وہ لوگی اور سدھ پرش سمجھے جاتے ہیں۔ اور کلجگ میں اُن کی پوجا ہوتی ہے۔

جے اپکاری چار تن کر گورو مانیتا
من کرم بچن لبار تی وکتا کلی کال مانہہ

جن کا کام دوسروں کی بُرائی کرنا ہے اُن کو مہاتما سمجھا جاتا ہے۔ اور اُن کا ہی مان ہوتا ہے۔ جو پرش من وچن اور کرم سے جھوٹ بکواس کرتے رہتے ہیں۔ اُن کو ہی اچھے اُپدیشک سمجھا جاتا ہے۔

ناری وبس نر سکل گوسائیں   ناچہے نٹ مرکٹ کی نائیں
شودر دوج اپدیش ہی گیانا   میل جنیو جو لیہیں کدانا

سب لوگ اپنی استری کے اشاروں پر اس طرح ناچتے ہیں۔ جس طرح نٹ کے اشاروں پر بندر ناچتا ہے۔ شودر لوگ برہمنوں کو اپدیش دینے لگتے ہیں۔ اور جنیو پہن کر بُرے سے بُرا دان لے لیتے ہیں۔

سب نی کام کرودھ رت کودھی — دیو بیر گورو سنت ورودھی
گن مندر سندر پتی تیاگی — بجہیں ناری پر پرش ابھاگی

سب لوگ کام کرودھ اور موہ میں کھینچے رہتے ہیں اور دیوتا برہمن گورو اور سنت پرشوں سے دیش کرنے لگتے ہیں۔ بد قسمت استریاں اپنے گن وان اور سندر پتی کو چھوڑ کر دوسرے پرشوں کے پاس جانے لگتی ہیں۔

سوبھاگنی وبھوشن رہیتا — ودھوں کے شرنگار نوینا
گورششا اندھ ودھر کا لیکھا — ایک نہ سنے ایک نہ دیکھا

سوہاگن استریوں کے پاس کوئی زیور نہیں رہتے اور ودھوائیں نت نئے شرنگار کرنے لگتی ہیں۔ گورو اور چیلے کا بہرے اور اندھے کا حساب ہو جاتا ہے۔ چیلہ گورو کو سنتا نہیں اس لئے بہرہ ہے اور گورو گیان سے کورا ہوتا ہے اس لئے اندھا ہے۔

مات پتا بالکن بلاوہیں — ادر بھرے سوئی دھرم سکھاوہیں

برہم گیان بن ناری نر کہہیں نہ دوسری بات
کوڑی کارن موہ بس کرہیں بپر گورو گھات

ماتا پتا اپنے بچوں کو وہی شکشا دیتے ہیں جس سے ان کا پیٹ بھر سکے۔ سب استری پرش برہم گیان کے سوائے دوسری بات نہیں کرتے۔ یہ لالچ میں آ کر ایک کوڑی کے لئے گورو اور برہمن کو مار ڈالتے ہیں۔

بادہیں شودر دوجن سن ہم تم سے کچھ گھاٹ
جانے برہم کو بپر در آنکھ دکھاویں ڈانٹ

سُودر لوگ برہمنوں کے ساتھ بحث کرتے ہیں۔ کہ وہ اُن سے کس طرح کم ہیں۔ وہ اُن کو ڈانٹ کر آنکھیں دکھاویں ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ شریشٹھ برہمن وہی ہے جو برہم کو جانتا ہے۔

پر تیا لمپٹ کپٹ سیانے — موہ دروہ ممتا لپٹانے
تیئی ابھید وادی گیانی نر — دیکھا چرتر میں کلی یُگ کر
آپ گئے اور تنہوں گھالہیں — جو کوئی شرتی مارگ پرتی پالہیں

جو لوگ پر استری کے ساتھ پھنسے ہوئے ہیں۔ کپٹ کرنے میں ماہر ہوں اور موہ ممتا میں ڈوبے رہتے ہوں وہی ویدانتی اور گیانی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ آپ تو گئے گزرے ہوتے ہیں۔ پر اُن کو بھی خراب کر دیتے ہیں جو وید مارگ پر چل رہے ہوں۔

جے ورن ادھم تیلی کمہارا — شوپچ کرات کول کلوارا
ناری موئی گرہ سمپتی ناسی — موند مُنڈھائی بھئے سنیاسی

تیلی کمہار چنڈال بھیل کول اور لوہار جو کبھی نیچ ورن کے لوگ ہوتے ہیں وہ استری کے مر جانے پر یا گھر اور دھن کا ناش ہو جانے پر سر منڈا کر سنیاسی بن جاتے ہیں۔

تے بپرن سن آپ پُجاوہیں — اُبھے لوک نج ہاتھ نساوہیں
وپر نرچھر لولپ کامی — نراچار شٹھ برشلی سوامی

وہ برہمنوں سے اپنی پوجا کروانے لگتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں ہی لوک اور پرلوک دونوں کو خراب کر لیتے ہیں۔ کلجگ میں برہمن اَن پڑھ لوبھی دراچاری اور مورکھ ہوتے ہیں۔ اور وہ شودر استریوں کو اپنے گھر میں لے آتے ہیں۔

سوڈر کریں جپ تپ ودھی نانا — بیٹھیں براسن کہیں پورانا
سب نر کل پتتی کریں وچارا — جائے نہ برنی انیتی اپارا

شودر لوگ انیک پرکار کے جپ تپ اور برت کرتے ہیں اور اونچے سنگھاسن پر بیٹھ کر پورانوں کی کتھا کرتے ہیں۔ سب لوگ یہی کچھ کرنے لگتے ہیں جو اُن کے من کو اچھا لگے۔ ادھرم اور انیائے اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔

بھئے برن سنکر کلی ہی بھن سیتو سب لوگ
کرہیں پاپ دکھ پاوہیں بھئے رُج شوک ویوگ

کلجگ میں حرام کی اولاد بہت بڑھ جاتی ہے۔ سب لوگ مریادا کو چھوڑ کر پاپ کرنے میں مست رہتے ہیں۔ اور بھئے شوک اور جدائی کے کارن طرح طرح کے دکھ اٹھاتے ہیں۔

شرتی سمت ہری بھگتی پتھ سنجت برتی ویک
تے نہ چلہیں نرموہ بس کلپہیں پنتھ انیک

ویدوں میں بھگتی ویراگ اور گیان کے جو مارگ بتائے گئے ہیں ان پر کوئی نہیں چلتا اور سب لوگ انیک پرکار کے مت متانتر گھڑتے رہتے ہیں۔

بہو دام سنوارہیں دھام جتی — وشیے ہر لین نہ رہی برتی
تپسی دھنونت دریدر گرہی — کلی کوتک تات نہ جات کہی

وشئے بھوگوں کے کارن یوگی اور جتی پرشوں کے بیراگ کا ناش ہو جاتا ہے۔ اور وہ بہت پرکار کے شاندار محل بنوا کر ان کو اچھی طرح سجا کر رکھتے ہیں۔ کلجگ کی لیلا کہی نہیں جا سکتی۔ اس

میں تپسوی لوگ دھنوان ہوتے ہیں۔ اور گرہستی کنگال۔

کلی ونتی نکار ہیں ناری ستی   گرہ آ ہیں جیتی تہیں گتی
ستا ماہیں مات پتا تب لوں   اولاین دیکھی نہیں جب لوں

اچھے خاندان اور پتی ورتا استریوں کو لوگ گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اور سب شرم چھوڑ کر داسی کو گھر لے آتے ہیں۔ پتر ماتا پتا کا کہنا تب تک ہی مانتے ہیں۔ جب تک بیوی کی شکل نہیں دیکھتے

سسرار پیاری لگے جب تے   رپو روپ کٹمب بھئے تب تے
نرپ پاپ پرائن دھرم نہیں   کر دنڈ وڈمب پرجا نت ہی

جب سے کسی پرش کا سسرال والوں سے پیار ہو جاتا ہے۔ اس کو اپنے گھر والے دشمن نظر آنے لگتے ہیں۔ راجہ لوگ پاپ کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ ان میں دھرم نام کو نہیں رہتا اور وہ پرجا پر نہ صرف انوچت ٹیکس لگاتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس کو بنا وجہ ہی طرح طرح کا دنڈ دیتے رہتے ہیں۔

نہیں مان پران ہی وید ہی جو   ہری سیوک سنت سہی کلی سو
دھنونت کلین ملین اپی دوج   چن جنیو ادھار تپی

دھنوان لوگ ہی خاندانی سمجھے جاتے ہیں۔ چاہے وہ کتنے ہی نیچ کیوں نہ ہوں۔ برہمنوں کا نشان صرف جنیو رہ جاتا ہے اور تپسیوں کا ننگا رہنا۔ جو پران اور ویدوں کو نہیں مانتا۔ کلجگ میں وہی پرش ہری بھگت اور سنت سمجھا جاتا ہے۔

کوی ورند ادار دنی نہ سنی   گن دوشک برات نہ کاپی گنی
کلی وار ہی بار دکال پڑیں   بن ان دکھی سب لوگ مریں

کوئی لوگوں میں اُدارتا کا نام تک نہیں۔ وہ دوسروں کے گنوں پر بھی دوش لگانے لگتے ہیں۔ اور ان میں اپنا کوئی گن نہیں ہوتا کلجگ میں بار بار اکال پڑتا ہے۔ اور ان نہ ملنے کی وجہ سے بہت لوگ دکھی ہو کر مر جاتے ہیں۔

سنو کھگیش کلی کپٹ ہٹھ دمبھ دویش پاکھنڈ
کام کرودھ لوبھ آدی مد ویاپ رہے برہمانڈ
تامس دھرم کریں نر جپ تپ مکھ برت دان
دیو نہ برسے دھرنی پر بوئے نہ جامہی دھان

کلجگ آنے پر کپٹ ہٹھ بناوٹ دمبھ پاکھنڈ کام کرودھ لوبھ اور اہنکار سارے برہمانڈ پر چھا جاتے ہیں۔ جپ تپ یگیہ برت اور دان سب لوگ تامسک بھاو سے کرتے ہیں۔ دیوتا لوگ سمے پر پرتھوی پر جل نہیں برساتے اور بویا ہوا دھان نہیں اُگتا۔

ابلا کچ بھوشن بھوری چھدھا دھن ہین دکھی ممتا بہودھا
سکھ چاہیں موڑھ نہ دھرم رتا متی تھوری کٹھور نہ کو ملتا

استریوں کا شرنگار کیول بال ہی رہ جاتے ہیں۔ ان کی بھوک تیز ہو جاتی ہے۔ وہ نردھن ہو جاتی ہیں۔ اور بہت پرکار کی ممتا کے کارن دکھی رہتی ہیں۔ دھرم میں ان کی رُچی نہیں رہتی۔ پر وہ مورکھ پھر بھی سکھ چاہتی ہیں۔ ان کی بدھی خراب ہو جاتی ہے اس لئے ان کا سبھاؤ سخت ہو جاتا ہے۔ اور ان میں نرمی نام کو نہیں رہتی۔

نر پیڑت روگ نہ بھوگ کہیں ابھیمان ورودھ اکارن ہیں

لگھو جیون سنتوش بہونج دسا   کلپانت نہ ناش گمان اسا

لوگ طرح طرح کے روگوں کے کارن دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اُن کو سُکھ کہیں نہیں ملتا۔ اور وہ بنا کارن ہی ابھیمان اور بیر کرنے لگتے ہیں۔ کلیگ میں لوگوں کی عمر عام طور پہ پچاس سال کی رہ جاتی ہے۔ پر وہ گھمنڈ ایسا کرتے ہیں جیسے اُن کا ناش کلپ کے انت تک نہ ہونا ہو۔

کلی کال بے حال کئے منوجا   نہیں مانت کتو انوجا تنوجا
نہیں توش وچار نہ سیتلتا   سب جاتی کجاتی بھئے منگتا

کلجگ سب لوگوں کو بے چین کر دیتا ہے۔ کوئی بہن کو مانتا ہے نہ لڑکی کو۔ اُن کے من میں سنتوش گیان اور شانتی بالکل نہیں رہتے۔

اِرشا پُرکھا چھل لول بہتا   بھر لوپ رہی سمتا وِگتا
سب لوگ ویوگ وِشوک ہئے   برن آشرم دھرم وچار گئے
دم دان دیا نہیں جان پنی   جڑتا پر بنچکتا اتی گھنی
تنو پوشک ناری نرا سگرے   پر نندک جو جگ میں وگرے

سارے جہان پہ اِیرشا۔ چھل۔ کپٹ۔ گالی گلوچ اور لالچ کا راج ہو جاتا ہے۔ سمتا کا کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ سب لوگ جدائی اور شوک کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ورن اور آشرم کے سب دھرم اور سداچار نشٹ ہو جاتے ہیں۔ اندریہ دمن۔ دان دیا اور سوجھ بوجھ کہیں نہیں پائے جاتے۔ موڑھتا اور ٹھگی بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اور سب استری پُرش اپنے پیٹ پوجا میں لگے رہتے

ہیں۔ جو پرش دوسروں کی نندا کرتے ہیں۔ کلجگ میں ان کا ہی
مان ہوتا ہے۔

کلجگ کا لابھ

جگیاسو۔ مہاتماجی۔ کلجگ کے یہ لکشن سُن کر تو یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ہمارا دُربھاگیہ ہے کہ ہم نے کلجگ میں جنم لیا ہے۔
کلجگ میں دُکھ اور پاپ سے بچنے کا کوئی اُپائے ہے یا نہیں۔

مہاتماجی۔ بیٹا۔ ایسے مت کہو۔ ہم لوگ بدقسمت نہیں۔
یہ ٹھیک ہے کہ کلجگ کے پربھاؤ سے سنسار میں دُکھ اور بے
چینی پائی جاتی ہے۔ لیکن پرم پتا پرماتما نے ہمارے کلیان کے
وچار سے کلجگ میں ایک خاص گُن بھی بھر دیا ہے۔ اور وہ
گُن یہ ہے کہ کلجگ میں مکتی پانے کے لئے کسی کٹھن تپسیا۔ یوگ
یا یگیہ کی ضرورت نہیں۔ بھگوان کے نام کا صرف کیرتن یا سمرن
کرنے سے ہو ہم کو وہ گتی مل سکتی ہے۔ جو ست یگ میں یوگ اور
دھیان سے، تریتا یگ میں انیک پرکار کے یگیہ کرنے سے اور
دواپر میں بھگوان کے چرنوں کی پوجا کرنے سے ملتی ہے۔ رام چرت
مانس میں کاگ بھشنڈی نے گرڑ جی کو بتایا تھا کہ کلجگ میں
بُرائیاں ضرور ہیں پر اس میں کچھ گُن بھی ہیں۔ لیجئے وہ بھی اُن
کی زبانی ہی سُن لیجئے۔

سُنو ویال اری کوال کلی   مل ادگن آگار

گنوڈ بہت کلی کال کر بن پریاس لستار
ہے گرو جی - یہ بھیانک کلجگ پاپ اور برائی کا گھر ہے - پر
اس میں ایک بہت بڑا گن یہ ہے کہ کلجگ میں بنا کسی محنت کے مکتی
مل جاتی ہے -

کلجگ تریتا دواپر ہو پوجا مکھ اڈ جوگ
جو گتی ہوئے سو کلی ہی ہری نام تے پاویں لوگ

جو گتی ست یگ میں یوگ اور دھیان سے تریتا میں یگیہ
کرنے سے اور دواپر میں پوجا کرنے سے ملتی ہے کلجگ میں وہی
گتی بھگوان کا نام لینے سے مل جاتی ہے -

کرت جگ سب جوگی وگیانی	کری ہری دھیان ترہیں بھو پرانی
تریتا ودھ یگیہ نر کرہیں	پربھو ہی سمرپے کرم بھو ترہیں
دواپر کری رگھوپتی پد پوجا	نر بھو ترہیں اپائے نہ دوجا
کلجگ یوگ یگیہ نہیں گیانا	ایک آدھار رام گن گانا

ست یگ میں سب لوگ یوگی اور آتم گیانی ہوتے ہیں -
اور بھگوان کا دھیان کر کے وہ بھوساگر کو پار کر لیتے ہیں - تریتا
یگ میں لوگ انیک پرکار کے یگیہ کرتے رہتے ہیں - اور ان کا پھل
بھگوان کے ارپن کر کے جنم مرن سے چھوٹ جاتے ہیں - دواپر میں
لوگ بھگوان کے چرنوں کی پوجا کر کے سنسار ساگر کو پار کر لیتے ہیں
اور اس کے سوائے اور کوئی سادھن نہیں - پر کلجگ میں نہ یوگ
ہے نہ یگیہ اور نہ ہی گیان ہو تا ہے - اس میں صرف بھگوان کے نام
کا سہارا ہے -

سب بھراس بجی جو بھجے رام ہی　　پریم سمیت گائے گُن گرام ہی
سو بھو ترے کچھو سنشے ناہیں　　نام پرتاپ پرگٹ کلی ماہیں
کلی کر ایک پُنیت پرتاپا　　مانس پُنیہ ہوئے نہیں پاپا

دوسرے سب سہارے چھوڑ کر جو پُرش بھگوان کا بھجن کرتا ہے اور پریم سے اُس کے گُنوں کا گان کرتا ہے۔ وہ بھوساگر کو پار کر جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کلجگ کا ایک اور پوتر کرنے والا گُن یہ ہے کہ کلجگ میں مانسک پُنیہ کا پھل تو مل جاتا ہے۔ پر مانسک پاپ کا کوئی پھل نہیں ہوتا۔

کلجگ سم یُگ آن نہیں　　جو نر کرے وشواس
گائے رام گُن گرام وِمل　　بھو ترے بِن ہی پریاس

جس پُرش کے من میں شردھا ہے اُس کے لئے کلجگ کے سمان اور کوئی یُگ نہیں۔ کلجگ میں بھگوان رام کے پوتر گُنوں کو یاد کر کے ہی آدمی بِنا کِسی اور سادھن کے بھوساگر کو پار کر جاتا ہے۔

پرگٹ چار پد دھرم سے کلی ماہنہ ایک پردھان
جین کین وِدھی کیجیئے دان کرے کلیان

دھرم کے چار چرن (جیت۔ دیا۔ تپ اور دان) ہوتے ہیں پر کلجگ میں ایک ہی پردھان ہے۔ دان جس طرح بھی کیا جائے کلیان ہی کرتا ہے۔

جگیاسو۔ کلجگ کا پربھاو سُن کر تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کلجگ میں سب لوگ ہی پاپ کرنے لگتے ہیں۔ اگر ہمارے کام یُگوں کے ہی آدھین ہیں۔ تو بُرے کام کرنے میں ہمارا کیا قصور ہے۔

مہاتما جی - نہیں بیٹا - یہ بات نہیں - اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے کرموں پر یگوں کا پربھاو اوشیہ پڑتا ہے - جس طرح ستاروں کا اثر ہمارے جیون پر پڑتا ہے لیکن ساتھ ہی اس پربھاو سے بچنے کا اپائے بھی بتایا گیا ہے - جو لوگ پوری طرح اپنا جیون بھگوان کے ارپن کر دیتے ہیں اور ہمیشہ بھگوت بھجن میں مست رہتے ہیں - ان پر نہ یگوں کا اثر ہوتا ہے نہ ستاروں کا - اگر آپ اس بات کا کوئی پرمان چاہتے ہیں تو رام چرت مانس کی ان چوپائیوں کو غور سے سنو - کاگ بھشنڈی جی گروڑ جی کو بتاتے ہیں -

نت جگ دھرم ہوہیں سب کیرے ۔۔۔ ہردے رام مایا کے پریرے
شُدھ ستو سمتا وگیانا ۔۔۔ کرت پربھاو پرسن من جانا

بھگوان کی پریرنا سے سب کے ہردے میں یگوں کے دھرم سدا اپنا اثر دکھاتے رہتے ہیں - ہے گروڑ جی شُدھ ستوگن - دکھ سکھ میں ایک سار رہنا - آتم گیان اور من کی شانتی یہ سب ست یگ کا پربھاو ہے

ستو بہت کچھو رج رتی کرما ۔۔۔ سب ودھی سکھ تریتا کا دھرما
بہو رج سولپ ستو کچھو تامس ۔۔۔ دواپر ہرش شوک بھے مانس
تامس بہت رجو گن تھورا ۔۔۔ کلی پربھاو ورودھ چہوں اورا

زیادہ ستوگن کچھ کچھ رجوگن اور سب پرکار کا سکھ ہونا - یہ تریتا یگ کا پربھاو ہے - تھوڑا ستوگن ، کچھ کچھ تموگن - من کی خوشی ، شوک اور بھئے کا ہونا یہ سب دواپر کا پربھاو ہے - زیادہ تموگن ، تھوڑا رجوگن اور چاروں طرف بیر بھاو کا ہونا یہ کلجُگ کا پربھاو ہے -

بُدھ نک دھرم جانی من ماہیں   تجی ادھرم رتی دھرم کراہیں

یُگوں کے پربھاؤ کو من میں پہچانتے ہوئے بُدھیمان لوگ پاپ کو تیاگ کر سدا دھرم کے کاموں میں رُچی رکھتے ہیں۔

کال کرم نہیں ویاپہیں تاہی   رگھوپتی چرن پریتی اتی جاہی
نٹ کرت کپٹ وکٹ کھگ رایا   نٹ سیوک ہی نہ ویاپہی مایا

جس پُرش کو بھگوان کے چرنوں سے بہت پریم ہو اس پر یُگوں کے اِن دھرموں کا کوئی پربھاؤ نہیں پڑ سکتا۔ ہے گرڑ جی۔ بازیگر کا کیا ہوا جادو بہت عجیب ہوتا ہے۔ پر اُن کا اثر دیکھنے والوں پر ہی پڑتا ہے۔ بازیگر کے اپنے سیوک پر اُس کا کچھ اثر نہیں پڑتا۔

ہری مایا کرت دوش گُن بن ہری بھجن نہ جاہیں
بھجیئے رام تجی کام سب اس وچاری من ماہیں

ایسے ہی سب گُن اور دوش بھگوان کی مایا دوارا رچے جاتے ہیں۔ اور اُن کا ناش تب تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک بھگوان کا بھجن نہ کیا جائے۔ اپنے من میں اس طرح وچار کر اور سب کامناؤں کو چھوڑ کر سچے ہردے سے بھگوان کا بھجن کرنا چاہیئے۔

اِس کلی یُگ میں یوگ یگیہ تپ ورت اور پوجا وغیرہ کا کوئی سادھن نہیں۔ بس بھگوان کے نام کا ہی سمرن کرنا چاہیئے۔ اُن کے گنوں کے ہی گیت گانے چاہیئے۔ اور اُس کے گنوں کی ہی کتھائیں سُننی چاہیئں۔

اسی خیال کو ایک کوی نے اس طرح پیش کیا ہے۔
ابھی کوستے تو ہیں کلی یُگ کو ہمارے ہیں

پتہ نا بچہ کا اُس سے ہو نہ پیہ اُن کو
وہ انسان کلجگ میں پا جائیں مکتی
محض نام ایشور کا جپتے رہیں جو
کہیں سب کہ کلجگ بُرائیوں کا گھر ہے
پہ کلجگ میں عاقبت ہے اک خاص خوبی
ضرورت نہیں اس میں یوگ ادرت کی
ہم ایشور بھجن سے ہی پا جائیں مکتی

اِس سے صاف ظاہر ہے کہ کلجگ میں جو لوگ بھگوان کے نام کا سمرن کرتے رہتے ہیں اور اپنا جیون ہری بھجن میں گزارتے ہیں۔ اُن پہ کلجگ کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس لئے پیارے بھائیو اور بہنو کلجگ میں جنم لینے کی وجہ سے ہمیں نراش نہیں ہونا چاہیے بلکہ کلجگ کے اس خاص گُن کا لابھ اُٹھانا چاہیے۔ اور ہر وقت بھگوان کے نام کا سمرن کرنا چاہیے۔ تاکہ ہم کو پھر دوبارہ جنم نہ لینا پڑے۔

رام راجیہ

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ گوسائیں تلسی داس نے کلجگ کا نقشہ تو خوب کھینچا ہے۔ انہوں نے ایسے ہی ست یُگ کا ذکر رام چرت مانس میں کیا ہے کہ نہیں ؟

مہاتما جی۔ رام چرت مانس میں ست یُگ کے بارے میں کوئی

خاص ذکر تو نہیں لیکن گوسائیں جی لکھتے ہیں کہ جب بھگوان رام جی بنباس سے واپس آ کر ایودھیا کے تخت پر بیٹھ گئے تو تریتا یُگ میں ست یُگ کے حالات پیدا ہو گئے۔ رام راجیہ کی نسبت انہوں نے جو کچھ لکھا ہے سن لیجئے - یہ ست یُگ کا ہی نقشہ ہے۔

رام راجیہ بیٹھے ترلوکا
ہرشت بھئے گئے سب سوکا
بیر نہ کر کاہو سن کوئی
رام پرتاپ بشمتا کھوئی

بھگوان رام کے راجیہ سنگھاسن پر بیٹھتے ہی تینوں لوک میں خوشی چھا گئی اور سب شوک دور ہو گئے۔ کوئی کسی سے بیر نہیں کرتا تھا اور رام جی کے پرتاپ سے سب خرابیاں دور ہو گئیں۔

برن آشرم نج نج دھرم نرت وید پتھ لوگ
چلہیں سدا پاویں سکھ ہی نہیں بھے شوک نہ روگ

ویدوں میں بتائے ہوئے اپنے اپنے ورن اور آشرم کے دھرم پر چلتے ہوئے سب لوگ سکھی ہیں۔ شوک اور روگ کا نام نشان بھی نہیں ملتا۔

دیہک دیوک بھوتک تاپا
رام راج نہیں کاہو ہی ویاپا
سب نر کریں پرسپر پریتی
چلہیں سودھرم نرت شرتی نیتی
چاروں چرن دھرم جگ ماہیں
پورن رہے سپنے ہو اگھ ناہیں
رام بھگتی رت نر اور ناری
سکل پرم گتی کے ادھیکاری

شریرک، ادھیاتمک اور ادھی بھوتک - تینوں پرکار کے دکھ رام راجیہ میں کسی کو نہیں ستاتے۔ سب استری پرش ایک دوسرے سے پریم کرتے ہیں اور وید مریادا کے انوسار اپنے دھرم کا پالن کرتے ہیں۔

دھرم کے چاروں پد سنسار میں پوری طرح پائے جاتے ہیں اور کوئی پُرش سپنے میں بھی پاپ نہیں کرتا۔ سب استری اور پُرش بھگوان کی بھگتی میں مگن ہیں اور سب ہی موکش پانے کے ادھیکاری۔

الپ مرتیو نہیں کونیو پیرا	سب سندر سب نیرُج سریرا
نہیں دردر کوؤ دُکھی نہ دینا	نہیں کوؤ ابدھ نہ لچھن ہینا

کسی پُرش کی موت چھوٹی عمر میں نہیں ہوتی۔ اور نہ کوئی دکھی اور کنگال ہے کوئی لاچار نہیں۔ کوئی مورکھ نہیں اور نہ ہی کوئی گن ہین ہے۔

سب نر دمبھ دھرم رت دھرنی	نر اروُ ناری چتر سُبھ کرنی
سب گُن گیہ سب پنڈت گیانی	سب کرتگیہ نہیں کپٹ سیانی

پرتھوی نِشکپٹ، دھرم پرائن اور شُبھ کرم کرنے والوں سے بھری پڑی ہے۔ سب استری اور پُرش گُنوان اور چتُر ہیں سب ہی گنوں کے گیاتا اور بدھیمان ہیں۔ سب ہی ایک دوسرے کا احسان مانتے ہیں اور کسی سے چھل کپٹ نہیں کرتے۔

رام راج بیٹھ تر لوکا ہرشت بھئے گئے سب سوکا

رام راج نبھ گیش سنو سچراچر جگ ماہیں
کال کرم سبھاؤ گُن کرت دُکھ کاہو ہی ناہیں

ہے گرڑ جی سنو۔ سنسار میں جتنے بھی جڑ اور چیتن جیو ہیں رام راجیہ میں اُن میں سے کسی کو بھی کال کرم اور پرکرتی سے پیدا ہونے والے دُکھ نہیں ستاتے۔

بھومی سپت ساگر میکھلا	ایک بھوپ رگھوپتی کوشلا
بھون انیک روم پرتی جاسو	یہ پربھوتا کچھو بہت نہ تاسو

رام راج کر سُکھ سمپدا   برنی نہ سکہیں فنیش شاردا

ایودھیا پتی بھگوان رام سات سمندروں سے گھری ہوئی ساری پرتھوی کے ایک ہی راجہ ہیں - جن کے روم روم میں انیک برہمانڈ بس رہے ہیں۔ ان کے لئے ایسے راجیہ کا ہونا کوئی بڑی بات نہیں

سب اُدار سب پر اُپکاری   دوج سیوک سب نر ادو ناری
ایک ناری ورت رت نر جھاری   تے من بچ کرم پتی ہت کاری

سب استری پرش بہت اُدار اور دوسروں کا بھلا کرنے والے ہیں۔ اور برہمنوں کی سیوا کرتے رہتے ہیں۔ سب پُرش ایک پتنی ورت دھرم کا پالن کرتے ہیں۔ استریاں بھی من بچن اور کرم سے اپنے پتی کی سیوا کرتی ہیں۔

دنڈ جتن کر بھید جہاں نرتک نرتیہ سماج
جیت ہی من ہی سنیئے اَس رامچندر کے راج

ڈنڈا صرف سنیاسیوں کے ہاتھوں میں دیکھا جاتا ہے۔ بھید صرف ناچنے والوں کے سماج میں پایا جاتا ہے۔ اور جیت کا شبد صرف من کو جیتنے کے لئے پریوگ کیا جاتا ہے۔ رام راجیہ کے بارے ایسا سُنا جاتا ہے۔

پھولیں پھلیں سدا ترو کانن   رہیں ایک سنگ گج پنچانن
کھگ مرگ سہج بیر بسرائی   سبن پرسپر پریتی بڑھائی

بنوں میں ورکش خوب پھولتے اور پھلتے ہیں۔ ہاتھی اور شیر ایک ساتھ رہتے ہیں۔ اور پشو پکشی سبھاوک ویر کو تیاگ کر ایک دوسرے سے پریم کرنے لگے ہیں۔

بچھیں کھگ مرگ نانا ورندا　　ایسے چرہیں بن کرہیں انندا
شیتل سُربھی پون بہہ مندا　　گنجت الی لے چلی مکرندا

سب پشو اور پکشی اکٹھے ہو کر اپنی اپنی بولیاں بولتے رہتے ہیں۔ اور بن میں اکٹھے ہو کر پھرتے ہیں۔ تین پرکار کی (شیتل سُگندھت اور مند مند) ہوا چلتی رہتی ہے۔ اور بھنورے پھلوں کا رس چوس کر گنجار کرتے رہتے ہیں۔

لتا بٹپ مانگے پھل چاہیں　　من بھاوت دھینو پے سروہیں
سسی سمپن سدا رہ دھرنی　　تریتا بھئی ست یُگ کی کرنی

سب برکش اور بیلیں مانگنے پر پھل دینے لگتے ہیں۔ گئوئیں من چاہا دودھ دینے لگتی ہیں۔ اور پرتھوی پر سدا ہری بھری کھیتی لہلہاتی نظر آتی ہے۔ مانو تریتا یُگ میں ست یُگ کا راج ہو گیا ہو۔

پرگٹے گری نانا منی کھانی　　جگت آتما بھوپ پہچانی
سریتا سکل بہہیں بر باری　　شیتل امل سواد سُکھ کاری

یہ جان کر کہ پرتھوی کے راجہ بھگوان رام جی سارے جگت کے آتما ہیں۔ پربت نانا پرکار کے رتنوں کی کھانیں پرگٹ کر دیتے ہیں۔ اور سب ندی نالوں میں ٹھنڈا۔ نرمل۔ میٹھا۔ سندر اور سُکھ دائک جل بہنے لگتا ہے۔

ساگر نج مریادا رہہیں　　ڈارہیں رتن تٹن نر لہہیں
سرسج سنکل سکل تڑاگا　　اتی پرسن دس دشا وبھاگا

سمندر ہمیشہ اپنی حد کے اندر رہتے ہیں۔ اور کناروں پر موتی

پھینکتے رہتے ہیں۔ جنہیں اُٹھا کر لوگ خوش ہوتے ہیں۔ سب تالابوں میں کمل کے پھول شوبھا پانے لگتے ہیں۔ اور دسوں دِشاؤں میں خوشی ہی خوشی چھا جاتی ہے۔

بدھو ہی پور بیوکھن روی تپ ۔۔ ہی کاج
مانگے وارد دیہیں جل رامچندر کے راج

رام راجیہ میں چندر ماں پھوی کو امرت سے بھر دیتا ہے سورج اُتنی ہی گرمی دیتا ہے۔ جتنی ضرورت ہو۔ اور بادل مانگنے پہ جل برسا دیتے ہیں۔

مورتی پوجا

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ ہمارے آریہ سماجی بھائی مورتی پوجا کا بہت کھنڈن کرتے ہیں۔ اِس کی نسبت آپ کا کیا وچار ہے؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ اصل بات تو یہ ہے کہ بھگوان سچ مچ نرا کار ہے۔ اور اُس کی کوئی شکل نہیں۔ وہ اجنما۔ ابناشی۔ پورن اور ایک ہے۔ پر ایک سادھارن پرش کے لئے اُس نراکار بھگوان کی ہستی کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اور جب تک اُس کو اچھی طرح سمجھ نہیں پاتے۔ اُس کی پوجا کیسے کر سکتے ہیں۔ جتنے بھی دیوی اور دیوتا ہیں وہ سب اُسی نراکار بھگوان کی شکتیاں ہیں۔ جس طرح بجلی کی دھارا ایک ہی ہے اور ہمیں نظر نہیں آتی۔ پر کہیں وہ روشنی کی شکل دھارن کر لیتی ہے۔ کہیں آگ نظر آرہی ہے اور

کہیں آواز کا روپ دھارن کر لیتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی نراکار بھگوان انیک روپ دھارن کر رہا ہے۔ چاند اور سورج میں اسی کا پرکاش ہے۔ ستاروں میں اُسی کا نور ہے اور کن کن کے اندر وہی سما رہا ہے۔ برہما بن کر وہ سرشٹی کو پیدا کرتا ہے۔ وشنو بن کر وہ اس کا پالن پوشن کرتا ہے۔ اور شوجی بن کر اس کا سنگھار کرتا ہے۔ شریمد بھگوت گیتا کے دسویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے کھلم کھلا کہا ہے کہ سارے برہمانڈ میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ سب کچھ وہ آپ ہی ہے۔ اور سب کچھ وستار پوروک بتانے کے بعد انت میں صاف کہہ دیا ہے۔

شلوک 39۔ ہے ارجن! سب لوگوں کی پیدائش کا کارن میں ہی ہوں۔ جاندار یا بے جان کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس میں میں نہیں ہوں۔

شلوک 41۔ سارے سنسار میں جو کچھ بھی شاندار، سندر اور بلوان نظر آتا ہے اس کو تو میرے ہی تیج کے ایک انگ سے پیدا ہوا جان۔

شلوک 42۔ پر ہے ارجن۔ یہ سب کچھ جان کر بھی تجھے کیا لابھ ہوگا۔ اس سارے برہمانڈ کو میں ہی اپنے ایک انش سے دھارن کر رہا ہوں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک دیوی دیوتا کے اندر بھگوان کی شکتی ہی کام کر رہی ہے۔ اور جو لوگ مورتی پوجا کرتے ہیں وہ ناستک نہیں۔ وہ پتھر کی مورتی کی پوجا نہیں کرتے بلکہ اسی

نراکار بھگوان کو ہی پوجتے ہیں۔ جس کو وہ مورتی ظاہر کرتی ہے ایک سادھارن پرش کے لئے مورتی پوجا سیڑھی کا کام دیتی ہے جس کے دوارا وہ دھیرے دھیرے آتم گیان کو پراپت کر سکتا ہے۔ چھوٹی جماعت کے بچوں کو ہر چیز کی تصویر دکھا کر اُس کے بارے میں پوری جانکاری دی جاتی ہے۔ لیکن بعد میں اُس کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہی حال مورتی پوجا کا ہے۔ شروع شروع میں بھگوان کے پرتی شردھا اور وشواس پیدا کرنے کے لیے یہ بہت لابھدائک سادھن ہے۔ پر پورن گیان ہو جانے پر اِس کی ضرورت نہیں رہتی پورن گیان ہو جانے پر گیانی پرش کو کن کن میں بھگوان کے درشن ہوتے ہیں۔ اور بھگوان کے سوائے اُس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اِس حالت پر پہنچ کر اُس کو مورتی پوجا کی کچھ ضرورت نہیں رہتی اور نہ ہی اُس کو مندر یا مسجد جانے کی ضرورت رہتی ہے۔ جیسے کہ ایک کوی نے کہا ہے۔

میری گیان کی آنکھ تھی بند جب تک
میں ایشور کے درشن کو جاتا تھا مندر
پر اب کس لئے جاؤں مندر میں تارق
میں پاؤں جب ایشور کو کن کن کے اندر

جس طرح ہم سیڑھی کا سہارا لیکر مکان کی چھت پر آسانی سے چڑھ جاتے ہیں اُسی طرح ایک سادھارن پرش کے لیے شروع شروع میں مورتی پوجا لابھدائک ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان کرشن نے دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے بارے

میں صاف کہا ہے کہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا بھی اصل میں نِراکار بھگوان کی ہی پوجا ہے - پر نِراکار برہم کی پوجا کرنے والوں کو زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ایک سادھارن پُرش جنم جنمانتر کے بعد ہی یہ سمجھنے لگتا ہے کہ سارے برہمانڈ میں ایک نِراکار برہم ہی برہم سمایا ہُوا ہے - اور اس کے بنا اور دُوسری کوئی ہستی نہیں - لیجئے بھگوان کرشن کے وچار اُن کے دوارا ہی سُن لیجئے - شریمد بھگوت گیتا کے ساتویں ادھیائے میں اُنہوں نے ارجن کو یہ اُپدیش دیا تھا -

شلوک ۱۹ - بہت جنموں کے بعد گیانی پُرش یہ سمجھ کر میری پوجا کرتا ہے کہ یہ سب کچھ میں واسودیو ہی ہوں۔ پر ایسے مہاتما کا ملنا بہت مشکل ہے -

شلوک 20 - اپنے سبھاؤ کے کارن الگ الگ بھوگوں کی اِچھا رکھنے کی وجہ سے گیان سے بھرشٹ ہوئے ہوئے لوگ الگ الگ نیموں کا پالن کرتے ہوئے دُوسرے اور دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں -

شلوک ۲۱ - جو جو بھگت جس جس دیوتا کے سروپ کی پوجا شردھا سے کرتا ہے اُس اُس بھگت کی شردھا میں اُس اُس دیوتا میں ہی پکی کر دیتا ہوں -

شلوک 22 - اُس شردھا کو پا کر وہ پُرش اُسی دیوتا کی پوجا کرتا رہتا ہے اور اُسی دیوتا سے میرے دوارا نیت کئے گئے بھوگوں کو پا لیتا ہے -

شلوک 23 - پر تھوڑی بدھی والے اُن لوگوں کا وہ پھل ناشوان

ہوتا ہے - کیونکہ دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے لوگ دیوتاؤں میں جا ملتے ہیں - اور میرے بھگت مجھ میں مل جاتے ہیں -

آگے چل کر بارھویں ادھیائے میں بھگوان نے پھر کہا ہے -

شلوک 3 - 4 - جو پرش اندریوں کو اچھی طرح سے بس میں کرکے اس نراکار برہم کی پوجا کرتے ہیں - جو من اور بدھی سے پرے ہے سروویاپک ہے - بیان سے باہر ہے اور کبھی چلایمان نہیں ہوتا - سب کی بھلائی میں لگے ہوئے اور سب کو ایک سا سمجھتے ہوئے وہ لوگ مجھ کو ہی پا لیتے ہیں -

شلوک 5 - پر نراکار برہم میں دل لگانے والے اُن لوگوں کو بہت زیادہ کشٹ اُٹھانا پڑتا ہے - کیونکہ شریر دھاری لوگوں کے لئے نراکار برہم کے سروپ کو سمجھنا بہت مشکل ہے -

بھگوان کرشن کے مکھاربند سے نکلے ہوئے یہ شلوک پڑھ کر صاف پتہ چلتا ہے کہ دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے لوگوں کو بے شک اس بات کا گیان نہ ہو کہ وہ اُن کی پوجا کرتے ہوئے بھی اصل میں نراکار برہم کو ہی پوجتے ہیں - پر یہ بات ہے سو فیصدی ٹھیک - اس لئے جو لوگ مورتی پوجا کی نندا کرتے ہوئے الزام لگاتے ہیں کہ نادان لوگ پتھروں کی پوجا کرتے ہیں - وہ کسی طرح بھی یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے - سادھارن لوگوں کے لئے نراکار برہم کو سمجھنا آسان نہیں - اس لئے اگر وہ شروع میں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کر بھی لیں تو کوئی ہرج نہیں -

کہتے ہیں ایک بار سوامی وویکانند جی کسی راجہ کے مہمان تھے -

باتوں باتوں میں مورتی پوجا کا ذکر آیا تو سوامی جی نے راجہ کو سمجھایا۔ کہ جو لوگ بھگوان کی مورتی بنا کر اُس کی پوجا کرتے ہیں وہ اصل میں بھگوان ہی کی پوجا کرتے ہیں۔ پتھر کی نہیں۔ لیکن راجہ کی تسلی نہ ہوئی اور وہ کہنے لگا۔ "سوامی جی۔ اگر یہ بات ہوتی تو کسی کے مورتی کو ٹھوکر مارنے پر یا اس کو توڑ دینے پر مورتی پوجا کرنے والوں کو غصہ کیوں آتا ہے۔" اتنے میں راجہ کا ایک منتری وہاں آ گیا اور سوامی جی نے اُس کو کہا کہ وہ دیوار پر سے راجہ صاحب والی تصویر اُتار کر لے آئے۔ جب وزیر نے تصویر اُتار کر سوامی جی کو دکھائی تو سوامی جی نے کہا۔" وزیر صاحب۔ اس تصویر کو نیچے رکھ کر اس کو اپنے پاؤں سے توڑ ڈالئے۔" وزیر نے جواب دیا "سوامی جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں راجہ صاحب کی تصویر کو پاؤں سے کیسے ٹھوکر مار سکتا ہوں۔ مجھے تو اس کی پوجا کرتی چاہیئے۔" یہ سنکر سوامی جی نے راجہ کو کہا۔" راجہ صاحب دیکھا آپ نے۔ وزیر صاحب آپ کی تصویر کو ٹھوکر نہیں مار سکتے۔ کیونکہ اُن کے دل میں آپ کی عزت ہے۔ اس کاغذ یا شیشے کی نہیں۔ یہی حال اُن لوگوں کا ہے۔ جو بھگوان کی مورتی بنا کر اُس کی پوجا کرتے ہیں جس کو وہ مورتی ظاہر کرتی ہے۔" راجہ یہ سنکر خوش ہو گیا۔ اور اس کے دل میں مورتی پوجا کے خلاف جو بھاو تھا وہ سب جاتا رہا۔

بھگوان کی ہستی

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم بھگوان کو دیکھ

نہیں سکتے تو اُن کی ہستی پر وشواس کیسے کریں۔ اس وشے پر کچھ روشنی ڈالنے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ پیارے۔ بھگوان کی ہستی میں شک کرنا بھول ہی نہیں بلکہ مہا پاپ ہے۔ اگر کوئی بچہ جس نے الگ رہنے کے کارن یا اپنے پتا کی موت ہو جانے کے کارن اپنے پتا کو نہیں دیکھ پایا، اپنے پتا کی ہستی میں شک کرنے لگے تو آپ کیا کہیں گے۔ بھگوان ہم سب کا پرم پتا ہے۔ اُسی نے اس برہمانڈ کو رچا ہے اور اسی نے سب جیوں کو پیدا کیا ہے۔ پھر اس کی ہستی میں شک کرنا مورکھتا نہیں تو اور کیا ہے؟ پہلے تو یہ کہنا ہی غلط ہے بھگوان کو کسی نے دیکھا نہیں۔ ہمارے گرنتھوں میں تو ایک نہیں ہزاروں ایسے لوگوں کی مثالیں موجود ہیں۔ جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں بھگوان کے ساکشات درشن کئے ہیں۔ بھگت نام دیو، گوسائیں تلسی داس راج رانی میراں بائی۔ سورداس۔ دھنا جٹ اور دھرو بھگت کی کہانیاں تو آپ نے بھی سُنی ہونگی۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بتا چکا ہوں پرم ہنس رام کرشن جی نے اپنے جیون میں جو انوبھو کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اور ان کو گزرے زیادہ دیر بھی نہیں ہوئی۔ آپ سوامی ویویکانند جی کے گورو تھے۔ اور اپنی جیون کتھا میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر بھگت کے دل میں پورن شردھا ہو تو بھگوان اسی کو اسی روپ میں درشن دے دیتے ہیں۔ جو روپ اس بھگت کے من میں بسا ہوا ہو۔ چنانچہ جب انہوں نے گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ کیا تو ان کو بھگوان کے درشن گورو نانک دیو جی کی

شکل میں ہوئے۔ جب انہوں نے قرآن شریف کا پاٹھ کیا تو بھگوان
نے ان کو حضرت محمد صاحب کی شکل میں درشن دیئے۔ اور جب
انہوں نے عیسائیوں کی دھارمک کتاب بائیبل کا شردھا سے پاٹھ
کیا تو انہوں نے بھگوان کے درشن حضرت یسوع مسیح کی شکل میں پائے۔

لیکن اگر کچھ دیر کے لئے مان بھی لیا جائے کہ کسی نے بھگوان
کو آنکھوں سے نہیں دیکھا پھر بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بھگوان
کی کوئی ہستی نہیں۔ جیسے میں نے شروع میں آپ کو بتایا تھا کہ دودھ
میں مکھن ہمیشہ موجود ہوتا ہے پر ہم کو نظر نہیں آتا۔ کیا آپ
اس وجہ سے مکھن کی ہستی سے انکار کر سکتے ہیں؟ اسی طرح
برف میں اور اولوں میں پانی ہر وقت موجود ہوتا ہے پر ہم اس کو نہیں
دیکھ سکتے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ برف اور اولوں میں پانی
نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں آپ بجلی کی مثال بھی لے سکتے ہیں۔ بجلی کی
دھارا کو آنکھوں سے کسی نے دیکھا ہے؟ پر اس کی ہستی سے کوئی
انکار نہیں کر سکتا۔ بجلی کی شکتی جو کام کرتی ہے اس میں ہمیں
یقین کرنا پڑتا ہے کہ گو ہم کو وہ نظر نہیں آتی۔ پر بجلی کی ہستی
ضرور ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم اپنی مورکھتا یا اگیان کی وجہ سے
بھگوان کی ہستی میں شک کرتے ہیں ورنہ اس سارے برہمانڈ میں ہم
کو جو کچھ نظر آتا ہے اس کی اپنی کوئی ہستی نہیں۔ اگر کوئی ہستی
ہے تو صرف بھگوان کی ہے۔ "سروم ادم برہم" کا ارتھ یہی ہے
کہ یہ سب برہمانڈ برہم ہی برہم ہے۔ جس طرح اندھیرے میں پڑی ہوئی

رسّی کو ہم کبھی کبھی سانپ سمجھ لیتے ہیں اور جب تک روشنی نہ ہو اُسے سانپ ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ اگرچہ تینوں کال میں رسّی رسّی ہی تھی اور سانپ کا نام ونشان کبھی نہ تھا۔ یہی حال اِس برہمانڈ کا ہے تینوں کال میں اس کی اپنی کوئی ہستی نہیں۔ اگیان کے اندھیرے کے کارن ہی ہم اسے کچھ کا کچھ سمجھ رہے ہیں۔ گیان کا پرکاش ہونے پر ہمیں صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ برہمانڈ اصل میں رسّی والے سانپ کی طرح متھیا یا فرضی ہے۔ یہ نہ کبھی تھا۔ نہ اِس وقت ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ کن کن کے اندر ایک برہم ہی برہم سمایا ہوا ہے اور اُس کے سوائے اور کچھ ہرگز نہیں۔ اِس سلسلے میں میں آپ کے سامنے گوسائیں تلسی داس جی کے وچار رکھتا ہوں۔ اُنھوں نے رام چرت مانس میں فرمایا ہے۔

رجت سیپ مانہہ بھاس جمی — یتھا بھانو کر باری
یدپی مرشا تہوں کال ماہیں — بھرم نہ سکے کوؤ ٹاری
یہی ودھی جگ ہری آشرت رہئی — یدپی استیہ دیت دکھ رہئی
جیوں سپن سر کاٹے کوئی — بن جاگے دکھ دور نہ ہوئی
جاسو کرپا اس بھرم مٹ جائی — گریجا سوئی کرپال رگھورائی
آدی انت کوؤ جاسو نہ پاوا — متی انومان نگم اس گاوا

جیسے سیپ میں چاندی اور سورج کی کرنوں میں کبھی کبھی جل دکھائی دیتا ہے۔ اور تینوں کال میں چاندی اور جل کے ہونے کا صرف بھرم ہی ہوتا ہے۔ پر اُس بھرم کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ سب جگت بھگوان کی ہستی کے کارن ہی نظر آرہا ہے۔ اور اگرچہ

اِس کی اپنی کوئی ہستی نہیں پھر بھی یہیں دُکھ دیتا رہتا ہے۔ سپنے میں اگر کوئی کسی کا سر کاٹ دے تو جاگنے بنا اُس کا دُکھ دُور نہیں ہوتا جس کی کرپا سے یہ بھرم دُور ہوتا ہے اور وہ دیا کے بھنڈار بھگوان رام ہیں اور اُن کا آدی اور انت کوئی نہیں پا سکتا۔

بھیتا انیکن بھیس دھری نرتیہ کرت نٹ کوئی
جوئی جوئی بھاو دکھاوئی آپن ہوئے نہ سوئی

اَسی رگھوپتی لیلا اُرگاری　　　دنج وِموہن جن سکھ کاری
جے متی ملِن وِشے بس کامی　　　پربھو پر موہ دھریں اِمی سوامی

جیسے کوئی بازیگر نانا پرکار کے بھیس بنا کر ناچ کرتا ہے۔ پر جو جو بھاو وہ دِکھاتا ہے وہ آپ نہیں بن جاتا۔ بھگوان کی لیلا بھی ایسی ہی ہے۔ جو راکشس برتی والے لوگوں کو موہ میں ڈال دیتی ہے اور بھگتوں کو سکھ دینے والی ہے۔ جن کی بدھی خراب ہے۔ جو وِشے بھوگوں میں پڑے رہتے ہیں اور کام کے بس میں رہتے ہیں۔ وہ لوگ ہی بھگوان کی ہستی میں شک کرتے ہیں۔

نین دوش جا کہوں جب ہوئی　　　پیت ورن کہہ سستی کہوں سوئی
جب کاہی دِشی بھرم ہوئے کھگیشا　　　سو کہہ پچھم اُگیو دِنیشا
نو کا رُوڑھ چلت جگ دیکھا　　　اچل موہ بس آپُو ہی لیکھا
بالک بھرمیں نہ بھرمیں گرہ آدی　　　کہیں پرسپر مِتھیا وادی

جب کسی کو آنکھ کا دوش (یرکان) ہو جاتا ہے۔ وہ چندرما کو پیلا کہنے لگتا ہے اور کسی کو دِشا کا بھرم ہو جاتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ سورج پچھم سے نکلتا ہے۔ کشتی میں بیٹھا ہوا پُرش اگر

کے کارن سمجھنے لگتا ہے کہ سارا سنسار چل رہا ہے۔ اور وہ ایک جگہ ٹھہرا ہوا ہے۔ ایسے ہی بچوں کے گھومنے پہ گھر نہیں گھومتے پر اگیان کے کارن بچے آپس میں کہنے لگتے ہیں۔ کہ گھر گھوم رہے ہیں۔ ان کو سچائی کا کچھ گیان نہیں ہوتا۔

ہری ورشیک اسی موہ بھنگا سپنے ہو نہیں اگیان پر سنگا

بھگوان کے بارے میں بھی ایسے ہی موہ ہو جاتا ہے۔ پر بھگوان کو تو سپنے میں بھی اگیان نہیں ہو سکتا۔

مایا بس متی مند ابھاگی ہردے جمنکا بہو ودھی لاگی
تے شٹھ ہٹھ بس سنشے کرہیں رنج اگیان رام پر دھرہیں

مورکھ اور بدقسمت لوگ ہی جن کے ہردے میں بہت پردہ کی مایا کا پردہ پڑا ہوا ہے مایا کے بس ہو کر ہٹھ کر کے وہم کرتے رہتے ہیں اور اپنا اگیان بھگوان پہ لگا دیتے ہیں۔

کام کرودھ مد لوبھ رت گرہ آسکت دکھ روپ
تے کمی جانہیں رگھوپتی ہی موڑھ پڑے تم کوپ

کام کرودھ ابھیمان اور لوبھ میں پھنسے ہوئے دکھ روپی گرہ کے بس میں آئے ہوئے اور اگیان کے کنوئیں میں پڑے ہوئے وہ لوگ بھگوان کو کیسے سمجھ سکتے ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ بھگوان جو اچنتا اور اہناشی ہے اس کی شکتی میں شک کرنا پہلے درجے کی مورکھتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹی چیز کا بنانے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا ہے۔ ہم گھڑی کو دیکھ کر گھڑی ساز کی ہستی میں پورا وشواس کر لیتے ہیں۔ پھر یہ اتنا اتھاہ برہمانڈ جو

کروڑوں سال سے چل رہا ہے - اپنے آپ کیسے بن سکتا ہے - جس کی شکتی سے یہ برہمانڈ بار بار بنتا ہے اور پھر نشٹ ہوتا ہے - اُس کو بھگوان کہا جاتا ہے - اُس کی ہستی میں شک کرنے والے لوگوں کی اپنی بدھی میں ہی نقص رہا ہوتا ہے -

پوجا کا لابھ

جگیاسُو - مہاراج میری ایک اور شنکا ہے اُس کو بھی دُور کرنے کی کرپا کیجیئے - اگر ہم نے کرم کا پھل ضرور بھوگنا ہے تو بھگوان کی پُوجا کا کیا لابھ ہے ؟

مہاتما جی - بیٹا - یہ شنکا آپ کے ہی من میں نہیں بلکہ کبھی نہ کبھی سب کے من میں اُٹھتی ہے - اِس سنسار میں دو قسم کے جیو ہیں - اِنسان اور پشو پکشی یا کیڑے مکوڑے وغیرہ - اِنسان کے علاوہ باقی سب بھوگ یونیاں ہیں - صرف اِنسان ہی کرم کرنے میں آزاد ہے - اِس لیئے وہ جو کرم بھی کرتا ہے اُس کا پھل اُسی کو ضرور بھوگنا پڑتا ہے - چاہے وہ اِس جنم میں بھوگ لے یا کسی اور جنم میں - کرم کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے (1) پراربدھ کرم (2) سنچت کرم اور (3) آگامی کرم - یہ ضروری نہیں کہ سب کرموں کا پھل ہم اگلے ہی جنم میں بھوگ لیں - کچھ کرموں کا پھل تو اُسی جیون میں مل جاتا ہے - جیسا وہ کیا جائے اور کچھ کرموں کا پھل کسی بعد کے جنم میں بھگتنا پڑتا ہے - جو کرم ہم کسی پہلے جنم میں کر چکے ہیں اور جن کا پھل ہم نے اِس جنم میں بھوگنا

ہے اُسی کو پراربدھ کا نام دیا جاتا ہے۔ سنچیت کرم وہ ہے جو ہم کسی پچھلے جنم میں کر چکے ہیں اور جن کا پھل ہم نے ابھی بھوگنا ہے کیونکہ ایسی طرح جو کرم ہم نے کسی پچھلے جنم میں کئے ہوں یا اسی جنم میں کر رہے ہیں۔ جن کا پھل ہم کو ابھی تک نہیں ملا۔ اُن کے سمُوہ کو آگامی کرم کہتے ہیں۔ یہاں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ پراربدھ کا پھل تو گیانیوں اور دوسرے مہاپُرشوں کو بھی بھوگنا پڑتا ہے۔ پر جو سنچیت اور آگامی کرم ہیں اُن کو ہم کرم یوگ بھگتی یوگ یا گیان یوگ دوارا نشٹ کر سکتے ہیں۔ جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سب کرم پورن گیان کی اگنی میں جل کر بھسم ہو جاتے ہیں۔ جب انسان کو گیان ہو جاتا ہے کہ اُس کی اپنی الگ کوئی ہستی نہیں اور وہ اصل میں پرماتما کا ہی انش ہے اُس کے سب سنچیت کرم اور آگامی کرم جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اسی طرح جب کوئی انسان اپنے سب کرم پھل کی اچھا کو تیاگ کر دیتا ہے اور ان کو شردھا سے بھگوان کے ارپن کر دیتا ہے دیا کے بھنڈار پرم پتا پرماتما اُس کے سب کرموں کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لیتے ہیں۔ اور ان کو کرم کے بندھن سے آزاد کر دیتے ہیں۔ اگر آپ اس بات کا کوئی پرمان چاہتے ہیں تو شریمد بھگوت گیتا کے چوتھے ادھیائے میں یہ شلوک دھیان سے سُنیئے۔

شلوک 37۔ ہے ارجن۔ جیسے جلتی ہوئی آگ سب ایندھن کو راکھ کر دیتی ہے۔ ویسے ہی گیان کی اگنی سب کرموں کو بھسم کر دیتی ہے۔

شلوک 41۔ جو پُرش یوگ کے ابھیاس دوارا سب کرموں کو پرماتما کے ارپن کر چکا ہے۔ جس کے سب بھرم گیان دوارا نشٹ ہو چکے ہیں۔

اور جس کو آتما کا پورن گیان ہو چکا ہے اُس کو کرم کسی بندھن میں نہیں ڈال سکتے۔

پھر نویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے فرمایا ہے۔

شلوک 27 - ہے ارجن۔ تو جو کام کرتا ہے۔ جو کچھ کھاتا ہے۔ جو دان دیتا ہے اور جو تپ کرتا ہے وہ سب میرے ارپن کر دے

شلوک 28 - اس پرکار سنیاس یوگ کا ابھیاس کرتا ہوا تو اچھے اور بُرے پھل دینے والے سب کرموں کے بندھن سے چھوٹ جائے گا اور اُن سے چھوٹ کر مجھ میں آ ملے گا۔

اسی طرح اٹھارہویں ادھیائے کے شلوک (66) میں تو بھگوان کرشن نے ارجن کو صاف شبدوں میں کہہ دیا ہے۔ "ہے ارجن! سب دھرموں کو چھوڑ کر تو صرف میری شرن میں آجا۔ فکر مت کر میں تجھ کو سب کرموں سے چھٹکارا دلا دوں گا۔"

اب تو آپ کو تسلی ہو گئی ہوگی کہ اگرچہ سادھارن طور پر ہم کو سب کرموں کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے پھر بھی کرم یوگ بھگتی یوگ۔ یا گیان یوگ کا سہارا لیکر ہم کرم کے بندھن سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا میں بھی اگر کوئی ملکی قانون کے خلاف کوئی جرم کرتا ہے تو اُس کو قانون کے انوسار ضرور سزا دی جاتی ہے۔ اور عام طور پر جتنی دیر کی سزا اُس کو دی جاتی ہے اتنی دیر اُس کو جیل میں ضرور رہنا پڑتا ہے۔ لیکن اگر کوئی قیدی جیل میں رہتا ہوا اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کرتا ہے اور مہاراجہ کی سیوا میں Mercy یا رحم کی درخواست کر دیتا ہے۔ تو راجہ

اُس کی سزا بھی کم کر سکتا ہے اور اُس کو جیل سے رہا بھی کروا سکتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ پرماتما کو جو سب سے اونچی عدالت ہے کرم یوگ - بھگتی یوگ یا گیان یوگ دوارا خوش کر سکتے ہیں وہ اُن کو کرم کے چکر سے مخصوص رہائی دلوا سکتا ہے۔ بھگوان کے اس خاص اختیار کو رحمت یا مہر کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک کوی نے کہا ہے۔

ملے پاپ کا پھل تو سب کو ہی عادت
دیا در گزر کر دے ممکن ہے پھر بھی
ہے جاری سدا اُس کی رحمت کی بارش
ہے اندھے نظر وہ نہیں جن کو آتی

پرماتما کی مہر کی تو ایک نظر بھی پاپی سے پاپی انسان کو دھرماتما بنا دیتی ہے۔ اور اُس کو آواگون کے چکر سے رہائی دلا دیتی ہے۔ جپ جی صاحب کی چوتھی پوڑی میں کہا گیا ہے۔

کرمی آوے کپڑا ندری موکھ دوار
نانک ایویں جانیئے سب آپے سچیار

ارتھ - کرموں سے ہم کو منشیہ کا جنم ملتا ہے۔ پر بھگوان کی مہر کی نظر سے ہم کو موکش مل جاتا ہے۔ گورو نانک دیو جی کہتے ہیں کہ ہمیں یوں سمجھنا چاہئے کہ بھگوان آپ ہی پورن ست ہے۔

آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جو کرم بھی کرتے ہیں وہ یا تو سوارتھ کے لئے ہوتے ہیں یا پرمارتھ کے لئے۔ سوارتھ کے کرم وہ ہیں جو ہم اپنے لئے یا اپنے پریوار کے لئے کرتے ہیں۔ اور پرمارتھ کے کرم وہ ہیں جو ہم دوسروں کی بھلائی کے لئے کرتے

ہیں۔ ہمارے شاستر صاف بتا رہے ہیں کہ پروپکار یا دُوسروں کی بھلائی کرنے کے برابر دُوسرا کوئی دھرم نہیں اور دُوسروں کو دُکھ پہنچانے کے برابر کوئی پاپ نہیں۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ پھل کی اچھا کو چھوڑ کو ہم ہمیشہ دُوسرے لوگوں کی نشکام سیوا کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ اور ہم جو کرم بھی کریں اس میں خودی کا خیال نہ رکھتے ہوئے اُس کو بھگوان کے ارپن کر دیں۔ ایسا کرنے سے پرم پتا پرماتما ہم پر ضرور اپنی مہر کریں گے۔ اور ہم کو کرم کے بندھن سے رہائی دلوا دیں گے۔ پرماتما کو خوش کرنے کا سب سے آسان گر یہی ہے کہ دوسرے لوگوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہوئے اُن کی بھلائی کرنے سے کبھی جی نہ چرائیں۔ اگر بھائیوں کا آپس میں پریم ہو تو باپ کو ضرور خوشی ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگر ہم سب مل جُل کر رہیں اور آپس میں پریم کریں تو پرماتما جو ہم سب کا پتا ہے ہمیشہ خوش ہوتا ہے۔ ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ہیں اولاد ہم ایک بھگوان کی گر
تو آپس میں ہم سب ہوئے بھائی بھائی
اگر تُو نے کرنا ہے بھگوان کو خوش
تو عادت کئے جا تُو سب کی بھلائی

من کا وشی کرن

جگیاسو۔ مہاتما جی! ہمارا من بڑا چنچل ہے اور ہمیں بھگوان

کی پوجا نہیں کرنے دیتا - اس کو بس کرنے کا کوئی اُپائے بتانے کی
کرپا کریں -

مہاتما جی - میں آپ کے ساتھ پوری طرح سہمت ہوں - ہمارا
من سچ مچ بہت چنچل ہے - جو سوال آج آپ نے پوچھا ہے یہی سوال
ایک بار ارجن نے بھی بھگوان کرشن سے پوچھا تھا - جس کے جواب
میں بھگوان کرشن نے کہا تھا -

"ہے ارجن - یہ من بے شک چنچل ہے پھر بھی ابھیاس اور ویراگ
دوارا اس کو بس میں کیا جا سکتا ہے -" آئیے ہم سمجھنے کی کوشش
کریں کہ ابھیاس اور ویراگ کا مطلب کیا ہے -

"ابھیاس" کا مطلب ہے کسی کام کو بار بار کرنا جس کو انگریزی
میں Practice کہتے ہیں - بازیگر اور سرکس کے کھلاڑی ابھیاس
کے دوارا ہی ایسے ایسے مشکل کھیل کر دکھاتے ہیں - جن کو دیکھ کر عقل
دنگ رہ جاتی ہے - ابھیاس کے دوارا ہی راگ ودیا کے ماہر، جنگلی
جانوروں کو اپنے بس میں کر لیتے ہیں - اور ابھیاس کے دوارا ہی یوگی
لوگ طرح طرح کی سدھیاں حاصل کر لیتے ہیں - جن کو چمتکار کا نام
دیا جاتا ہے - اس لئے اگر ہم لگاتار ہر وقت من کو بس میں کرنے
کی کوشش کرتے رہیں گے اور اس کو وشے بھوگوں کی طرف جانے
سے روکتے رہیں گے تو ایک دن وہ ضرور قابو میں آ جائے گا -

"ویراگ" کا مطلب ہے موہ یا Attachment کا نہ
ہونا ہمارے دُکھ کا سب سے بڑا کارن یہ ہے کہ ہمیں دُنیا کی ہر چیز
سے بے حد موہ یا لگاؤ ہے - جب بھی کوئی چیز ہم سے الگ ہوتی ہے

تو ہم دُکھی ہو جاتے ہیں - آدرش بات تو یہ ہے کہ پرماتما نے جو کچھ ہم کو دیا ہے ہم اس کا اُچت ڈھنگ سے بے شک پریوگ کرتے رہیں لیکن اس کے ساتھ اتنا لگاؤ نہ بنالیں کہ اگر وہ گم ہو جائے یا کسی طرح سے نشٹ ہو جائے تو ہم گھبرا کر اداس ہو جائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم ایسی عادت بنالیں کہ کسی بھی چیز سے ہم کو لگاؤ نہ رہے اور جو کچھ مل جائے ہم اس میں ہی خوش رہیں۔ اس طرح کرنے سے دھیرے دھیرے من میں ویراگ پیدا ہو جائے گا اور من ادھر ادھر جانا چھوڑ دے گا۔

اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب کوئی بچہ کسی چیز کے لئے ضد کر رہا ہو تو اس کو منانے کے دو ہی طریقے ہیں - یا تو اس کو وہ چیز دے دی جائے جو وہ مانگ رہا ہے یا اس کو کوئی ایسی کہانی وغیرہ سنائی جائے جس کو سنتے ہی وہ اتنا مست ہو جائے کہ اس کو دوسری چیز کی یاد ہی نہ رہے - من کو بس کرنے کے بھی یہی دو طریقے ہیں - یا تو اس کی اچھا کو پورا کر دیا جائے یا اسے کسی دوسرے کام میں مصروف کر دیا جائے - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ من کی ہر اچھا کو پورا کرنا ممکن نہیں - ایک اچھا پوری کر دی جائے تو دوسری آموجود ہوتی ہے - اور من کو کبھی شانتی نہیں ملتی - اس لئے بہتر یہی ہے کہ من کو خالی نہ بیٹھنے دیا جائے - ہمارا من بندر کی طرح چنچل ہے - اور ایک لمحہ کے لئے بھی نچلا نہیں بیٹھ سکتا - اس لئے ہمیں چاہیئے کہ اسے کسی نہ کسی اچھے کام میں لگائے رکھیں - تاکہ اس کو بری طرف جانے کا موقعہ ہی نہ ملے - انگریزی کی کہاوت ہے -

"An emty mind is the worship of Devil" جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا من بیکار ہو تو اس میں دشٹ وچار پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں من کو بس کرنے کا ایک آسان اُپائے یہی ہے کہ اُسے کبھی بیکار نہ رہنے دیا جائے۔ اگر آپ من کو اچھے وچاروں میں مصروف رکھیں گے تو بُرے وچاروں کے لئے اُس کے پاس وقت ہی نہ ہوگا۔ من کو مصروف رکھنے کا سب سے اُتم نسخہ یہ ہے کہ اُس کو بھگوان کے نام کے سمرن کی عادت ڈال دی جائے۔ ایک کوی نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

اگر من کو قابو میں رکھنا ہے عادت
نہ خالی اسے بیٹھنے دو کبھی بھی
جو سمرن کی عادت اسے ڈال دوگے
تو سیدھا یہ ہو جائے گا آپ خود ہی

من کو بس کرنے کا دوسرا اُپائے ہے ست سنگ۔ مہا پرشوں کی سنگت سے ہمارے من کو ہمیشہ شانتی ملتی ہے اور بُرے وچار دور بھاگ جاتے ہیں۔ اگر ہم ست سنگ کو اپنے جیون کا آدرش بنا لیں تو دھیرے دھیرے ہمارے من میں شانتی آنی شروع ہو جائیگی اچھے گرنتھوں کا مطالعہ کرنا بھی ایک طرح کا ست سنگ ہی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر روز مطالعہ کرنا چاہیئے۔ رامائن۔ مہابھارت یوگ وشسٹھ۔ سکھمنی صاحب اور جپ جی صاحب وغیرہ مطالعہ کے لئے انمول گرنتھ ہیں۔

من کو بس کرنے کا تیسرا اُپائے بھگوان کے نام کا یا اُس کے

گنوں کا کیرتن کرنا ہے۔ کیرتن گھر میں بیٹھ کر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ سنگ مندر وغیرہ میں جا کر بھی ہو سکتا ہے۔ جس کو سنکیرتن کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر ہم بار بار بھگوان کے گنوں کا گان کریں گے تو ایک نہ ایک دن ہم اُن گنوں کو عزور اپنے اندر گرہن کرنے لگیں گے۔ اور ہمارے من کو شانتی ملنی شروع ہو جائے گی۔

ایک اور اُپائے جس سے من کو شانتی مل سکتی ہے وہ پرانایام ہے۔ پرانایام کا من کے ساتھ بہت گہرا سمبندھ ہے۔ اور پرانایام کے ساتھ ساتھ اگر ہم "اوم" یا کسی اور منتر کا جاپ بھی کرتے رہیں تو سونے پہ سہاگے کا کام ہو جاتا ہے۔ مگر پرانایام کا پورا لابھ اُٹھانے کے لئے برہمچریہ کا پالن کرنا ضروری ہے۔ کامی پُرش کے من کو کبھی شانتی نہیں ملتی۔ اگر ہم اندریوں پہ قابو پا سکیں گے تو من دھیرے دھیرے آپ ہی بس میں ہو جائیگا۔

من کو بس کرنے کا پانچواں اُپائے یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ساتوک بھوجن کھائیں۔ ہم جو خوراک کھاتے ہیں اس کا سمبندھ ہمارے من کے ساتھ بہت گہرا ہے۔ اس لئے ہم کو شراب۔ گوشت۔ انڈے اور سگریٹ وغیرہ سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے ساتوک بھوجن کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ جس میں دودھ دہی۔ مکھن سبزیاں شہد اور خشک میوے بھی شامل ہیں۔ یہ تو آپ نے سُنا ہی ہو گا جیسا اَن ویسا من۔"

گنگا سنگھ۔ باباجی۔ آپ نے من کو بس کرنے کے جو اُپائے بتائے

ہیں - یہ سب ٹھیک ہے - اِن کے علاوہ کیا کوئی اور آسان ڈھنگ بھی ہے کہ نہیں -

نہاتما جی - بیٹا - ہے تو سہی پر اُس کے لئے کافی ابھیاس کی ضرورت ہے - اُس ڈھنگ کو "ہونگسا" نام دیا جاتا ہے - یوں تو ہم ہر وقت سانس لیتے رہتے ہیں - پر سانس کی گتی کو محسوس نہیں کرتے - ہونگسا کے ابھیاس سے سانس کا اندر اور باہر جانا صاف محسوس ہونے لگتا ہے اور دھیرے دھیرے سانس ہمارے بس میں ہو جاتا ہے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا من شانت ہو جاتا ہے - جس طرح ہم چور کو پکڑ نہیں سکتے جب تک ہم اُس کو دیکھ نہ پائیں - اُسی طرح جب تک ہم اپنے سانس کو اندر اور باہر جاتے محسوس نہ کرنے لگیں اُس پر قابو پانا مشکل ہے - ہونگسا کے ابھیاس کا طریقہ یہ ہے -

پدم آسن لگا کر آرام سے بیٹھ جائیے یا آرام سے لیٹ جائیے - اپنی آنکھوں کو بند کر لیجئے اور یہ محسوس کرنے کی کوشش کریئے کہ سانس کب اندر جاتا ہے اور کب باہر جاتا ہے - اپنے ہاتھ کو ناک کے نتھنوں کے پاس لیجانے سے آپ کو جھٹ پٹ پتہ لگ جائے گا کہ سانس کب اندر جاتا ہے اور کب باہر - جب سانس اندر کی طرف جائے تو من ہی من میں "ہونگ" شبد کا اُچارن کریں - اور جب سانس باہر جائے تو "سا" شبد کا اُچارن کریں - اگر آپ دن میں دو بار پانچ یا دس منٹ کے لئے "ہونگسا" کا ابھیاس کرینگے تو کچھ دن کے اندر ہی آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ سانس کی گتی پر

نظر دکھنے سے آپ کا سانس کچھ دیر کے لئے اندر رُکنا شروع ہو جائے گا اور دھیرے دھیرے آپ اپنی مرضی سے سانس کو جتنی دیر کے لئے چاہیں اندر روک سکیں گے۔ جب سانس رُک جاتا ہے تو من اپنے آپ اِدھر اُدھر گھومنا بند کر دیتا ہے اور ایک دم بس میں ہو جاتا ہے۔

"سو ہنگ" کے علاوہ من کو بس میں کرنے کا ایک اور آسان ڈھنگ یہ ہے۔ کہ آپ پدم آسن لگا کر بیٹھ جایئے اور اپنی آنکھوں کو بند کر کے من کو ہردے کمل پہ جمانے کی کوشش کریں۔ پھر اپنے من میں یہ سوچیں کہ نرانکار پربرہم پرکاش کی شکل میں آپ کے ہردے میں موجود ہے۔ اب دھیرے دھیرے یہ سوچیئے کہ وہ پرکاش باہر کی طرف پھیل رہا ہے۔ اور پہلے سارے کمرے میں۔ پھر سارے مکان میں پھر آپ کے سارے شہر میں۔ پھر سارے بھارت ورش میں اور پھر سارے برہمانڈ میں پرکاش پھیل گیا ہے۔ چند منٹ کے لئے اسی حالت میں بیٹھے رہیں اور آنکھیں بند رکھیں۔ اِس ابھیاس سے تھوڑے دنوں کے اندر ہی آپ کا من اِدھر اُدھر بھٹکنا چھوڑ دے گا۔ اور آپ شانتی محسوس کرنے لگیں گے۔

ست سنگ کی مہما

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ نے فرمایا ہے کہ من کو قابو کرنے کے لئے ست سنگ بھی لابھ دائک ہے۔ ست سنگ پہ کچھ اور روشنی ڈالئے

کی کِرپا کریں - میں نے بھی سُنا ہے کہ ست سنگ کی بہت مہما ہے۔

مہاتما جی - ہاں بیٹا - ست سنگ کی مہما اپار ہے - سرسوتی اور
شیش ناگ بھی اس کو پوری طرح بیان نہیں کر سکتے - پھر بھی اپنی
بُدھی کے انوسار میں اس کی ویاکھیا کرنے کی پوری کوشش کروں گا -
یہ تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ لکڑی کا سنگ پا کر لوہا بھی پانی کے اوپر ترنے
لگ جاتا ہے - دھوئیں کو اگر اگربتی کا سنگ مل جائے تو وہ بھی
خوشبو دینے لگتا ہے اور چندن کے برکش کے ساتھ جو بھی لکڑی
لگ جائے وہ بھی چندن بن جاتی ہے - آپ نے یہ لوک اُکتی کہاوت بھی
سُنی ہوگی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلتا ہے - اور
شاید فارسی کی یہ کہاوت بھی سُنی ہوگی " ہر کہ در کانِ نمک رفت
نمک شد " - جس کا مطلب ہے کہ نمک کی کھان میں جو چیز بھی جاتی
ہے وہ نمک بن جاتی ہے - سنگت کا اثر ضرور پڑتا ہے - اب آپ
ہی سوچیے کہ بے جان چیزوں کا یہ حال ہے تو انسان پر سنگت کا
اثر کتنا پڑے گا - اب تو سائنس دان بھی کہنے لگے ہیں کہ ہمارے
اِرد گرد کے واتاورن کا ہمارے جیون پر گہرا اثر پڑتا ہے - جس
بچے کو اچھے واتاورن میں رکھا جائے گا وہ بڑا ہو کر دُنیا میں نام
پائے گا - جس کو بُرے واتاورن میں رکھا جائے گا وہ گندی باتیں
سیکھے گا اور اپنا جیون بُری باتوں میں گنوا دے گا - اس لئے اپنے جیون
میں سُکھ پانے کے لئے ہمیں ہمیشہ مہاپُرشوں کے ست سنگ کا لابھ اٹھاتا
چاہئے - اگر ہم مہاپُرشوں کی سنگت کرتے رہیں گے تو دھیرے دھیرے
ہمارا جیون بھی سُدھر جائے گا اور ہم بھی اُن سنتوں مہاپُرشوں کی طرح قربانی

اور خوشی دینا سیکھ جائیں گے۔

ست سنگ کا شبد ارتھ ہے۔ ستیہ کا سنگ۔ یعنی سچائی کا سنگ۔ اگر آپ غور سے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ پرماتما کے سوائے کوئی بھی شے ستیہ نہیں ہے۔ اس لئے ست سنگ کا اصلی ارتھ یہ ہے کہ ہم پرماتما کا سنگ پانے کی کوشش کریں۔ جس وقت ہم کسی بھی مہاپرش کی سنگت کرتے ہیں۔ کم سے کم اُس وقت کے لئے ہم دُنیا کی موہ ممتا سے اوپر اُٹھ جاتے ہیں۔ اور پرماتما کے دھیان میں مست رہتے ہوئے پرمانند محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جب ہم دھارمک گرنتھوں کا مطالعہ کرتے ہیں اُس وقت بھی ہمارے من میں پرماتما کا دھیان ہونے کی وجہ سے ہمارے من کو شانتی ملتی ہے۔ اِس سے سدھ ہوتا ہے کہ سنت پُرشوں کی سنگت اور دھارمک گرنتھوں کا مطالعہ دونوں ہی ایک پرکار سے ست سنگ کا کام دیتے ہیں۔ لیکن جب آپ اپنے من سے دوسرے ہر قسم کے وچاروں کو دور کر کے صرف پرماتما کے روپ کا چنتن کرتے ہیں۔ اور اپنے آتما میں لین ہو جاتے ہیں۔ جس کا دوسرا نام سمادھی ہے۔ اُس وقت آپ سچ مچ پرماتما کے ساتھ ایک ہو جاتے ہیں۔ اور یہ اُتم قسم کا ست سنگ ہے۔ اُس حالت میں ہم اپنے اندر آنند ہی آنند محسوس کرتے ہیں۔ اور ہماری خودی یا اہنکار سب نشٹ ہو جاتے ہیں۔ مہاپرشوں کی سنگت اور سوادھیائے سمادھی کی اوستھا کو پانے کے لئے ایک طرح کی سیڑھی کا کام دیتے ہیں۔ اصلی ست سنگ یہی ہے کہ ہم ہر وقت پرماتما کے دھیان

میں مست رہتے ہوئے یہ محسوس کریں کہ ہم بھی اُسی پرماتما کا انش ہیں۔ جو ست چت آنند ہے۔ اور اپنے اندر اُس اکھنڈ آنند کی جھلک دیکھیں جو دُنیا کے کسی پدارتھ میں نہیں مل سکتی۔

عارفؔ ست سنگ کر سدا جب تک دیہہ میں جان
ست سنگ سے ہوگا تیرا ہر حالت کلیان

اب میں آپ کے سامنے ست سنگ کے بارے میں گوسائیں تلسی داس جی کے کچھ وچار رکھوں گا۔ انہوں نے رام چرت مانس میں فرمایا ہے۔

سات سورگ اپورگ سکھ دھرئیے تلا اِک سنگ
تُلے نہ تاہی سکل ملے جو سکھ لب ست سنگ

ارتھ۔ ساتوں سورگوں اور موکش کے سب سُکھوں کو ایک ساتھ ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو بھی وہ اُس سکھ کے برابر نہیں ہوگا جو سکھ ایک پل بھر کے ست سنگ سے مل جاتا ہے

گوسائیں جی نے ست سنگ کی بہت مہما کی ہے اور سب دوہے یا چوپائیاں دی جائیں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ اس لئے میں اُن میں سے کچھ ہی آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سُنیئے ۔

مُد منگل مے سنت سماجو | جیوں جگ جنگم تیرتھ راجو
رام بھگتی جہاں سُرسری دھارا | سرسوتی برہم وچار پرچارا

"سنت سماج ایک طرح سے تیرتھ راج پریاگ کے سمان ہیں۔ جہاں گنگا، جمنا اور سرسوتی کا سنگم ہوتا ہے۔ سنت سماج سب کو سُکھ اور آنند دینے والا ہے۔ پرماتما کی بھگتی ماتو گنگا ہے اور

سرسوتی آتم گیان کا پرچار۔

سُنی سمجھیں جن مُدِت من مجھیں اتی انوراگ
لہیں چاری پھل اچھتے تن سادھو سماج پریاگ

اس ست سماج روپی پریاگ میں۔ جو پُرش پریم سے اشنان کرتے ہیں خوش ہو کر اُس کا اپدیش سُنتے ہیں۔ اور اُس پر اچھی طرح وچار کرتے ہیں اُن کو جیون کے چاروں پھل (دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش) مِل جاتے ہیں۔

مجّن پھل دیکھئے تت کالا — کاک ہوئیں پک بکو ہو مرالا
سُنی آشچرج کرے جنی کوئی — ست سنگتی مہما نہیں گوئی

اس میں اشنان کرنے کا پھل جلدی ہی مل جاتا ہے۔ کوّے کوئل بن جاتے ہیں۔ اور بگلے راج ہنس بن جاتے ہیں۔ یہ سن کر کوئی حیران نہ ہو۔ ست سنگ کی مہما کسی سے چھپی نہیں۔

بالمیک نارد گھٹ جونی — نج نج مُکھن کہی نج ہونی
جل چر تھل چر نبھ چر نانا — جے جڑ چیتن جیو جہانا
متی کیرتی گتی بھوتی بھلائی — جب جیہی جتن جہاں جیہی پائی
سو جانت ست سنگ پربھاو — لوک ہو وید نہ آن اپاو

مہرشی بالمیک جی۔ دیو رشی نارد اور اگست رشی نے اپنے اپنے مُکھ سے اپنی جیون کتھائیں کہی ہیں۔ جل میں رہنے والے، پرتھوی پر چلنے والے اور آکاش میں اُڑنے والے جڑ چیتن جو بھی جیو ہیں۔ اُن میں سے جس جس نے جس جس وقت جہاں کہیں بھی بُدھی، کیرتی، موکش، دھن دولت اور بھلائی پائی ہے وہ سب جانتے ہیں کہ یہ سب ست سنگ

کا ہی پرکھاؤ ہے۔ لوک اور پرلوک میں اُن کو پانے کا اور کوئی اُپائے نہیں۔

بن ست سنگ وویک نہ ہوئی ۔۔ رام کرپا بن سُلبھ نہ سوئی
ست سنگتی مُد منگل مُولا ۔۔ سوئی پھل سدھی سب سادھن پھولا

ست سنگ کے بنا گیان نہیں ہو سکتا۔ اور پرماتما کی کرپا کے بنا ست سنگ آسانی سے پراپت نہیں ہوتا۔ ست سنگ تو سب سُکھ اور آنند کی کھان ہے۔ ست سنگ ہی سب سدھ کئے کا پھل ہے۔ دوسرے سادھن پھول ہی ہیں۔

شٹھ سُدھریں ست سنگتی پائی ۔۔ پارس پرس کدھاتو سُہائی
بدھی بس سُجن کُسنگتی پرہیں ۔۔ پھنی منی سم نج گُن انوسرہیں

جیسے پارس پتھر کے ساتھ چھو جانے سے لوہا بھی سونا بن جاتا ہے ویسے ہی ست سنگ پا کر دُشٹ پُرش بھی شریشٹھ بن جاتے ہیں۔ اگر دربھاگیہ سے سنت پُرش کسی وقت بُری سنگت میں پڑ جائیں تو بھی وہ اپنے گُن نہیں چھوڑتے۔ جیسے سانپ کا میل پا کر ناگ منی اُس کے زہر کو گرہن نہیں کرتی۔

دھوپ ہی تجے سہج کڑوائی ۔۔ اگر پرسنگ سُگندھ بسائی

دھوپ کا سنگ پا کر دھواں بھی اپنی سبھاؤک کڑواپن چھوڑ دیتا ہے۔ اور خوشبو دینے لگتا ہے۔

سادھو سماج نہ جا کر لیکھا ۔۔ رام بھگتی مہں جاسُ نہ دیکھا
جائے نہ جیت جگ سو ہی بھاؤ ۔۔ جننی جوبن بٹپ کُٹھارو

سنت سماج میں جس کی گنتی نہیں اور جس کے ہردے میں پرماتما

کی بھگتی ہنیں۔ وہ پُرش پرتھوی پر ایک بوجھ ہے۔ اور اُس کا جیون ویرتھ ہے۔ (اپنی ماتا کے جوانی رُوپی برکش کو کاٹنے کے لئے وہ کلہاڑے کے سمان ہے۔

بھگتی سوتنتر سکل سُکھ کھانی — بن ست سنگ نہ پاویں پرانی
پُنیہ پُنج بن ملہیں نہ سنتا — ست سنگتی سنسرتی کر انتا

بھگتی سوتنتر ہے۔ اور سُکھوں کی کھان ہے۔ پرنت سنگ کے بنا اُس کو کوئی نہیں پا سکتا۔ پُنیہ کرم کئے بنا ست پُرشوں کا ست سنگ ملنا مشکل ہے۔ ست سنگ سے جنم مرن کے چکر کا ناش ہو جاتا ہے۔

بن ست سنگ نہ ہری کتھا تیہی بن موہ نہ بھاگ
موہ گئے بن رام پد ہوئے نہ درڑھ انوراگ

ست سنگ کے بنا ہری بھجن نہیں ہو سکتا اور ہری بھجن کے بنا اگیان کا ناش نہیں ہو سکتا۔ جب تک اگیان کا ناش نہ ہو۔ بھگوان کے چرنوں میں پریم کیسے ہو۔

گری جا سنت سماگم سم نہ لابھ کچھو آن
بن ہری کرپا نہ ہوئے سو گاویں وید پوران

ست سنگ کے برابر دوسرا کوئی لابھ نہیں۔ یہ وید اور پُوران کہتے ہیں کہ پرماتما کی کرپا کے بنا ست سنگ کبھی پراپت نہیں ہوتا۔
اسی طرح ایک اور جگہ پر گوسائیں جی نے فرمایا ہے۔

سُت دارا اور لکشمی دُرجن کے بھی ہوئے
سنت سماگم ہری کتھا تلسی دُرلبھ دوئے

گوسائیں تلسی داس جی کے یہ وچار پڑھ کر پتہ لگتا ہے۔

کہ ست سنگ کے برابر پوتر کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔ جس طرح صابن ہمارے کپڑوں کی میل کو دور کر دیتا ہے۔ اسی طرح ست سنگ ہمارے من کے سب وکاروں کو دور کر کے اُس کو شدھ اور پوتر مل کر دیتا ہے۔ جس طرح پارس پتھر ہر قسم کے لوہے کو چاہے وہ قصائی کے گھر پڑا رہا ہو، چاہے کسی ودوان برہمن کے پاس رہا ہو صرف چھو کر سونا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح ست سنگ کا موقعہ ملنے پہ ہر شخص چاہے وہ اچھا ہو یا برا دھرماتما بن جاتا ہے۔ گورو نانک جی کی جنم ساکھی میں ذکر آتا ہے کہ ایک دن جب گورو صاحب کسی گوردوارہ میں ست سنگ کر رہے تھے ایک چور ادھر سے گزر رہا تھا۔ چور نے سوچا کہ چوری کرنے سے پہلے گوردوارہ میں متھا ٹیک آؤں تو اچھا رہے گا۔ اور وہ اسی خیال سے اندر چلا گیا۔ جہاں گورو جی ست سنگ کر رہے تھے۔ ایک منٹ کے لئے گورو صاحب کا اپدیش سنتے ہی چور پہ ایسا گہرا اثر ہو گیا کہ اُس کی کایا پلٹ گئی۔ اس نے اسی وقت دل میں فیصلہ کر لیا کہ اب آگے کو چوری کبھی نہیں کرنی اور گورو صاحب کے چرنوں میں گر کر اس نے کہا۔ "باباجی مجھے اپنا سکھ بنا لیجئے۔" گورو صاحب انتریامی تھے۔ اس کے من کی بھاونا کو جان گئے۔ اور انہوں نے خوشی سے اس کی پرارتھنا سویکار کر لی۔ اس کے بعد اسی چور نے اپنا سارا جیون گورو صاحب کی سیوا میں گزار دیا۔ اور اپنا پرلوک سدھار لیا۔ ہر قسم کے مانسک روگوں کو دور کرنے کے لئے ست سنگ سے بہتر اور کوئی دوائی نہیں۔ ست سنگ وہ امرت ہے جس کو پی کر انسان موکش کو پراپت کر لیتا ہے۔ اور جنم مرن کے چکر سے چھوٹ جاتا ہے۔

سنت بھیکا نے کیا اچھا کہا ہے۔
ایک گھڑی آدھی گھڑی آدھی سے پُنی آدھ
بھیکا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹی اپرادھ

سنت پُرشوں کے لکشن

جگیاسو۔ مہاتما جی ست سنگ کی مہما سنا کر آپ نے ہم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ پر آج کل سنت پرشوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ نقلی سادھو لوگوں نے سنت پرشوں کو بدنام کر رکھا ہے۔ سنت پرشوں کے لکشن بتانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ بیٹا سنت پرشوں کے لکشن جاننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ جس طرح خوشبو کا پتہ اپنے آپ ہی چل جاتا ہے۔ کسی عطار کے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح سنت پرشوں کے درشن کرنے سے ہی من کو شانتی مل جاتی ہے۔ چونکہ ان میں پاپ نام کو نہیں ہوتا ان کے چہرے پر ہمیشہ نور ہوتا ہے اور لبوں پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی ہے۔ سنت پرش صحیح معنوں میں بھگوان کا روپ ہوتے ہیں۔ اور وہ سب کی بھلائی میں لگے رہتے ہیں۔ جس طرح پیڑ ہر اچھے اور برے شخص کو برابر چھایا دیتے ہیں۔ چاند سب کو روشنی دیتا ہے۔ چاہے کوئی پاپی ہو چاہے سنت اور پرتھوی سب کا بوجھ اٹھاتی ہے چاہے کوئی دُشٹ ہو یا دھرماتما۔ اسی طرح کوئی برا ہو یا بھلا، سنت پرش سب کی بھلائی کرتے رہتے ہیں۔ گوسائیں تلسی داس

جی نے تو سنت پُرشوں کو بھگوان سے بھی بڑا درجہ دے دیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا ہے۔

موریے من پربھو اس وشواسا | رام تے ادھک رام کا داسا
رام سندھو گھن سجن دھیرا | چندن ترو ہری سنت سمیرا

میرے من میں تو وشواس ہے کہ بھگوان کے بھگت بھگوان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ بھگوان سُندر ہے تو دھیرج وان سنت پُرش بادل ہیں۔ اور بھگوان چندن کا برکش ہے تو سنت پُرش وایو ہیں۔

رام چرن پنکج پریہ۔ رجن ہی | وِشے بھوگ بس کرہی کی تن ہی

بھگوان رام کے چرن کملوں سے جن کو پریم ہو۔ اُن پر وشے بھوگوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

سنت ہردیہ نونیت سماتا | کہا کون پر کہا نہ جانا
نج پرتاپ دروہی نونیتا | پر دکھ دروہی سنت سپنیتا

کوی لوگوں نے کہا ہے کہ سنت پُرشوں کا ہردے ماکھن کی طرح کومل ہوتا ہے۔ پر اُنہوں نے یہ بات سوچ وچار کر نہیں کی۔ ماکھن تو اپنے کو آنچ لگنے پر پگھلتا ہے۔ مگر پریم پورن سنت دوسروں کا دُکھ دیکھ کر دکھی ہو جاتے ہیں۔

ایک اور جگہ پر گوسائیں جی کہتے ہیں کہ جب بھگوان رام جی بنباس میں تھے تو ایک دن دیو رشی نارد اُن کو ملنے کے لئے آ گئے اور اُنہوں نے بھگوان رام جی سے سنت پُرشوں کے لکشن پوچھے۔ بھگوان رام نے جو جواب دیا تھا۔ وہ بھی آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ غور سے سُنئے۔

تشٹ وکار تجی انگم اکاما — اچل اکنچت سشچی سکھ دھاما
امرت بودھ پرمارتھ بھوگی — ست سار کوی کووِد جوگی
سادھان مد مان وہینا — دھیر بھگتی پتھ پرم پروینا

سنت پُرش چھ پرکار کے سب دوشوں سے بری ہوتے ہیں۔ وہ پاپ سے سدا دور رہتے ہیں۔ اُس کے من میں کوئی کامنا نہیں ہوتی۔ وہ اپنے دھرم پر ہمیشہ اٹل رہتے ہیں۔ وہ دھن دولت کا کبھی لالچ نہیں کرتے۔ وہ پرم پوتر اور دیا کے بھنڈار ہوتے ہیں۔ وہ پورن گیانی ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ پرمارتھ کے مارگ پر چلتے ہیں وہ ستیہ وادی کوی اور یوگی ہوتے ہیں۔ اہنکار اور ابھیمان کو تیاگ کر وہ ہر وقت سادھان رہتے ہیں۔ وہ دھیرج وان ہوتے ہیں اور بھگتی مارگ میں بہت چتر ہوتے ہیں۔

گنا گار سنسار دکھ رہت وِگت سندیہہ
تجی مم چرن سروج پر تن کہاں دیہہ نہ گیہہ

وہ گنوں کے بھنڈار ہوتے ہیں۔ اُن کو دنیا کا کوئی دکھ نہیں ستا سکتا اور اُن کے من میں کوئی بھرم نہیں رہتا۔ بھگوان کے سوائے اُن کو نہ اپنے شریر سے پیار ہوتا ہے نہ گھر سے۔

نج گن سنت شرون سکچا ہیں — پر گن سنت ادھک ہرشا ہیں
سم دِرشٹی نہیں تیاگہیں نیتی — سرل سواؤ سبھی سن پریتی

وہ اپنے گن سن کر شرما جاتے ہیں۔ پر دوسروں کے گن سن کر خوش ہوتے ہیں۔ وہ سم درشٹی ہوتے ہیں۔ اور نیتی کے مارگ سے کبھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔ اُن کا سبھاؤ سیدھا سادہ ہوتا ہے

اور وہ سب سے پریم کرتے ہیں۔

جپ تپ برت انُو سنجم نیما   گوُرُو گوبند بپرپد پریما
شردھا کشما میتری دایا   مُدتا مم پد پرِاتی اماپا
برتی وویک ونَے وگیانا   بودھ یدارتھ وید پُورانا

وہ جپ تپ برت سنجم اور نیموں کا پالن کرتے رہتے ہیں گُرُو بھگوان اور برہمنوں کے چرنوں سے اُن کو ہمیشہ پریم ہوتا ہے شردھا کشما۔ متربھاو۔ سب کی خوشی میرے چرنوں سے پریم ویراگ گیان نمرتا اور آتم گیان اُن میں کُوٹ کُوٹ کر بھرے ہوتے ہیں۔ اور وہ وید اور پُورانوں کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

دمبھ مان مد کرہیں نہ کاؤ   بھُولیں نہ دیہیں کُمارگ پاؤ
گاویں سُنیں سدا مم لیلا   ہیتو رہت پرہت رت شیلا
سُنو مُنی سادھن گن جیتے   کہہ نہ سکیں شاردشرتی تےکے

وہ کبھی پاکھنڈ ابھیمان یا اہنکار نہیں کرتے اور بھُول کر بھی بُرے راستے پر پاؤں نہیں رکھتے۔ میری کتھاؤں کو وہ شوق سے پڑھتے اور سُنتے ہیں۔ اور بنا کسی سوارتھ کے ہر وقت دُوسروں کی بھلائی کرتے رہتے ہیں۔ ہے نارد جی سنت پُرشوں کے گُن اتنے ہیں کہ سرسوتی اور وید بھی اُن کی گنتی نہیں کر سکتے۔ ۱۱؎

یہی سوال ایک بار بھرت جی نے بھی بھگوان رام جی سے پُوچھا تھا۔ جو جواب بھگوان رام جی نے اُن کو دیا تھا وہ بھی سُن لیجیے۔ انہوں نے فرمایا تھا۔

وشَے المپٹ شیل گُنا کاڑ   پردُکھ دُکھ سُکھ سُکھ دیکھے کر

سم ابھوت رپوٗ وِمد ویراگی — لوبھ مرش ہرش بھئے تیاگی
کومل چِت دینن پر دایا — من وچ کرم مم بھگت امایا
سبھی مان پرد آپ امانی — بھرت پران سم مم تے پرانی

سنت پُرش سب گنوں کی کھان ہوتے ہیں۔ وہ وشے بھوگوں سے ہمیشہ دُور رہتے ہیں۔ دوسروں کا دُکھ دیکھ کر وہ دُکھی ہو جاتے ہیں۔ اور دوسروں کا سُکھ دیکھ کر وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ وہ پرانی ماتر سے پریم کرتے ہیں۔ اور کسی سے ویر نہیں کرتے۔ اُنہیں ابھیمان نام کو نہیں ہوتا۔ وہ سب کو مان دیتے ہیں۔ پر آپ مان کے بھوکے نہیں ہوتے۔ ہے بھرت۔ ایسے پُرش مجھ کو تمہارے اور پرانوں کی طرح پیارے ہیں۔

وِگت کام مم نام پرایَن — شانتی بِرکت بنیتی مدتایَن
شیتلتا سرلتا میتری — دوِج پد پریم دھرم جنیتری

اُن کے من میں کوئی کامنا نہیں ہوتی۔ اور وہ ہمیشہ میرے نام کے سمرن میں مست رہتے ہیں۔ اُن کے من میں شانتی اور ویراگ ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ اور وہ بنئے کے ماہر اور آنند کے بھنڈار ہوتے ہیں۔ نرمی۔ سادگی اور ہمدردی اُن میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ اُن کو براہمنوں کے چرنوں سے پریم ہوتا ہے۔ اور وہ ہر پرکار سے دھرم کی رکشا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

یہ سب لکشن بسہیں جاسو اُر — جانہو تات سنت سنتت پھُر
سم دم نیم نیتی نہیں ڈولہیں — پرش بچن کبھوں نہیں بولہیں

ہے بھائی۔ جن کے ہردے میں یہ سب لکشن ہیں۔ اُن کو سچے

سنت جانو- اُن کے من میں ہمیشہ شانتی ہوتی ہے۔ سب اندریاں اُن کے بس میں ہوتی ہیں۔ اور وہ دھرم کے نیموں کا سدا پالن کرتے رہتے ہیں۔ وہ نیتی سے کبھی نہیں ڈگمگاتے اور اپنی زبان پہ کبھی کٹھور شبد نہیں لاتے۔

نندا استتی اُبھے سم ممتا مم پد کنج
تے سجن مم پران پریہ گن مندر سکھ پنج

اُن کے لئے مان اور اپمان دونوں ایک سے ہوتے ہیں۔ اُن کو میرے چرنوں سے ہمیشہ پریم ہوتا ہے۔ اور وہ گنوں کی کھان اور سُکھ کا بھنڈار ہوتے ہیں۔ ایسے سنت پرش مجھ کو پرانوں کے سمان پیارے ہوتے ہیں۔

سنت پرشوں کے بارے میں ایک بار شوجی مہاراج نے بھی ماتا پاروتی کو کہا تھا "ہے پاروتی۔ سنت پرشوں کی یہی پہچان ہے۔ کہ وہ بُرا کرنے والوں کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا ہے۔

اُما سنت کی یہہ بڑائی مند کرت سو کرے بھلائی

غور سے دیکھا جائے تو سنت پرشوں کا جیون چندن کے برکش کے سمان ہوتا ہے۔ چندن کے برکش کو جس کلہاڑی کے ساتھ کاٹا جائے وہ اُس کو بھی اپنی خوشبو دے دیتا ہے۔ ایسے ہی سنت پرشوں کے ساتھ جو لوگ بُرائی کرتے ہیں سنت پرش اُن کے ساتھ بھی ہمیشہ بھلائی کا سلوک کرتے ہیں۔ سنت پرشوں کی تعریف میں ایک کوی نے کہا ہے۔

رحمن مہا پُرشوں کو ہم کہتے ہیں سنت
اُن کی صفتوں کا نہیں کوئی بھی انت
رُوپ وہ ہر شخص کو اپنا کہیں
اور وہ سب کا بھلا کرتے رہیں
مثل چندن ہے سمجھی اُن کا چلن
دُور کر دیں سب کے دل کی وہ جلن
پیڑ کو چندن کے جب کاٹے چھُرا
اُس کو بھی خوشبو وہ اپنی دے سدا
حال ہے سب سنت لوگوں کا یہی
وہ بھلا کر دیں بُرے لوگوں کا بھی
اُن سے کتنا بھی بُرا کوئی کرے
وہ دُعا پھر بھی کریں اُس کیلئے
دُشمنوں کو بھی وہ دیویں پیار ہی
بھاو بدلے کا نہ ہو اُن میں کبھی
پیار وہ دیتے ہیں ہر انسان کو
اور دوئی بھاو اُن میں کچھ نہ ہو
دین دُکھیوں پہ دیا کرتے ہیں وہ
سب کے جیون میں خوشی بھرتے ہیں وہ
وہ ہیں سب کے مہرباں اور رحم دل
اور نیکی کا نہ وہ چاہیں بدل
اُن میں غصے کا نہ ہو نام و نشاں

اُن کے قابوُ میں رہے اُن کی زباں

دُومروں کی وہ کریں عزت سدا

اُن کو لالچ ہو نہ اپنے مان کا

اُن کے دل میں تو سدا ویراگ ہے

اُن کے بس میں کام کی سب آگ ہے

اُن کے دِل میں مو کسی سے بھی نہ ہو

پر وہ اپنا پیار دیں ہر شخص کو

وہ خوشامد میں خوشی پاتے نہیں

اور نندا سُن کے گھبراتے نہیں

دُکھ و غم جیون کے سب سہتے ہیں وہ

دِل میں اپنے خوش سدا رہتے ہیں وہ

ایک ہیں اُن کے لئے غم و خوشی

مست ہیں وہ آتما میں ہر گھڑی

وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتے کبھی

نہ ڈرائیں وہ کسی کو آپ بھی

سب خودی اپنی مٹا دیتے ہیں وہ

دور دوئی بھاؤ سے رہتے ہیں وہ

کچھ نہیں وہ مانگتے بھگوان سے

وہ گزر اُس میں کریں جو کچھ ملے

اُن کو دُنیا پر بھروسہ کچھ نہیں

ہے مگر بھگوان پہ پختہ یقیں

کام دُنیا کے سبھی کرتے ہیں وہ
دل میں پر بھگوان کو بھجتے ہیں وہ
وہ بُروں کا بھی نہیں کرتے بُرا
جنگ ہے اُن کا بُرائی سے سدا
اُن کو مِل کر شانتی من کو مِلے
اور کمل آنند کا دِل میں کھِلے
اُن کی سنگت سے بُرے بن جائیں نیک
وہ بُروں میں رہ کے بھی کہلائیں نیک

اُن کے سر پر ہے کھڑا استارِ رب
اور عارف کیا کرے تعریف اب
یہ بالکل سچ ہے کہ سنت پُرش کام ۔ کرودھ لوبھ موہ
اور اہنکار پانچوں قسم کے وِشے وِکاروں سے رہت ہوتے ہیں ۔
یہ دُکھ میں کبھی نہیں گھبراتے اور اُن کے لب پر ہمیشہ مسکراہٹ
کھیلتی رہتی ہے ۔ جیسا کہ ایک کوی نے کہا ہے۔
دُکھ و سُکھ دونوں کو سمجھے دین وہ بھگوان کی
اور لب پر سنت کے مُسکان ہو ہر وقت ہی
میں تو سمجھتا ہوں کہ سنت پُرشوں کی یہ ایک سہل پہچان
ہے کہ ان کے چہرے پر ہمیشہ تیج ہوتا ہے ۔ اور اُن کے لبوں پر
ہردم مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے۔
نور ہے آنکھوں میں اُن کے ہونٹ پر مسکان ہے
سنت پُرشوں کی یہ عادت اِک سہل پہچان ہے

مانسک شکتی

جگیاسو۔ مہاراج۔ سنت پرشوں کے گن جو آپ نے بتائے ہیں اُن کا کارن یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کا من اُن کے بس میں ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مانسک شکتی دوارا انسان سب کچھ کر سکتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔

مہاتما جی۔ ہاں بیٹا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ جیسے کہ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں اصل میں ہر ایک انسان سرو شکتی مان بھگوان کا ایک انش ہے۔ اس لئے اُس میں وہ سب خوبیاں ہونی چاہیئے جو بھگوان میں ہوتی ہے۔ لیکن جب تک ہمارے من میں اہنکار یا خودی موجود ہے وہ خوبیاں ظاہر نہیں ہوتیں۔ جب کسی انسان کو وشواس ہو جاتا ہے کہ وہ خود کچھ نہیں کرتا۔ جو کچھ ہوتا ہے بھگوان کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اُس وقت اُس کے من میں جو سنکلپ بھی اُٹھتے ہیں وہ بھگوان کی کرپا سے اپنے آپ پورے ہو جاتے ہیں۔ وہ انسان اپنی کوئی رضا نہیں رکھتا اور ہمیشہ بھگوان کی رضا میں راضی رہتا ہے۔ ہر ایک انسان کے آتما میں بھگوان کی طرح ہر ایک کام کرنے کی شکتی موجود ہے۔ اس قسم کا وشواس رکھنے والا انسان اپنی مانسک شکتی کو جس کام میں بھی لگائے گا۔ اسی میں اُس کو ضرور کامیابی ہوگی۔

مانسک شکتی کا دوسرا نام "قوتِ ارادی" ہے یا "Will Power" ہے۔ جس شخص کو اس بات کا گیان ہے اس کے لئے کوئی کام بھی مشکل نہیں۔ شاید فرانس کے بادشاہ نپولین نے ہی "Nothing is impossible in the world" کہا تھا جس کا مطلب یہی ہے کہ دنیا میں کوئی کام بھی ایسا نہیں جو انسان نہیں کر سکتا۔ انسان سچے دل سے جو چاہے کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں ہمارے سمجھ والے من کے علاوہ ہمارا ایک سوکشم من بھی ہے جس کو انگریزی میں "Sub-Conscious Mind" کہتے ہیں۔ اس سوکشم من کو ہم جو حکم دیں وہ اس کی آگیا پالن ضرور کرتا ہے۔ جس کا تجربہ آپ خود آسانی سے کر سکتے ہیں۔ کسی دن رات کو سوتے وقت آپ اپنے من کو تاکید کر دیں کہ وہ صبح فلاں وقت پر آپ کو جگا دے اور آپ دیکھیں گے کہ بنا کسی الارم کے ٹھیک اسی وقت آپ کی جاگ آ جائے گی۔ مشکل سے مشکل کام کے لئے بھی اگر آپ اپنے من کو بار بار تاکید کریں گے تو آپ ایک دن ضرور کامیاب ہوں گے۔ مانسک شکتی تو آپ کے اندر ہمیشہ موجود ہے۔ ابھیاس دوارا اس کو جگانے کی ہی ضرورت ہے۔ مانسک شکتی یا قوتِ ارادی کی ایک مثال مجھے ابھی یاد آئی ہے۔ جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

امریکہ میں ایک پادری تھا۔ جس کے دماغ میں یہ بات سما گئی کہ اگر کوئی ایسا کالج کھولا جائے جس میں بچوں کو [illegible] یا دیہات کی شکشا دی جائے تو دیش کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر

نے کافی محنت کر کے ایک سکیم تیار کی۔ جس پر دس لاکھ ڈالر خرچ آنے تھے۔ پر اس غریب کے پاس تو ایک ہزار ڈالر بھی نہ تھے۔ لیکن چونکہ اس کو اپنی مانسک شکتی یا will power پر پورا وشواس تھا وہ اس کے بارے میں ہمیشہ اپنے من ہی من سوچتا رہتا تھا۔ ایک دن اچانک اس کے من میں خیال آ گیا کہ اس کو کسی گرجے میں بھاشن دینا چاہئے۔ جس کا وشے یہ ہو کہ "اگر میرے پاس دس لاکھ ڈالر ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔" یہ خیال آتے ہی اس نے سماچار پتروں میں اشتہار دے دیا کہ فلاں تاریخ کو فلاں وقت پر فلاں جگہ پر اس وشے پر ایک خاص بھاشن ہو گا۔ جو لوگ اس وشے میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ وہاں آ کر لابھ اٹھائیں۔ امریکہ میں لوگوں کے پاس دھن بہت زیادہ ہے اور وہ روپیہ لگانے کے لئے کسی نہ کسی نئی سکیم کی تلاش میں رہتے ہیں۔ چنانچہ کافی لوگ اس پادری کا بھاشن سننے کے لئے وہاں پر آ گئے۔ پادری نے اپنی سکیم کی ویاکھیا اتنے اچھے ڈھنگ سے کی کہ بھاشن کے ختم ہونے پر ایک شخص نے اس سے پوچھا۔ "نوجوان۔ بتاؤ تمہاری سکیم کو سپھل کرنے کے لئے کل کتنی رقم چاہئے۔" پادری نے جواب دیا "جناب میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس سکیم پر دس لاکھ ڈالر خرچ آئے گا۔" اس شخص نے کہا "اچھا کل فلاں جگہ پر میرے دفتر میں آ کر چیک لے جانا۔" پادری نے دوسرے دن دس لاکھ ڈالر کا چیک لیکر اس سکیم کے مطابق کام شروع کر دیا۔ اور اس کو اپنی سکیم میں سو فیصدی کامیابی ملی۔ اس کا شروع کیا ہوا کالج

اب تک چل رہا ہے - اور ہزاروں لوگ اس کا لابھ اُٹھا رہے ہیں -

آپ نے رابرٹ بروس کا نام بھی سُنا ہوگا - وہ ایک انگریز جنرل تھا - جو دُشمن سے ہار کھا کر پربت کی ایک گپھا میں جا چھپا تھا - ایک دن وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک چیونٹی دیوار کے اُوپر چڑھنا چاہتی ہے - مگر بار بار نیچے گر جاتی ہے - وہ چیونٹی کی طرف غور سے دیکھتا گیا - اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بار بار گرنے کے باوجود چیونٹی نے ہمت نہ ہاری - اور اٹھارہ بار نیچے گرنے کے بعد اُنیسویں بار پھر کوشش کی تو وہ دیوار پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی - چیونٹی کی ہمت دیکھ کر اُس کے دل میں نیا اُتساہ پیدا ہو گیا - اور اس نے باہر جا کر دُشمن پر دوبارہ حملہ کیا تو اس نے دُشمن کو بُری طرح ہرا دیا - اس گھٹنا سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ ہمیں جیون میں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہم جو ارادہ کر چکے ہیں اُس کو سپھل بنانے کے لئے بار بار کوشش کرتے رہنا چاہیئے - جب تک ہم پوری طرح سپھل نہ ہو جائیں -

پرم ہنس سوامی یوگانند ایک اُچیہ کوٹی کے یوگی ہو گزرے ہیں - جن کا دیہانت 20 ویں صدی میں ہی ہوا ہے - وہ اپنی جیون کتھا (Auto biography of a Yogi) میں لکھتے ہیں - کہ اُن کا ایک انگریز انویائی سخت بیمار ہو گیا - ڈاکٹر نے اس کے گھر والوں کو صاف کہہ دیا کہ اس کی بیماری کا کوئی علاج نہیں اور دو گھنٹے کے اندر اندر اس کی موت ہو جائے گی - کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرنے لگتا ہے تو اُس کے سُننے کی شکتی سب سے انت

میں ختم ہوتی ہے۔ اور یہ سُنکر کہ اب وہ دو گھنٹے کا مہمان ہے۔
وہ نوجوان بہت مایُوس ہو گیا۔ اور اپنی بہن کی طرف جو آپ بھی
پریم ہنس یوگانند جی کی شِشیہ تھی ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگا۔ بہن نے
اس کو حوصلہ دینے کے وچار سے کہا "بھیّا۔ مایُوس مت ہو۔ یاد کرو
ہمارے گُرو جی کیا کہا کرتے ہیں۔ اُن کا فرمان ہے۔ کہ ہم اپنی
Will Power یا مانسک شکتی سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اُٹھو
اپنی Will Power سے کام لو" یہ سُنتے ہی وہ نوجوان
اُٹھ کر بیٹھ گیا اور کچھ دنوں میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔

اس گھٹنا سے صاف پتہ چلتا ہے کہ ہمارا وشواس پکّا ہو
تو ہم اپنی قوتِ ارادی یا Will Power سے موت پر
بھی فتح پا سکتے ہیں۔

جگیا سو۔ مہاتما جی۔ اگر آپ بُرا نہ مانیں تو کیا میں پوچھ
سکتا ہوں کہ اس قوتِ ارادی یا مانسک شکتی کا پریوگ آپ نے اپنے
جیون میں کبھی کیا ہے یا کہ نہیں؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے۔ میری
مانسک شکتی کا پربھاو تو آپ کے سامنے ہی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں
کہ آتم وشواس کے کارن ہی میری صحت اب تک بالکل ٹھیک ہے
95 برس کی عمر ہونے پر بھی میرے سر کے بال ابھی تک کالے ہیں۔ میں
کافی تیز چل سکتا ہوں۔ صبح کئی میل کی سیر کرتا ہوں۔ اور عینک
کے بغیر پڑھ سکتا ہوں۔ پھر بھی آپ کے سوال پوچھنے پر مجھے اپنے
جیون کی کچھ چھوٹی چھوٹی گھٹنائیں یاد آ گئی ہیں۔ جن کا سمبندھ

مالنک شکتی سے ہے۔ ایسی گھٹنائیں ہر شخص کے جیون میں آئے دن ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن اُن کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا۔ لیجئے اپنے جیون کی کچھ گھٹنائیں میں آپ کو سُناتا ہوں۔

۱۔ ابھی میں چھٹی شرینی میں پڑھتا تھا کہ کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر مجھے گھر والوں سے چوری سگریٹ پینے کی عادت پڑ گئی۔ ایک دن میں ایک دوست کے گھر پر سگریٹ پی رہا تھا۔ کہ اچانک میرے پتا جی وہاں آ گئے۔ مجھے سگریٹ پیتا دیکھ کر وہ کچھ کہے بغیر اُلٹے پاؤں واپس لوٹ گئے۔ میں نے سوچا پتا جی نے ضرور بُرا منایا ہے۔ اگرچہ مجھے کچھ نہیں کہا۔ مجھے سگریٹ نہیں پینے چاہئیں۔ چنانچہ اُس دن سے آج تک میں نے سگریٹ کو ہاتھ نہیں لگایا۔

2۔ میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ایک بار میرا گلا خراب ہو گیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ میرا گلا مونگ پھلی کھانے سے خراب ہوا ہے۔ میں نے سوچا، مونگ پھلی کھانے سے گلا خراب ہو جاتا ہے تو اُسے چھوڑ دینا چاہئے۔ اس لئے میں نے اُس کے بعد آج تک مونگ پھلی نہیں کھائی۔

3۔ میں بی اے میں پڑھتا تھا۔ ماں باپ نے میری مرضی کے بنا میری شادی کر دی۔ اسوقت میری عمر صرف 22 برس کی تھی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ ہمارے شاستروں کے انوسار ہر شخص کو 25 برس کی عمر تک برہمچاری رہنا ہے۔ چنانچہ جب میری پتنی گھر آئی تو میں نے حوصلہ کر کے اُسے صاف کہدیا۔ ہماری شادی تو ہو گئی ہے مگر چونکہ شاستروں کا حکم ہے مجھے 25 برس تک برہمچاری رہنا چاہئے۔ اس لئے 3 سال تک ہمیں دوستوں کیطرح رہنا ہوگا۔" بیوی سمجھدار تھی اُس نے کہا آپکی آگیا

کا پالن کرنا میرا دھرم ہے - اور میں اپنے نشچے میں سپھل رہا۔
۸۔ میرے پتا جی کا دیہانت میری شادی کے تھوڑی دیر
کے بعد ہی ہو گیا۔ اور میں اُن دِنوں کالج میں ہی پڑھتا تھا۔
اُس وقت کالج میں عام لڑکے کوٹ اور پینٹ پہن کر آتے تھے
لیکن میرے پاس خرچ کی تنگی تھی۔ اور میں سوٹ نہیں بنوا سکتا تھا
میں نے دِل میں نشچے کر لیا کہ جب تک میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہ
ہو جاؤں گا میں پاجامہ پہن کر ہی گزارہ کروں گا - اور کوٹ
پینٹ اپنی کمائی ہوئی رقم سے ہی بنواؤں گا - چنانچہ جب تک
میں کمانے کے یوگیہ نہ ہوا میں پاجامہ ہی پہنتا رہا۔
۹۔ کالج کو چھوڑنے کے بعد ایک بار میرا پیٹ خراب ہو گیا
ایک بزرگ نے رائے دی کہ اگر ہفتے میں ایک دن برت رکھا جائے
تو پیٹ کبھی خراب نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں نے اُس وقت سے منگلوار
کا برت رکھنا شروع کر دیا اور آج تک رکھ رہا ہوں۔ کئی بار دیوالی
یا کوئی تیوہار منگلوار کے دن آ گیا بلکہ ایک لڑکے کی شادی بھی
منگلوار والے دن تھی۔ مگر میں نے اپنا برت نہیں توڑا۔
میں نے جو گھٹنائیں آپ کے سامنے رکھی ہیں اُن کا کوئی خاص
مہتو نہیں۔ لیکن اِن سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ انسان کسی
بھی کام کے لئے پکا نشچے کرلے اور اپنی مانسک شکتی یا Will
Power کا صحیح پریوگ کرے تو وہ اپنے نشچے میں ضرور سپھل
ہو گا۔ ایک کوی نے کیا خوب کہا ہے۔
ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا

ہری بھجن

جگیاسو۔ مہاراج کچھ لوگ کہتے ہیں گیان اور بیت چاہے کتنا بھی ہو بھگوان کا بھجن کیے بنا بھوساگر کو پار کرنا مشکل ہے یہ کہاں تک ٹھیک ہے؟

مہاتما جی۔ میرا تو خیال ہے کہ وہ لوگ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ جب تک من میں شردھا اور وشواس نہ ہو کورے گیان یا تپسیا کا کچھ لابھ نہیں اور کلجگ میں تو خاص طور پر جس میں نہ کسی کو گیان کا شوق ہے نہ تپ کا۔ بھوساگر کو ترنے کے لئے ہری بھجن ناؤ کا کام دیتا ہے۔ اگر کسی پرمان کی ضرورت ہو تو رام چرت مانس میں سے گوسائیں تلسی داس جی کے کچھ دوہے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سنیئے۔

تب لگ کشل نہ جیو کہوں سپنے ہوں من وشرام
جب لگ بھجت نہ رام پد شوک دھام تجی کام

ارتھ۔ جب تک شوک کی کھان سب کامنا کو چھوڑ کر وہ بھگوان کے چرنوں کا بھجن نہیں کرتا۔ پرانی کو سپنے میں بھی کبھی سکھ نہیں مل سکتا۔

رام چندر کے بھجن بن جو چاہ پد نِروان
گیان ونت اپی سوئی نر پشو بن پونچھ سمان

ارتھ - بھگوان کے بھجن بنا جو وِکتی موکش پانا چاہتا ہے وہ گیانی ہوتا ہوا بھی پونچھ سینگ کے بنا پشو کے سمان ہے

راکاپتی شوڑش اُگہیں تاراگن سمودائے
سکل گرن دَبا لیئے روی بن رات نہ جائے

ارتھ - سب تاروں سمیت سولہ کلا سمپورن چندرما نکل آوے اور سب پربتوں کو ایک ساتھ آگ لگا دی جائے تو بھی سُورج کے نکلے بنا رات کا اندھیرا ختم نہیں ہو سکتا - ہے گرڈ جی ایسے ہی بھگوان کا بھجن کئے بغیر جیوں کے دُکھ اور کلیش دور نہیں ہو سکتے -

اس سلسلے میں کاگ بھشنڈی جی نے گرڈ جی کو اور بھی بہت کچھ کہا تھا - وہ سب بھی سننے کے قابل ہے دھیان دیکر سُنیئے -

نج انبھو اب کہوں کھگیشا — بن ہری بھجن نہ جاہیں کلیشا
رام کرپا بن سنو کھگ رائی — جانی نہ جائے رام پربھوتائی
جانیں بنا نہ ہوئے پرتیتی — بن پرتیتی ہوئے نہ پریتی
پریتی بنا نہیں بھگتی درڑائی — جمی کھگیش جل کی چکنائی

ہے گرڈ جی - میں اپنے تجربہ کے آدھار پر کہتا ہوں کہ بھگوان کا بھجن کئے بنا دُکھ کبھی دور نہیں ہو سکتے - ہے پکشی راج جب تک بھگوان کی کرپا نہ ہو اُس کی مہما سمجھ نہیں آتی - جب تک اُس کی مہما سمجھ نہ آئے اُس میں وشواس نہیں ہوتا اور جب تک اُس میں وشواس نہ ہو بھگوان سے پریم نہیں ہو سکتا - ہے گرڈ جی - جس طرح چکنا ہٹ پر جل نہیں ٹھہر سکتا - اُسی طرح پریم کے بنا

بھگتی مشکل ہے۔

بن گرو ہوئے گیان کہی گیان   کہی ہوئے ویراگ بن
گاویں وید پُران سُکھ   کہی لہیں ہر بھگتی بن

گورو کے بنا گیان نہیں ہوتا اور گیان کے بنا ویراگ نہیں ہوسکتا۔ وید اور پُران سب کہہ رہے ہیں کہ ویسے ہی بھگوان کی بھگتی بنا کبھی سُکھ نہیں مل سکتا۔

بج سُکھ بن من ہوئے کہ تھیرا   پرس کہ ہوئے وہین سمیرا
کونیو سدھی کہ بن وشواسا   بن ہری بھجن نہ بھو بے تراسا

آتما کے سُکھ بنا من کو کبھی شانتی نہیں مل سکتی۔ ہوا کے بنا کسی چیز کو چھونا ممکن نہیں اور بھگوان میں وشواس کئے بنا سدھی نہیں مل سکتی۔ ایسے ہی بھگوان کا بھجن کئے بنا سنسار کے بھئے کا ناش نہیں ہوسکتا۔

بن وشواس بھگتی نہیں تیہی بن دروہیں نہ رام
رام کرپا بن سپنے ہو جیو نہ لہے وشرام

شردھا کے بنا بھگتی نہیں ہو سکتی اور بھگتی کے بنا بھگوان کو خوش کرنا ممکن نہیں۔ بھگوان کی کرپا بنا جیو کو سپنے میں بھی شانتی نہیں مل سکتی۔

اس وچار منی دھیر تج کُترک سنشے سکل
بھجہو رام رگھوویر کرونا کر سندر سُکھد

اے بھائیو یہ بدھیمان گرو جی۔ یہ سوچ کر سب بُرے وچاروں اور وہم کو چھوڑ دو۔ اور کرپا ندھان اور سُکھ کے بھنڈار رام کا

بھجن کرو۔

اتی دُرلبھ کیولیہ پرم پد — سنت پران نگم آگم پد
رام بھگتی سوئی مکتی گوسائیں — بن اِچھیت پاوے ودیائی

ہے سوامی۔ سنت پُرش۔ پران وید اور شاستر سب کہتے ہیں کہ موکش کا پانا بہت کٹھن ہے۔ پر بھگوان کا بھجن کرنے سے بنا چاہے ہی بھگتی مل جاتی ہے۔

باری متھے گھرت ہوئے سکتا تے برو تیل
بن ہری بھجن نہ بھو تریئے یہ سدھانت اپیل

جل کو متھنے سے بھلے ہی گھی نکل آئے اور ریت کو متھنے پر بھلے ہی تیل نکل آئے۔ پر بھگوان کا بھجن کئے بنا کوئی پُرش بھوساگر کو پار نہیں کر سکتا۔ یہ پکا سدھانت ہے۔

ایہی کلی کال نہ سادھن دوجا — جوگ یگیہ جپ تپ برت پوجا
رام ہی سمریئے گائیے رام ہی — سنتت سُنیئے رام گن گرام ہی

اِس کلجگ میں یوگ یگیہ جپ تپ برت اور پوجا کا کوئی سادھن نہیں۔ بھگوان کے نام کا سمرن کرو۔ اُسی کے گُن گاؤ۔ اور اُسی کے گنوں کی کتھائیں سُنو۔

گورو نانک دیو جی نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ہری بھجن کے بنا مکتی کبھی نہیں ہو سکتی۔ وہ فرماتے ہیں۔

بھگت ہوم پُن تپ پوجا دیہہ دُکھی نت دُکھ سہے
رام نام بن مکتی نہ پاوسی مکتی نام گورمکھ لہے

ارتھ۔ بھون۔ یگیہ تپ اور پوجا کرکے بھگت شریر کو سدا

دُکھ دیتا ہے۔ پر بھگوان کا نام لئے بنا مُکتی نہیں مِل سکتی۔
مُکتی تو بھگوان کا نام لینے سے ہی مِلتی ہے۔

ڈنڈ کمنڈل شِکھا سُوت دھوتی تیرتھ اٹی بھرمن کری
رام نام بِن شانت نہ آوے جپھو نام سو پار کری

ارتھ۔ ہاتھ میں ڈنڈا اور کمنڈل ہو۔ سر پر چوٹی ہو۔ گلے میں جنیو ہو۔ شریر پر دھوتی پہنی ہو اور تیرتھ یاترا کتنی بھی کی ہو رام نام کے بنا شانتی نہیں مِل سکتی۔ بھوساگر کو پار کرنے کے لئے بھگوان کے نام کا جاپ کرنا ضروری ہے۔

بھرم بھید کبھو نہیں نہ چھوٹے آوت جات نہ جانی
بِن ہری نام کبھو مُکت نہ پاوے ڈوب جائے بِن پانی

ارتھ۔ اِس سنسار کا بھرم اور بھید کبھی دور نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی جنم مرن سے چھٹکارا ہوتا ہے۔ بھگوان کا نام لئے بنا کسی کی مُکتی نہیں ہوتی۔ اور انسان بنا پانی ہی ڈوب جاتا ہے۔ اسی بھاو کو ایک کوی نے آسان شبدوں میں اسطرح پرکٹ کیا ہے

نانک اِس سنسار میں دُکھیا ہے سب کوئے
رام بھجن نہیں نام کو پھر سُکھ کیسے ہوئے
ہری کا بھجن بِن جیو کا کبھی نہ ہوت اُدھار
ہری بھجن سے جی اُٹھے نانک پھر مُردار
نانک دُکھ میں رام کو یاد کرے سب کوئے
جو اُس کو سُکھ میں بھجیں دُکھ کاہے کو ہوئے

جب بھگت کو پورن گیان ہو جاتا ہے کہ بھگوان کا بھجن کئے

بنا دُکھ سے بچنے کا کوئی اور اُپائے نہیں جاپ کیتنے بھی یگیہ اور تپ کیوں نہ کئے جائیں۔ تب وہ ہر حال میں مست رہتا ہوا بھگوان کے بھجن میں آٹھوں پہر مگن رہتا ہے۔ اور دُکھ یا سُکھ کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگرچہ عام لوگ دُکھ میں بھگوان کو یاد کرتے ہیں اور سُکھ میں اُس کو بھُلا دیتے ہیں۔ سچا بھگت خاص طور پر دُکھ کو سُکھ سے ادھک اچھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ دُکھ میں بھگوان کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ تو ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

سُکھ کے ماتھے سِل پڑے جو نام ہردے سے جائے
بلہاری اُس دُکھ کے جو پل پل رام جپائے

سچے بھگت کے بھاؤ کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ وہ سچ مچ دُکھ کو سُکھ سے ادھک اچھا سمجھتا ہے۔ کیونکہ دُکھ میں بھگوان کی یاد آنا ضروری ہے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ کھیل کھیل میں ہی بھگوان کرشن کے ناخن سے اُن کی پٹ رانی رُکمنی کے ہاتھ پر زخم ہو گیا۔ اور سنجوگ سے اُس کے بعد بھگوان کرشن کو کچھ دن کے لئے باہر جانا پڑا۔ کئی دن کے بعد بھگوان کرشن واپس آئے تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ رُکمنی کے ہاتھ کا زخم ویسے کا ویسا تازہ تھا۔ بھگوان نے پوچھا "رُکمنی تمہارے ہاتھ کا زخم ابھی تک ہرا کیوں ہے؟" رُکمنی نے جواب دیا۔ "مہاراج جب میرے زخم پر انگور آنے لگتا تھا۔ میں جان بوجھ کر اُس کو چھیل دیتی تھی تاکہ زخم ہرا بھرا رہے۔ اور اُس کو دیکھ کر آپ کی یاد ہر سمے میرے دل میں تازہ رہے۔" سچ ہے بھگت تو ہمیشہ یہی کہتا ہے۔

میں اس سُکھ کو کروں کیا جو بھلا دے یاد ہی اُسکی
مبارک ہے وہ دُکھ جس میں خدا کی یاد آتی ہے

بھگوت اچھا

جگیاسو - مہاراج - ہری بھجن کے بارے میں آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب ٹھیک ہے - پر بھگوان کی رضا میں راضی رہنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا پُرشارتھ کا کچھ لابھ نہیں -

مہاتما جی - پیارے - آپ کا سوال بہت گمبھیر ہے - اِس کا جواب ہاں بھی ہے اور نہیں بھی - ایک سادھارن پُرش کو ہمیشہ پُرشارتھ کرتے رہنا چاہئے - جیسے کہ بھگوان کرشن نے شریمد بھگوت گیتا میں فرمایا ہے - کہ پُرشارتھ کے بنا شریر کی جیون یاترا بھی پوری نہیں ہو سکتی - ہاتھ پیر ہلائے بغیر جیون کا گذارا کیسے ہو سکتا ہے - اس لیے ہمیں کسی حالت میں بھی بیکار نہیں بیٹھنا چاہئے - اور کچھ نہ کچھ کام ضرور کرتے رہنا چاہئے - پرماتما نے ہمیں بُدھی اسی لیے دی ہے کہ ہم اپنے جیون کو سُکھی بنانے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں - اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھے رہیں کیونکہ پُرشارتھ کیے بنا تو سامنے پڑا ہوا بھوجن بھی منہ میں نہیں پڑ سکتا

لیکن ایک سادھارن پُرش اور یوگیوں مہاتماؤں میں بہت فرق ہے - جیسے جو کام ایک M.A کلاس کا ودیارتھی کر سکتا ہے وہ دُوسری کلاس والا کبھی نہیں کر سکتا - ویسے ہی یہاں ایک سادھارن

تُشٹی کے لئے کرم کرنا ضروری ہے۔ وہاں پُورن برہم گیانی کے
لئے کسی کرم کی ضرورت نہیں۔ جس شخص کو بھی پُورن وشواس ہے
کہ وہ آپ کچھ نہیں کرتا سب کرم گنوں دوارا ہی ہو رہے ہیں اور
اُن گنوں کو پیدا کرنے والی بھگوان کی مایا یا پرکرتی ہے۔ وہ سب
کرم کا تیاگ بھی کر دے تو کوئی ہرج نہیں۔ اگر وہ پرارتھنا نہ
بھی کرے اُس کی سب ضرورتیں بھگوان آپ پوری کر دیتے ہیں۔
وہ بھگوان کی رضا میں ہر وقت مست رہتا ہے۔ اور دُکھ میں
کبھی نہیں گھبراتا۔ بھگوان ہمیشہ ایسے بھگتوں کے بس میں رہتے ہیں

ہے بھگوان ادھین سبھی جس کا جیون
جو دُکھ اور سُکھ سب ہے چپ چاپ سہتا
رضا میں جو بھگوان کی خوش ہے عارف
سدا اُس کے بس میں ہے بھگوان رہتا

جب ہم سچے دل سے سب کام بھگوان پر چھوڑ دیتے ہیں تو
دیا کے بھنڈار بھگوان ہماری سب ضرورتوں کی ذمہ داری اپنے
سر پر لے لیتے ہیں۔ اور پھر ہمیں ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت
نہیں رہتی۔ ایک کوی نے اس خیال کو اس طرح بیان کیا ہے۔

جو سمرن میں سُدھ بُدھ ہی کھو جائے عارف
تو بھگوان عارف کا ہے کھیس بھرتا
اور آئے نہ جب تک اُسے ہوش عارف
وہ سب کام عارف کے ہے آپ کرتا

برہم گیانی کو پُورن وشواس ہوتا ہے کہ بھگوان جو کرتے ہیں۔

وہ سب بھلا ہے - اور بھگوان کی رضا کے بغیر پتّہ بھی نہیں ہل
سکتا- اس لئے وہ اپنا جیون پوری طرح بھگوان کے ارپن کر دیتا
ہے- اور اہنکار کو اپنے دل میں کبھی نہیں آنے دیتا- سوامی رام
تیرتھ کی زبان پہ ہر وقت یہ شعر رہا کرتا تھا-

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے
یاں یوں بھی واہ واہ ہے اور واں بھی واہ واہ ہے

اُن کے جیون کی ایک چھوٹی سی گھٹنا مجھے یاد آ گئی ہے
جو سُننے کے قابل ہے- جب سوامی جی مشن کالج لاہور میں پروفیسر
تھے- وہ کالج کی دُکان پہ ہر روز ٹھیک گیارہ بجے دُودھ پیا
کرتے تھے- اور کہا کرتے تھے کہ رام کو تو اُس وقت بھگوان آپ
دُودھ دیتے ہیں- ایک دن کچھ ودیارتھی اس بات کو آزمانے
کے وچار سے سوامی جی کو سَیر کے بہانے راوی دریا کی طرف
لے گئے- اور اتنی دور نکل گئے کہ سوامی جی گیارہ بجے تک کسی
طرح بھی کالج کی دُکان پر واپس نہ آ سکتے تھے- جب گیارہ بجنے
میں پانچ منٹ رہ گئے تو ایک ودیارتھی نے سوامی جی سے کہا-
"پروفیسر صاحب- آج دیکھیں گے کہ بھگوان آپ کو گیارہ بجے کیسے
دُودھ دیتا ہے-" سوامی جی نے مُسکرا کے جواب دیا "پیارے
مجھے تو وشواس ہے کہ میرے بھگوان آج بھی گیارہ بجے مجھے
ضرور دُودھ دیں گے-" اتنے میں ایک کسان کی لڑکی جس کے سر
پہ پیتل کا ایک لوٹا تھا- وہاں آ گئی- اُس نے لوٹا زمین پہ رکھتے
ہوئے پہلے تو سوامی جی کے چرن چھوئے اور پھر لوٹا اُن کی طرف

بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سوامی جی یہ دودھ سویکار کیجئے۔" ودیارتھی یہ چمتکار دیکھ کر حیران ہو گئے اور سوامی جی کے وشواس کی داد دینے لگے۔

اسی طرح جب سوامی ودیکانند جی دنیا کے سب مذہبوں کی کانفرنس میں حصہ لینے کے لئے امریکہ گئے تو ان کے پاس نہ کوئی سامان تھا نہ روپیہ۔ کیونکہ انہوں نے سچ مچ سب کچھ بھگوان پر چھوڑا ہوا تھا۔ جہاز سے اُتر کر وہ خالی ہاتھ ایک طرف چل دیئے۔ اتنے میں ایک امریکن نے گیروے کپڑے دیکھ کر ان سے پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔ سوامی جی نے انگریزی میں جواب دیا انڈیا سے۔ اس نے پھر پوچھا۔ یہاں پر کوئی آپ کا جان پہچان والا ہے یا نہیں جو آپ کی دیکھ بھال کرے گا۔ سوامی جی نے کہا۔ ہاں ہے۔ امریکن نے پوچھا وہ کون ہے؟ سوامی جی نے ہنس کر جواب دیا۔ آپ۔ اس جواب کا اُس امریکن پر اتنا پربھاو پڑا کہ وہ سوامی جی کو اپنے گھر لے گیا۔ جب تک سوامی جی امریکہ میں رہے وہ ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتا رہا۔

جن مہاپرشوں کے دل میں اتنا آتم وشواس ہو اور جن کو بھگوان میں اس قدر شردھا ہو بھگوان ان کی ضروریات کا خیال کس طرح نہ رکھیں۔ ایسے لوگ ہی سچ مچ بھگوان کی رضا میں راضی رہتے ہیں۔ ان کو چنتا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

گورو نانک دیو جی نے کبھی کہا ہے۔

جو تدھ بھاوے سوئی بھلی کار   تو سدا سلامت نرنکار

ارتھ - ہے نرنکار بھگوان، تو ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ جو تجھ کو بھاتا ہے وہی اچھا ہے۔

جپ جی صاحب کی پوڑی (۲۷) میں بھی کہا گیا ہے۔

جو تس بھاوے سوئی کرسی حکم نہ کرنا جائی
سو پاتشاہ شاہا پات صاحب نانک رہن رجائی

ارتھ - بھگوان کو جو پسند آتا ہے وہ وہی کرتا ہے۔ اس پر کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ گورو نانک دیو جی کہتے ہیں کہ وہ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اس کی رضا میں رہنا ہی اُچت ہے۔

گورو نانک دیو جی یہ بھی ہر وقت کہا کرتے تھے۔ "تیرا بھانا میٹھا لاگے" یعنی جو تو کرتا ہے وہی اچھا ہے۔ دوسرے شبدوں میں وہ بھگوان کی رضا میں مست رہتے تھے۔

مرتے وقت رشی دیانند سرسوتی کی زبان پر بھی یہی شبد تھے۔ "بھگوان تیری اچھا پورن ہو۔"

اسی طرح حضرت عیسےٰ مسیح کو جب پھانسی پر لٹکانے لگے تو ان کی زبان سے یہ شبد نکلے تھے۔

"Let thy will be done" جس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی اچھا پورن ہو۔

جب دیوان چندو لال نے جو بادشاہ جہانگیر کے راجیہ میں لاہور کا حاکم تھا۔ گورو ارجن دیو جی پر گرم گرم ریت ڈالی اور ان کو اُبلتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں پھینک دیا۔ ان کی زبان

پر بھی یہی سبد تھے۔" تیرا بھانا میٹھا لاگے۔" اور اُن کے لبوں پہ مسکراہٹ تھی۔ اس سے پہلے اُن کے دوست فقیر حضرت میاں میر نے جو ہمت کرنی والے تھے ایک دن گورو صاحب سے کہا "اگر آپ چاہیں تو میں بادشاہ جہانگیر کو کہہ کر آپ کو رہا کروا دُوں۔" گورو صاحب یہ سُنکر ہنس پڑے اور کہنے لگے۔" میاں صاحب۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مجھ میں بادشاہ جہانگیر کی جیل سے نکلنے کی شکتی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ لیکن میں بھگوان کے کام میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ اُس کو جو منظور ہے وہی ٹھیک ہے۔"

یہ ہے بھگوان کی رضا میں راضی رہنے کا اصلی مطلب۔ ایسے مہاپرشوں کے لئے پرارتھنا کی کیا ضرورت ہے۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ بھگوان کی رضا میں راضی رہنے کا ذکر ہمارے گرنتھوں میں ہی آتا ہے یا دُوسرے مذہب والوں کو بھی ایسا وشواس ہے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ سب مذہبوں کے مُکھیہ نیم ایک ہی ہیں۔ سب مذہب کہتے ہیں کہ ہمیں سچ بولنا چاہیئے۔ کسی کا بُرا نہیں کرنا چاہیئے اور ہم کو پیانی مات سے پریم کرنا ہر مذہب میں سکھایا جاتا ہے جیسے میں نے آپ کو ابھی بتایا ہے حضرت عیسٰے مسیح کو جب پھانسی پر لٹکایا جا رہا تھا تو اُن کی زبان مبارک پر یہی شبد تھے "بھگوان تیری اچھا پوری ہو۔" اسی طرح قرآن شریف میں بھی ایک دلچسپ کہانی آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کو خُدا کی رضا پر کتنا وشواس ہے۔ اُن کو کبھی اس بات کا رنج نہ

وشواس ہے۔ کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اُس میں ضرور کوئی نہ کوئی بھلائی ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں قدرت کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔

جگیا سو۔ مہاراج۔ وہ کہانی سُنائیے کی ضرور کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ وہ کہانی بھی سُنا دیتا ہوں۔ دھیان دیکر سُننا۔

ایک بار ایک جہاز طوفان کے گھیرے میں آ گیا اور ڈر تھا کہ اب کبھی ڈوبا۔ اب کبھی ڈوبا۔ ایک بزرگ مسافر نے کہا۔ "اگر ہم میں سے کوئی ایک شخص اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہو تو باقی سب کی جان بچ سکتی ہے۔" یہ سُنکر ایک نوجوان نے اپنے آپ کو بلی کے لئے پیش کر دیا۔ اور اُس کو سمندر میں گرا دیا گیا۔ بھگوان کی مرضی سے طوفان رُک گیا۔ اور جہاز اپنے سفر پہ چلتا رہا۔ اُدھر اُس نوجوان کو سمندر کی لہروں نے ایک پہاڑ کے دامن میں پھینک دیا۔ اور وہ دھیرے دھیرے پہاڑ کے اُوپر چڑھنے لگا۔ اُس پہاڑ پہ آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ پہ چوٹی پہ پہنچ کر وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہاں چار فقیر آنکھیں بند کئے سمادھی کی حالت میں بیٹھے ہیں۔ اُس نوجوان نے اُن کو بُلانے کی کافی کوشش کی۔ پر وہ چپ بیٹھے رہے۔ لاچار ہو کر وہ نوجوان بھی اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ اور انتظار کرنے لگا۔ کہ وہ کب آنکھیں کھولتے ہیں۔ شام ہوتے ہی ایک فقیر اُٹھا اور وہاں سے چپ چاپ ایک طرف کو چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آ گیا اور اُس نے سب فقیروں کے آگے ایک ایک بیسن کا لڈو رکھ دیا۔ ایک لڈو اُس نوجوان کے آگے بھی رکھ دیا گیا اور اُس نے

دیکھا کہ وہ لڈو درختوں کے پتوں کا بنا ہُوا تھا۔ جب سب فقیر وہ لڈو کھانے لگے تو اُس نے بھی کھا لیا۔ پر اُس کو اچھا نہ لگا۔ اُس کے بعد سب فقیر پھر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے۔ اور کسی نے کوئی بات چیت نہ کی۔ نوجوان نے دیکھا کہ اُن فقیروں میں سے ہر روز ایک باری باری جا کر اس قسم کے لڈو بنا کر لے آتا تھا۔ اور سب کو دیتا تھا۔ چنانچہ جس دن اُس کی باری آئی تو وہ بھی اُس قسم لڈو بنا کر لے آیا۔ سنجوگ سے اُس کی جیب میں نمک کی ایک تھیلی تھی اور اُس نے لڈوؤں کو لذیذ بنانے کے خیال سے اُن میں تھوڑا سا نمک ملا دیا۔ جب فقیر لڈو کھانے لگے تو سب ایک ساتھ کہنے لگے۔ "ارے تم نے آج پتوں میں یہ کیا ملا دیا۔" جب اُس نے نمک کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے۔ "ہم نے تو برسوں سے ہر قسم کے سواد کا تیاگ کیا ہُوا تھا۔ تم نے آج ہماری ساری تپیا بھنگ کر دی۔ جاؤ یہاں سے اسی وقت بھاگ جاؤ۔" جب نوجوان نے کہا کہ وہاں سے واپس جانے کا کوئی راستہ نہیں اور اُس نے اپنی غلطی کے لئے معافی مانگی تو انہوں نے کہا۔ "اچھا تم کو اس بار مُعاف کر دیتے ہیں۔ آگے سے کوئی غلطی کی تو تم کو یہاں نہیں ٹھہرنے دیں گے۔"

اس طرح باقی عرصہ گزر گیا اور وہ نوجوان بھی اُن فقیروں کی طرح تپیا میں مگن رہنے لگا۔ اتفاق سے ایک دن سمندر میں پھر طوفان آ گیا۔ اور طوفان کا پانی دھیرے دھیرے پہاڑ کے اوپر چڑھنے لگا۔ جب پانی پہاڑ کی چوٹی تک آ گیا تو نوجوان نے آنکھیں کھول دیں اور وہ دیکھنے لگا کہ وہ فقیر اب کیا کرتے ہیں۔ پر وہ سب اسی طرح

مست بیٹھے رہے۔ اور پانی اُن کے کندھوں تک آ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ نوجوان بہت گھبرا گیا اور اُٹھ کر دُعا کرنے لگا۔ "اے خدا! تو خیر کر۔" طوفان اُسی وقت رُک گیا۔ پر سب فقیر اُس نوجوان سے سخت ناراض ہو گئے۔ اور کہنے لگے "ارے بندے خدا کے۔ تم نے آج جو غلطی کی ہے وہ معاف نہیں کی جا سکتی۔ اب جلدی یہاں سے بھاگ جاؤ۔" نوجوان نے حیران ہو کر پوچھا "حضرت آج میں نے کیا غلطی کی ہے؟" فقیروں نے جواب دیا۔ "تم نے آج خدا کے کام میں دخل دینے کی کوشش کی ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ خدا سے دُعا کر کے ہم طوفان کو نہیں روک سکتے تھے۔ لیکن ہمیں کیا پتہ ہے کہ خدا نے طوفان سے کیا کام لینا تھا۔ خدا جو کچھ بھی کرتا ہے اس میں ضرور کوئی نہ کوئی بھلائی ہوتی ہے۔ ہمیں اُس کے کاموں میں کبھی دخل نہیں دینا چاہیے۔ جاؤ۔ اب تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔" نوجوان نے بہت منت سماجت کی۔ اور معافی بھی مانگی۔ پر فقیروں نے اُس کی ایک نہ سُنی اور اُس کو کہا۔ "آج پہاڑ کے دامن میں ایک جہاز آئے گا۔ اُس میں بیٹھ کر تم واپس جا سکتے ہو۔" یہ سُنکر اُس نوجوان کو مجبوراً وہاں سے واپس جانا پڑا۔

آشا ہے اب تو آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ کہ بھگوان کی رضا میں راضی رہنے کا سبق ہر مذہب میں موجود ہے۔ پر اس کتھا کو مہا پُرش ہی جانتے ہیں اور وہ اُس پر عمل کرتے ہیں۔

منش شریر کا لابھ

جگیاسو: مہاتما جی، بھگوان ہم کو جو منش شریر دیتا ہے اس
کا کیا لابھ اٹھانا چاہئے؟

مہاتما جی: بیٹا، منش شریر بہت دُرلبھ ہے۔ ہمارے
شاستروں کے انوسار اس سنسار میں چوراسی لاکھ قسم کی یونیاں ہیں
جن میں انسان، جیو جنتو، پکشی، پتنگ اور پتھر وغیرہ سب شامل
ہیں۔ منش یونی کے علاوہ باقی سب بھوگ یونیاں ہیں۔ ایک
منش شریر ہی ہے جس میں ہم کو کرم کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے
اور یہ پھل بھوگنے کے لئے ایک پرکار کی یونیوں میں جنم لینا
پڑتا ہے۔ منش شریر کا لابھ یہی ہے کہ ہم بھگوان کا بھجن کرتے
رہیں اور نشکام کرم کرتے ہوئے لوک سدھارنے کی کوشش کریں۔ بھگوان
کا بھجن کرنے کے لئے منش شریر ایک طرح کا مندر ہے اور ہمارا فرض
ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کو صاف ستھرا اور پاکیزہ رکھنے کی کوشش
کریں۔ اگر شریر میں کوئی روگ ہو تو بھگوان کا بھجن بھی نہیں ہو سکتا
اور بھگوان کا بھجن کئے بنا موکش کا پانا ممکن نہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو منش شریر سچ مچ انمول ہے۔
کہتے ہیں کہ ایک نوجوان بیکار تھا اور بھوک سے تنگ آ کر ایک دن
آتم ہتیا کرنے کے لئے جنگل میں چلا گیا۔ وہاں جا کر وہ سوچ رہا
تھا کہ کس ڈھنگ سے آتم ہتیا کرے کہ اچانک وہاں ایک مہاپرش

آ گیا اور اُس نوجوان سے اُداسی کا کارن پُوچھنے لگا۔ نوجوان نے کہا "مہاتما جی۔ مجھے بھگوان نے کچھ بھی نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میرے پاس پیٹ کی آگ بجھانے کا بھی کوئی سادھن نہیں۔ اِس لئے میں اپنے جیون کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔" مہاپُرش نے کہا "بیٹا۔ جھوٹ کیوں بولتے ہو۔ بھگوان نے تم کو انمول ہیرا دیا ہوا ہے۔ پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُس نے تم کو کچھ نہیں دیا" نوجوان حیران ہو کر پُوچھنے لگا "مہاتما جی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میرے پاس تو ایک پھُوٹی کوڑی بھی نہیں۔" مہاپُرش نے جواب دیا۔ بیٹا۔ دیکھو بھگوان نے تم کو دو ہاتھ دئے ہیں۔ اگر تم مجھ کو ایک ہاتھ دے دو۔ میں تم کو پانچ ہزار روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ تمہارے پاس دو آنکھیں ہیں۔ اگر تم مجھ کو ایک آنکھ دے دو تو میں تم کو دس ہزار روپیہ دے سکتا ہوں اسی طرح تمہارے پاس شریر کے اور بہت انگ ہیں۔ تم ہی اندازہ لگاؤ کہ اِن سب کی کیا قیمت ہے۔" نوجوان یہ سنکر مہاپُرش کے چرنوں پہ گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ "مہاتما جی۔ میں آپ کا بہت دھنیہ وادکا ہوں۔ آپ نے میرا اگیان دُور کر دیا۔ اب میں محنت کروں گا اور اِس شریر سے نہ صرف پیٹ بھرنے کا کام لوں گا بلکہ بھگوان کا دھنیہ واد بھی کیا کروں گا۔ اُس نے مجھے یہ انمول شریر دیا ہے۔"

مانش جنم ہے دُرلبھ سب جُونیوں سے نیارا
دُنیا میں جس کو تارا مانش جنم نے تارا

رام چرت مانس میں ایک جگہ ذکر آتا ہے۔ کہ جو پُرش بھگوان

کی نندا کرتا ہے اُس کو مینڈک کی یونی ملتی ہے - اور بہمنوں کی نندا کرنے والے پرش کو کوّے کا شریر ملتا ہے - سنت پرشوں کی نندا کرنے والے پرش کو اُلّو کی یونی میں جانا پڑتا ہے اور سب کی نندا کرنے والے پرش کو چمگادڑ کا شریر ملتا ہے - اس لئے منش کا شریر پاکر ہمیں ہمیشہ اچھے کرم کرنے چاہئیں - اور کسی کی نندا نہیں کرنی چاہیئے - بھگوت بھجن کے علاوہ پرانی ماتر کی سیوا کرنا اس شریر کا سب سے بڑا لابھ ہے - ایک کوی نے کہا ہے :-

پھر سے بھگوان کی بخشش جنم تم کو ملا
ہو جہاں تک لابھ اس جیون کا تو حاصل اُٹھا
روُپ اپنا ہی سمجھ کر سب سے حاصل پیار کر
پھر خوشی اور شانتی ہو گی تیرے دل میں سدا
گر بھلا چاہے تو اپنا کر بھلا سب کا سدا
ہے سدا سب کے بھلے میں ہی ترا حاصل بھلا
کام دُنیا کے کئے جا ہاتھ سے بے شک تو سب
یاد کر بھگوان کو پر دل میں تو حاصل سدا
تو وِشے بھوگوں میں اس کو مت گنوا او دِسدا
بہت مشکل سے ملتا ہے چولا یہ انسان کا

منش شریر کے لابھ کے بارے میں رام چرت مانس میں بہت جگہ پر ذکر آتا ہے - جن میں سے کچھ چوپائیاں میں آپ کو سُناتا ہوں - گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے -

رت ہری کتھا سُنی نہیں کانا شرون رندھر اہی بھون سمانا

نینن سنت درشن ہنیں دیکھا ۔۔۔ لوچن مور پنکھ کے لیکھا

جو پرش اپنے کانوں سے بھگوان کی کتھائیں نہیں سنتے۔ اُن کے کانوں کے سوراخ سانپ کے بل کے سمان ہیں۔ اور جن آنکھوں نے سنت پرشوں کا درشن نہیں کیا وہ آنکھیں مور پنکھ کے سمان ہیں۔

تے سر کٹو تمری سم تولا ۔۔۔ جے نہ نمت ہر گور پد مولا
جن ہری بھگتی ہردے نہیں آنی ۔۔۔ جیون شو سمان تے پرانی

جو سر بھگوان اور گورو کے چرنوں میں نہیں جھکتا وہ کڑوی تونبی کے سمان ہے۔ اور جن لوگوں کے ہردے میں بھگوان کے لئے پریم نہیں وہ جیتے جی مرتک کے سمان ہیں۔

جے نہیں کریں رام گن گانا ۔۔۔ جیبھ سو دادر جیبھ سمانا
کلش کٹھور نٹھر سوئی چھاتی ۔۔۔ سنی ہری چرت نہ جو ہرشاتی

جو زبان بھگوان کے گنوں کا گان نہیں کرتی وہ مینڈک کی زبان کے سمان ہے۔ اور جس ہردے میں بھگوان کے چرتر سن کر خوشی نہیں ہوتی وہ ہردے بجر کے سمان سخت اور بیدردی ہے۔

دیہہ دھرے کر پھل ایہی بھائی ۔۔۔ بھجئے رام سب کام بِہائی
نرشرنے دھرم جے پر پیرا ۔۔۔ کرہیں تے سہہیں مہا بھو بھیرا

ہے بھائی۔ منش شریر دھارن کرنے کا پھل یہی ہے کہ دوسرے سب کام چھوڑ کر بھگوان کا بھجن کیا جائے۔ منش شریر پاکر جو لوگ دوسروں کو دکھ پہنچاتے ہیں اُن کو جنم مرن کے چکر میں پڑ کر دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔

ایہی تنو کر پھل وشئے نہ بھائی ۔۔۔ سورگ ہو سولپ انت دکھدائی

نرتن پائے وِشے من دیہیں — پلٹی سُدھا تے شٹھ وِش لیہیں

اِس شریر کا پھل وِشے بھوگ نہیں۔ اگر ہم کو سورگ بھی مل جائے تو تھوڑے دنوں کے لئے سُکھ ملتا ہے۔ اور انت میں پھر دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ منش کا شریر پا کر جو لوگ وِشے بھوگوں میں پھنسے رہتے ہیں وہ مورکھ امرت کے بدلے زہر مول لیتے ہیں۔

اِسی طرح گرُڑ جی کے پوچھنے پر کہ سب سے اُتم شریر کونسا ہے کاگ بھشنڈی جی نے یہ جواب دیا تھا۔

نر تن سم نہیں کونی دیہی — جیو چراچر جاچت جیہی

منش شریر کے سمان کوئی شریر نہیں۔ جسے سب چراچر جیو مانگتے رہتے ہیں۔

نرک سورگ اپورگ نسینی — گیان وِراگ بھگتی سکھ دینی
سو تنو دھر ہری بھجے نہ جے نر — ہوہیں وِشے رت مند مند تر
کانچ کرچ بدلے تے لیہیں — کر تے ڈاری پرس منی دیہیں

یہ شریر نرک سورگ اور موکش پانے کا سیڑھی کا راستہ ہے اور گیان، وِیراگ اور بھگتی سُکھ دینے والا ہے۔ جو لوگ یہ شریر پا کر بھگوان کا بھجن نہیں کرتے اور وِشے بھوگوں میں پھنسے رہتے ہیں وہ مورکھ سونے کے بدلے کانچ لے رہے ہیں۔ اور ہاتھ میں آئے ہوئے پارس پتھر کو پرے پھینک رہے ہیں۔

بڑے بھاگ مانش تن پاوا — سُر دُرلبھ سد گرنتھن گاوا
سادھن دھام موکش کر دوارا — پائی نہ جیہیں پرلوک سنوارا

سو پر تر دُکھ پاوہی سر دھن دھن پچھتائے

کال ہی کرم ہی ایشور ہی متھیا دوش لگائے

بہت ہی اچھے بھاگ ہوں تو منش کا شریر ملتا ہے۔ شاستر کہتے ہیں کہ یہ شریر دیوتاؤں کو بھی مشکل سے ملتا ہے۔ منش شریر سادھنا کا گھر اور موکش کا دروازہ ہے۔ ایسے پاکر جس نے پرلوک نہیں سنوارا وہ پرلوک میں جاکر دکھ پاتا ہے۔ سر پیٹ پیٹ کر پچھتاتا ہے۔ اور کال کرم اور ایشور پر جھوٹا دوش لگاتا ہے۔

نر تن بھو باردھی کہوں بیرک   سنمکھ مرت انوگرا میرک
کرن دھار ست گرو درڑھ ناوا   درلبھ ساج سلبھ کری پاوا

جنم مرن کے بھوساگر کو پار کرنے کے لئے منش شریر ایک کشتی کے سمان ہے۔ جس کے لئے بھگوان کی کرپا مناسب ہوا اور ستگرو کرد کھیوٹ کے سمان ہے۔ منش شریر پاکر ایسا درلبھ سماج آسانی سے مل جاتا ہے۔

جو نہ ترے بھوساگر نر سماج اس پائے
سو کرت نندک مندمتی آتم ہن گتی پائے

ایسا سماج پاکر جو منش بھوساگر کو پار نہیں کر پاتا۔ وہ مورکھ اور کرت گھن ہے اور اس کو آتم ہتیا کا پاپ لگتا ہے۔

آکر چاری لاکھ چوراسی   جونی بھرمت جیو ابناشی
پھرت سدا مایا کے پریرا   کال کرم سبھاؤ گن گھیرا
کبہوں کری کرونا نر دیہی   دیت ایش بن ہیتو سنیہی

یہ ابناشی جیو چوراسی لاکھ یونیوں میں گھومتا پھرتا ہے اور مایا کی پریرنا سے ہمیشہ کال، کرم، سبھاؤ اور گنوں سے گھرا رہتا

ہے۔ پرپریم پتا پرماتما جو پرنا کا دن ہی سب سے پریم کرتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی اُن کو منش کا شریر دے دیتے ہیں۔

منی گن نکٹ وہنگ مرگ جاہیں ۔۔۔ بادھک بدھک بلا کی پراہیں
ہت انوہت پشو پکشی او جانا ۔۔۔ مانش تن گن گیان ندھانا

پشو اور پکشی منی لوگوں کے پاس بے دھڑک چلے جاتے ہیں۔ اور مارنے والے شکاری کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ پشو اور پکشی بھی جانتے ہیں کہ کون اچھا ہے اور کون بُرا ہے۔ پھر منش شریر کا تو کہنا ہی کیا۔ وہ تو گنوں کا بھنڈار ہے۔

گوسائیں جی کے اِن وچاروں کو پڑھ کر صاف پتہ چلتا ہے کہ منش شریر سچ مچ دُرلبھ اور انمول ہے۔ اس کا لابھ یہی ہے کہ ہم آٹھوں پہر بھگوان کا بھجن کرتے رہیں اور اس کی یاد دل سے کبھی نہ بھلائیں۔ ایسا کرنے سے ہم آسانی سے موکش کو پراپت کر سکتے ہیں۔ ورنہ ہم ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے چکر میں پڑے رہیں گے اور نانا پرکار کے دکھوں کا شکار ہوتے رہیں گے۔

جگیاسو۔ مہاراج آپ نے فرمایا ہے کہ ہمارا شریر بھگوان کا مندر ہے۔ بھگوان شریر کے کس حصے میں رہتے ہیں اور ہم ان کو کیوں دیکھ نہیں پاتے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ بھگوان تو سرد ویاپک ہے اور کن کن میں موجود ہے وہ شریر کے روم روم میں بسا ہوا ہے۔ کوئی ایسی جگہ نہیں ہو سکتی جہاں بھگوان نہ ہو۔ پھر بھی کہا جاتا ہے کہ بھگوان سب کے ہردے کمل میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ہم اس کو دیکھ

اس لیے نہیں سکتے کیونکہ ہماری آنکھوں پہ اگیان کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ دیکھئے سورج تو ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لیکن اگر ہماری آنکھوں میں کچھ نقص ہو تو ہم اس کو نہیں دیکھ سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اندھا کہدے کہ سورج کی کوئی ہستی نہیں تو یہ اس کا اپنا اگیان ہے۔ اور کوئی سمجھدار انسان اس کا اعتبار نہ کریگا پھر ہم ہر روز شیشے میں اپنا عکس دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر شیشے پر میل پڑ جائے تو ہمیں اپنا عکس نظر نہیں آئے گا۔ یہی حال اصل میں ہمارے دل کا ہے۔ جب تک ہمارے دل پہ پاپ کی میل چھائی ہوئی ہے ہم بھگوان کے درشن نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر کسی کٹورے میں پانی سِتھر ہو تو اس میں ہمیں اپنا عکس آسانی سے نظر آئے گا اور اگر پانی میں ہل چل ہو گی تو ہم اپنا عکس بالکل نہیں دیکھ پائیں گے ہمارا من بھی بندر کی طرح چنچل ہے اور اس کو کبھی چین نہیں ملتا۔ جب تک ہم اپنے من کو ادھر ادھر بھٹکنے سے نہیں روک پاتے اور اس کو آتما پر نہیں جما پاتے بھگوان کے درشن کیسے ہوں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہمارے من پہ پاپ کی میل نہ ہو اور وہ ادھر ادھر بھٹکنا چھوڑ دے تو ہم اپنے ہردے کمل میں بھگوان کو ساکشات دیکھ سکیں گے۔

آتما کے روپ میں بھگوان ہی ہمارے ہردے کمل میں ہر وقت موجود رہتا ہے اور ہمیں کوئی گھبراہٹ ہو۔ تو وہ ہی ہم کو ڈھارس دیتا ہے۔

وہ دیتا ہے ڈھارس سدا سب کے دل کو

نہیں اور بھگوان سا کوئی دلبر
وہ ہر دل میں ہر دم ہے موجود عارف
کہوں دل کو بھگوان کا میں تو مندر

بھگوان کس کے ہردے کمل میں نواس کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں مجھے ابھی ایک اور گھٹنا یاد آ گئی ہے۔ جب بھگوان رامچندر جی۔ ماتا سیتا جی اور لکشمن جی کے ساتھ بنباس کے دوران میں رشی بالمیک جی کے آشرم پر گئے تو انہوں نے بالمیک جی سے کہا کہ وہ انہیں کوئی اچھی سی جگہ رہنے کے لئے بتائیں۔ بالمیک جی نے اُن کے رہنے کے لئے جو سُندر گھر بتایا تھا وہ آپ کو سنائے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بھگوان کا گھر

بالمیک جی نے کہا:-

پوچھیو موہی کہ رہوں کہاں میں پوچھت سکچاؤں
جہاں نہ ہو تہاں دیہو کہی تم ہی دکھاؤں ٹھاؤں

آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ میں کہاں رہوں۔ پرنتو میں آپ سے پوچھتا ہوا ہچکچاتا ہوں۔ کہ پہلے آپ مجھے وہ جگہ بتا دیجئے جہاں آپ نہ رہتے ہوں۔ پھر میں بھی آپ کو رہنے کی جگہ بتا دوں گا۔

سنو رام اب کہوں نکیتا جہاں بسہو سیا لکھن سمیتا

سنئے رام جی۔ اب میں وہ گھر بتاتا ہوں جہاں آپ سیتا اور لکشمن جی کے ساتھ ٹھہر سکتے ہیں۔

جن کے شرون سمندر سماتا ۔ کتھا تہارِ سُبھگ سری نانا
بھریں نرنتر ہوہیں نہ پُورے ۔ تِن کے ہِیَ تم کہُنہ گرِہ رُورے

جن کے کان سمندر کے سمان ہیں اور اُن میں آپ کی کتھا رُوپی انیک سُندر ندیوں کے پانی کے لگاتار پڑنے پر بھی وہ بھر نہیں پاتے اُن کے ہردے آپ کے رہنے کے لئے سُندر گھر ہیں۔

لوچن چاتک جن کری راکھے ۔ رہیں درشن جل دھر ابھلاشے
ندریں سرت سندھو سر بھاری ۔ رُوپ بِندو جل ہوہیں سُکھاری
تِن کے ہردے سدن سُکھ دائک ۔ بسو بندھو سیا سہہ رگھونائک

جنہوں نے اپنے نیتروں کو پپیہے بنا رکھا ہے۔ جو آپ کے بادل رُوپی درشن کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ اور بڑے بڑے سمندر اور ندیوں کا نرادر کرتے ہوئے آپ کے درشن رُوپی جل کی ایک بوند پا کر سُکھی ہو جاتے ہیں۔ اُن کے ہردے آپ کو سُکھ دینے والے گھر ہیں۔

یش تمہار مانس بمل ہنسنی جیبھا جاسُو
مُکتا ہل گُن گن چُنئیں رام بسو ہِردے تاسُو

جن کے لئے آپ کا نرمل یش مان سرودر جھیل کے سمان ہے اور اس کی جیبھا راج ہنسنی کے سمان ہے۔ جو آپ کے گُن رُوپی موتی چُنتی رہتی ہے۔ ہے رام جی آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

پربھو پرساد شُچ سُبھگ سُباسا ۔ سادر جاسُو لہے نت ناسا
تمہیں نویدت بھوجن کرہیں ۔ پربھو پرساد پٹ بھوشن دھرہیں
سیس نوائیں سُر گُرو دوج دیکھی ۔ پریتی سہت کری ونے وِسیکھی
کر نت کرہیں رام پد پوجا ۔ رام بھروسہ ہردے نہیں دُوجا

چرن رام تیرتھ چلی جاہیں — رام بسو تن کے من ماہیں

جن کی ناک ہمیشہ آپ کے پوتر سندر اور سگندھت پرساد
کو پریم پوروک سونگھتی رہتی ہے۔ جو پہلے آپ کو بھوگ لگا کر آپ
بعد میں بھوجن کرتے ہیں۔ جو سب کپڑے اور زیور آپ کا پرساد
سمجھ کر پہنتے ہیں۔ جو دیوتا برہمن اور گورو کو دیکھ کر پریم اور نمرتا
سے اپنا سر جھکا دیتے ہیں۔ جن کے ہاتھ ہمیشہ آپ کی پوجا کرتے
رہتے ہیں۔ جن کے من میں آپ کے سوائے اور کسی کا بھروسہ نہیں
اور جن کے چرن آپ کے تیرتھوں کی یاترا کرتے رہتے ہیں۔ ہے رام
جی آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

منتر راج نت جپہیں تمہارا — پوجہیں تم ہی سہت پریوارا
ترپن ہوم کرہیں ودھی نانا — بپر جوائی دیہیں وہ نانا
تم تے ادھک گورو ہی جیا جانی — سکل بھانتی سیو ہیں سمانی

سب کر مانگئے ایک پھل رام چرن رتی ہوؤ
تن کے من مندر بسو سیا رگھونندن دوؤ

جو ہمیشہ آپ کے مہا منتر رام نام کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔
اور پریوار سہت آپ کی پوجا کرتے رہتے ہیں۔ انیک پرکار کے
یگیہ اور ہون کرتے رہتے ہیں۔ برہمنوں کو بھوجن کروا کر انہیں
انیک پرکار کی دکشنا دیتے ہیں۔ گورو کو آپ سے بھی بڑا سمجھ
کر ہر پرکار سے پریم پوروک اُس کی سیوا کرتے ہیں اور ان سب
کرموں کا پھل یہی مانگتے ہیں کہ آپ کے چرنوں میں پریتی بڑھے۔ ہے
رام جی آپ کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

کام کرودھ مد مان نہ موہا | لوبھ نہ شوبھ نہ راگ نہ دروہا
جن کے کپٹ دمبھ نہیں مایا | تن کے ہردے بسو رگھورایا

جن میں کام، کرودھ، ابھیمان اور موہ نام کو نہیں جو لوبھ ایرشا۔ ممتا۔ دویش۔ کپٹ۔ پاکھنڈ اور مایا سے بالکل رہت ہیں۔ ہے رام جی آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

سب کے پریہ سب کے ہتکاری | دُکھ سکھ سرس پرشنسا گاری
کہیں ستیہ پریہ وچن وچاری | جاگت سووت شرن تمہاری
تمہی چھانڈ گتی دوسری ناہیں | رام بسو تن کے من ماہیں

جو سب سے پیار کرتے ہیں اور سب کا بھلا چاہتے ہیں۔ دُکھ سُکھ اور مان و اپمان جن کے لئے سب برابر ہیں۔ جو ہمیشہ سوچ وچار کر میٹھے وچن بولتے ہیں۔ جو سوتے جاگتے سدا آپ کی شرن ڈھونڈتے ہیں۔ اور آپ کو چھوڑ کر اور کسی کا سہارا نہیں چاہتے ہے رام جی۔ آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

جننی سم جانہیں پر ناری | دھن پرایا وش تے وش بھاری
جے ہرشہیں پر سمپتی دیکھی | دُکھت ہوہیں پر وپتی وشیکھی
جنہیں رام تم پران پیارے | تن کے من شبھ سدن تمہارے

جو پرائی استری کو ماتا کے سمان سمجھتے ہیں۔ جن کے لئے پرایا دھن زہر سے بھی زیادہ کڑوا ہے۔ جو دوسروں کا ایشوریہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور دوسروں کا دُکھ دیکھ کر دُکھی ہوتے ہیں۔ اور جن کو آپ پرانوں کے سمان پیارے ہیں۔ ہے رام جی اُن کا ہردے کمل آپ کے رہنے کے لئے سندر گھر ہے۔

سوامی سکھا پتو ماتو گورُ جن کے تم سب تات
رتن کے من مندر لبو سیا سہت دوؤ بھرات

ہے تات۔ جن کے سوامی۔ متر۔ پیتا۔ ماتا اور گورو سب کچھ آپ ہی ہیں۔ آپ اُن کے من مندر میں نواس کریں۔

اوگن تجی سب کے گُن گہیں	بپر دھینو ہت سنکٹ سہیں
نیتا نپُن جن کی جگ لیکا	گھر تمہار تن کر من نیکا

جو دوسروں کے دوش چھوڑ کر اُن کے گُنوں کو گرہن کر لیتے ہیں برہمن اور گائے کی بھلائی کے لیئے آپ کشٹ اُٹھاتے رہتے ہیں جو دید کے سب کاروبار میں ماہر ہوتے ہیں اور جن کا رہن سہن سنسار بھر کے لیئے ایک آدرش ہے۔ اُن کا شُدھ ہردے کمل آپ کے رہنے کا گھر ہے۔

گُن تمہار سمجھہیں نج دوسا	جیہی سب بھانتی تمہار بھروسا
رام بھگت پریہ لاگیں ہی جیہی	تیہی اُر لبو سہت بیدیہی

جو سمجھتے ہیں کہ سب گُن آپ کے ہیں۔ اور سب دوش اُن کے اپنے ہیں۔ جن کو سب طرح سے آپ پر بھروسہ ہے۔ اور جو آپ کے بھگتوں سے خاص پیار کرتے ہیں آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

جاتی پاتی دھن دھرم بڑائی	پریہ پریوار سدن سکھدائی
سب تجی تمہی رہیں لو لائی	تن کے ہردے لبو رگھورائی

جات پات دھن دھرم بڑائی۔ پیارے سمبندھی۔ سکھ دینے والے گھر ان سب کو چھوڑ کر جو صرف آپ کو اپنے ہردے سے لگائے رہتے ہیں ہے رام جی۔ آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

سوڑگ نرک اپورگ سمانا ۔۔۔ جہاں تہاں دیکھے دھرے دھنوبان
کرم وچن من رائو چیرا ۔۔۔ رام کرہو تن کے من ڈیرا

سوڑگ نرک اور موکش جن کے لئے سب برابر ہیں۔ جن کو سب طرف ہاتھ دھنش بان لئے آپ ہی نظر آتے ہیں۔ اور جو من بچن اور کرم سے آپ کے سیوک ہیں۔ ہے رام جی! آپ اُن کے ہردے کمل میں نواس کریں۔

چاہی نہ چاہیئے کبہوں کچھو تم سن سہج سنیہہ
بسو نرنتر تاسو اُر سو رائو نج گیہہ

جن کو آپ کے سوائے کبھی بھی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ اور جن کو آپ کے چرنوں سے سُبھاوک پریم ہے آپ سدا اُن کے ہردے کمل میں وشرام کریں۔ وہ آپ کا اپنا گھر ہے۔

ایک کوی نے بھی کہا ہے۔

میں گھر تجھ کو بھگوان کا کیا بتاؤں
میرے سنگ آٹھوں پہر ہے وہ رہتا
جو ہستی ہو موجود ہر شے میں ہر دم
میں اُس کو ہی عارف ہوں بھگوان کہتا

اب تو آپ کو پتہ لگ گیا ہو گا کہ بھگوان کہاں رہتے ہیں۔ اور آپ اُن کو اپنے دل میں دیکھ سکتے ہیں۔ کہ نہیں۔ بھگوان کے درشن کرنے ہیں تو اپنے دل سے پاپ کی میل کو دھو ڈالئے اور اس کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے روکئے۔ اسی بارے میں ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

جب پربھو کے دیکھنے کو دل کرے
اپنے ہی دل میں ذرا تو جھانک لے

پر یہ لازم ہے کہ دل خاموش ہو
اور تو آنند میں مدہوش ہو

جھیل کے پانی میں جیسے چاند کو
پائے تو پانی اگر ہلتا نہ ہو

اور گر پانی میں اٹھتی ہو لہر
چاند اُس میں پھر نہیں آتا نظر

کھیلی دل میں اگر ہو اس طرح
دیکھ پائے تو پربھو کو کس طرح

دیکھنا چاہے پربھو کو تو اگر
روک دے دل سے خیالوں کی لہر

ہوں کوئی بھی خیال اچھے یا بُرے
اُن کو اپنے دل میں تو آنے نہ دے

من کو اپنے آتما پہ لے جما
واسنائیں اور سب تو دے بھلا

آتما پہ جب کبھی دل جم جائے گا
صاف درشن تو پربھو کے پائے گا

دل میں تیرے ہے پربھو ہر دم مکیں
بات میری کا تو مادت کر یقیں

موت کا شوک کیوں؟

جگیاسو - مہاراج - جب یہ شریر ناشوان ہے ہمیں کسی کی موت پر شوک کرنا چاہیئے یا نہیں؟

مہاتما جی - پیارے - مرنے والے پُرش یا استری کے ساتھ ہمارا جتنا بھی سمبندھ ہو گا اُتنا دُکھ ہونا قدرتی ہے - اور اس دُنیا میں رہتے ہوئے اس سے پوری طرح بچنا مشکل ہے - پر غور سے دیکھا جائے تو اُس دُکھ یا شوک کا کارن سوائے اگیان یا سوارتھ کے اور کچھ نہیں - ہم کسی سمبندھی کی موت پر اس لئے چیخیتے چلاتے ہیں - کہ ہمیں اُس سے جو سُکھ ملتا تھا اب کہاں سے ملے گا - ورنہ جس نے جنم لیا ہے اُس نے ایک دن ضرور مرنا ہے - موت کے پنجے سے انسان تو کیا کوئی پیر پیغمبر اور اوتار بھی نہیں بچ سکتا پھر جو بات ضرور ہونی ہی ہے اُس کے بارے شوک کرنے کا کیا لابھ ہے - گورو گرنتھ صاحب میں کیا اچھا کہا گیا ہے -

چنتا تا کی کیجیئے جو ان ہونی ہوئے

اِیہہ مارگ سنسار کو نانک تھِر نہیں کوئے

چونکہ آتما امر ہے اور شریر نے ایک دن ضرور نشٹ ہونا ہے - اس لئے موت کا شوک کسی طرح بھی اُچت نہیں - جب سُگریو کے ساتھ دوستی نبھانے کے لئے بھگوان رام نے اُس کے بھائی بالی کو ایک تیر سے مار کر موت کے گھاٹ اُتار دیا تو بالی کی استری

تارا بہت وِلاپ کرتی ہوئی اُن کے پاس آئی۔ بھگوان رام نے اُس کو کہا، دیوی۔ یہ شریر تو پرتھوی، جل، اگنی، وایو اور آکاش کے پانچ تتووں سے بنتا ہے اور اب بھی تمہارے سامنے پڑا ہے۔ اگر تم کو بالی کے شریر سے پریم ہے تو لیجاؤ اس شریر کو اور رونا دھونا بند کرو۔ اگر تم کو اُس کے آتما سے پریم ہے تو جان لو کہ آتما امر ہے۔ اِس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ پھر تم کس لئے اتنا رو رہی ہو" بھگوان رام کا یہ اُپدیش سُنکر تارا کو اُسی وقت گیان ہو گیا اور اُس نے اُن کے چرنوں میں گِر کر پریم بھگتی کا وردان پالیا۔

اس دُنیا میں ہر روز کروڑوں لوگ مرتے ہیں اور ہمیں کوئی شوک نہیں ہوتا۔ پر کسی رشتہ دار کی موت پر ہم آنسو بہانے لگتے ہیں۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیں موت کا افسوس نہیں بلکہ ہمارے شوک کا کارن موہ مایا اور سوارتھ ہے۔ مہابھارت کا یُدھ شروع ہونے سے پہلے ارجن نے بھی گھبرا کر کہا تھا کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو مار کر کیسے سُکھ پا سکتا ہے۔ اور یُدھ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اُس وقت بھگوان کرشن نے موت کے بارے جو اُپدیش ارجن کو دیا تھا اُس کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ اس لئے وہ سب اُپدیش میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ شریمد بھگوت گیتا کے دُوسرے ادھیائے میں اُس کا ذکر اس طرح آتا ہے۔

شلوک ۱۱۔ ہے ارجن! تو اُن کے لئے شوک کرتا ہے۔ جن کے لئے شوک ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اور ساتھ ہی پنڈت

لوگوں جیسی باتیں کرتا ہے۔ پنڈت لوگ نہ مرنے ہوئے لوگوں
شوک کرتے ہیں اور نہ اُن کا جو ابھی نہیں مرے۔

شلوک 12۔ نہ ایسا ہی ہے کہ میں، تو اور یہ راجہ لوگ کسی
وقت نہ ہوئے ہوں اور نہ ایسا ہے کہ ہم سب لوگ آگے کو کبھی
نہ ہوں گے۔

شلوک 13۔ اس شریر میں جیو آتما کے لئے جیسے بچپن جوانی
اور بڑھاپا ہونا ضروری ہے ویسے ہی موت کے بعد دوسرے شریر
کا پانا ضروری ہے۔ اس لئے سدھیان لوگ کبھی شوک نہیں کرتے

شلوک 16۔ جو جھوٹ ہے اُس کی کوئی ہستی نہیں۔ اور
سچ کا کبھی ناش نہیں ہو سکتا۔ گیانی لوگ ان دونوں کے بھید
کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

شلوک 17۔ کبھی ناش نہ ہونے والا تو اُس کو جان جو
سارے سنسار کے اندر سمایا ہوا ہے۔ وہ ابناشی ہے اور اس کو
کوئی نشٹ نہیں کر سکتا۔

شلوک 18۔ اس ابناشی، اننت اور سدا موجود رہنے
والے جیو آتما کے سب شریر ناشوان ہیں۔ اس لئے ہے ارجن تجھ
کو یدھ کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

شلوک 19۔ جو پُرش اس آتما کو مارنے والا سمجھتا ہے اور
جو اس کو مرنے والا سمجھتا ہے وہ دونوں کچھ نہیں جانتے۔ یہ آتما
نہ کسی کو مارتا ہے اور نہ کسی سے مارا جاتا ہے۔

شلوک 20۔ یہ آتما نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے نہ ہی ایسا

بات ہے کہ ایک بار پیدا ہو کر یہ پھر نشٹ ہو جائے۔ آتما تو
نتیا ہے اور اس کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔

شلوک 21۔ جو پرش جانتا ہے کہ آتما ابناشی سدا
موجود رہنے والا اور اجنما ہے اور یہ ہمیشہ ایک سار رہتا ہے
وہ کیسے کسی کو مار سکتا ہے اور کیسے کسی کو مروا سکتا ہے۔

شلوک 22۔ جیسے کوئی پرش پرانے کپڑے اتار کر نئے
کپڑے پہن لیتا ہے۔ ایسے ہی یہ آتما پرانے شریر کو چھوڑ کو
نیا شریر دھارن کر لیتا ہے۔

شلوک 23۔ آتما کو نہ ہتھیار کاٹ سکتے ہیں نہ آگ جلا
سکتی ہے۔ نہ پانی گیلا کر سکتا ہے۔ نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔

شلوک 24۔ آتما کو نہ کاٹا جا سکتا ہے نہ جلایا جا سکتا ہے
اس کو نہ بھگویا جا سکتا ہے نہ سکھایا جا سکتا ہے۔ یہ ہمیشہ
موجود رہتا ہے اور سرو ویاپک ہے۔ یہ کبھی ادھر ادھر نہیں
ہلتا۔ سدا ایک سار رہتا ہے۔ اور شروع سے موجود ہے۔

شلوک 25۔ آتما اندریوں کا وشے نہیں۔ اور نہ ہی یہ
من کا وشے ہے۔ آتما میں کبھی تبدیلی نہیں آ سکتی۔ اس لئے
آتما کو پہچان کر تجھے کبھی شوک نہیں کرنا چاہیئے۔

شلوک 26۔ ہے ارجن۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ آتما پیدا
ہوتا ہے اور مر جاتا ہے۔ تو بھی تجھے شوک نہیں کرنا چاہیئے۔

شلوک 27۔ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا۔ اور جو مرتا
ہے وہ دوبارہ جنم بھی ضرور لیتا ہے۔ اس لئے جس بات کا

کوئی اُپائے نہیں - اُس کے بارے میں شوک کرنا اُچت نہیں -

شلوک 28 - ہے ارجن! جنم لینے سے پہلے سب پرانی کوئی شریر نہیں رکھتے اور مرنے کے بعد بھی اُن کا کوئی شریر نہیں ہوتا شریر تو درمیان میں اس جنم کے لئے ہی ملتا ہے پھر چنتا کس بات کی ہو

اس کے علاوہ ایک کوی نے موت کی بہت ہی سُندر ڈھنگ سے پیش کیا ہے - اُس کے کبِتا بھی سُن لیجئے - اُس نے کہا ہے -

جزو کا کُل سے ایک ہو جانا
موت اس کے سوا بھلا کیا ہے

اور پھر کہا ہے :-

موت کیا ہے، اک نیا دلکش سفر
اس سفر سے پھر ہیں کیوں ڈرتا رہوں

گیانی لوگوں کی نظر میں تو موت نئی زندگی ہے - اس لئے وہ موت سے بالکل نہیں ڈرتے - بلکہ اُس کا سواگت کرنے کو ہر وقت تیار رہتے ہیں - وہ تو کہتے ہیں -

نہ کیوں ہنس کر کہوں "جی آئیاں نوں" میں موت اپنی کو
نئے جیون کا ہے پیغام یہ میرے لئے لائی

اُن کا نظریہ تو یہ ہے کہ جیسی طرح پُرانے کپڑے پھٹ جانے پر ہم نئے کپڑے پہن لیتے ہیں - اسی طرح جیو آتما کا کوئی شریر ناکارہ ہو جاتا ہے تو وہ موت کے دوارا نیا شریر دھارن کر لیتا ہے - جیسے کوی نے کہا ہے -

موت کو بدنام کرتے ہیں عبث دُنیا کے لوگ

موت تو انسان کو دکھ درد سے فارغ کرے
جو ہوا پیدا مرے بھی جو مرے پیدا بھی ہو
اس لئے انسان اپنی موت سے ناحق ڈرے
موت کا ڈر اس کے دل میں ہو نہیں سکتا کبھی
جو سمجھتا ہے کہ ایشور جو کرے اچھا کرے
موت سے ڈرتا ہے تو کیوں موت ہے راحت کا گھر
ڈر کے یہ جذبات تیرے دل میں کس نے ہیں بھرے
زندگی اور موت گیانی کے لئے ہیں ایک ہی
اس لئے جب موت بھی آئے تو وہ ہنستا رہے
بے ہم گیانی سے سدا رہتا ہے ڈر اس موت کو
ڈر رہا ہے رات دن ہر شخص ہی جس موت سے
محض کپڑوں کا بدلنا موت ہے اس کے لئے
موت کا کرتا ہے استقبال عارف شوق سے

کسی کی اچانک موت دیکھ کر ہم کو شوگ کی بجائے یہ سبق سیکھنا چاہئے۔ کہ ہماری زندگی کا کبھی کوئی بھروسہ نہیں۔ عام لوگ سمجھتے ہیں کہ بھگوان کا نام بڑھاپے میں ہی لیں گے۔ بچپن اور جوانی تو عیش کرنے کے لئے ہے۔ پر یہ ان کی سخت بھول ہے۔ بدھیمان لوگ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ کیا پتہ ہے زندگی کا یہ تار کب ٹوٹ جائے۔ اس سلسلے میں میں آپ کو ایک کہانی سناتا ہوں۔ جس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ مہاپرشوں کا موت کے بارے میں کیا خیال ہے۔

دمشق ملک میں ایک بہت الیشور بھگت بادشاہ ہو گزرے ہیں
جن کا نام عمرؒ بن عبدالعزیز تھا۔ وہ بادشاہ ہوتے ہوئے بھی
آٹھوں پہر خدا کی بندگی میں مگن رہتے تھے۔ اور بہت سادہ
جیون گذارتے تھے۔ ایک دن عید کے موقعہ پر آپ کے دو چھوٹے
بچے اپنی ماں بیگم فاطمہ کے پیچھے پڑ گئے کہ ان کو نئے کپڑے
سلوا کر دیئے جائیں۔ بیگم نے ان کو بہت سمجھایا کہ ان کو اپنے باپ
کی طرح سادہ رہنا چاہیئے پر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ آخر تنگ
آ کر بیگم صاحبہ حضرت عمرؒ صاحب کے کمرے میں جا کر ان سے کہنے
لگی کہ بچے نئے کپڑوں کی فرمائش کر رہے ہیں۔ کرپا کر کے ان کی
یہ چھوٹی سی فرمائش پوری کر دیجئے۔ حضرت عمرؒ اور بیگم فاطمہ کی جو
بات چیت اس سلسلے میں ہوئی وہ سننے کے قابل ہے۔ دھیان دیکر سنیئے
حضرت عمرؒ۔ بیگم کیا تم جانتی نہیں کہ میں تو اپنے نجی خرچ
کے لئے سرکاری خزانے سے صرف سات آنے روز لیتا ہوں۔ جس سے
گھر کی دوسری ضرورتیں مشکل سے پوری ہوتی ہیں۔ نئے کپڑے کہاں
سے بنوا دوں؟
بیگم۔ حضرت اس بار خزانے سے کچھ زیادہ رقم نکلوا لیجئے۔
حضرت عمرؒ۔ بیگم۔ کیا تم چاہتی ہو کہ بچوں کی خاطر میں
امانت میں خیانت کر دوں۔ نہیں۔ مجھ سے ایسا نہیں ہوگا۔
بیگم۔ حضرت۔ پھر ایک مہینے کی رقم پیشگی لے لیجئے۔ دھیرے
دھیرے قسطوں میں واپس کر دینا۔
حضرت عمرؒ۔ بیگم۔ کیا تم کو وشواس ہے کہ میں ایک ماہ تک

ضرور زندہ رہوں گا۔ جیون کا تو ایک دن کا بھی بھروسہ نہیں
مادر بچوں کو سمجھا دو کہ اِس دو دِن کی زندگی کے ۔ نئے نئے کپڑوں
کی کیا ضرورت ہے۔

جگیاسو۔ مہاتما جی ۔ حضرت عمرؓ کی کہانی سُنکر تو ایسے معلوم
ہوتا ہے کہ ہماری زندگی کا سچ مچ کوئی بھروسہ نہیں۔ اِس وِشے
پہ کچھ اور روشنی ڈالنے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ جیون کے کشن بھنگر ہونے کے سمبندھ میں
بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ کچھ اور باتیں آپ کو سُنا دیتا ہُوں۔
ایک بار گورو نانک دیو جی کِسی کی موت کے بھوگ کے موقعہ
پہ پدھارے تو بھائی بالا اور مردانا بھی اُن کے ساتھ تھے۔ بھوگ
کے ختم ہونے پہ باباجی نے اُن سے پُوچھا۔ کیوں بھئی۔ کیا تُم بتا
سکتے ہو کہ انسان کی زندگی کا بھروسہ کتنی دیر کے لئے ہو سکتا ہے۔
بھائی بالا نے جھٹ کہہ دیا۔ باباجی ۔ ہماری زندگی کا تو ایک دن کا
بھی بھروسہ نہیں۔ گورو جی نے بتایا یہ غلط ہے۔ اچھا مردانا اِس
بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ؟ مردانا کہنے لگا۔ باباجی ۔ میرے
خیال میں تو سچ مچ ہمارے جیون کا ایک گھڑی کا بھی بھروسہ نہیں
گورو جی نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ اِس پہ بالا اور مردانا ایک ساتھ کہنے
لگے۔ اچھا مہاراج۔ پھر آپ ہی بتا دیجئے کہ اصل بات کیا ہے؟
گورو صاحب نے کہا اگر سچ پُوچھتے ہو تو ہمیں ایک سانس کا بھی
بھروسہ نہیں ۔ اگلا سانس آجائے تو زندگی ہے نہ آئے تو موت
ہے ۔ اسی لئے تو کِسی نے کہا ہے۔

تو ہر سانس میں یاد بھگوان کو کر
جسے ایکدم بھی نہ عارف بھلائے
پتہ سانس بھر کا نہیں زندگی کا
تجھے سانس اب اور آئے نہ آئے

جو کچھ تو نے کرنا ہے کر آج عارف
کوئی کام کل پہ نہ رکھ تو اٹھائے
بھروسہ ہے کیا اس تیری زندگی کا
پتہ کچھ نہیں کل وہ آئے نہ آئے

ہے پانی کا اک بلبلا یہ تو عارف
گھمان کر نہ ہرگز تو اس زندگی کا
نشاں بھی نہیں ملتا اس کا کہیں پہ
قضا کی ہوا کا جب آجائے جھونکا

اسی طرح رامائن میں ذکر آتا ہے کہ جب راون موت کی سیج پہ آخری گھڑیاں گن رہا تھا۔ بھگوان رام جی نے لکشمن جی سے کہا "لکشمن بھیا۔ اگرچہ راون بہت پاپ کرتا رہا ہے۔ پھر بھی وہ چاروں وید اور چھ شاستروں کا گیاتا ہونے کی وجہ سے بہت ودوان ہے۔ جاؤ اس کے پاس جا کر کوئی اپدیش حاصل کرنے کی کوشش کرو۔" لکشمن نے راون کے پاس جا کر نمسکار کیا اور اس کو کہا۔ "لنکا پتی راون۔ مجھے کوئی اپدیش دینے کی کرپا کریں۔" راون لکشمن کو وہاں دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا "دیو لکشمن بھگوان رام کے ساتھ رہنے کی وجہ سے تمہیں تو سب گیان ویسے ہی ہو

چکا ہے۔ تم کو کسی اُپدیش کی کیا ضرورت ہے۔ پھر بھی میں تم کو ایک بات بتا دیتا ہوں۔ جس کا مجھے بہت بھیانک تجربہ ہوا ہے۔ میں نے سب دیوتاؤں کو جیت کر کال کو اپنی چارپائی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ اور ہر روز یہی سوچتا تھا کہ اس کو کل مار دوں گا۔ تاکہ میری موت ہو ہی نہ سکے۔ پر وہ کل کبھی نہ آیا۔ اور میں آج اُسی بھول کا پھل پا رہا ہوں۔ اسی لئے آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا چاہیئے۔"

کل کرنی آج کر۔ آج کرنی اب
پل میں پرلے ہو جائیگی پھر کرے گا کب

اب موت کے بارے میں میں آپ کو مہا بھارت کی ایک گھٹنا سناتا ہوں۔

جب پانڈوؤں نے دُریودھن کی چال میں آ کر اپنا راج پاٹ جُوئے میں کھو دیا۔ تو اُن کو بارہ برس کے لئے بنباس میں رہنا پڑا۔ ایک دن راجہ یُدھشٹر کو کچھ پیاس محسوس ہوئی۔ پر پانی کہیں نظر نہیں آتا تھا۔ اُنہوں نے سب سے چھوٹے بھائی نکل کو کہا کہ وہ جا کر کسی تالاب یا چشمہ کی تلاش کرے اور وہاں سے جا کر پانی لے آئے۔ جب کافی دیر تک نکل واپس نہ آیا تو راجہ یُدھشٹر نے دوسرے بھائی سہدیو کو کہا۔ "بھیا نکل کو گئے بہت دیر ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی دُرگھٹنا ہو گئی ہو۔ جاؤ تم نکل کا پتہ کرو۔" جب سہدیو بھی کافی دیر تک نہ آیا تو راجہ یُدھشٹر نے باری باری بھیم اور ارجن کو بھی بھائیوں کا پتہ کرنے کے لئے اُن کی تلاش

میں بھیج دیا۔ مگر وہ بھی واپس نہ آئے۔ اب تو راجہ یُدھشٹر بہت حیران ہو گئے۔ اور لاچار ہو کر بھائیوں کی تلاش میں ادھر اُدھر گھومنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک سرودر کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کے چاروں بھائی وہاں مُردوں کی طرح بے ہوش پڑے ہیں۔ اُنھوں نے اپنے بھائیوں کے مُنہ میں پانی ٹپکانے کی نیت سے سرودر کی طرف قدم بڑھایا ہی تھا کہ اُن کے کانوں میں آواز پڑی۔ "دھرم راج یُدھشٹر، میرے سوالوں کا جواب دئے بغیر پانی کو ہاتھ مت لگانا۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو تمہارے بھائیوں کا ہوا ہے۔" راجہ یُدھشٹر نے ادھر اُدھر غور سے دیکھا مگر اُنہیں کوئی شخص دکھائی نہ دیا۔ آخر حیران ہو کر اُنھوں نے کہا۔ "میرے بھائیوں کا یہ حال کرنے والے تم کون ہو؟ سامنے آ کر مردوں کی طرح بات کیوں نہیں کرتے؟" جواب میں پھر آواز آئی۔ "میں یکش ہوں۔ اِس سرودر کے پانی پر میرا حُکم چلتا ہے۔ میں نے تمہارے ہر ایک بھائی کو کہدیا تھا کہ میرے سوالوں کا جواب دئے بغیر جو پانی کو ہاتھ لگائے گا تو وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ لیکن کسی نے میری بات کی پرواہ نہ کی اور اُن سب کو موت کا شکار ہونا پڑا۔ اگر تم میرے سوالوں کا صحیح جواب دے دوگے تو میں ان سب کو پھر زندہ کر دوں گا۔" راجہ یدھشٹر نے کہا۔ "میں آپ کے سوالوں کا جواب دینے کو تیار ہوں۔ پوچھئے آپ کیا پوچھتے ہیں۔" یکش نے جو سوال پوچھے راجہ یُدھشٹر نے اُن سب کے خوبصورت جواب دے دئے

اور یکش نے خوش ہو کر اُن کے سب بھائیوں کو زندہ کر دیا۔
آپ پوچھیں گے کہ اس کہانی کا موت سے کیا سمبندھ ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یکش نے جو سوال پوچھے تھے اُن میں ایک سوال یہ بھی تھا۔ کہ دُنیا میں سب سے زیادہ حیران کرنے والی بات کیا ہے۔ جس کے جواب میں راجہ یدھشٹر نے کہا تھا کہ دُنیا میں سب سے بڑی حیرانگی یہ ہے کہ لوگ دُوسروں کو روز مرتے دیکھتے ہیں۔ پر یہ کبھی نہیں سوچتے کہ ایک دن انہوں نے آپ بھی مرنا ہے۔

جگیاسو۔ مہاراج۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی موت کی چنتا میں پھنسے رہیں؟

مہاتما جی۔ نہیں۔ بیٹا نہیں۔ چنتا تو ہمیں کسی بات کی بھی اور کسی حالت میں بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور خاص کر موت سے تو بالکل نہیں ڈرنا چاہیئے۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہم نے بھی ایک دن ضرور مرنا ہے۔ موت کی فکر کرنا اور بات ہے اور موت کو یاد رکھنا اور بات ہے۔ اگر ہم ہر وقت یاد رکھیں کہ ہم نے ایک نہ ایک دن اس سنسار کو چھوڑ جانا ہے تو کبھی کوئی بُرا کرم نہیں کریں گے۔

پاپ دھنان وہ جیون میں نہیں کر سکتا
جو سمجھ لے کہ سدا موت سر پہ ہے کھڑی

مہاپُرش اپنی موت کو کبھی نہیں بھلاتے اور یہ مجبور ہیں اور شکھ یوموں کو بُھلانے کے لیے سنکلپ نہیں کرتے۔ اس سلسلے میں

مجھے سنت کبیر جی کے جیون کی ایک گھٹنا یاد آ گئی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سنت کبیر جی کا ایک پیروکار اُن کے درشن کرنے کے لئے اُن کے مکان پہ گیا تو آپ گھر پہ نہیں تھے۔ پوچھنے پہ اُن کی دھرم پتنی ماتا لوئی نے اُس شخص کو بتایا کہ سنت جی کسی شخص کی مرگ پہ شمشان بھومی کو گئے ہوئے ہیں۔ وہ وہاں جا کر اُن سے مل سکتا ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ "ماتا جی۔ میں سنت جی کا پیروکار ضرور ہوں پر میں نے اس سے پہلے اُن کے درشن نہیں کئے۔ کیا آپ مجھے ایسی کوئی نشانی بتا سکتے ہیں جس سے میں اُن کو پہچان لوں۔" ماتا لوئی نے کہا۔ "بیٹا سنت جی کے سر پہ تم کو آگ کی ایک لاٹ سی نظر آئے گی۔ یہی نشانی کافی ہے۔" یہ سنکر وہ شخص شمشان بھومی میں چلا گیا۔ لیکن وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے کہ لگ بھگ سب لوگوں کے سر پہ آگ کی لاٹیں نظر آ رہی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد جب لوگ شمشان بھومی سے واپس جانے لگے تو وہ لاٹیں ایک ایک کر کے ختم ہونے لگیں۔ اور صرف ایک شخص رہ گیا جس کے سر پہ آگ کی لاٹ جلتی رہی۔ اُس شخص کو اب کچھ تسلی ہوئی کہ وہی صاحب سنت کبیر جی ہوں گے۔ اور وہ اُن کے چرنوں میں گر کر پوچھنے لگا۔ "مہاراج۔ ماتا لوئی نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کو پہچاننے کے لئے یہ نشانی کافی ہوگی۔ کہ آپ کے سر کے اوپر آگ کی لاٹ نظر آئے گی۔ پر یہاں تو سب کے سر پہ آگ کی لاٹیں جل رہی تھیں۔ یہ کیا معاملہ ہے۔" سنت جی نے ہنس کر کہا۔ "بیٹا جب ہم شمشان بھومی میں جاتے ہیں۔ تو ہم سب کو موت کی یاد آ جاتی

ہے۔ جو کہ آگ کی شکل میں ہمیشہ ہمارے سر پہ منڈلا رہی ہے۔ پر وہاں سے واپس آکر موت کو ہم دل سے بھلا دیتے ہیں۔ اور وہ لاٹ پھر نظر نہیں آتی۔ میں اپنی موت کو کبھی نہیں بھلاتا اور اپنا سارا وقت بھگوان کے بھجن میں بِتاتا ہوں۔ کیا پتہ ہے کب موت آجائے۔ اور بھگوت بھجن کا موقعہ ہی نہ ملے۔ یاد رکھو۔ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ ہم نے اس دنیا کو ایک دن چھوڑ جانا ہے۔ اور اس لئے ہمیں ہمیشہ بھگوان کے نام کا سمرن کرتے رہنا چاہیے۔ اگر تم اس نکتے کو یاد رکھو گے تو تم اپنے جیون میں کبھی پاپ نہیں کریں گے۔ اور مرنے کے بعد موکش کو پراپت کریں گے"

بچپن کی موت

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ کی باتوں سے یہی سبق ملتا ہے کہ موت پہ کبھی افسوس نہیں کرنا چاہیے۔ پر اگر کسی کی موت بچپن یا جوانی میں ہو جائے اس کا افسوس ہونا تو ضروری ہے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ یہ بھی سمجھ کا ہی پھیر ہے۔ موت جب آتی ہے اپنے وقت پہ آتی ہے۔ موت کا دن نشچت ہے۔ اور اس کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ پچھلے جنم کے سنسکاروں کی وجہ سے ہم کو یہ شریر جس کام کے لئے ملتا ہے جب وہ پورا ہو جاتا ہے۔ تو ہم کو یہ سنسار چھوڑنا ہی پڑتا ہے۔ آپ یہ سنکر حیران ہونگے کہ جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ، سوامی وویکانند اور سوامی

رام تیرتھ جیسے مہا پُرش تیس یا پینتیس برس کی عمر میں ہی اِس دُنیا کو چھوڑ گئے تھے۔ پر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اُن کی موت بے وقت ہوئی ہے۔ بھگوان نے جس کام کے لئے اُن کو دُنیا میں بھیجا تھا جب وہ ختم ہو گیا تو وہ پھر اُسی کی گود میں واپس چلے گئے۔

اِس کے علاوہ ویسے بھی اگر ہم سمجھ لیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب بھگوان کی دین ہے۔ اور بچے بھی بھگوان کی امانت ہیں تو جب بھگوان اپنی امانت واپس لے لے ہمیں ہرگز نہیں گھبرانا چاہئے۔ بلکہ یہ سمجھ کر خوش ہونا چاہیئے کہ اُس امانت کو سنبھالنے کی جو ذمہ داری ہم پر تھی وہ ختم ہو گئی۔

آپ کو شائد معلوم نہیں کہ دُنیا کے کئی دیشوں میں اب بھی موت پر افسوس نہیں کیا جاتا بلکہ خوشی منائی جاتی ہے۔ کسی بزرگ کی موت پر تو ہمارے بھارت ورش میں بھی باجے بجوائے جاتے ہیں۔ اور خوشی منائی جاتی ہے۔ جس کو "بڑا" کرنے کی رسم کہا جاتا ہے۔

بچپن یا جوانی کی موت پر ہم کو افسوس کرنا چاہیئے یا نہیں۔ اِس سلسلے میں مجھے ایک چھوٹی سی کہانی یاد آ گئی ہے وہ بھی سُن لیجئے:

ہمالیہ پربت کے دامن میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس میں اودھو نام کا ایک بنیا رہتا تھا۔ ایک بار اُس کو بیوپار کے سلسلہ میں کچھ روپے اُدھار لینے کی ضرورت پڑی تو اُس کے ایک دوست نے بتایا کہ ساتھ والے گاؤں میں ایک سیٹھ دھنی رام رہتا ہے۔ جو بنا سود روپے اُدھار دے دیتا ہے۔ یہ سُن کر اودھو اُس گاؤں کی طرف چل پڑا۔ گرمی کے دن تھے۔ راستے میں کچھ دیر

آرام کرنے کے لئے وہ ایک درخت کی چھاؤں میں بیٹھ گیا۔
ساتھ والے کھیت میں ایک کسان ہل چلا رہا تھا۔ کہ ایک عورت
اُس کیلئے کھانا لیکر وہاں آگئی۔ کسان کے پوچھنے پر کہ آج اُس
نے اتنی دیر کیوں کر دی۔ اُس عورت نے کہا "جب میں ادھر کو آنے
کیلئے تیار تھی۔ دھرمو کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی اور
اس سے پہلے کہ میں وید کو بُلا کر لاتی دھرمو نے پران تیاگ
دیئے۔ اس لئے مجھے کچھ دیر ہو گئی۔ میں لاش کو سنبھال آئی ہوں
شام کو تم فارغ ہو جاؤ گے تو داغ دے دینا۔" کسان نے یہ سن
کر کہا "اچھا بھگوان کی مرضی۔ دھرمو کے ساتھ ہمارا اتنا ہی سمبندھ
ہو گا۔" اس کے بعد اُس نے کھانا کھا لیا اور پھر اپنے کام پر
لگ گیا۔ عورت کے واپس جانے پر اودھو نے کسان کے پاس جا
کر پوچھا "چوہدری صاحب۔ یہ دھرمو کون تھا؟" کسان نے جواب
دیا۔ "دھرمو میرا اکلوتا بیٹا تھا۔" اودھو نے پھر پوچھا کہ اس
کی عمر کتنی ہو گی؟ کسان نے جواب دیا "یہی کوئی بیس سال کے
لگ بھگ ہو گی۔" یہ سُنکر اودھو بہت حیران ہو گیا اور کہنے لگا
چوہدری صاحب آپ عجیب آدمی ہیں۔ کیا آپ کو اپنے نوجوان
بیٹے کی موت کا ذرا بھی افسوس نہیں؟" کسان نے اودھو کے
چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "بھائی صاحب دھرمو ہمارے
پاس بھگوان کی امانت تھی۔ اُس نے اپنی امانت واپس لے لی۔
تو افسوس کس بات کا؟"
کچھ دیر آرام کرنے کے بعد جب اودھو گاؤں پہنچا کر بیٹھ

دھنی رام کو بلا اور انہوں نے اُس کے پاس اپنی ضرورت کا ذکر کیا۔ تو سیٹھ دھنی رام نے اودھو کا پتہ ٹھکانہ پوچھے بغیر ہی اپنے منیم کو آواز دی۔ "منیم جی اس لالہ کو ہزار روپے دے دو۔" منیم ابھی روپے گن ہی رہا تھا کہ اودھو نے سیٹھ دھنی رام سے کہا "سیٹھ جی۔ آپ کے گاؤں کی ہر ایک بات ہی نرالی ہے۔ میں نے راستے میں دیکھا کہ ایک کسان کا نوجوان بیٹا چل بسا۔ پر اس کو رتی بھر افسوس نہ ہوا۔ لڑکے کی موت کی خبر سن کر بھی اس نے کھانا کھا لیا۔ اور پھر ہل چلانا شروع کر دیا۔ ادھر آپ ہیں کہ میرا نام اور پتہ نہیں پوچھا اور ایک ہزار روپیہ دینے کا حکم دے دیا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔" اودھو کی بات سنتے ہی سیٹھ دھنی رام نے اپنے منیم کو پھر آواز دی۔ "منیم جی۔ روپے الماری میں واپس رکھ دو۔" اودھو نے حیران ہو کر پوچھا "سیٹھ جی یہ کیوں؟ میں نے کیا غلطی کی ہے۔ جو آپ اُدھار دینے سے انکار کر رہے ہیں۔" سیٹھ دھنی رام نے ہنس کر کہا "لالہ جی۔ دیکھئے۔ اس کسان کے پاس وہ لڑکا تو بھگوان کی امانت تھا۔ اگر بھگوان نے اپنی امانت واپس لے لی تو دکھ کس بات کا۔ امانت کی سنبھال کی ذمہ داری ختم ہونے پر کسان کا تو بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اسی طرح میں کبھی سود تو لیتا نہیں۔ تمہیں ایک ہزار روپے امانت ہی دینے لگا تھا۔ پر تمہاری باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تم کو یہ امانت واپس کرنی پڑے گی۔ تو تم دکھ محسوس کرو گے۔ اور ممکن ہے کوئی بہانہ کر کے رقم واپس دینے سے انکار کر دو گے۔

جاہیئے۔ اپنی ضرورت کسی اور جگہ سے پوری کر لیجئے۔"

یہ کہانی سُنکر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ہمیں کسی بچہ یا نوجوان کی موت پہ افسوس کرنا چاہیئے یا نہیں۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ کی باتیں تو سُنہری لفظوں میں لکھنے والی ہیں۔ پہ ایک سادھارن پُرش کے لئے اِن پہ عمل کرنا مشکل بات ہے۔ آپ کا اپنا انوبھو کیا ہے؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ یہ سوال پُوچھ کر آپ نے مجھے اُلجھن میں ڈال دیا ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اپنی نجی باتیں آپ کے سامنے رکھوں۔ پہ چونکہ آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کا میں نے وچن دیا ہوا ہے اس لئے صاف صاف باتیں کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ لیجئے میرا اپنا انوبھو بھی سُن لیجئے۔

شروع شروع میں میرے گھر میں کوئی لڑکا نہیں تھا۔ دو لڑکیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور ماتا جی کو فکر رہتا تھا۔ کہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ انہوں نے کئی قسم کے اُپائے کروائے اور بھگوان کی کرپا سے ہمارے گھر ایک لڑکے کا جنم ہو گیا۔ میری دھرم پتنی بچے کو لیکر میکے گئی ہوئی تھی کہ ایک دن ماتا جی نے نوکر کو بھیج کر مجھے دُکان سے بُلا بھیجا۔ جب میں گھر کے نزدیک پہنچا تو اُوپر کی منزل سے ماتا جی کے رونے کی آواز میرے کانوں میں پڑی۔ اور مجھے خیال آیا کہ میری بہن کے لڑکے کو نہ کچھ ہو گیا ہو۔ جو کافی دن سے بیمار تھا۔ میں اوپر گیا تو ماتا جی نے مُنہ سے کچھ کہے بغیر ایک پوسٹ کارڈ میری طرف پھینک دیا۔ پوسٹ کارڈ میرے سسرال سے آیا تھا

اور اُس میں لکھا تھا کہ جو لڑکا تھوڑے دن ہوئے پیدا ہوا تھا مر گیا ہے۔ آپ شاید وشواس نہ کریں۔ پوسٹ کارڈ پڑھ کر بجائے افسوس کے میرے دل کو تسلی ہو گئی کہ مرنے والا میرا ہی بیٹا تھا۔ اگر بہن کے لڑکے کی موت ہو جاتی تو مزاج کے انوسار مجھے وہاں جا کر افسوس کرنا پڑتا۔ اور اب کہیں جانا نہیں پڑے گا۔ میں نے ماتا جی کو تسلی دیتے ہوئے کہا "ماتا جی۔ اگر بچے کی بیماری کی خبر آتی تو میں وہاں دوڑ کر جاتا اور اُس کا علاج کروانے کی کوشش کرتا۔ پر اب تو وہ بھگوان کے پاس جا چکا ہے اور میرے بس کا روگ نہیں۔ رونے دھونے سے بچہ واپس نہیں آ جاتا۔ کرپا کر کے رونا بند کر دیجئے۔ میں دکان پر واپس جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر میں دکان پر واپس چلا گیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ اپنے پتا کے سورگباس ہونے پر تو آپ ضرور روئے ہوں گے۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ اُس کے بارے میں بھی سُن لیجئے۔ میں لاہور میں B.A میں پڑھتا تھا۔ جب مجھے پتا جی کے بیمار ہونے کی خبر ملی۔ جب میں اپنے گاؤں کے ریلوے سٹیشن پر اُترا تو ایک بزرگ مجھے لینے کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے۔ گھر کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ارتھی تیار ہو رہی ہے۔ جسے دیکھ کر مجھے پتہ لگ گیا کہ پتا جی شریر چھوڑ چکے ہیں۔ آپ وشواس کریں کہ اُس چھوٹی سی عمر میں بھی میں بالکل نہیں رویا۔ میں چپ چاپ اندر چلا گیا۔ اور پتا جی کی لاش کے چرنوں میں سر جھکا کر ایک طرف

بیٹھ گیا۔ اب میں معلوم ہوا کہ ماتا جی نے آدمی کو سٹیشن پر اس لئے
بھیجا تھا کہ پتا جی کی موت کی خبر سن کر کہیں گھبرا نہ جاؤں۔ لیکن
میرا حوصلہ دیکھ کر وہ حیران رہ گئیں اور مجھے گود میں لے کر پیار کرنے
لگیں۔ اس وقت میں نے اپنے دوستوں کو ایک پتر بھی لکھا تھا۔
جس کا وشے یہ تھا کہ جو شخص پیدا ہوا ہے اس نے ایک دن
ضرور مرنا ہے۔ قدرت کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔
ہمارا فرض ہے کہ اپنے بزرگوں کی دل و جان سے سیوا کریں۔ اور
اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ہر طرح سے ان کا علاج کروائیں۔ پر
موت کا کوئی علاج نہیں۔ اس لئے رونا دھونا بیکار ہے۔ آتما
امر ہے اور کبھی نہیں مرتی۔ شریر کو ہم آپ جلا دیتے ہیں پھر
افسوس کس بات کا کریں۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ تو جنم سے
ہی مہاتما تھے۔ کشما کرنا میں ایک اور سوال پوچھنے کی گستاخی
کرتا ہوں۔ آپ کی دھرم پتنی زندہ ہے یا مر چکی ہے۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ کشما کس بات کی۔ جب میں آپ کے ہر
سوال کا جواب دینے کا وچن دے چکا ہوں تو کوئی بات بھلا کیوں
چھپاؤں۔ میری شادی ایک بار نہیں بلکہ دو بار ہو چکی ہے
اور میری دونوں بیویاں مر چکی ہیں۔ جو سوال آپ نے اب پوچھا
ہے اس کا جواب میں پہلے ہی دے دیتا ہوں۔ پہلی بیوی کی
موت ہوئی تو اس وقت میری عمر کوئی چالیس برس کی ہو گی۔ اپنی
موت سے دس دن پہلے اس نے ایک سندر بالک کو جنم دیا تھا۔

اور اس دن کے بعد ہی گھر کا کام کاج شروع کرنے کی وجہ سے اس کی ٹانگ میں کچھ نقص پڑ گیا - جس کو ڈاکٹر white leg (وائٹ لیگ) کہتے ہیں - ڈاکٹر نے کہا کہ اس کو پینسلین کے ٹیکے لگوانے پڑیں گے - اُن دنوں پینسلین نئی نئی آئی تھی اور ہر تین گھنٹے کے بعد ٹیکہ لگانا پڑتا تھا - چونکہ اس کام کے لئے ڈاکٹر کو رات بھر ہمارے مکان پہ ٹھہرنا ضروری تھا - اس نے کہا کہ دوائی کی قیمت کے علاوہ وہ دو سو روپے فیس لے گا - جو اُن دنوں میں کافی بڑی رقم تھی - پھر بھی میں نے منظور کر لیا - اور ٹیکے لگنے شروع ہو گئے - لیکن موت کا کیا علاج ہے ؟ اسی رات کو ڈاکٹر کی موجودگی میں بیوی دم توڑ گئی - اس کی موت کے بعد میں چپ چاپ اپنے ڈرائنگ روم میں جا بیٹھا - ڈاکٹر جو کہ میرا مترجمی تھا میرے پاس آکر کہنے لگا " تم عجیب آدمی ہو تمہاری بیوی مر گئی ہے اور تمہاری آنکھوں میں آنسو تک نہیں - " میں نے جواب دیا - " ڈاکٹر صاحب - میرا فرض مرنے والی کا علاج کروانا تھا - جو اچھے سے اچھا علاج ہو سکتا تھا میں نے اس کو کروانے کی پوری کوشش کی اور آپ کو ایک رات یہاں ٹھہرنے کے لئے دو سو روپے فیس بھی دی - لیکن اب میری کوئی پیش نہیں چلتی - بھگوان نے اپنی امانت واپس لے لی ہے - چیخنے چلانے سے بیوی زندہ نہیں ہو سکتی - " یہ سنکر ڈاکٹر حیران ہو گیا اور یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا " میں نے تمہارے جیسا حوصلہ کبھی نہیں دیکھا - حوصلہ ہو - " جیسا تھا جی - دس دن کا بچہ جو پیچھے رہ گیا تھا

اُس کا کیا بنا؟

مہاتما جی - بیٹا آج تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری ہر بات پر ٹکٹکی کر رہے ہیں - اچھا یہ بھی سُن لیجئے کہ بچے کا کیا بنا - میرے بڑے بھائی کی بیوی نے اُس کے پالن پوشن کا ذمہ اپنے سر پر لے لیا تھا - پر بھگوان کو کچھ اور منظور تھا - کچھ دنوں کے بعد وہ بچہ بھی بیمار پڑ گیا - اور جب ڈاکٹر کو بُلایا گیا تو اُس نے کہا کہ بچہ تو مرا پڑا ہے - اُس کی موت پر مجھے افسوس تو کیا ہونا تھا کچھ تسلی سی ہو گئی - میں نے سوچا کہ اتنے چھوٹے بچے کی دیکھ بھال کے لئے جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑنا تھا وہ ختم ہو گئی - اب بتایئے اور کیا سُننا ہے -

لین دین کا سمبندھ

جگیاسو - مہاتما جی - دھنیہ باد - اب آپ کی گھریلو زندگی کے بارے اور کچھ نہیں پوچھنا - پر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دُنیا کے جتنے رشتے ناطے ہیں سب پچھلے جنم کے لین دین کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں - کیا یہ ٹھیک ہے؟

مہاتما جی - پیارے! اصل بات تو یہ ہے کہ بھگوان کی مایا کو سمجھنا بہت مشکل ہے - یہ تو بھگوان ہی جانتے ہیں کہ ہمارے جنم لینے کا کیا کارن ہے - پچھلے جنم کا لین دین ہے یا پراربدھ کا پھل ہے - جیسے میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ہمیں

پراربدھ کا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ پراربدھ پچھلے جنم کے لین دین کا ہی نتیجہ ہو۔ پھر بھی میں آپ کو ایک سچی گھٹنا سناتا ہوں۔ جو کہ بہت دیر ہوئی رسالہ "اوم" میں میں نے پڑھی تھی۔ اُس کو سُنکر آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ ہمارے جنم کا پچھلے لین دین سے سمبندھ ہے یا نہیں۔

بھارت کے بٹوارے سے پہلے کوئٹہ میں ایک سیٹھ رہتا تھا۔ جو بہت امیر تھا۔ ایک دِن اُس نے شہر کے سب پترکاروں کو اپنے گھر پہ کھانے کی دعوت دی۔ جب سب پترکار کھانے کے لئے بیٹھ گئے تو مکان کے اندر سے کسی کے رونے کی آواز آنے لگی۔ ایک پترکار نے پُوچھا "سیٹھ صاحب۔ یہ کون رو رہا ہے؟" سیٹھ نے جواب دیا۔ "آپ لوگ کھانا شروع کریں رونے والے کا فکر نہ کریں۔" یہ جواب سُنکر پترکاروں کی حیرانی اور بڑھ گئی۔ اور وہ سب کہنے لگے۔ "نہیں سیٹھ جی نہیں۔ جب تک آپ ہم کو سچ سچ بات نہیں بتائیں گے ہم کھانا بالکل نہیں کھائیں گے۔" سیٹھ نے ایک دوبارہ پھر بات کو ٹالنے کی کوشش کی۔ پر پترکاروں کی تسلی نہ ہوئی اور وہ اصل بات جاننے کے لئے ضد کرتے رہے۔ آخر سیٹھ کہنے لگا۔ "اچھا بھئی۔ اگر آپ لوگ مجھے مجبور کرتے ہیں تو سُن لیجئے۔ یہ آواز میری پُتر ودھو کے رونے کی ہے۔ اِس کا پتی جو میرا اکلوتا بیٹا تھا کل ہمیشہ کے لئے ہم سے جُدا ہو گیا ہے۔" یہ سُن کر سب پترکار کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ "سیٹھ جی۔ اگر یہ بات تھی تو آپ نے دعوت ملتوی

کیوں نہیں کی۔ نہیں آپ کے لڑکے کی بے وقت اور اچانک موت کا بہت افسوس ہے۔ اب ہم یہ کھانا نہیں کھا سکتے۔ اچھا ہمیں آگیا دیجیئے۔" سیٹھ نے کہا۔ "دوستو۔ میری ساری بات تو سُن لو۔ اُس کے بعد جو آپ کی مرضی ہو کر لینا۔ جب پتر کار بیٹھ گئے تو سیٹھ نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میرے گھر کوئی اولاد نہیں تھی۔ کئی قسم کے علاج اور دُوسرے اُپائے کروانے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ پر وہ بچپن سے ہی بیمار رہنے لگا۔ بھگوان کی کرپا سے میرے پاس پیسے کی کوئی کمی نہیں۔ میں نے اُس کا علاج ہر طریقے سے کروایا۔ پر کچھ خاص اثر نہ پڑا۔ ایک دوست نے صلاح دی کہ اگر لڑکے کی شادی کر دی جائے تو شاید وہ ٹھیک ہو جائے۔ چنانچہ پچھلے سال میں نے اُس کی شادی اِس لڑکی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کر دی۔ کچھ دنوں کے لئے تو لڑکا کافی ٹھیک ہو گیا اور ایسے لگتا تھا کہ اُس کی بیماری دُور ہو جائے گی۔ لیکن دو ماہ سے اُس کی صحت پھر خراب ہو گئی۔ مَیں نے بہت علاج کروایا پر کوئی لابھ نہ ہُوا۔ کل صبح لڑکا مجھ سے کہنے لگا "پتا جی آپ ڈاکٹروں اور ویدوں کو تو کافی آزما چکے ہیں۔ پر میری بیماری دُور نہیں ہوئی۔ میں نے سُنا ہے کہ ساتھ والے گاؤں میں ایک قاضی رہتا ہے۔ جو سب بیماریوں کا علاج اپنی جھاڑ پھونک سے کرتا ہے۔ اُس کو بھی آزما کر دیکھ لیں تو کیا حرج ہے۔" میں نے اُسی وقت آدمی بھیج کر اُس قاضی کو بُلا لیا۔ جو آیا اور اپنی جھاڑ پھونک کر کے چلا گیا۔ اور ہاں میں یہ بتانا بھول گیا کہ اُس

قاضی نے اپنی فیس صرف سوا روپیہ لی۔ قاضی کے واپس جانے کے کچھ دیر بعد میرا لڑکا کھلکھلا کر ہنسنے لگا۔ میں نے سمجھا اس کو سچ مچ آرام آ گیا ہے۔ اور خوش ہو کر کہنے لگا۔ "بیٹا تم کو قاضی کی یہ خوب سوجھی۔ اس کی جھاڑ پھونک نے تو سچ مچ جادو کا کام کر دیا۔ ہم تو فضول ڈاکٹروں اور ویدوں کے پیچھے پھرتے رہے۔" لڑکے نے ہنس کر جواب دیا۔ "ہاں پتا جی۔ اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اور آپ کا گھر چھوڑ کر واپس جا رہا ہوں۔" میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ "بیٹا تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم نے جانا کہاں ہے؟" لڑکے نے جواب دیا۔ "پتا جی۔ آپ کے ساتھ میرا جو حساب کتاب تھا وہ ختم ہو گیا۔ صرف سوا روپیہ باقی تھا۔ میں نے قاضی کو دلوا دیا۔ رونے دھونے یا افسوس کرنے کی کوئی بات نہیں۔ میں خوشی خوشی واپس جا رہا ہوں۔ اس وقت مجھے پچھلے جنم کی یاد آ رہی ہے۔ اگر آپ سننا چاہتے ہیں تو کان کھول کر سن لیجئے۔"

پچھلے جنم میں میں فوج میں ملازم تھا۔ جس چھاؤنی میں ہماری پلٹن تھی۔ اسی میں آپ کریانہ کی دکان کرتے تھے۔ ایک بار مجھے جنگ کے لئے سرحد پر جانا پڑا۔ اور میں اپنی ساری عمر کی بچت بارہ ہزار روپیہ آپ کے پاس امانت چھوڑ گیا۔ کچھ برسوں کے بعد سرحد سے واپس آ کر جب میں نے آپ سے اپنی امانت واپس مانگی تو آپ نے صاف جواب دے دیا۔ میرے پاس امانت کی رقم کی نہ کوئی رسید تھی اور نہ کوئی ثبوت تھا۔ اس لئے

میں لاچار ہو کر چپ رہا۔ پر اس گھٹنا کا دکھ مجھے اندر ہی اندر کھانے لگا۔ اور کچھ دیر کے بعد میری موت ہو گئی۔ آپ کے گھر مجھے یہ جنم حساب کتاب چکانے کے لئے ہی لینا پڑا۔ میری بیماری پر آپ امانت کی کل رقم خرچ کر چکے تھے۔ صرف سوا روپیہ باقی تھا۔ جو میں نے قاضی کو دلوا دیا۔ اب حساب کتاب بالکل صاف ہے۔ اور میرا آپ کے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں۔ میں جا رہا ہوں۔"

ان شبدوں کے ساتھ لڑکے نے دم توڑ دیا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گیا۔ اب آپ ہی بتایئے کہ رونے دھونے کا کیا فائدہ ہے۔ اگر یہ رشتے ناطے پچھلا حساب کتاب چکانے کے لئے ہی بنتے ہیں تو موت کا افسوس کرنا ہی فضول ہے۔ کیا پتہ ہے کہ مرنے والے کا پچھلے جنم میں ہمارے ساتھ کیا سمبندھ تھا۔ اور آگے کو کیا ہو گا؟"

یہ سنکر سب پتر کار کہنے لگے۔ "سیٹھ صاحب آپ کی بات سنکر بہت حیرانی ہوئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ہماری آنکھیں بھی کھل گئی ہیں۔ اگر ہم کو پچھلا لین دین بھگتانے کے لئے ہی جنم لینا پڑتا ہے۔ تو سچ مچ کسی کی موت پر آنسو بہانا فضول ہے۔"

کیا دھنوان سکھی ہوتے ہیں؟

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ آپ نے یہ کہانی تو بہت عجیب سنائی ہے۔ لین دین کے حساب کے علاوہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دھنوان لوگ بھی ہمیشہ سکھی نہیں ہوتے۔ اس کے بارے میں آپکا کیا وچار ہے۔

مہاتما جی - بیٹا - یہ قطعاً ضروری نہیں کہ دھنوان لوگ سُکھی ہوں۔ یہ دھن سُکھ کا ایک سادھن تو بن سکتا ہے۔ لیکن دھن سے سُکھ خریدا نہیں جا سکتا - اگر ہم دھن سے سُکھ خرید سکتے تو دھنوان لوگ سبھی دُکھی نہ ہوتے۔ اس وقت امریکہ دُنیا میں سب سے امیر دیش سمجھا جاتا ہے۔ پر وہاں لوگ سُکھی نہیں۔ آتم ہتیا کر کے جتنے لوگ امریکہ میں اپنا جیون ختم کرتے ہیں اُتنے اور کسی دیش میں نہیں کرتے - اس کا مطلب صاف ہے کہ اتنا دھن ہونے کے باوجود اُن کے من میں شانتی نہیں - یہ دھنوان لوگ اوپر سے تو سُکھی معلوم ہوتے ہیں - پر وہ ہمیشہ کسی نہ کسی فکر کا شکار بنے رہتے ہیں۔ دھن پا کر ہم کو کچھ دیر کے لئے خوشی تو شاید مل جائے لیکن دھن سے سُکھ ہرگز نہیں مل سکتا - اور نہ ہی من کو شانتی ملتی ہے - اگر ہم ٹھنڈے دل سے سوچیں تو معلوم ہو جائے گا کہ دھنوان لوگ تو ساری عمر کسی نہ کسی چنتا میں پھنسے رہتے ہیں۔ پہلے تو دھن کمانے کا فکر ہوتا ہے اور جب دھن جیب میں آ جائے تو اُس کے سنبھالنے کا فکر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک سیٹھ نے ساری عمر محنت مزدوری کر کے کچھ روپے جمع کئے اور اپنے لئے ایک بہت شاندار کوٹھی بنوا لی۔ لیکن ساری کمائی کوٹھی پر لگ جانے کے کارن پھر سے اس کا ہاتھ تنگ ہو گیا اور روزانہ خرچ کے لئے روپے پاس نہ ہونے کے کارن وہ اداس رہنے لگا - آخر مجبور ہو کر اس نے وہ کوٹھی بیچ ڈالی۔ جس وقت کوٹھی کی رجسٹری ہو گئی اُس وقت بینک بند ہو چکے تھے اور اُس نے

کل رقم جیب میں ڈال کر گھر جانے کے لئے سالم ٹانگا کرایہ پر لے لیا۔ تاکہ کوئی جیب کترا اس کی جیب نہ کاٹ لے۔ پھر بھی اُس کے دل میں فکر تھا کہ کہیں ٹانگے والے کو اس رقم کا پتہ نہ چل جائے۔ اور اُس کا ہاتھ اپنی جیب پر ہی رہا۔ رات کو سونے سے پہلے اس نے وہ رقم ایک الماری میں رکھ دی۔ لیکن بیچارے کو نیند کیسے آتی۔ وہ یہی سوچتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی آنکھ لگ جائے اور چور اس کی سب رقم اُٹھا کر لے جائیں۔ آدھی رات اسی طرح گزر گئی۔ تو اُس نے وہ رقم الماری میں سے نکال کر اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لی۔ اور ساری رات جاگتے جاگتے ہی آنکھوں میں گزار دی۔ دوسرے دن اس نے وہ رقم بنک میں تو جمع کروا دی۔ پر پھر بھی اُس کا یہی فکر ستاتا رہا کہ کہیں بنک فیل نہ ہو جائے۔ اور وہ ہر روز لوگوں سے اس بنک کے بارے کچھ نہ کچھ پوچھتا ہی رہتا تھا۔ اب آپ ہی اندازہ لگائیے کہ دھنوان کتنے سکھی ہوتے ہیں۔

آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کئی بار یہ دھن سکھ کی بجائے دُکھ کا کارن بن جاتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ دھن ہو وہ عام طور پر ایسے جھگڑوں میں پڑ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہمیشہ دُکھ ہی ہوتا ہے۔ کسی کو شراب کا نشہ لگ جاتا ہے کسی کو عیش پرستی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور کسی کو ویسے ہی دھن کا اہنکار ہو جاتا ہے۔ جو دُکھ کا سب سے بڑا کارن ہے۔ اصل سکھ تو وہی ہے جس سے ساتھ من کو

شانتی مل سکے - اور وہ سُکھ آتما میں ہے نہ کہ دھن میں۔ گورو نانک دیو جی کہا کرتے تھے - "مایا دھاری اندھا بولا" جس کا ارتھ یہ ہے کہ دھنوان لوگ اپنے دھن کے نشے میں اندھے ہو جاتے ہیں - اور چونکہ وہ دھرم کی بات چیت کبھی نہیں سُن پاتے - اس لئے بہرے ہوتے ہیں - اسی طرح حضرت عیسےٰ مسیح کا فرمان ہے - کہ سوئی کے سوراخ میں سے ایک اُونٹ تو گزر سکتا ہے لیکن دھنوان انسان کو کبھی سُکھ نہیں مل سکتا - اس کا کارن یہی ہے کہ دھنوان لوگ دھن کے نشے میں چور ہو کر اپنے آپ کو بھلا بیٹھتے ہیں - اور اپنا سارا جیون بھگوان کا بھجن کرنے کی بجائے وشے بھوگوں میں گنوا دیتے ہیں -

شریمد بھگوت گیتا کے اٹھارہویں ادھیائے میں سُکھ بھی تین پرکار کا بتایا گیا ہے - جیسے کہ ان شلوکوں سے ظاہر ہوتا ہے

شلوک 37 - جو سُکھ پہلے تو زہر سا معلوم ہوتا ہے - پر آخر میں امرت جیسا پھل دیتا ہے آتم گیان سے پیدا ہونے والا وہ سُکھ ساتوک سُکھ کہلاتا ہے -

شلوک 38 - جو سُکھ وشے اور اندریوں کے ملاپ سے ہوتا ہے وہ پہلے تو امرت لگتا ہے پر بعد میں زہر بن جاتا ہے ایسا سُکھ راجسک سُکھ کہلاتا ہے -

شلوک 39 - نیند - سستی اور نشے سے پیدا ہونے والا سُکھ جو پہلے بھی اور انت میں بھی آتما کو موہ میں ڈال دیتا ہے وہ سُکھ تامسک ہے -

اس لئے ہمیں ہمیشہ ایسے سکھ کی تلاش کرنی چاہئے۔ اس کو پانے کے لئے پہلے چاہے کچھ کشٹ اٹھانا پڑے۔ لیکن انت میں سکھ ہی سکھ ہو۔ جیسے میں پہلے آپ کو بتا چکا ہوں ایسا سکھ دنیا کے کسی پدارتھ میں نہیں مل سکتا اور صرف آتما میں موجود ہے۔ اگیان کے کارن ہم اپنا جیون دنیا کے پدارتھوں میں سکھ ڈھونڈتے ڈھونڈتے گنوا دیتے ہیں۔ اور اپنی آتما کی طرف دھیان نہیں دیتے جو سکھ کا بھنڈار ہے۔ اگر اصلی سکھ کی تلاش ہے تو آتما کی شرن لو۔ آپ کا آتما سچ مچ آنند کا خزانہ ہے۔ جس کو ہم سے کوئی چھین بھی نہیں سکتا۔ جو سکھ باہر کی چیزوں میں ہے وہ ان چیزوں کے نشٹ ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری آتما امر اور ابناشی ہے۔ اس لئے جو سکھ ہماری آتما میں ہے وہ بھی نشٹ نہیں ہو سکتا۔ ایک کوی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو سچی خوشی ڈھونڈتا ہے کوئی عارف
تو من کو جما آتما پہ سدا ہی
تیرا آتما ہے خوشی کا خزانہ
خوشی ڈھونڈ مت اس کے باہر کہیں بھی

اس کے علاوہ اگر آپ غور سے سوچیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ دھن دولت یا کسی اور پدارتھ کے ساتھ خوشی کا کوئی سمبندھ نہیں۔ خوشی کا سمبندھ اصل میں ہمارے من کے ساتھ ہے۔ عام طور پر غریب لوگ امیروں کے مقابلے میں زیادہ خوش رہتے ہیں۔ جو بستی ملتی جنگلوں میں رہتے ہیں۔ ان کے پاس دھن

کہاں ہوتا ہے۔ لیکن اُن کے من میں سُکھ اور شانتی ہوتی ہے
اور اُن کے لبوں پہ ہمیشہ مُسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے۔ اُن کو کھانے
کے لئے جو کچھ مِل جائے وہ اُسی میں خوش رہتے ہیں۔ اور
کبھی اُداس نہیں ہوتے۔ جیسے کہ ایک کوی نے کہا ہے۔

ٹوٹے پھوٹے جھونپڑوں میں بھی اِدھر ایسے بشر
شاد ہوتے ہیں مزے لیتے ہیں جو ہر چیز پر

جگیاسو۔ مہاراج میں تو یہی سمجھتا تھا کہ دھنوان لوگ
بہت سُکھی ہوتے ہیں۔ پر آپ کے وچاروں سے ظاہر ہوتا ہے
کہ دھن دولت میں ہرگز سُکھ نہیں۔ کیا آپ کوئی خاص مثال
دینے کی کرپا کریں گے۔؟

مہاتما جی۔ کیوں نہیں۔ اِس وشے کے بارے میں بہت
مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ سب سے پہلے تو بادشاہ سکندر کی مثال
لے لیجئے۔ اُس کا نام تو آپ نے بھی سُنا ہوگا۔ وہ یونان کا بادشاہ
تھا اور اُس نے اپنے باہو بل سے لگ بھگ ساری دُنیا کو جیت لیا
تھا۔ بھارت سے بھی وہ اربوں روپے کی قیمت کے ہیرے اور جواہرات
لُوٹ کر لے گیا تھا۔ اس کی دولت کی سچ مچ کوئی حد نہ تھی۔ کہا
جاتا ہے کہ جب اُس کی موت کی گھڑی نزدیک آ گئی۔ تو وہ کچھ
بیمار رہنے لگا۔ اُس نے بہت علاج کروایا پر کوئی فرق نہ پڑا۔
انت میں اُس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ اُس کے خزانے میں جتنا
دھن دولت ہے وہ سب اُس کے کمرے میں لا کر رکھ دیا جائے۔
جب سارا خزانہ اُس کے سامنے رکھ دیا گیا تو اُس نے سب ڈاکٹر اور حکیم

بلاکر اُن سے کہا۔ "تم میں سے جو شخص موت کے مُنہ سے بچا لیگا یہ سب دھن دولت انعام میں دے دیا جائے گا۔ بتاؤ یہ شرط کس کو منظور ہے۔" یہ سُنکر سب ڈاکٹر اور حکیم چُپ کھڑے رہے اور وہ ایک دُوسرے کے مُنہ کی طرف دیکھنے لگے۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ "بولتے کیوں نہیں۔ میری بات کا جواب دو۔" ڈاکٹر اور حکیم ایک ساتھ کہنے لگے۔ "بادشاہ سلامت۔ زندگی اور موت خُدا کے ہاتھ میں ہے۔ ہم لوگ تو دوائی بتا سکتے ہیں۔ لیکن اُس کا اثر خُدا کی رحمت پر نربھر ہے۔" بادشاہ نے جواب سُنا تو مایوس ہوکر کہنے لگا۔ "آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ مجھے آج پتہ لگا کہ یہ دھن دولت مجھ کو موت کے مُنہ سے نہیں بچا سکتا اور نہ ہی ساتھ جا سکے گا۔ کاش! مجھے اس بات کا پہلے پتہ لگ جاتا اور میں اتنی لوٹ مار نہ کرتا۔" اس کے بعد اُس نے بڑے وزیر کو حُکم دیا کہ اُس کی موت کے بعد اُس کے ہاتھ ارتھی کے باہر ننگے رکھے جائیں۔ تاکہ دُنیا کو پتہ لگ جائے کہ اتنی دھن دولت کا مالک ہوتے ہوئے بھی وہ دُنیا سے خالی ہاتھ واپس جا رہا ہے۔

ایک اور مثال گورو نانک جی کی جنم ساکھی سے آپکے سامنے رکھتا ہوں۔ اُس میں ذکر آتا ہے کہ ایک بار گورو صاحب گھومتے گھومتے ایک شہر میں پہنچے جہاں ایک بہت دھنوان سیٹھ رہتا تھا۔ وہ سیٹھ اپنی دُکان پر تکیہ لگا کر بڑی شان سے بیٹھا تھا۔ اور اُس کے اِرد گرد کئی مُلازم کام کر رہے تھے۔ اُس سیٹھ کو دیکھ کر مردانہ نے جو ہمیشہ گورو صاحب کے ساتھ رہتا تھا۔ گورو

جی سے پوچھا۔" بابا جی۔ آپ کہا کرتے ہیں "نانک دُکھیا سب سنسار"
پر یہ سیٹھ تو بہت سُکھی نظر آ رہا ہے۔ اِس کی آمدن تو لاکھوں
روپے کی ہوگی۔ پھر اِس کو کیا دُکھ ہو سکتا ہے۔" گورو صاحب
نے فرمایا "مردانہ، جاؤ تم خود ہی سیٹھ صاحب کو مل کر پوچھ لو
کہ اُس کو کوئی دُکھ ہے یا نہیں۔" مردانہ نے سیٹھ کے پاس جا کر اُس
کا حال چال پوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے۔
مردانے نے کہا "سیٹھ صاحب، بات یہ ہے کہ میں گورو نانک دیو
جی کا سیوک ہوں۔ وہ ہمیشہ کہتے رہتے ہیں "نانک دُکھیا سب
سنسار"۔ آپ ہی بتائیے کہ آپ کو کیا دُکھ ہو سکتا ہے؟" مردانے
کے یہ شبد سُنتے ہی اُس سیٹھ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی دھارا
بہہ نکلی۔ اور اُس نے اُداس ہو کر کہا "سنت جی۔ آپ کے گورو
جی بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ اِس سنسار میں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ
دُکھ ضرور ہوتا ہے۔ دیکھئے۔ میرے پاس دھن دولت اور مکان
باغ باغیچے اور نوکر چاکر سب کچھ موجود ہے۔ پر میرے گھر اولاد
کوئی نہیں۔ جس کی وجہ سے یہ سب کچھ مجھے کھانے کو دوڑتا ہے
میں اپنے من میں بہت دُکھی ہوں۔" مردانہ یہ جواب سُن کر
حیران ہو گیا۔ اور واپس جا کر گورو جی کے چرنوں میں گر کر کہنے لگا
"بابا جی آپ بالکل سچ کہتے ہیں۔" "نانک دُکھیا سب سنسار۔ سو
سُکھیا جو نام آدھار۔"

اِسی طرح ایک اور مثال بیسویں صدی کی بھی دی جا سکتی ہے
سر ہنری فورڈ جس نے موٹر کار ایجاد کی تھی امریکہ کا سب سے

امیر آدمی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اتنا دھن دولت ہوتے ہوئے
بھی اس کی صحت ہمیشہ خراب رہتی تھی۔ اور وہ کھانا بھی اچھی
طرح سے ہضم نہیں کر سکتا تھا۔ ساتھ ہی اُس کو ہمیشہ ڈر رہتا تھا
کہ کوئی وکیتی لالچ میں آ کر اُس کو جان سے نہ مار دے۔ اور وہ
اپنے سونے کا کمرہ ہر روز بدل لیتا تھا۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ لگ سکے۔
کہ وہ کہاں سو رہا ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ ایسے انسان کو سُکھ
کیسے مِل سکتا ہے۔ اور دھن دولت کا کیا لابھ ہے؟

ناستک لوگ اور سُکھ

جگیاسو۔ مہاراج۔ آپ جو فرماتے ہیں سب ٹھیک ہے۔ پر
کئی بار دیکھا جاتا ہے کہ دُنیا میں ناستک لوگ زیادہ سُکھ بھوگ
رہے ہیں۔ اِس کا کیا کارن ہے؟

مہاتما جی۔ یہ کبھی ممکن نہیں کہ بھگوان سے بے مُکھ پُرش کو
جیون میں [illegible] سکھ مل سکے۔ آپ نے انگریزی کی کہاوت سُنی ہوگی
"All that glitters is not gold" جس کا ارتھ ہے
کہ ہر ایک چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ کچھ لوگ آپ کو سُکھی
نظر آتے ہیں۔ پر یہ ضروری نہیں کہ اُن کے من میں شانتی ہو اور
وہ صحیح طرح سُکھی ہوں۔ جس کی ایک مثال میں آپ کو گورو نانک
دیو جی کی جنم ساکھی سے ابھی ابھی بتا چکا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ
اُن کے کسی پہلے جنم کے پُنیہ کرموں کی وجہ سے اُنہیں کچھ دیر

کے لئے اس جیون میں سُکھ مِل جائے۔ لیکن اُن پاپیوں کرموں کا پھل ختم ہوتے ہی اُن کی حالت پھر بگڑ جائے گی۔ اور وہ کئی قسم کے دُکھوں کا شکار ہو کر نرک میں جا گرینگے۔

دُنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک دیوتاؤں جیسے سبھاؤ والے اور دُوسرے آسُری برتی والے یعنی راکشسوں جیسے سبھاؤ والے۔ آسُری برتی والے لوگ ہی ناستک ہوتے ہیں۔ اور اُن کو کبھی شکھ نہیں مِل سکتا۔ اُن کا نقشہ شریمد بھگوت گیتا کے سولہویں ادھیائے میں اس پرکار کھینچا گیا ہے۔

شلوک 7۔ راکشس سبھاؤ والے لوگ نہ یہ جانتے ہیں کہ کون سا کرم کرنا چاہیئے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کونسا کرم نہیں کرنا چاہیئے۔ اُن میں صفائی نام کو نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اُن کا رہن سہن اچھا ہوتا ہے۔ وہ کبھی سچ نہیں بولتے۔

شلوک 8۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جگت سب جھوٹا ہے اور اس کو پیدا کرنے والا کوئی نہیں۔ استری اور پُرش کے ملاپ سے یہ جگت آپ ہی بن جاتا ہے۔ اور یہ صرف وِشے بھوگوں کے لئے ہے۔ اس کے سوائے اور کچھ نہیں۔

شلوک ۹۔ اس قسم کے وچاروں کی وجہ سے جن کا آتما نشٹ ہو چکا ہے اور بُدھی خراب ہو چکی ہے۔ جو سب کا بُرا چاہتے ہیں۔ اور ہمیشہ بُرے کرم کرتے ہیں وہ لوگ جگت کا ناش کرنے کے لئے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

شلوک ۱۰۔ پاکھنڈ، جھوٹ مان اور ایمان میں پھنسے ہوئے

لوگ مشکل سے پوری ہونے والی کامناؤں کا سہارا لیتے ہوئے اور اگیان کے کارن جھوٹے سدھانتوں پر وشواس رکھتے ہوئے بُرے کرم کرتے رہتے ہیں۔

شلوک ۱۱۔ پرلے تک ختم نہ ہونے والے بے شمار فکروں میں جکڑے ہوئے یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ بس اسی میں سم نند ہے اور اس کے سوائے اور کچھ نہیں۔

شلوک ۱۲۔ سینکڑوں آشاؤں کے جال میں بندھے ہوئے اور کام کرودھ میں پھنسے ہوئے یہ لوگ ہمیشہ انوچت ڈھنگ سے دھن اکٹھا کرنے کی کوشش میں لوگ رہتے ہیں۔

شلوک (13 سے 16) "آج مجھ کو یہ مل گیا ہے۔ کل وہ منورتھ پورا ہو جائے گا۔ یہ دھن میرے پاس ہے۔ وہ بھی میرا ہو جائے گا۔ اس دشمن کو مار چکا ہوں۔ اس کو بھی مار دوں گا۔ میں ایشور ہوں اور میں ہی سب دھن دولت کے بھوگنے والا ہوں۔ میں سدھ پرش ہوں۔ میں ہی بلوان اور سُکھی ہوں۔ میں بہت دھنوان ہوں اور میرا خاندان بہت بڑا ہے۔ میرے جیسا دوسرا کون ہے۔ میں یگیہ کروں گا۔ دان دوں گا اور خوش رہوں گا" اس پرکار کے اگیان سے جو پرش گمراہ ہو چکے ہیں۔ وہ مایا کے جال میں بکڑے ہوئے اور شے بھوگوں میں پھنسے ہوئے اور انیک پرکار سے گھبرائے ہوئے من والے وہ لوگ گندے سے گندے نرکوں میں جا گرتے ہیں۔

شلوک ۱۷۔ اپنے آپ کو ہی بڑا سمجھنے والے یہ پاکھنڈی لوگ دھن اور مان کے نشے میں چور ہو کر صرف پاکھنڈ کرنے کے لئے

نام ماتر یگیہ کرتے ہیں اور وہ بھی شاستروں کی ودھی کے الونبار نہیں ہوتا۔

شلوک 18 ۔ اہنکار۔ بل ۔ گھمنڈ۔ کام اور کرودھ میں پھنسے ہوئے اور دوسروں کی نندا کرنے والے یہ لوگ اپنے اور دوسروں کے شریر میں بیٹھے ہوئے مجھ پر ماتما سے ہمیشہ نفرت کرتے رہتے ہیں۔

شلوک 19 ۔ مجھ سے نفرت کرنے والے ان مہا پاپی کمینے اور پنچ لوگوں کو میں بار بار سنسار میں راکشس یونیوں میں ڈالتا رہتا ہوں

شلوک 20 ۔ ہے ارجن۔ جنم جنمانتر تک راکشس یونی پانے والے وہ موڑکھ لوگ مجھ کو نہیں پا سکتے اور اس لئے پنچ سے پنچ یونیوں میں گرتے رہتے ہیں۔

ناستک لوگوں کے بارے میں بھگوان کرشن کے یہ وچار ہیں ۔ اس سے بہتر پرمان اور کیا ہو سکتا ہے ۔ کہ ناستک لوگ کبھی سکھ کو پراپت نہیں کر سکتے ۔ اگر ابھی بھی آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو اس سلسلے میں گوسائیں تلسی داس جی کے وچار سن لیجئے رام بےمکھ یعنی ناستک لوگوں کے بارے میں رام چرت مانس میں کاگ بھشنڈی کی زبانی انہوں نے یوں کہا ہے ۔

پتر وتی یووتی جگ سوئی	رگھوپتی بھگت جاسو ست ہوئی
نتر و بانجھ بھلی وادی بیانی	رام بےمکھ ست تے ہت ہانی
ڈک ہوئ وید ودت کوی کہہیں	رام بمکھ نرک نہ لہہیں

سنسار میں وہی استری پتر وتی ہے ۔ جس کا پتر بھگوان کا بھگت ہے ۔ نہیں تو وہ بانجھ ہی بھلی ہے ۔ اور پتر کو فضول ہی جنم

دیتی ہے۔ رام بے مکھ پُرش کا ہمیشہ بہت ہی ہانی ہوتی ہے۔ لوک اور وید میں بتایا گیا ہے اور کوی لوگ بھی کہتے ہیں۔ کہ رام سے بے مکھ پُرش کے لئے نرک میں بھی جگہ نہیں۔

تات بات سُر رام کرپا ہیں۔ رام بیمکھ سدھی سپنے ہوئی نہیں

ہے تات۔ یہ بالکل سچ ہے کہ یہ سب کچھ بھگوان کی کرپا سے ہو رہا ہے۔ رام بے مکھ پُرش کو سپنے میں بھی سدھی نہیں مل سکتی۔

ماتو پتو پتو شین سمانا۔ سُدھا ہوئے وِش سنو ہری جانا
مِتر کرے شت رِپو کی کرنی۔ تا کہوں وِبدھ ندی ویترنی
سب جگ تا ہی انل تے تاتا۔ جو رگھوبیر بیمکھ سنو تاتا

ہے گروڑ جی سنو۔ جو پُرش بھگوان رام سے بے مکھ ہو اُس کے لئے ماتا موت کے سمان۔ پتا یمراج کے سمان اور امرت وِش کے سمان ہو جاتا ہے۔ اُس کے مِتر سینکڑوں دشمنوں کی طرح دکھ دینے لگ جاتے ہیں۔ گنگا جی اُس کے لئے ویترنی ندی بن جاتی ہے۔ اور یہ سنسار اُس کو اگنی کی طرح جلانے لگتا ہے۔

رام وِمُکھ سمپتی پربھوتائی۔ جائی رہے پائی بن پائی
جگت آدھار پران وتی راما۔ تاسو بمکھ کہیں لہیے وِشراما

بھگوان رام سے وِمُکھ ہونے پر سب دھن دولت اور حکومت نشٹ ہو جاتی ہے۔ اور پایا ہوا دھن بھی نہ پانے کے برابر ہو جاتا ہے۔ بھگوان رام سارے جگت کا آسرا ہیں اور وہ سب کو جیون دان دیتے ہیں۔ ان سے وِمُکھ ہو کر کوئی پُرش کیسے آرام پا سکتا ہے۔

وید پوران جاسُو یش گاوا — تاسُو دُمکھ سُکھ کاہُو نہ پاوا
کمٹھ پیٹھ جا ہیں ورُو بارا — بندھیا سُت ورُو کاہُو ہی مارا
پھُو ہیں نبھ ورُو بہو وِدِھی پھُولا — جیونہ لہے سُکھ پربھو پرتی کُولا

وید اور پُران جس بھگوان رام کا یش گاتے ہیں۔ اُس سے دُمکھ ہو کر کِس نے سُکھ پایا ہے۔ کچھوے کی پیٹھ پہ بھلے ہی بال اُگ آئیں۔ بانجھ استری کا پُتر بھلے ہی کسی کا خون کر دے اور آکاش پہ بھلے ہی انیک پرکار کے پھول اُگنے لگیں پر بھگوان سے دیہ کرنے والے پُرش کو کبھی سُکھ نہیں مل سکتا۔

ترِشنا جائے ورُو مرگ جل پانا — ورُو جا ہیں سسی کے سیس بکھانا
ہیم تے انل پرگٹ ورُو آئی — رام ومُکھ سُکھ پاو نہ کائی

مرگ ترِشنا کا جل پینے سے بھلے ہی پیاس بجھ جائے۔ خرگوش کے سر پہ بھلے ہی سینگ نکل آئیں اور برف سے چاہے آگ پیدا ہو جائے پر بھگوان سے وِمُکھ پُرش کو سُکھ نہیں ملتا۔

ان پرمانوں کے علاوہ اور بھی بہت سی کہانیاں ہیں۔ جن سے سِدھ ہوتا ہے کہ ناستک لوگوں کو اِس جیون میں ہمیشہ کے لئے سُکھ ملنا ممکن نہیں۔ اگرچہ کچھ دیر کے لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سُکھی ہیں۔ پر سمے زیادہ ہو جانے کے کارن میں اِس وشے کو یہیں ختم کرتا ہوں۔

جِگیاسو۔ مہاتما جی۔ سمے تو سچ مچ کافی ہو گیا ہے۔ پر اِس وشے میں کوئی کہانی سُنانے کی کرپا ضرور کریں۔

مہاتما جی۔ اچھا بھئی۔ آپ ہٹھ کرتے ہیں تو ایک چھوٹی سی

کہانی سُنا دیتا ہُوں - سُنئے -

نِرمل اور جگت رام بہت گہرے دوست تھے - پر جہاں تک اُن کے سبھاؤ اور رہن سہن کی بات تھی وہ ایک دُوسرے سے کوسوں دُور تھے - نِرمل کے پاس کچھ نہیں تھا - پر وہ بہت شُدھ وچاروں کا مانک تھا - اور ہر سمے بھگوان کے نام کا سمرن کرتا رہتا تھا - وہ گوشت اور شراب کو ہاتھ لگانا بھی پاپ سمجھتا تھا - اور اُس کو دھن کا کچھ لالچ نہ تھا - اُس کی بیوی کرُوپ اور سخت سبھاؤ کی تھی - پر وہ اُس کے ساتھ پھر بھی اچھا سلُوک کرتا تھا - اِس کے برعکس جگت رام ناستک تھا - اور "کھاؤ پیؤ اور موج اُڑاؤ" کے جیون میں وِشواس رکھتا تھا - اُس کا کاروبار خُوب چل رہا تھا - پر اُس کو پھر بھی اور زیادہ دھن کمانے کا لالچ رہتا تھا - اُس کی بیوی نیک اور خوبصُورت تھی - پر وہ پھر بھی اُس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہتا تھا -

جگت رام جب بھی نِرمل کو ملتا اُس کا خُوب مذاق اُڑاتا وہ اُس کو کہا کرتا تھا "کیوں نِرمل، کہاں ہے تمہارا بھگوان ہے جس کو تُم ہر وقت یاد کرتے رہتے ہو - میرے دوست، بھگوان کوئی چیز نہیں - میری طرف دیکھو - دھن کماتا ہُوں اور موج اُڑاتا ہُوں - بھگوان کے نام کی رٹ لگا کر اپنا جیون برباد مت کرو - ہمارے جیون کا لکشیہ ہے کھاؤ پیؤ اور موج اُڑاؤ -" نِرمل جگت رام کی باتوں کو یہ کہکر ٹال دیتا "میرے دوست تُم کو اپنی سمجھ مبارک ہو - مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں - مجھے تو پکا

وشواس ہے کہ بھگوان جو کچھ بھی کرتے ہیں اُس میں ہماری بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ دُکھ اور سُکھ ہمارے پچھلے کرموں کا پھل ہے۔ اور یہ دن رات کی طرح آتے اور جاتے رہتے ہیں۔"

کچھ دیر کے بعد بے چارے نرمل کی بیوی پرلوک سدھار گئی۔ اور اُس کے حالات اور بھی بگڑ گئے۔ اب اُس کو دو وقت کا کھانا بھی مشکل سے ملتا تھا۔ لیکن نرمل نے دھیرج نہ چھوڑا جگت رام اُس کو کئی بار کہتا "نرمل تم بھگوان کو کئی بار آزما چکے ہو۔ اب تھوڑی دیر کے لئے مجھے آزما کر دیکھو۔ میں تمہارے کھانے پینے کا سب پربندھ کر دوں گا۔ اور تمہاری کایا پلٹ دوں گا۔" نرمل جواب دیتا۔"ہے جگت رام بھائی مجھے اور مت ستاؤ۔ میں تمہاری چکنی چپڑی باتوں میں آنے والا نہیں۔ مجھے بھگوان کے انصاف پر پورا بھروسہ ہے۔" اِس پر ایک دن جگت رام نے کہدیا" نرمل بھیا! اگر تم کو اپنے بھگوان پر اتنا وشواس ہے تو آؤ ایک شرط لگا لیں۔ کل کے دن اگر میرے جیون میں خوشی کا کوئی موقعہ نکل آئے تو تم کو بھگوان کی رٹ چھوڑنی ہوگی۔ اور اگر تمہاری زندگی میں کوئی ایسا موقعہ آجائے تو میں تمہارے بھگوان کو مان جاؤں گا۔" نرمل کو بھگوان پر پورا بھروسہ تھا۔ اس نے یہ شرط خوشی سے مان لی۔

قدرت کے کھیل نرالے ہیں۔ دُوسرے دن نرمل تو اچانک ایک دُرگھٹنا کا شکار ہو گیا۔ اور بہت زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گیا۔ اور جگت رام شکار کھیل کر واپس آتا ہُوا ایک برگد کے نیچے

آرام کرنے کے لئے لیٹا تو اُسے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ وہاں کوئی چیز دبی ہوئی ہے۔ اُس نے زمین کھود کر دیکھا تو نیچے سے ایک صندوق ملا۔ جو سونے کی مہروں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ خزانہ اُٹھا کر گھر لے آیا۔ اور آگے سے بھی زیادہ عیش کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد جگت رام نرمل کو ملنے ہسپتال میں گیا تو کہنے لگا۔ "کیوں یار کیسی رہی۔؟ اب تو تم شرط ہار چکے ہو۔ آگے کو کبھی بھگوان کا نام نہ لینا۔" نرمل نے جواب دیا۔ "بھائی جگت رام ابھی میری حالت بہت خراب ہے۔ بھگوان کے لئے مجھے اور مت ستاؤ۔ مجھے ہسپتال سے واپس آ لینے دو۔ پھر بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔"

جب نرمل ہسپتال سے گھر واپس آیا تو دل میں سوچنے لگا کہ اب جگت رام کو کیا منہ دکھاؤں۔ یہ شرط جیت چکا ہے۔ مجھے اُس کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑیں گے۔ پر میں بھگوان کو کیسے بھلا سکتا ہوں۔ اب تو یہی اُچت ہے کہ آتم ہتیا کر کے اس جیون سے چھٹکارا پالوں۔ یہ سوچ کر وہ دوسرے دن صبح ہی دریا پہ چلا گیا۔ اور دریا میں کودنے سے پہلے اس طرح بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگا۔ "ہے بھگوان۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں۔ میں نے اپنے کرموں کا ہی پھل پایا ہے۔ پر میں نے آپ کے نام پہ جو شرط لگائی تھی اُس میں مجھے کیوں شرمندہ کروایا۔ میں جانتا ہوں آتم ہتیا کرنا پاپ ہے پر اب اس کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ مجھے معاف کرنا۔" اتنا کہہ کر نرمل دریا میں چھلانگ لگانے لگا تھا کہ کسی نے اُس کو پیچھے سے پکڑ کر کہا۔ "نرمل ٹھہرو۔ یہ کیا کرتے

ہوئے" نرمل نے پلٹ کر دیکھا تو ایک مہاتما اُس کے پیچھے کھڑے تھے۔
نرمل نے کہا "مہاراج آپ کون ہیں؟ آپ کو میرے حالات کا پتہ
نہیں میں مجبور ہو کر آتم ہتیا کر رہا ہوں۔ پرماتما کے لئے آپ مجھے
نہ روکئے"۔ مہاتما نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "بیٹا نرمل ہمیں
سب کچھ معلوم ہے۔ بھگوان کی پریکشا کے لئے تم نے اپنے دوست
جگت رام سے شرط لگائی تھی۔ اُسے ہار کر تم کو قدرتی طور پر
بہت نراشا ہوئی اور تم نے آتم ہتیا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن
دھیرج سے کام لو۔ پراربدھ کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ تم سمجھتے ہو
کہ جگت رام اتنے بُرے کرم کرتا ہوا بھی عیش کر رہا ہے۔ اور تم
بھگوان کا نام لیتے ہوئے بھی دُکھ اور مصیبت کا شکار ہو رہے
ہو۔ لو ہم تم کو اصلی بات بتا دیتے ہیں۔ غور سے سُنو۔

"پچھلے جنم میں تم ایک ڈاکو تھے۔ اور تم نے لوگوں پر بہت
اتیاچار کئے تھے۔ جن کا پھل تم کو اس جنم میں بھوگنا ہی تھا۔
جس دن تمہاری اچانک دُرگھٹنا ہوئی اُس دن تمہاری موت
ہو جانی چاہیے تھی۔ لیکن اُس دن تمہارے پچھلے جنم کے بُرے
کرموں کا پھل ختم ہو گیا اور تم بچ گئے۔ اب شُبھ کرموں کا پھل
شروع ہونے والا ہے۔ ایک ماہ کے اندر دیکھنا پراربدھ کیا
رنگ دکھاتی ہے۔ جاؤ اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ وشواس رکھو۔ اب
ہر طرح سے تمہارا کلیان ہی ہوگا۔" نرمل حیران ہو کر واپس چل پڑا۔

نرمل گھر پہنچا ہی تھا کہ اس کو ایک پتر ملا۔ جس میں لکھا
تھا کہ اُس کی دُور کی رشتہ دار ایک عورت بے اولاد کے مر گئی ہے

اور اُس کی لاکھوں روپے کی جائداد کا مالک نرمل ہو گا۔ اب تو نرمل کے جیون کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اُس کو کافی دھن دولت مل گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ اُس کی شادی بھی ہو گئی۔ اُس کی نئی بیوی بہت خوبصورت اور سوشیل تھی۔ اور وہ ہر طرح سے نرمل کی سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھتی تھی۔ نرمل کی زندگی بڑے ہی سُکھ اور شانتی سے گزرنے لگی۔ اور اُس کے دل سے ایشور وشواس اور بھی ادھک ہو جانے کے کارن وہ دھارمک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگا۔

اُدھر جگت رام کی سُنئے۔ نیا خزانہ ہاتھ آ جانے کی وجہ سے اُس کی عادتیں اور بھی بگڑ گئیں۔ وہ آگے سے بھی بہت زیادہ عیش پرست اور بدچلن ہو گیا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں مست رہتا اور اگر اُس کی دھرم شیل بیوی روکتی تو مار پیٹ کر کے اُس کی خوب مرمّت کرتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کی بیوی ایسے جیون سے تنگ آ کر ایک دن اپنے مائیکے چلی گئی۔ بیوی کے مائیکے چلی جانے کے بعد جگت رام اور زیادہ شراب پینے لگا۔ اور اُس کو ادھرنگ کی بیماری ہو گئی۔ جس کے کارن اب وہ چارپائی سے اُٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ جب نوکروں نے دیکھا کہ جگت رام بالکل لاچار ہے۔ اُنہوں نے سب روپیہ پیسہ اکٹھا کر لیا اور رات کے سمے سب کچھ ساتھ لیکر چلتے بنے۔ صبح جب پڑوسیوں کو جگت رام کے گھر چوری ہونے کا پتہ لگا تو یہ خبر سارے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی اور نرمل کے کانوں میں بھی

پڑ گئی۔ نرمل یہ خبر سُنکر اُسی وقت جگت رام سے ملنے گیا۔ اور اُس نے اپنے خرچ پہ جگت رام کا علاج کروایا۔ جس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ نِرمل کا سلُوک دیکھ کر جگت رام کی آنکھیں کھُل گئیں۔ اب وہ بھی نرمل کی طرح بھگوان کا سمرن کرنے لگ گیا وہ اپنے دوست نِرمل کا بار بار دھنیہ باد کرتا تھا۔ جس نے اُس کو نہ صرف موت کے مُنہ سے بچا دیا۔ بلکہ اُس کو صحیح راستہ دکھا کر اُس کا جیون بدل دیا۔

اس کہانی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ دُکھ اور سُکھ سب پراربدھ کا کھیل ہے۔ اور ناستک لوگوں کو کبھی ہمیشہ سُکھ نہیں مل سکتا۔

بھُلا دیں جو بھگوان کو دِل سے عارف
اُنہیں لوگ دُنیا میں کافر ہیں کہتے
کبھی سُکھ نہ پائیں وہ جیون میں ہرگز
اور اُن کو سدا دُکھ ستاتے ہیں رہتے

گھریلو جھگڑے

جگیاسُو۔ مہاراج یہ کہانی جو آپ نے سُنائی ہے۔ بہت ہی عجیب ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جہاں میاں بیوی کے بیچ جھگڑا رہتا ہو وہاں شانتی نہیں ہو سکتی۔ آج کل تو اکثر میاں بیوی کے بیچ کھینچا تانی رہتی ہے۔ اس کو دُور کرنے

کا کوئی اُپائے ہو تو بتائیں۔

مہاتما جی۔ بیٹیا۔ ہمارے شاستروں میں اُپائے تو ہر ایک بات کا موجود ہے۔ پر سوال یہ ہے کہ ہم اُس پر عمل کرتے ہیں۔ یا ہمتی ہمارے شاستروں میں عورت کو اردھانگی اور لکشمی کہا گیا ہے۔ اور پتی کو بھگوان کا درجہ دیا گیا ہے۔ جبتک دیر ہمارے بزرگ اس پر ہتھا پر چلتے رہے اُن کی گھریلو زندگی سورگ کا نمونہ بنی رہی۔ لیکن آج کل تو ہم سب اندھادھند مغربی تہذیب کی نقل کر رہے ہیں۔ اور اپنے کرتویہ کو بھُلا کر صرف ادھیکاروں کی رٹ لگا رہے ہیں۔ اگر پتی اور پتنی دونوں اپنے ادھیکاروں کی رٹ لگانے کی بجائے شاستر میں بتائے ہوئے اپنے اپنے کرتویہ کا پالن کرنے لگیں تو لڑائی جھگڑے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ گرہست کی گاڑی کو چلانے کے لئے میاں اور بیوی دو پہیئے ہیں۔ ایک پہیئے سے گاڑی نہیں چل سکتی۔ اس لئے دونوں کا میل جول ہونا لازمی ہے۔ دونوں کو چاہئے کہ اپنا اپنا کرتویہ کرتے رہیں۔ پتی کا فرض ہے کہ وہ اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کوئی دھندہ یا کاروبار ضرور کرے اور جس طرح بھی ہو ایمانداری سے دھن کمانے کی کوشش کرے۔ گرہست کی گاڑی کو چلانے کے لئے دھن کمانے کی ذمہ داری پتی کی ہونی چاہئے پتنی کی نہیں۔ اس کے علاوہ پتی کا فرض ہے کہ وہ اپنی پتنی کی ہر ایک ضرورت کا خیال رکھے اور اُسے کوئی تکلیف نہ ہونے دے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُس کے ساتھ کبھی جھگڑا نہ کرے۔

اور اگر کسی وقت بیوی کے مُنہ سے اچانک کوئی غلط لفظ نکل بھی جائے تو اُس کو اَن سُنا کر کے بیوی کو پیار سے سمجھائیے - پتی کو اپنی بیوی کے مائیکے والوں کے بارے میں کبھی بھی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے اور نہ ہی اُس کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ مائیکے والوں سے دھن یا کوئی اور وستو مانگ کر لائے - مطلب یہ کہ پتی کا دھرم ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ اپنی بیوی کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے

اِسی طرح عورت کا کرتویہ ہے کہ وہ اپنے پتی کی آمدن کے انوسار ہی گھر کا کام چلائے - اُس کو چاہیئے کہ وہ نہ تو اُس کو غلط کاموں پر روپیہ خرچ کرنے پر مجبور کرے اور نہ آپ کوئی فضول خرچی کرے - اُس کا دھرم ہے کہ وہ اپنے پتی کی ہر سہولت کا خیال رکھے - اور ہر طرح سے اُس کی سیوا کرے - جب پتی کے گھر آنے کا وقت ہو آپ گھر پر رہے - اور اُس کا کھڑے ماتھے سواگت کرے - اگر کوئی بُری خبر دینی بھی ہو تو اُس کو آتے ہی نہ سُنائے - بلکہ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد سُنائے - اُس کے گھر آنے پر گھر کے دوسرے کاموں یا بچوں کی دیکھ بھال میں نہ اُلجھی رہے - بلکہ اپنے پتی کی آؤ بھگت کا پوری طرح انتظام کرے - دن بھر کا کام کر کے اور تھکاوٹ سے چُور ہو کر شام کو جب پتی گھر واپس آتا ہے تو یہ دیکھ کر کہ اُس کی بیوی خوش ہو کر اُس کا انتظار کر رہی ہے اُس کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے - آج کل یہ فیشن ہو گیا ہے کہ خرچ زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے عورت بھی دفتروں یا دوسرے محکموں میں کام کرنے لگ گئی ہے - پر اس سے گھریلو زندگی کا آنند ختم ہو گیا ہے

اس سے کہیں بہتر ہے کہ جس طرح بھی ہو سادہ جیون بتایا جائے اور خرچ کم کیا جائے۔ اگر میاں اور بیوی کے دل میں ایک دوسرے کے لئے عزت اور پیار ہوگا تو تھوڑی آمدن میں بھی وہ ہمیشہ خوش اور سکھی رہیں گے۔ اور اس کے برعکس اگر میاں بیوی میں کھینچا تانی رہتی ہے تو لاکھوں روپے کی آمدن ہونے پر بھی گھر نرک کا نمونہ بن کر رہ جائے گا۔ جو عورت آپ بھی روپے کماتی ہے وہ ویسے بھی اپنے پتی کو آنکھیں دکھانے لگتی ہے۔ ہمارے سماج میں آج کل ایک اور بیماری گھر کر گئی ہے اور وہ ہے رات کو میاں بیوی کا اکٹھے کلب میں جانا اور وہاں جا کر شراب۔ جوا یا تاش کھیلنے میں مست رہنا۔ آدمی تو دوسری عورتوں کے ساتھ ناچ کرتا ہے۔ اور عورت دوسرے مردوں کے ساتھ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو شک کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اور ان میں وہ پہلے سا پیار نہیں رہتا۔ ساتھ ہی بیوی کے اتنی دیر گھر سے غیر حاضر رہنے کے کارن گھر کا سارا نقشہ بدل جاتا ہے۔ بلکہ بچوں پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور ان کے دل میں ماں باپ کی عزت اٹھ جاتی ہے۔

مغربی تہذیب کا بہت برا پہلو یہ ہے کہ آج کل عورت تو یہ کہتی ہے کہ وہ آدمی سے کسی طرح کم نہیں اور اس کو برابری کا درجہ ملنا چاہئے۔ اور آدمی کہتا ہے کہ عورت اس کے پاؤں کی جوتی ہے وہ اس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتی۔ پھر جھگڑا کیسے نہ ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما

سکیتی۔ یہ بات کئی سجنوں کو شاید عجیب سی لگے لیکن اس میں شک
کی کوئی گنجائش نہیں۔ کوئی دکان ہو۔ گھر ہو۔ کارخانہ ہو۔ سوسائٹی
ہو یا راجیہ ہو۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے جب تک کسی ایک شخص
کو ذمہ دار نہیں بنایا جائے گا کوئی کام صحیح طور پر نہیں چلے گا۔
ہر ایک دیش کے ودھان میں بھی اگرچہ الگ الگ محکمے چلانے
کے لئے الگ الگ منتری ہوتے ہیں پر آخری ذمہ داری پردھان
منتری یا راشٹرپتی کی ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو دیش چھلنی بنا
بنی رہے۔ یہی حال گھر کے راجیہ کا ہے۔ آج کل کے حالات کو
دیکھتے ہوئے میری رائے میں تو میاں بیوی کا رشتہ راجہ اور رانی
کا سا ہونا چاہئے۔ چونکہ رانی اپنے پتی یعنی راجہ کو ہر طرح کا
سکھ دیتی ہے اور اس کی سیوا کرنے کے علاوہ اس کی خوشی کو
اپنی خوشی سمجھتی ہے اس لئے راجہ کی بھی کوشش یہی ہوتی ہے
کہ اس کی رانی ہمیشہ خوش رہے۔ اور اس کو کسی طرح کی تکلیف
نہ ہو۔ وہ اس کے لئے ہر طرح کے عیش و آرام کا پربندھ کرتا ہے
اس کے لئے قیمتی کپڑے اور زیور بناتا ہے اور اس کی سیوا کرنے کے
لئے داس اور داسیوں کا انتظام کرتا ہے۔ اور اس کے راجیہ میں
رانی کی عزت راجہ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ان سب باتوں
کے باوجود آخری حکم راجہ کا چلتا ہے۔ بھگوان نہ کرے اگر کسی
بات کے بارے میں راجہ اور رانی کی رائے ایک نہ ہو تو راجہ کی رائے
پر عمل ہوگا۔ اگر ہر ایک آدمی اور عورت اس چھوٹے سے نکتے کو یاد
رکھے تو میں سمجھتا ہوں کہ میاں بیوی کے بیچ کبھی جھگڑا نہ ہوگا۔

اور اُن کا گھر سورگ کا نقشہ بن جائے گا۔

پتی بِرت دھرم

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ ہمارے گرنتھوں میں تو پتی برت دھرم کی بہت مہما کی گئی ہے۔ کیا یہ آپ بتانے کی کرپا کریں گے کہ پتی برتا استری کے لکشن کیا ہیں؟

مہاتما جی۔ بیٹا۔ سادھارن طور پر تو پتی برتا استری وُہی ہے جو اپنے پتی کو بھگوان سمجھتی ہے۔ اور خواب میں بھی کسی دوسرے پُرش کا دھیان نہیں کرتی۔ آدمی کو جو درجہ گیان تپ یا بھگتی دوارا ملتا ہے عورت کو وہی درجہ پتی برت دھرم کا پالن کرنے سے مل جاتا ہے۔ اگر آپ پتی برتا استری کے لکشن تفصیل سے سُننا چاہتے ہیں تو میں آپ کو رام چرت مانس کا وہ اُپدیش سُنا دیتا ہوں جو اتری رشی کی دھرم پتنی انسوئیا نے سیتا جی کو دیا تھا۔ جب بنباس کے دوران میں بھگوان رام، سیتا جی اور لکشمن جی کے ساتھ اُن کے آشرم پہ گئے تھے ماتا انسوئیا نے کہا تھا۔

ماتا پِتا بھراتا ہِت کاری | مِت سُکھ پرد سُنو راجکماری
امِت دانی بھرتا بے دیہی | ادھم سو نار جو سیوہ نیہی

ہے راجکماری! سُنو! ماتا پِتا بھائی اور مِتر یہ سب کسی حد تک ہی سُکھ دیتے ہیں۔ پر ہے جانکی جی پتنی کو جو سُکھ پتی سے ملتا ہے اُس کی کوئی حد نہیں۔ جو استری اپنے پتی کی سیوا نہیں کرتی وہ

بہت ہی نیچ ہے۔

بردھ روگ بس جڑ دھن ہینا — اندھ بدھر کرودھی اتی دینا
ایسے ہو پتی کر کیئے اپمانا — ناری پاو یم پور دکھ نانا
ایک دھرم ایک برت نیما — کایا بچن من پتی پد پریما

بوڑھا۔ روگی۔ مورکھ۔ کنگال۔ اندھا۔ بہرا۔ کرودھی یا دکھی پتی کیسا بھی ہو اس کا اپمان کرنے والی استری نرک میں جا کر کئی پرکار کے دکھ اٹھاتی ہے۔ شریر۔ بانی اور من سے پتی کے چرنوں سے پریم کرنا استری کا ایک ماتر دھرم ہے۔ اور اس کے لئے یہی نیم اور برت ہے۔

جگ پتی برتا چار ودھی اہہیں — وید پوران سنت اس کہہیں
اتم مدھیم نیچ لگھو — سکل کہوں سمجھا ئے
آگے سنہیں تے بھو — تریں سنو سیا چت لائے

وید، پوران اور سنت پرش سب کہتے ہیں کہ سنسار میں پتی برتا استریاں چار پرکار کی ہوتی ہیں۔ اتم درجہ کی۔ مدھیم درجہ کی۔ نیچ اور پاپی۔ ان سب کے بارے میں ہم تم کو اچھی طرح سمجھاؤں گی۔ آگے کو جو استریاں اس بھید کو سن بھی لیں گی وہ بھی سنسار ساگر کو پار کر جائیں گی۔ ہے جانکی جی دھیان دیکر سنو۔

اتم کے اس بس من ماہیں — سپنے ہو آن پرش جگ ناہیں
مدھیم پر پتی دیکھیں کیسے — بھراتا پتا پتر نج جیسے
دھرم وچاری سمجھ کل رہیں — سو نکرشٹ تریا شرتی اس کہہیں
بن اوسر بھے تے رہ جائی — جانیو ادھم ناری جگ سوئی

اُتم درجے کی پتی ورتا استری کے من میں یہ بس جاتا ہے کہ سارے سنسار میں خواب میں بھی کوئی دوسرا پُرش نہیں۔ مدھیم درجے کی پتی ورتا استری دوسرے کے پتی کو ایسے دیکھتی ہے جیسے اُس کا اپنا بھائی پتا یا پُتر ہو۔ جو استری دھرم کے خیال سے اپنے کُل کا مریادا میں رہتی ہے وید کہتے ہیں کہ وہ نیچ پرکار کی پتی ورتا استری ہے۔ اور جو استری اوسر نہ ملنے کی وجہ سے یا ڈر کے کارن پرائے پُرش کے پاس نہیں جاتی اُس کو سنسار میں نیچ سے نیچ جانو۔

پتی بنچک پر پتی رتی کرئی — رورو نرک کلپ شت پرئی
چھن سُکھ لاگی جنم شت کوٹی — دُکھ نہ سمجھ تیہی سم کو کھوٹی

پتی کو ٹھگنے والی جو استری دوسرے پُرش سے پریم کرتی ہے وہ سو کلپ تک رورو نرک میں پڑی رہتی ہے۔ ایک لمحہ بھر کے سُکھ کے لئے جو استری کروڑوں جنموں کے دُکھ کا دھیان نہیں کرتی اُس کے برابر نیچ اور کون ہو سکتا ہے۔

بن شرم ناری پرم گتی لہی — پتی ورت دھرم چھانڈی چھل گہی
پتی پرتیکول جنم جہاں جائی — ودھوا ہوئی پائی ترونائی
سہج اپاونی ناری — پتی سیوت شبھ گتی لہی
جسُ گاوت شرتی چاری — اجہوُ تلسی ہری پہ پریہ

جس سے بنا کسی محنت کئے اُتم گتی مل جاتی ہے اُس پتی ورت دھرم کو تیاگ کر جو استری چھل کپٹ سے کام لیتی ہے اور اپنے پتی کے اُلٹ چلتی ہے۔ وہ جہاں بھی جنم لیگی بھری جوانی میں ودھوا ہو جائے گی۔ جو استری سبھاؤ سے نیچ ہو پتی کی سیوا

کر کے وہ بھی اُتّم سے اُتّم گتی پا سکتی ہے۔ جیسے جالندھر دیت کی استری ورندا نے اپنے پتی کی سیوا کر کے تلسی کا درجہ پا لیا تھا۔ جو آج تک وشنو جی کو پیاری ہے۔ اور جس کا یش چاروں وید گاتے ہیں۔

جگیا سُو۔ مہاراج یہ ورندا کون تھی؟ اِس کی پوری کہانی سُنانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ بیٹیا۔ ورندا ایک راجہ کی بیٹی تھی اور اُس کا چرتر بہت اچھا تھا۔ سما گیہ بس اُس کا وواہ جالندھر دیت کے ساتھ ہو گیا۔ جس کے نام پر جالندھر شہر آباد ہے۔ وواہ کے بعد ورندا اپنے پتی کو بھگوان سمجھنے لگی اور من بچن اور کرم سے اُس کی سیوا کرنے لگی۔ اُس کے پتی ورت دھرم کی وجہ سے جالندھر دیت کی قسمت جاگ اُٹھی۔ چونکہ اُس کی موت کا سمبندھ ورندا کے سہاگ کے ساتھ تھا اور ورندا کے پتی ورت دھرم کے کارن دیوتا بھی اُس کے سُہاگ کو نہ چھین سکتے تھے۔ اِس لئے جالندھر دیت سب دیوتاؤں کو یُدھ کے لئے للکارنے لگا۔ سب دیوتا اُس کے ظلم سے تنگ آ گئے۔ پر ورندا کے پتی ورت دھرم کے کارن وہ اُس کا کچھ نہ بگاڑ سکتے تھے۔ اور ساری دُنیا میں جالندھر دیت کی دھاک بیٹھ گئی۔ جب دیوتاؤں کو جالندھر دیت کے اتیاچار سے بچنے کا کوئی اپائے نہ سُوجھا تو وہ سب بھگوان وشنو کے پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے۔ "بھگوان! جالندھر دیت نے ہم سب کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ہمیں اُس کے اتیاچار سے بچانے کے لئے کوئی چمتکار کر دکھائیے۔" بھگوان وشنو نے کہا۔ "دیوگن۔ آپ تو جانتے ہی

ہیں کہ جالندھر دیت کے بل کا کارن اُس کی پتنی برندا کا پتی برت دھرم ہے۔ اور میرا [illegible] ہے کہ میں کسی پتی برت استری کی مرضی کے اُلٹ کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں آپ لوگوں کی سہائتا کرنے [illegible] مجبور ہوں۔ جالندھر دیت کی موت تب ہی ہو سکتی ہے اگر کسی طرح سے برندا کا پتی برت دھرم بھنگ ہو جائے۔" یہ سُنکر سب دیوتا ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے۔ اور آخر مل کر کہنے لگے۔ "بھگون یہ شکتی آپ میں ہی ہے۔ آپ سرو شکتی مان اور ہر طرح سے سوتنتر ہیں۔ جس طرح بھی ہو آپ ہماری رکشا کرنے کا پربندھ کریں۔"

دیوتاؤں کے زور دینے پر بھگوان وشنو نے اُن کی رکشا کا کوئی اُپائے ڈھونڈنے کا بچن دے دیا اور ایک دن جب کہ جالندھر دیت کسی دُشمن کے ساتھ یُدھ کرنے کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ اُنہوں نے جالندھر دیت کا رُوپ دھارن کر لیا اور اُس کے گھر جا کر برندا کا پتی برت دھرم بھنگ کر دیا۔ جس کے کارن جالندھر دیت اُسی دُشمن کے ہاتھوں مارا گیا۔ جب برندا کو پتہ چلا کہ بھگوان وشنو نے اُس کے ساتھ چھل کیا ہے۔ تو اُس نے کرودھ میں آ کر بھگوان وشنو کو شاپ دے دیا۔ کہ جس طرح اُنہوں نے برندا کو اُس کے پتی سے الگ کر دیا ہے اُسی طرح اُن کو بھی کسی وقت اپنی پتنی کے ویوگ کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ بھگوان وشنو نے اپنے چھل کا پشچاتاپ کرتے ہوئے برندا کے شاپ کو خوشی سے سویکار کر لیا اور جب برندا نے اپنی یوگ مایا سے چتا جلا کر

اپنے شریر کو راکھ کا ڈھیر کر دیا۔ انہوں نے برندا کو وردان دے دیا کہ اُس کی چتا سے ایک ایسا پودا پیدا ہو گا جس کی پوجا رہتی دنیا تک ہوتی رہے گی۔ شاید آپ کو پتہ نہیں کہ برندا کی چتا سے جو پودا پیدا ہوا تھا اُسی کو تلسی کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کی پوجا آج تک گھر گھر میں ہوتی ہے۔ اور جس کے گنوں کا کوئی شمار نہیں۔ کہتے ہیں کہ تلسی کے پتے کھانے سے ہر قسم کا بخار ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تلسی کا پودا ہو وہاں مچھر نہیں آ سکتے۔

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ برندا کے پتی ورت دھرم کی کہانی سُن کر تو آنند آ گیا۔ کسی اور پتی ورت استری کی ایک اور کہانی سنانے کی کرپا کریں۔

مہاتما جی۔ بیٹا۔ ہمارا اتہاس تو اس قسم کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے۔ آپ بھگوان رام کی دھرم پتنی ماتا سیتا کی مثال ہی لے لیں۔ لنکا کا راجہ راون اُس کو زبردستی اُٹھا کر لے گیا۔ اُس نے سیتا جی کو لالچ بھی دیا کہ وہ اُس کو اپنی پٹ رانی بنا لیگا اور اُس کے نہ کرنے پر اُس کو جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی۔ پر سیتا جی نے اُس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ یہ اُس کے پتی ورت دھرم کی ہی شکتی تھی۔ کہ وہ راون جو سب دیوتاؤں کو جیت چکا تھا۔ سیتا جی کے شریر کو اُن کی مرضی کے بغیر چھو بھی نہ سکا۔ اُس کے بعد جب راون مارا گیا اور بھگوان رام نے دُنیا کو دکھانے کے لئے اُس کو اگنی پریکشا لینی چاہی۔ چتا میں بیٹھنے سے پہلے سیتا جی نے کہا تھا۔ اے اگنی دیوتا، اگر میں پتی ورتا ہوں تو

میرے لئے اگنی پھول بن جائے۔" یہ کہہ کر وہ چتا پر جا بیٹھی اور جب چتا کو آگ لگائی تو اُس کا بال بھی بینکا نہ ہوا۔

مہابھارت میں آپ نے دروپدی کے بارے میں کبھی پڑھا ہوگا جو کہ ارجن کی دھرم پتنی تھی۔ جب دریودھن نے پانڈوں کو دھوکا دیکر دروپدی کو جوئے میں جیت لیا۔ اُس نے اپنے بھائی دُشاسن کو کہا کہ وہ دروپدی کی ساڑھی اُتار کر کھلے دربار میں اُس کو الف ننگا کر دے۔ لیکن پتی برت دھرم کا چمتکار دیکھئے۔ جوں جوں دُشاسن ساڑھی کھینچتا گیا بھگوان کی مرضی سے توں توں ساڑھی بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ تھک کر اپنی جگہ پر جا بیٹھا۔

اِسی طرح اتری رشی کے آشرم میں جس کی دھرم پتنی کو ستی اُوسوئیا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس کا ذکر میں نے کل بھی کیا تھا۔ ایک نوجوان استری تھی۔ جس کا نام نربدا تھا۔ سنجوگ سے نربدا کا وواہ ایک ایسے وکتی سے ہو گیا جو اندھا اور کوڑھی تھا۔ نربدا اُس کو ایک ٹوکری میں بٹھا کر بھارت ورش کے سب تیرتھوں کی یاترا کرواتی رہی تھی۔ اور اُس کے پتی برت دھرم کے کارن اُس میں وہ شکتی آ گئی جو بڑے بڑے رشی اور منی لوگوں کو بھی مشکل سے ملتی ہے۔ ایک دن جب نربدا کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔ اور اُس کا پتی اندھیرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کوئی رشی اُس طرف سے گزرا۔ اور وہ رشی نربدا کے پتی سے ٹکرا گیا۔ اُس رشی نے کرودھ میں آکر شاپ دے دیا کہ

سوُرج نکلنے سے پہلے پہلے نربدا کے پتی کی موت ہو جائے۔ واپسی پر جب نربدا کو اس شاپ کا پتہ لگا تو اس نے اپنے پتی برت دھرم کا آسرا لیکر سوُرج بھگوان کو آدیش دے دیا۔ کہ وہ نکلنے ہی نہ۔ پھر کیا تھا سوُرج کے نہ نکلنے کی وجہ سے ساری دُنیا میں کہرام مچ گیا اور سب دیوتا اکٹھے ہو کر وشنو بھگوان کے پاس گئے اور اُن سے پرارتھنا کرنے لگے کہ وہ سوُرج بھگوان کو ہر صورت کی طرح نکلنے کے لئے کہیں۔ وشنو بھگوان کہنے لگے "دیوگن! شاید آپ کو معلوم نہیں کہ سوُرج بھگوان کو نکلنے سے ایک پتی برتا استری نے روکا ہوا ہے۔ اور میں کسی پتی برتا استری کی مرضی کے اُلٹ کچھ نہیں کر سکتا۔" یہ سُنکر دیوتا لوگ نربدا کے پاس جا کر منت سماجت کرنے لگے۔ کہ وہ سوُرج کو نکلنے کی آگیا دے دے۔ ایسا نہ ہو کہ سوُرج کے نہ نکلنے کی وجہ سے ساری دُنیا نشٹ ہو جائے۔ نربدا نے جواب دیا کہ اُس کے واسطے تو اُس کا پتی ہی سب کچھ ہے۔ اُس کو دُنیا کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور وہ کسی حالت میں بھی اپنے پتی کی موت نہیں ہونے دیگی۔ آخر دیو رشی نارد کے بیچ پڑنے پر یہ فیصلہ ہوا کہ نربدا سوُرج بھگوان کو نکلنے کی آگیا دے دے اور جب رشی کے شاپ کے کارن اُس کے پتی کی موت ہو جائے تو بھگوان وشنو اُس کو پھر دوبارہ زندہ کر دیں۔ یہ ہے پتی برت دھرم کا چمتکار۔

اس کے علاوہ ایک اور گھٹنا مجھے یاد آ گئی ہے جو کہ سُننے کے یوگیہ ہے۔ ہمارے اتہاس میں آتا ہے کہ ایک عورت

اپنے پتی کے پاؤں دبا رہی تھی۔ کہ پتی کو نیند آ گئی۔ اور وہ اپنے سر کو اُس کی گود میں رکھ کر سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس عورت نے دیکھا کہ اُس کا ایک چھوٹا سا بچہ کھیلتا کھیلتا ہون کنڈ کی طرف جا رہا ہے۔ جس میں آگ جل رہی تھی۔ وہ عورت گھبرا گئی اور چاہتی تھی کہ وہ فوراً جا کر بچے کو ہون کنڈ میں گرنے سے بچا لے۔ لیکن اُس نے سوچا کہ اگر اُس نے اپنے پتی کے سر کو اپنی گود سے پرے کیا تو ممکن ہے کہ اُس کی نیند خراب ہو جائے اور ایسا ہوا تو اُس کے پتی برت دھرم پہ بٹہ لگ جائے گا۔ ایک طرف بچے کے جیون کا سوال تھا اور دوسری طرف پتی کی نیند خراب ہونے کا۔ آخر اُس نے یہی فیصلہ کیا کہ بچے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اُس کے پتی کی نیند خراب نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ اُسی طرح بیٹھی رہی۔ کچھ دیر کے بعد بچہ ہون کنڈ میں جا گرا۔ لیکن پتی برت دھرم کا چمتکار دیکھئے۔ ہون کنڈ کی آگ بچے کے لئے پھول بن گئی اور وہ ہنستا ہنستا ہون کنڈ سے باہر آ گیا۔

گرہست جیون

جگیاسو۔ مہاتما جی آپ نے پتی برت دھرم کی مہما تو خوب بیان کی ہے۔ اب آدرش گرہست جیون پہ کچھ روشنی ڈالنے کی کرپا کریں۔
مہاتما جی۔ بیٹا۔ آپ کو یہ تو پتہ ہی ہو گا کہ ہمارے شاستروں

میں ہمارے جیون کو چار آشرموں میں بانٹا ہوا ہے۔ عام طور
پر ایک آدمی سو برس تک زندہ رہنا چاہیئے۔ اس لئے ہر ایک آشرم
پچیس برس کا سمجھا جاتا ہے۔ پچیس برس کے پہلے حصہ کو برہمچریہ
آشرم کہا جاتا ہے۔ اس آشرم میں سب کو ودیا پڑھنے کا آدیش
ہے۔ اور پچیس برس کی عمر سے پہلے کسی آدمی کو شادی کروانے کی
آگیا نہیں۔ پچیس سے پچاس برس کی عمر کا جو حصہ ہے اُسے
گرہست آشرم کہا جاتا ہے۔ اس آشرم میں ہر آدمی کے لئے کوئی
نہ کوئی کاروبار یا دھندا کر کے دھن کمانا ضروری ہے۔ جس سے وہ
اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ بھرنے کے علاوہ دوسروں کا بھی کچھ
کر سکے۔ اس کے بعد پچہتر برس تک کی عمر کا جو حصہ ہے اُس کو "بان
پرست آشرم" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس آشرم میں انسان کو گھر
پر رہتے ہوئے لوک سیوا کا کام کرنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی
برہمچریہ کا پالن کرنا چاہیئے۔ عمر کے آخری حصہ کو "سنیاس آشرم"
کہتے ہیں۔ اس آشرم میں انسان کو گھر بار بالکل چھوڑ دینا چاہیئے
اور سب موہ ممتا کا تیاگ کر کے ہمیشہ ایشور بھجن میں مگن رہنا
چاہیئے۔

چاروں آشرموں کا حال جان کر پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک
گرہست آشرم ہی ہے جس میں دھن کمایا جا سکتا ہے۔ باقی
تین آشرموں کے پالن پوشن کا بوجھ گرہست آشرم پر ہی ہے۔
اس لئے غور سے دیکھا جائے تو گرہست آشرم سب سے اہم
اور سب سے ضروری آشرم ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک

آدرش گرہستی کے کیا کرتویہ ہیں۔ ایک آدرشی گرہستی کو صرف اپنے پریوار والوں کا ہی فکر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دوسرے بے سہارا اور دین دُکھی لوگوں کے علاوہ سادھو مہاتماؤں۔ جاتی اور دیش کی بھلائی کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اور جہاں تک ہو سکے اپنا دھن اِن ہی کاموں پر خرچ کرنا چاہئے۔ منوسمرتی کے انوسار ہر ایک گرہستی کے لئے پانچ یگیہ کرنا ضروری ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ پتری یگیہ۔ آچاریہ یگیہ۔ بھوت یگیہ۔ دیو یگیہ اور برہم یگیہ۔ پتری یگیہ کا مطلب تو ماتا پتا کی سیوا اور اُن کی آگیا کا پالن کرنا ہے۔ اپنے گورُو کا مان کرنا آچاریہ یگیہ کہلاتا ہے۔ پشو رکشا اور دوسرے جانوروں کے لئے کھانے کا پربندھ کرنے کو بھوت یگیہ کہتے ہیں۔ سنت پرشوں اور دیوتاؤں کی پوجا کرنا دیو یگیہ ہے۔ اور بھگوان کی بھگتی کو برہم یگیہ کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک گرہستی کے لئے اتتھی ستکار کرنا بھی ضروری ہے۔ جس کا ارتھ یہ ہے کہ اگر کوئی سنت مہاتما یا غریب آپ کے گھر پر کچھ مانگنے آتا ہے تو آپ کو اپنی سامرتھ کے انوسار اُس کی سہایتا ضرور کرنی چاہئے۔

گرہست جیون کو سپھل بنانے کے لئے میاں بیوی کا آپس میں سہیوگ ہونا بہت ضروری ہے۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں گرہست کے رتھ کے میاں بیوی دو پہیئے ہیں۔ اور ایک پہیئے سے رتھ نہیں چل سکتا۔ میاں بیوی کا جو کرتویہ ہے وہ بھی میں آپ کو کھول کر بتا چکا ہوں۔ اور دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں

اس کے علاوہ ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو زیادہ سے
زیادہ پیار دیں۔ اور اگر بچوں سے کوئی غلطی بھی ہو جائے تو
اس کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے کے لئے ان کو پیار سے سمجھائیں۔
اسی طرح بچوں کا فرض ہے کہ ماں باپ کی آگیا کا پالن کریں اور
ان کی سیوا کرنا اپنا دھرم سمجھیں۔ ماں باپ کی آشیرباد کے برابر دنیا
کی اور کوئی چیز نہیں۔ اور عام طور پہ دیکھا گیا ہے کہ اپنے جیون
میں وہی بچے زیادہ سکھی اور کامیاب ہوتے ہیں جن کو ماں باپ
کا آشیرباد ملتا رہتا ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جو
بچے ماں باپ کی سیوا نہیں کرتے ان کے اپنے بچے بھی ان کی سیوا
نہیں کرتے۔ جیسے کہ اس گھٹنا سے پتہ چلتا ہے۔

کہتے ہیں مہاراشٹر میں ایک بہت امیر گھرانا تھا۔ لیکن
اس گھر کی بہو نے اپنی بیوہ ساس کو ایک گندے کمرے میں رکھا
ہوا تھا۔ جہاں ایک ٹوٹی پھوٹی چارپائی تھی۔ اور کچھ مٹی کے
برتن تھے۔ جب اس بہو کے اپنے بیٹے کی شادی ہوئی تو اس
کی پتر ودھو یہ دیکھ کر بہت حیران تھی۔ کہ گھر میں سب کچھ ہوتے
ہوئے بھی اس کی ساس نے اپنی ساس کو کھانا دینے کے لئے
مٹی کے برتن کیوں رکھے ہوئے ہیں۔ اس کی شادی کے کچھ دن
بعد سنجوگ سے دیوالی کا تیوہار تھا اور دھن تیرس کے دن
اس کی ساس نے اسے کہا کہ وہ اپنے پتی کے ساتھ جا کر بازار سے
کوئی برتن خرید لائے۔ پتر ودھو شام کے وقت گھر واپس آئی
تو ساس نے دیکھا کہ وہ بازار سے کچھ مٹی کے برتن خرید لائی ہے

اُس نے حیران ہو کر پتر ودھو سے پوچھا۔ "بیٹی تم یہ مٹی کے برتن کیا کرو گی؟" پتر ودھو نے جواب دیا۔ "ماتا جی۔ اس گھر کا رواج معلوم ہوتا ہے کہ ساس کو ہمیشہ مٹی کے برتنوں میں کھانا دیا جائے جیسے آپ اپنی ساس کے لئے کر رہی ہیں۔ میں نے سوچا کل کو مجھے بھی آپ کے لئے یہی پربندھ کرنا پڑے گا۔ اس لئے آج ہی مٹی کے برتن لے آئی ہوں۔" یہ سُنکر اُس پتر ودھو کی ساس دل میں بہت شرمندہ ہوئی۔ اور اُس نے اُسی رات کو اپنی ساس کے لئے صاف ستھرے کمرے کا پربندھ کر دیا۔ اور آگے کو اُس کی ہر طرح سے سیوا کرنے لگی۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ جیسا برتاؤ اپنے بزرگوں کے ساتھ کریں گے آپ کے بچے بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کریں گے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو آدمی آدرش گرہست جیون گزارنا چاہتے ہیں اُن کو رامائن کا پاٹھ دل لگا کر کرنا چاہئے۔ اور اُس کے پڑھنے پر چلنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ ماتا پتا کی سیوا۔ بھائی بھائی کا پیار اور آدرش گرہست جیون کا وستار جتنا رامائن میں ملتا ہے اُتنا اور کسی پستک میں نہیں مل سکتا۔

ماتا پتا کی سیوا اور آگیا پالن کی جھلک دیکھنی ہو تو رام چرت مانس کی ان چوپائیوں میں دیکھئے بھگوان رام اپنی ماتا کو کہتے ہیں۔

سُنو جننی سوئی سُت بڑ بھاگی	جو پتو ماتُ چرن انوراگی
تنئے ماتو پتو پوشن ہارا	دُرلبھ جننی سکل سنسارا

انتھ۔ ہے ماتا سنو۔ وہی پتر اچھے بھاگیہ والا ہے جس کو

ماتا پتا کے چرنوں سے پریم ہو۔ ہے ماتا۔ ماتا پتا کی سیوا کرنے والا پُتر سنسار میں بہت مشکل سے ملتا ہے۔

دھنیہ جنم جگ تیتل تاسُو۔ پتہی پرمود چرت سُنے جاسُو
چاری پدارتھ کرتل تاکے۔ پریہ پتُو ماتُو پران سم جاکے

ادرتھ۔ اس پرتھوی کے اوپر اُس پتر کا جنم دھنیہ ہے۔ جس کے چرتر سن کر پتا کو خوشی ہوتی ہے۔ چاروں پدارتھ (دھرم ارتھ۔ کام اور موکش) اس کی ہتھیلی پر رہتے ہیں۔ جس کو ماتا پتا اپنے پرانوں کے سمان پیارے ہیں۔

اس کے جواب میں ماتا کوشلیا نے کہا تھا۔

تات جاؤں بلی کینہی نیکا۔ پتو آئسو سب دھرم ٹیکا

ادرتھ۔ ہے پتر۔ میں تم پر بلہار جاتی ہوں۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ پتا کی آگیا کا پالن کرنا سب سے اُتم دھرم ہے۔

اسی طرح گُرو وششٹ جی نے بھی ایک بار بھرت جی سے کہا تھا

اُنُچِت اُچِت وچار تجی بے پالہیں پتو بین
تے بھاجن سُکھ سُیش کے بسہیں امر پتی رین

ادرتھ۔ اُچت اور انُچت کا وچار کئے بنا جو پُرش اپنے پتا کی آگیا کا پالن کرتے ہیں۔ اُن کو سنسار میں ہمیشہ سُکھ اور مان ملتا ہے اور مرنے کے بعد وہ سورگ میں چلے جاتے ہیں۔

بھگوان رام اور اُن کے بھائیوں کا جو آپس میں پریم تھا اُس کی مثال کو شاید ہی کہیں اور مل سکے۔ لکشمن جی تو بھگوان رام کو اپنا گُرو، پتا اور بھگوان سمجھتے تھے۔ بھگوان رام کے منع کرنے

کے باوجود بھی وہ ان کے ساتھ بنباس گئے اور جب بھگوان رام سوتے تھے تو لکشمن جی اُن کے پاؤں دباتے تھے اور رات بھر پہرہ دیتے تھے۔ اسی طرح جب بھرت جی کو پتہ چلا کہ اُن کی ماتا کیکئی نے بھگوان رام کو بنباس بھجوا کر بھرت جی کے لئے راج تلک کا پربندھ کیا ہے تو اُن کو ایسا دُکھ ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ انہوں نے اپنی ماتا سے کہا کہ اگر تم نے میرے رام جی جیسے بھائی کو مجھ سے الگ کرنا تھا تو جنم لیتے ہی میرا گلا کیوں نہ گھونٹ دیا۔ گورو وششٹ جی نے بھرت جی کو سمجھایا کہ رام جی کے واپس آنے تک اُن کو راج سنگھاسن پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ پر بھرت جی کا جواب تھا کہ رام کے ہوتے ہوئے میرے لئے راج کرنا حرام ہے جیسے بھی ہو میں تو رام جی کو واپس لانے کے لئے چترکوٹ جاؤنگا وہاں جانے پر جب رام جی نے کہا کہ اُن دونوں کے لئے پتا جی کی آگیا کا پالن کرنا ضروری ہے تو بھرت جی بھگوان رام کی کھڑاویں لیکر اجودھیا واپس آگئے۔ اور جب تک بھگوان رام بنباس کا عرصہ پورا کرکے واپس نہ آئے اُن کی کھڑاویں راجہ سنگھاسن پر رکھ کر آپ نندی گرام چلے گئے اور وہاں اُسی طرح جیون گزارنے لگے جس طرح بھگوان رام بن میں گزارتے تھے۔

راجہ دشرتھ کو بھگوان رام جی سے کتنا پیار تھا اس کا اندازہ تو آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ وہ رام جی کی جُدائی بالکل نہ سہار سکے۔ جب اُن کو وشواس ہو گیا کہ رام جی بنباس کے چودہ سال پورے کئے بنا واپس نہیں آئیں گے اُسی وقت پران تیاگ دیئے

پھر سیتا جی کو اپنے پتی رام جی کے چرنوں سے جو پریم تھا۔ اس کی مثال بھی دنیا کے کسی اور اتہاس میں نہیں مل سکتی بھگوان رام نے جب سیتا جی کو سمجھا کر کہا کہ ان کو ماتاؤں کی سیوا کرنے کے لئے گھر پر رہنا چاہئے اور بن میں ساتھ جانے کی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ تو سیتا جی کا جواب یہ تھا۔

ماتا پتا بھگنی پریہ بھائی   پریہ پریوار سوہرد سمودائی
ساس سسر گورو سجن سہائی   سُت سُندر سوشیل سُکھدائی
جہلگ لگ ناتھ نیہہ اور ناطے   پیا بن تیہی ترنی تے تاتے

ارتھ - ہے سوامی۔ ماتا پتا بہن پیارے بھائی۔ پیارا پریوار متر منڈلی۔ ساس سسر گورو۔ سہائتا دینے سجن۔ سُندر سوشیل اور سُکھ دینے والے پتر۔ جہاں تک ان سب کا پیار اور رشتہ ہے پتی کے بنا استری کے لئے یہ سب سورج سے بھی زیادہ جلانے والے ہیں۔

تن دھن دھام دھرنی پُر راجو   پتی وہین سب شوک سماجو

ارتھ - شریر دھن بھومی نگر اور راج پتی کے بنا یہ سب شوک کی سامگری ہے۔

بھوگ روگ سم بھوشن بھارو   یم یاتنا سرس سنسارو

ارتھ - پتی کے بنا استری کے لئے سب بھوگ روگ بن جاتے ہیں۔ زیور ایک بوجھ ہو جاتے ہیں سنسار یم لوک نظر آنے لگتا ہے

جیا بن دیہہ ندی بن باری   تیسے ہی ناتھ پرش بن ناری

ارتھ - جیسے جیو آتما کے بنا شریر اور پانی کے بنا ندی ہو۔ ہے سوامی - پتی کے بنا وہی حال استری کا ہوتا ہے۔

ناتھ سکل سُکھ ساتھ تہارے   سرد بِمل بِدھو بدن نہارے

ارتھ - ہے ناتھ - آپ کے ساتھ رہ کر شرد رِتو کے نرمل چاند کے سمان آپ کے مکھاربند دیکھنے میں ہی مجھے سب پرکار کا سُکھ ہے ·

کھگ مرگ پریجن نگر بن بلکل بمل دُکول
ناتھ ساتھ سُرسدن سم پرن سال سُکھ مُول

ہے ناتھ - آپ کے ساتھ رہنے میں پشو پکشی میرا پریوار ہوں گے ۔ بن نگر ہوگا - پیڑوں کی چھال نرمل وستر ہوں گے ۔ اور پتوں کی جھونپڑی سورگ کے سمان سُکھ دے گی -

بن دیوی بن دیو اُدارا   کریہیں ساس سُسر سم سارا
کُس کسلے ساتھری سُہائی   پربھو سنگ منجو منوج تُرائی

ارتھ - بن دیوی اور بن دیوتا ساس اور سُسر کی طرح میری رکشا کریں گے - آپ کے ساتھ رہتے ہوئے کُشا اور پتوں کا سُندر بچھونا میرے لئے کام دیو کے بچھونے کے سمان سُندر ہوگا -

کند مُول پھل امرت اہارو   اودھ سَودھ ست سرس پہارو
چھن چھن پربھو پد کمل بلوکی   رہیوں مُدت دِوس جمی کوکی

کند مُول اور پھلوں کا آہار امرت کے سمان ہوگا - اور پہاڑ ایودھیا کے راج بھون سے سو گنا زیادہ سُندر ہوں گے - آپ کے چرن کملوں کو دیکھ کر میں ایسے خوش رہا کروں گی - جیسے کہ دن کے سمے چکوی خوش رہتی ہے -

بن دُکھ ناتھ کہے بہوترے   بھے وشاد پریتاپ گھنیرے
پربھو ویوگ لولیس سمانا   سب مل ہوہیں نہ کرپا ندھانا

ہے ناتھ۔ آپ نے بن کے بہت سے دُکھ مجھے کلیش اور سنتاپ بیان کئے ہیں۔ پر ہے کرپا ندھان یہ سب مل کر بھی آپ کی جدائی کے دُکھ کا انش ماتر بھی نہیں۔

اس جیا جانی سُجان شِرومنی — لیئے سنگ موہی چھوڑئے جنی
بنتی بہت کروں کا سوامی — کرونا مے اُر انتر یامی

ہے چتُر شرومنی۔ آپ ایسا جان کر مجھے ساتھ لے جائیے یہاں نہ چھوڑئیے۔ ہے ناتھ۔ میں اور کیا کہوں۔ آپ دیالو ہیں اور دل کی بات کو جانتے ہیں۔

راکھیئے اودھ جو اودھی لگی رہت جانی اہی پران
دین بندھو سُندر سُکھد سیل سنیہہ ندھان

ہے دین بندھو۔ ہے کرپا ساگر۔ ہے سوامی۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ بنباس کی میعاد تک میں زندہ رہوں گی تو مجھے اودھیا میں چھوڑ جائیے۔

موہی مگ چلت نہ ہوئی ہی ہاری — چھن چھن چرن سروج نہاری
سب ہی بھانتی پیا سیوا کری ہوں — مارگ جنت سکل شرم ہری ہوں

آپ کے چرن کملوں کو پل پل دیکھتے ہوئے مجھے راستے کی تھکاوٹ بالکل نہ ہوگی۔ ہے سوامی۔ میں ہر طرح سے آپ کی سیوا کروں گی۔ اور دیکھئے پرتاپ سے راستے کی تھکاوٹ دُور ہو جایا کرے گی۔

پائے پکھاری بیٹھی تر چھاہی — کری ہوں باؤ مدت من ماہی
شرم کن سہت سیام تنو دیکھے — کہہ دُکھ سمے پران پتی پیکھے

پیڑوں کی چھایا میں بیٹھ کر اور آپ کے چرن کمل دھو کر میں

خوشی سے آپ کو پنکھے سے ہوا کیا کروں گی۔ پسینے کی بوندوں سمیت آپ کے سانولے شریر کو دیکھتے ہوئے دُکھ کو میرے پاس آنے کا سمے ہی کہاں ہوگا۔

سم مہی توں پلٹب ڈاسی   پائے پلوٹھی سب لسی داسی
بار بار مردو مہر گھلاتی جو ہی   لاگئی تا تی بیری نہ ہو ہی

سم تل کھوں پہ پیڑ تل کے پتے اور گھاس پھوس بچھا کر میں رات کو آپ کے چرن دبایا کروں گی۔ آپ کے کومل شریر کو بار بار دیکھتے ہوئے مجھے گرم ہوا بالکل نہ ستائے گی۔

اگر سیتا جی کے من میں اپنے پتی کے لئے یہ بھاونا تھی تو بھگوان رام کے دل میں بھی سیتا جی کے لئے اتھاہ مان اور پریم تھا جب سیتا جی راون کی قید میں تھی تو ہنومان بھگوان رام کا جو سندیش اُن کے پاس لیکر گیا تھا۔ وہ بھی اپنی مثال آپ ہی ہے بھگوان رام نے کہلا بھیجا تھا۔

کہیو رام دیوگ تب سیتا   موکہوں سکل بھئے بپریتا
نو تروکس لئے منہوں کر سیانو   کال نسا سم نسی سسی بھانو

ہے سیتا۔ تمہاری جدائی کی وجہ سے میرے لئے سب کچھ اُلٹ ہوگیا ہے۔ ہرے ہرے پتے آگ کے سمان نظر آرہے ہیں۔ رات موت کے سمان لگ رہی ہے۔ اور چاند سورج کی طرح گرم محسوس ہو رہا ہے۔

کُبلیہ بپن کنت بن سریا   بارد تپت تیل جنو بریسا
جے ہت رہے کرت تیئی پیرا   اُرگ سواس سم تروِدھ سمیرا

کملوں کا بن برچھیوں کے بن کے سمان نظر آ رہا ہے۔ اور بادل مانو گرم تیل برسا رہے ہیں۔ جس برکش کے نیچے میں بیٹھتا ہوں وہی دُکھ دینے لگتا ہے۔ ادھین پرکار کی سوادھ ٹھنڈی۔ سگندھت (اور مند) سانپ کے سانس کے سمان ہو گئی ہے۔

کہے ہوتے کچھو دُکھ گھٹی سوئی | کہی کہوں یہ جان نہ کوئی
تتو پریم کر مم ارو تو را | جانت پریا ایک من مورا
سو من رہت سدا تو ہی پاہیں | جانو پریتی رسو ایت نہی ماہیں

کہنے سے دُکھ ضرور گھٹ جاتا ہے۔ پر کہوں تو کس طرح کہوں یہ کوئی نہیں جانتا ہے پیاری۔ میرے اور تیرے پریم کی گہرائی کو ایک میرا من ہی جانتا ہے۔ پر وہ من ہر وقت تمہارے پاس رہتا ہے۔ پریم کے اس کو اپنے میں ہی جان لینا۔

پھر بھگوان رام نے جب اشومیدھ یگیہ کرنا تھا تو گورو وشسٹھ جی نے کہا کہ وہ یگیہ اردھانگنی کے بغیر سمپورن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یا تو سیتا جی کو جو اس وقت رشی بالمیک جی کے آشرم میں تھی واپس بلانا پڑے گا۔ یا بھگوان رام کو دوسرا وواہ کروانا پڑے گا۔ اس پر بھگوان رام نے صاف کہہ دیا تھا کہ سیتا جی کے ہوتے وہ دوسرے وواہ کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اور سیتا جی کی سونے کی مورتی بنوا کر یگیہ کروا دیا گیا۔

اب آپ ہی بتایئے کہ گرہست جیون کے لئے اس سے بہتر آدرش رامائن کے علاوہ اور کس گرنتھ میں مل سکتا ہے۔

جگیا سو۔ مہاتما جی۔ رامائن سچ مچ آدرش گرہست کا نمونہ پیش

کرتی ہے۔ پر میں نے سُنا ہے کہ منشی سُورج نارائن مہر نے آدرش گرہست جیون پر ایک کویتا "گھر کا تیرتھ" لکھی ہے۔ کیا آپ کو اُس کے پڑھنے کا اوسر ملا ہے؟

جیاتما جی۔ پیارے وہ کویتا میں نے پڑھی ہی نہیں بلکہ زبانی یاد کی ہوئی ہے۔ اگر آپ سُننا چاہتے ہیں تو وہ بھی سُنا دیتا ہوں۔

گھر کا تیرتھ

کیا بدل گیا ہے دُنیا کا کارخانہ
جو چیز ہے تماشی شیدا ہے کُل زمانہ
پُوجا تماشی ہے سیوا تماشی ہے
ایشور کیا ہے کھیل ہے اس چھل کا کیا ٹھکانا
گھر میں ہو گھپ اندھیرا مندر میں روشنی ہے
اے میرے دوستو تم ایسا غضب نہ ڈھانا
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

گھر ہے جہاں تیرتھ سب تیرتھوں سے بڑھ کر
دُنیا کا کوئی تیرتھ اس کے نہیں برابر
پریاگ اور کاشی گنگا ہو یا کہ جمنا
سب ہیں اسی کے اندر کوئی نہیں ہے باہر
میری سمجھ عزیزو کہتا ہوں بات سچی
گر یاترا ہے کرنی کیجو یہاں سے اُٹھ کر
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

یہ دھرم کی ہے شکشا جو بھی یہاں دھرم کا سرا
یہ جاپ ہے دیا کا پھلا اشنان کا مزا ہے
تم یاں پڑھو پڑھاؤ تم یاں سنو سناؤ
یاں شاستر کا پڑھنا اور گیان کا مزا ہے
کیوں تیرتھوں میں تم ہو یوں مارے مارے پھرتے
گھر کرم کی جگہ ہے یاں گیان کا مزا ہے
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

سب دیوتا کہیں اس جا سب دیوتے ہیں اس جا
جتنے رشی منی ہیں سب کے مکان ہیں اس جا

درشن یہاں ہیں جیسے دیپ کہیں بھی نہیں ہیں — ہے اشٹ دیو اس جا کل دیویاں ہیں اس جا
ملتا ہے آدمی یہاں ادھیکا دیوی سے ہر دم — گردان دینا چاہو دیشی اور سجیلا ہے اس جا

گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

بڈھے پتا کو ایشور سمجھا کرو تم اپنا — وہ بشنو ہے اور وشنو وہی ہے ایک برہما
وہ رام کی ہے مورت وہ کرشن کی ہے مورت — تم جان اور دل سے کرنا اسی کی سیوا
سب دیوتاؤں سے ہے بڑھ کر وہ مرتبے میں — مندر میں جاؤ پیچھے پہلے سمجھو اس کی پوجا

گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

بڈھی تمہاری ماتا سب دیویوں کی دیوی — سچ سچ سمجھنا تم نے سمجھا ہے راج رانی
باہر سے جاؤ گھر میں تو پاؤں پوجو اس کے — جب جاؤ گھر سے باہر تو لو دعائیں اس کی
پوجا میں سب سے بڑھ کر ماتا کا پوجنا ہے — جس نے ہے اسکو پوجا دیوی ہے اس نے پوجی

گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

بھیا و بشنو دیو گھر میں جو بڈھے بزرگ سارے — وہ جان اور دل سے تم کو ہیں پیارے
گھر میں کئی بہت ہیں گھر میں نہیں بہت ہیں — وہ رشتے دار ہیں اور بھائی بہن تمہارے
درشن کرو تو انکے سیوا کرو تو ان کی — احسان انکے سر سے کس نے بھلا اتارے

گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

گھر ہے تمہارا مندر ہے اسمیں لکشمی بھی — آؤ تمہیں بتا دوں بیوی ہے وہ تمہاری
السیانہ کام کرنا جس سے کہ وہ ہو ناخوش — عزت سے اسکو رکھنا کہ وہ ہے جہان کی
باتیں کرو تو دیکھو لو نہ تم اس سے ہنس کر — یہ گھر کی لکشمی ہے پوجا بہت ہے اچھی

گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

گھر کی جو لڑکیاں ہیں وہ دیویاں ہیں ساری — اور دیویاں بھی کسی کی دل اور جان سے پیاری
انکو چڑھاوے لاکر اچھے دستو چڑھاؤ — کپڑے چڑھاؤ اچھے گہنے چڑھاؤ بھاری

گھر میں جو دیویاں ہیں جب تک کہ وہ ہوں ناخوش — باہر کی دیویاں کب خوش ہو سکیں تمہاری
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

لڑکے ہیں گھر میں جتنے وہ سب تمہارے جی ہیں — سب ہیں اور وہ تمہاری مورت وہ کرشن کی ہے
ناز انکے تم اٹھاؤ اور انکو تم مناؤ — یہ خوش اگر ہیں تم سے خوش دیوتا سبھی ہیں
میلے انہیں دکھاؤ جلسے میں ساتھ لاؤ — یہ لوبھ اور دویش میں آوا نہیں آ رہی ہیں
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

تیرتھ تمہارے اپنے گھر اور سب غریب بھائی — تیرتھ کہیں نہیں تو انکی کچھ کیجیے بھلائی
دان انکو خوب دینا ان کی دعائیں لینا — یہ تیرتھ دان ہی جو اچھی ہے وہ کمائی
جب دھیان دیکھے ہیں نے اپنے دوستو کہنا ہے — بس یہ صدا ہے دلکش ہے گوش دل میں آئی
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

احسان نوکروں پر اور دوستوں پہ کرنا — دم بھر اور ہوا کا لیلی ہو مہنار بھرنا
یہ سب بھی اے عزیزو تیرتھ کے ہیں نواسی — انکو کبھی پوجنا تم تیرتھ سے جب گزرنا
انکے بھی حق ہیں تم پہ تم دو انہیں برابر — پنڈت نہیں ڈرا بھی تو بھول کر نہ ڈرنا
گھر کا دیا جلا کر مندر کا پھر جلانا

سمجھو نہ اسکو گھر تم تیرتھ ہے یہ کہ مندر — ہے یہ دیویوں کا اور دیوتاؤں کا گھر
ادھیکاری اور نواسی ملتے یہاں بہت ہیں — اس یاترا سے کوئی ہے یاترا نہ بڑھ کر
درشن کے بھی مزے ہیں اور دان کے بھی اس جا — یہ قول ہم کا ہے تم نقش کر لو دل پہ
گھر کا دیا جلا کر مندر میں پھر جلانا

جگیا سو۔ مہاراج۔ آپ نے "گھر کا تیرتھ" والی جو کویتا سنائی ہے اسے سنکر بہت آنند ملا۔ چونکہ ہم سب ایک ہی بھگوان کی سنتان ہیں ایک طرح سے یہ کل دنیا بھی پراتی ماتر کا سانجھا گھر ہے۔ کیا آپ

وشو کلیان کے بارے میں کوئی کویتا سُنانے کی کرپا کریں گے۔

مہاتماجی۔ ارے بھائی میرا تو فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ کی تسلّی کروانے کی کوشش کروں۔" وشو کلیان" کے بارے میں مجھے ایک نہیں دو کویتائیں یاد آ گئی ہیں۔ جن کا عنوان ہے" ایک نیا سنسار بسا دیں"۔ اور" وہ شبھ دن اب کب آئے گا"۔ لیجیے سُنیئے

ایک نیا سنسار بسا دیں

سب جگ کو اک شہر بنا دیں ۔۔۔ پریم کے اُس میں دیپ جلا دیں
گیت خوشی کے سب مل گا دیں ۔۔۔ سب جگ میں ہو اک سرکار
ایک نیا سنسار بسا دیں ایک نیا سنسار

اُونچ نیچ کا بھید مٹا دیں ۔۔۔ کالا گورا رنگ بھلا دیں
ویر بھاو سب دور ہٹا دیں ۔۔۔ آپس میں ہو سب کا پیار
ایک نیا سنسار بسا دیں ایک نیا سنسار

جھوٹ کبھی مت بولے کوئی ۔۔۔ سچ کہنے سے ڈرے نہ کوئی
پاپ کا دھندا کرے نہ کوئی ۔۔۔ کہیں نہ ہو سب کالا بازار
ایک نیا سنسار بسا دیں ایک نیا سنسار

سبھی کسان اور مزدوروں کو ۔۔۔ جیون کا ہر سُکھ حاصل ہو
روگ نہ کوئی لگے کسی کو ۔۔۔ سدا خوشی کی ہو جے کار
ایک نیا سنسار بسا دیں ایک نیا سنسار

روٹی کپڑا ملے سبھی کو ۔۔۔ سب کا اپنا سُندر گھر ہو

کہے سدا عارف ایشور کو سورگ بنے سارا سنسار
ایک نیا سنسار بسا دیں ایک نیا سنسار

وہ شبھ دن اب کب آئے گا

جب ہوگی رُت بہار سدا جب مہکیں گے گلزار سدا
اور ٹھیک سمے پر جب بادل جگ میں پانی برسائیگا
وہ شبھ دن اب کب آئیگا

جب کالی گوری قوموں کا ہوگا نہ کہیں پر بھی جھگڑا
اور راج شانتی دُسکھ کا سب جگ میں جب چھا جائیگا
وہ شبھ دن اب کب آئے گا

جب بھاؤ ویر اور نفرت کے من میں نہ کسی کے آئینگے
اور جب ہر شخص ہی دُنیا میں بھائی بھائی کہلائے گا
وہ شبھ دن اب کب آئے گا

جب پاپ کے بادل دُنیا سے اُڑ جائینگے سب اک اک کرکے
اور دھرم کا جھنڈا جب ہر دم کُل دُنیا میں لہرائے گا
وہ شبھ دن اب کب آئیگا

جب روگ سبھی مٹ جائیں گے غربت نہ کہیں ہم پائیں گے
اور خوشی سے جھومیں گے جب سب بچہ بچہ مسکائے گا
وہ شبھ دن اب کب آئے گا

جب پریم پیار اور ہمدردی شوبھا ہونگے ہر انساں کی

اور برُے کرم کرنے سے جب وہ خود دل میں شرمائیگا
وہ شبھ دن اب کب آئیگا
جب فکر اور دُکھ درد سبھی اُٹھ جائینگے کل دنیا سے ہی
اور سورگ زمیں پہ ہی عمارت جب سب کیلئے بن جائیگا
وہ شبھ دن اب کب آئیگا

برہمانڈ کی عمر

جگیا سو۔ مہاراج، کل تو شاید آپ سے پرشن پوچھنے کا موقع نہ ملے۔ کیا آپ جانے سے پہلے یہ بتانے کی کرپا کریں گے کہ اس برہمانڈ کی عمر کتنی ہے۔

مہاتما جی۔ پیارے، اس سے پہلے کہ میں آپ کو برہمانڈ کی عمر بتاؤں۔ میں آپ کو چاروں یُگ کی عمر الگ الگ بتانا ضروری سمجھتا ہوں

ست یُگ کی عمر۔۔۔۔۔۔ 1728000 برس
دواپر کی عمر۔۔۔۔۔۔ 1296000 برس
تریتا کی عمر۔۔۔۔۔۔ 864000 برس
کلجگ کی عمر۔۔۔۔۔۔ 432000 برس
ایک چترُ یگ کی عمر۔۔۔۔۔۔ 4320000 برس

شریمد بھگوت گیتا کے آٹھویں ادھیائے کے شلوک (17-19) میں بھگوان کرشن فرماتے ہیں۔ کہ برہما کے دن ہوتے ہی سب جیو پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور برہما کی رات ہوتے ہی وہ پھر برہما میں سما جاتے

ہے۔ دوسرے شبدوں میں برہمانڈ کی عمر برہما کے ایک دن کے برابر
ہوئی۔ جو کہ ایک ہزار چترُیگ کے برابر ہوتا ہے۔

جیوتش شاستر میں ذکر آتا ہے کہ برہما کے ایک دن میں چودہ
من ونتر یا کلپ گزر جاتے ہیں۔ اور ایک من ونتر یا کلپ اکہتر (71)
چترُیگ کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ایک من ونتر کے بعد ایک
سندھی کال آتا ہے جو کہ ست یُگ کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح سے
برہما کے ایک دن میں چودہ من ونتر اور پندرہ سندھی کال ہوتے
ہیں۔ جس کا حساب یہ ہے۔

چودہ من ونتر = 14 × 71 × 4320000 = 4294080000
پندرہ سندھی کال = 15 × 1728000 = 25920000
کل جوڑ .... 4320000000 برس

جگیاسو۔ مہاتما جی۔ کیا آپ یہ بھی بتانے کی کرپا کریں گے
کہ ہمارے اس برہمانڈ کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے۔

مہاتما جی۔ پیارے، یہ تو صرف حساب کی بات ہے اس وقت
تک 6 من ونتر۔ 7 سندھی کال۔ 27 چترُیگ اور 3 یُگ یعنی ست یُگ
دواپر اور تریتا گزر چکے ہیں۔ اور کلجگ کی عمر اس وقت 1976
تک 5077 برس ہے۔ جس کا حساب یہ ہے۔

6 من ونتر = 6 × 71 × 4320000 = 1840320000 برس
7 سندھی کال = 7 × 1728800 = 12096000 برس
27 چترُیگ = 27 × 4320000 = 116640000 برس
ست یُگ 1728000 برس

دواپر	....	1290000 برس
تریتا	....	864000 برس
موجود کلجگ 1976 تک	......	5077 برس
کل موجود	....	1972949077 برس

مہاتما ستیہ بابا جی کا دھنیہ واد

آج سیٹھ رام پرساد کی کوٹھی پر خاص رونق تھی۔ وہاں پر مہاتما ستیہ بابا جی کے ست سنگ کا آخری دن تھا۔ اور لوگ اُن کے درشنوں کے لئے آتاولے ہو رہے تھے۔ شام کو ٹھیک آٹھ بجے مہاتما جی پنڈال میں تشریف لے آئے۔ اور سارا پنڈال "مہاتما ستیہ بابا جی کی جے" کے نعروں سے گونج اُٹھا۔ اُن کا بھاشن شروع ہونے سے پہلے سیٹھ رام پرساد نے اُٹھ کر مہاتما جی کا دھنیہ واد کرتے ہوئے کہا :۔

"آدرنیہ بھائیو اور بہنو! میں سچ مچ اپنا بہت سوبھاگیہ سمجھتا ہوں کہ مہاتما ستیہ بابا جی جیسے اُچیہ کوٹی کے مہاپرش نے میری کٹیا پر ایک ماہ ٹھہرنا منظور کیا اور مہینہ بھر بلاناغہ ہم سب کے لئے امرت ورشا کرتے رہے۔ نامعلوم ہمارے کن شبھ کرموں کا پھل ہے کہ آپ جیسے مہاپرش کے مکھار بند سے ہمیں ایسے انمول وچن سننے کا اوسر مل گیا۔ میرے دل میں تو بار بار آ رہا ہے کہ نارائن نے پربھو منی کے گھر آ کر درشن دئیے ہیں

جو اُپکار انہوں نے ہم پر کیا ہے اُس کے سمبندھ میں تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میں اس اُپکار کو زندگی بھر نہیں بھُلا سکتا۔ میں تو ان کا اتنا مشکور ہوں کہ ان کا احسان اِس جنم میں تو کیا سینکڑوں جنموں میں بھی نہیں اُتار سکتا۔ مہاتما جی نے نہ صرف ہم کو اپنے بھاشنوں کا امرت رس پلایا ہے بلکہ ہمارے ہر سوال کا جواب ایسے ڈھنگ سے دیا ہے کہ ہمارے دل پر اُس کا اثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ میں تو چاہتا تھا کہ وہ کچھ اور دنوں تک ہمارے شہر میں امرت ورشا کرتے پر آپ فرماتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں۔ اِس لئے آؤ اُن کا دھنیہ باد کرتے ہوئے میرے ساتھ ایک بار پھر بولیں۔ "مہاتما ستیہ بابا کی جے"!!

سیٹھ جی کے اتنا کہنے پر سارا پنڈال مہاتما جی کی جے کے نعروں سے گونج اُٹھا۔ جب سیٹھ رام پرساد جی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو مہاتما ستیہ بابا جی نے اپنا بھاشن اس طرح شروع کیا۔

سکھ کے سادھن

دیویو اور سجنو! جس پریم اور شردھا سے سیٹھ رام پرساد جی نے میرا استھان کیا ہے اُس کے لئے میں سیٹھ صاحب اور آپ سب کا دھنیہ باد کرتا ہوں سیٹھ جی کو جو بالک ملا ہے وہ ان کے اپنے پُنیہ کرموں کا پھل ہے۔ اِس سے میرا کوئی سمبندھ نہیں۔ میں پرم پتا پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ آپ سب کو ہمیشہ پُنیہ کرم

کرنے کی پریرنا کرتے رہیں۔ چونکہ میں نے کل واپس چلے جانا ہے
میں چاہتا ہوں کہ آج سوالی پوچھنے کا سمے آپ مجھ کو دان کر دیں۔
تاکہ جاتے سمے میں ایک بار پھر اُن سادھنوں پر روشنی ڈال سکوں،
جن پر چل کر آپ اپنا جیون سُکھ سے بتا سکتے ہیں۔

مہاتماجی کے اِس طرح کہنے پر سارا پنڈال "یہ ٹھیک ہے۔ یہ
ٹھیک ہے" کی آوازوں سے گونج اُٹھا اور مہاتماجی نے اپنا بھاشن
جاری رکھتے ہوئے کہا۔

اِیشور وِشواس

جیون میں سُکھ حاصل کرنے کا سب سے پہلا اور سب سے اُتم
سادھن ہے اِیشور وِشواس۔ یعنی پرماتما کی ہستی میں یقین کا ہونا۔
پرماتما کی ارادھنا یا پوجا کے کئی سادھن میں آپ کو بتا چکا ہوں۔
مثال کے طور پر دھیان یوگ۔ کیرتن اور سمرن وغیرہ۔ مگر جب
تک پرماتما کی ہستی میں پوری طرح وشواس نہ ہو یہ سادھن کسی
کام کے نہیں۔ ہمارے دل میں یہ پورا وشواس ہونا چاہیے کہ اس
برہمانڈ کو بنانے والی کوئی ہستی ضرور ہے۔ جو اجنما اور ابناشی ہونے
کے علاوہ سرو ویاپک۔ سرو انتریامی اور سرو شکتی مان ہے۔ جو لوگ
کہتے ہیں کہ پرماتما کوئی چیز نہیں میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اگر پرماتما
کی کوئی ہستی نہیں تو اِس برہمانڈ کو کس نے بنایا ہے۔ سورج چاند
اور ستارے جو لاکھوں برسوں سے اپنے اپنے محور پر گھوم رہے

ہیں۔ یہ زمین جو آٹھوں پہر سورج کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ یہ سمندر جو اپنے اندر سے موتی اُگلتے رہتے ہیں اور یہ پربت جو ہم کو سونا چاندی ہیرے اور نانا پرکار کی دوسری بیش قیمت چیزیں دے رہے ہیں اِن سب کو کس نے بنایا ہے؟ ایک معمولی گھڑی کو دیکھ کر ہم اُسی وقت وشواس کر لیتے ہیں کہ اِس گھڑی کو بنانے والا کوئی گھڑی ساز ضرور رہا ہوگا۔ اور مٹی کا کوئی کھلونا دیکھ کر ہم جھٹ مان لیتے ہیں کہ اِس کو بنانے والا کوئی کمہار ضرور ہوگا۔ مگر اِس عجیب اور اننت برہمانڈ کو دیکھ کر بھی کچھ لوگ پرماتما کی ہستی میں شک کرتے رہتے ہیں۔ میں تو کہوں گا کہ اُن لوگوں کے اپنے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ ورنہ یہ سب کچھ اپنے آپ نہیں بن سکتا۔ اِس برہمانڈ کو پیدا کرنے والی اور اِس کو ترتیب سے چلانے والی کوئی ہستی ضرور ہے۔ اِس کو پرماتما کہہ لو۔ یا کوئی اور نام دے دو۔ یہ آپکی مرضی ہے۔

کوئی اُس کو ایشور کہے کوئی اللہ
کوئی گاڈ کچھ واہگورو کہہ رہے ہیں
مگر ایک خالق ہے اِس جگ کا مالک
جسے نام سب نے الگ الگ دئے ہیں

آپ کہہ سکتے ہیں کہ اگر پرماتما کی کوئی ہستی ہے تو ہماری آنکھوں کو نظر کیوں نہیں آتی؟ اس کے بارے میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ اوّل تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ پرماتما نظر نہیں آتا پرہلاد، دھرو، وشوامتر اور ایسے ہزاروں لوگ اُس کا درشن کر چکے ہیں۔ اگرچہ پرماتما نراکار ہے پھر بھی سرو شکتی مان ہونے کے کارن بھگت

کے دِل میں جیسا بھی بھاؤ ہو وہ اُسکو اُسی شکل میں درشن دے دیتا ہے۔
لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ پرماتما کو کسی نے نہیں دیکھا تو آپ
ہی بتایئے کہ بجلی کی دھارا کو کس نے دیکھا ہے؟ بجلی کی شکتی سے
ہمیں کہیں روشنی مل رہی ہے کہیں گرمی اور ہم اُس کے کاموں سے
ہی اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کہ بجلی ضرور موجود ہے۔ اِسی طرح قدرت
کے کاموں پر غور کرنے سے جنہیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے
ہمیں وِشواس کرنا ہی پڑے گا۔ کہ پرماتما کی ہستی ضرور ہے۔
اگرچہ ہم اُس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے۔

خدا گر نہیں تو بتا تو ہی عارف
یہ جیون تجھے پھر دلایا ہے کس نے
کہیں پر تو ہستی وہ ہو گی یقیناً
زمیں آسماں یہ بنایا ہے جس نے

ایشور کی ہستی میں وِشواس ہو تو نہ صرف ہم کوئی بُرا کرم
نہیں کریں گے بلکہ ہمارے من کو شانتی بھی ضرور ملے گی۔ لیکن
وِشواس سچا ہونا چاہیئے۔ کہتے ہیں ایک سیٹھ اور سیٹھانی کسی
مہاتما کے پاس گورو منتر لینے گئے تو اُن کے ساتھ ایک نوکر بھی تھا
مہاتما جی نے اُن تینوں کو ایک ایک کیلا دیکر کہا۔ "تم لوگ یہ
کیلا کِسی ایسی جگہ پر جاکر کھا آؤ۔ جہاں تم کو کوئی نہ دیکھتا
ہو۔ واپس آنے پر میں تم کو گورو منتر دے دُونگا۔" مہاتما
جی کی کُٹیا سے کچھ دور ایک ویران مکان تھا۔ سیٹھ صاحب تو
وہاں جاکر کیلا کھا آئے۔ اور سیٹھانی نے کُٹیا کی پچھلی طرف جاکر

جہاں پر کوئی و یکھی نظر نہ آتا تھا کیلا کھا لیا۔ لیکن جب نوکر واپس آیا تو کیلا اُس کے ہاتھ میں جُوں کا تُوں موجود تھا۔ مہاتما جی نے سیٹھ اور سیٹھانی سے کیلا کھانے کی جگہ پوچھنے کے بعد نوکر سے پوچھا "تم کیلا کھا کر کیوں نہیں آئے۔" اِس نوکر نے ہاتھ جوڑ کر جواب دیا "مہاراج آپ کا حکم تھا کہ کیلا اُس جگہ کھانا ہے جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ مگر مجھے کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں بھگوان نہ دیکھتا ہو۔ میں تو جدھر بھی جاتا ہوں بھگوان کو دیکھتا ہوں۔" یہ سُنکر مہاتما جی بہت خوش ہوئے اور اِس نوکر کو گُرو منتر دے کر سیٹھ اور سیٹھانی سے کہنے لگے۔ "میں نے آپ لوگوں کو کیلا کھانے کے لیے اِس لئے کہا تھا کہ میں آپ کی پریکشا لینا چاہتا تھا کہ آپ کو ایشور میں وِشواس ہے یا نہیں۔ اِس پریکشا میں آپ کا نوکر پاس ہے اور آپ دونوں فیل۔ آپ نے گُرو منتر لینا ہو تو پھر کبھی آنا۔"

بھگوان تو سچ مچ ہر شے میں ہر وقت موجود ہے۔ اُسے دیکھنے کے لئے کہیں جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سارا برہمانڈ ایک طرح سے اُس کا سُتھوُل شریر ہے۔

اُسے ہو دیکھنا جس نے میری آنکھوں میں آ بیٹھے
میں دیکھوں جس طرف مجھ کو نظر بھگوان آتا ہے

ایک کوی نے بھگوان کی ہستی کے بارے میں کہا ہے۔

خدا کون ہے تجھ کو میں کیا بتاؤں
میرے ساتھ آٹھوں پہر ہے وہ رہتا

جو ہستی ہو موجود ہر شے میں ہر دم
اُسے ہی خدا میں تو عارف ہُوں کہتا
خُدا کو کہاں ڈھونڈتا ہے تُو عارف
جہاں میں نہیں کچھ بھی اُس سے جُدا ہے
وہی سب کے اندر ہے اور وہ ہی باہر
جدھر میں تو دیکھوں اُدھر ہی خدا ہے
خُدا کے سوا کچھ نہیں اس جہان میں
نہ پوچھو کہ ہے شکل کیسی خُدا کی
میرا دل تو ہے کہہ رہا صاف عارف
کہ ہے جسم اُس کا ہی دُنیا یہ ساری
ایشور وشواس کی تعریف کرتے ہوئے رام چرت مانس میں
گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے۔
اُبھیں رام چرن وشواسا   بھوندھی تریں تر بن پریاسا
ارتھ۔ جب کسی ویکتی کو ایشور کی ہستی میں وشواس ہو
جاتا ہے تو وہ کسی محنت کے بنا ہی بھوساگر کو پار کر جاتا ہے۔
اگر کسی گھڑی میں نقص پڑ جائے تو اُس کو گھڑی ساز
ہی ٹھیک کر سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے جیون کو پرماتما ہی سُدھار
سکتا ہے۔ جس نے ہم کو جیون پردان کیا ہے۔ اس لئے اگر
ہم اپنے جیون میں سُکھ پانا چاہتے ہیں تو ہمیں اُس کی ہستی
میں ضرور وشواس کرنا چاہئے اور اُس کو ہمیشہ یاد کرتے رہنا
چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی وشواس رکھنا چاہئے

کہ پرماتما جو ست چت آنند اور سُکھ کا بھنڈار ہے۔ جو کچھ بھی کرتا ہے اُس میں کچھ نہ کچھ بھلائی ضرور ہوگی۔ وہ ہم سب کا پتا ہے اور کوئی باپ کبھی ایسا کام کبھی نہیں کرے گا جس میں بچوں کو دُکھ پہنچنے کی سمبھاونا ہو۔ جیسے میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں رام وِمُکھ یا ناستک لوگوں کو کبھی ستھائی سُکھ نہیں مل سکتا۔ جن لوگوں کو وشواس ہے کہ پرماتما کے ہر کام میں بھلائی ہے اُن کو دُنیا کا کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا۔ اور اُن کے ہونٹوں پر ہمیشہ مُسکان ہوگی۔

ایک پُراتن کہانی ہے کہ کسی راجہ کا وزیر ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ہماری بھلائی کے لئے ہو رہا ہے۔ ایک دن سنجوگ سے راجہ کی انگلی کٹ گئی اور اُس کو کافی تکلیف ہو گئی۔ اُس نے وزیر کو بُلا کر پوچھا "میری انگلی کٹ جانے میں کیا بھلائی ہے؟ کیا تم اب بھی کہو گے کہ اِس میں کوئی بھلائی ہے؟ میں نے جو سوال پوچھا ہے اُس کا جواب سوچ کر دینا۔" وزیر نے نمرتا سے سر جھکا کر جواب دیا۔ "مہاراج معاف کرنا میں تو اب بھی کہوں گا اِس میں ضرور آپ کی بھلائی ہے۔" راجہ نے غصّہ میں آ کر حکم دے دیا کہ وزیر کو کسی سوکھے کنوئیں میں ڈلوا دیا جائے۔ اور وہ آپ دوسرے دن شکار کھیلنے کے لئے جنگل کی طرف چلا گیا۔ شکار کا پیچھا کرتے کرتے راجہ اکیلا کچھ دور نکل گیا اور اُس کے ساتھی پیچھے رہ گئے۔ راجہ کو اکیلا دیکھ کر کچھ جنگلی لوگوں نے اُس کو زبردستی پکڑ لیا اور ہنستے گاتے اُس کو ایک بیابان جگہ پر

لے گئے - جہاں ایک پُرانا مندر تھا۔ وہاں پہ جا کر انہوں نے راجہ کو دیوی پہ بلیدان دینے کی تیاری شروع کر دی اور اُس کو خوب اچھی طرح سے اشنان کروایا۔ جب پجاری کی نظر راجہ کی کٹی ہوئی انگلی پہ پڑی تو اُس نے جھٹ کہہ دیا "ہو کھو یہ دیکھتی تو انگ ہین ہے۔ اس کا بلیدان نہیں ہو سکتا۔ جانے دو اِسے۔" یہ سُن کر ان لوگوں نے راجہ کو چھوڑ دیا۔ اور راجہ نے اپنے محل میں واپس جا کر حکم جاری کیا کہ وزیر کو کنوئیں سے نکال کر عزت کے ساتھ اُس کے سامنے پیش کیا جائے۔ جب وزیر حاضر ہوا تو راجہ نے معافی مانگی اور کہا، "وزیر صاحب! آپ نے ٹھیک کہا تھا کہ میری انگلی کٹ جانے میں ضرور کوئی بھلائی ہے۔ اگر میری انگلی نہ کٹتی تو میں اس وقت زندہ نہ ہوتا۔ کچھ جنگلی لوگ مجھ کو پکڑ کر دیوی پہ بلی چڑھانے لگے تھے۔ لیکن میرے انگ ہین ہونے کے کارن انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ اور میری جان بچ گئی۔" وزیر نے جواب دیا۔ مہاراج "مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں۔ میں تو آپ کا دھنیہ باد کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے کنوئیں میں گرا دیا۔ اس میں میری بھلائی ہی تھی۔" راجہ نے حیران ہو کر پوچھا۔ "وزیر صاحب! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر میں نے آپ کو کنوئیں میں ڈلوا دیا اس میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔" وزیر کہنے لگا "مہاراج! اگر آپ کل مجھ سے ناراض ہو کر مجھے کنوئیں میں نہ ڈلواتے تو آج شکار کے وقت میں ضرور آپ کے ساتھ ہوتا۔ اور چونکہ میرے سب انگ ٹھیک ہیں تھے میں ضرور بلی کا بکرا بن جاتا۔" یہ سن کر راجہ بہت خوش

ہوگیا۔ اور آگے کو وہ اس وزیر کی بہت قدر کرنے لگا۔

اِس کہانی سے یہ صاف پتہ چلتا ہے کہ بھگوان جو کرتے ہیں اُس میں کچھ نہ کچھ بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہم اگیان کے کارن گھبرا کر بھگوان پر دوش لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ہے سکھ کی تمنا اگر تیرے دل میں
تو خوش رہ ہمیشہ خدا کی رضا میں
خدا جو بھی کرتا ہے اچھا ہے عارف
بُرائی نہیں نام کو بھی خدا میں

جو لوگ خدا کی رضا میں خوش رہتے ہیں اُن کو دنیا کا کوئی دُکھ نہیں ستا سکتا۔ کیونکہ وہ دُکھ میں بھی کوئی بھلائی دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ تو ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔

تو کچھ فکر مت کر کسی بات کا بھی
جو ہوتا ہے ہمارا وہ ہو کر رہے گا
یقیں دکھ یہ میری طرح من میں تو بھی
خدا جو کرے گا بھلا ہی کرے گا

اِس سلسلے میں مجھے ابھی ایک صوفی فقیر کی کہانی یاد آگئی ہے جو سُننے کے قابل ہے۔

عرب دیش کے ایک حاکم ہو گزرے ہیں جن کا نام خلیفہ ماموں تھا۔ آپ بہت ہی انصاف پسند تھے۔ اور پرجا کی بھلائی کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔ ایک بار وہ اپنی پرجا کے حالات کی جانکاری

حاصل کرنے کے لئے بھیس بدل کر راجیہ کا دورہ کر رہے تھے کہ
وہ ایک گاؤں میں سے گزرے جہاں کوئی خاص آبادی نہ تھی۔
گرمی کا موسم تھا۔ اس لئے وہ گاؤں کے باہر کچھ دیر آرام کرنے
کے لئے ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے
کہ اُن کے کان میں کچھ ایسی آواز پڑی جیسے کوئی خُدا کا شکریہ ادا
کر رہا ہو۔ خلیفہ حیران تھے کہ ایسے ویرانے میں یہ کون ہو سکتا
ہے۔ یہ خیال آتے ہی وہ اُس طرف کو چل دیئے جدھر سے وہ آواز
آ رہی تھی۔ تھوڑی دور جاکر وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک درخت
کے نیچے ایک ننگ دھڑنگ فقیر زمین پر لیٹا ہوا ہے اور خُدا کا
شکریہ ادا کر رہا ہے۔ نزدیک جاکر غور سے دیکھنے پر خلیفہ صاحب
کو پتہ لگا کہ وہ فقیر آنکھوں سے اندھا ہے۔ اور اُس کے نہ ہاتھ
ہیں نہ پاؤں۔ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا "پیر صاحب خُدا نے
آپ سے تو ہاتھ پاؤں اور آنکھیں سب کچھ چھین لیا ہے۔ پھر
آپ کس بات کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔" فقیر نے ہنس کر جواب
دیا "اے خُدا کے بندے، میں نہیں جانتا تم کون ہو؟ معلوم ہوتا
ہے تم کو خُدا کی ہستی پر وشواس نہیں ہے۔ ورنہ تم ایسی بات
کبھی نہ کہتے۔ ارے بھائی میں شریر کے جس جس انگ سے کوئی
بُرا کام کر سکتا تھا وہ ایک ایک کر کے خُدا نے مجھ سے چھین لیا
ہے۔ میری آنکھیں نہیں۔ اس لئے میں کسی کو بری نظر سے نہیں
دیکھ سکتا۔ اور نہ ہی کسی مرگ نینی کی آنکھ کے تیر کا شکار ہو سکتا
ہوں۔ میرے ہاتھ نہیں۔ اس لئے میں کسی ویکتی سے مار پیٹ

نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اور بُرا کام کر سکتا ہوں ۔ میرے پاؤں نہیں ۔ اس لئے میں کسی بُری جگہ پہ نہیں جا سکتا ۔ اور نہ ہی چوری چکاری کے لئے کسی کے گھر میں داخل ہو سکتا ہوں ۔ میرے خدا نے مجھے ہر بُرائی سے بچا لیا ہے ۔ پھر میں ہر سمے اُس کا شکریہ ادا نہ کروں تو کیا کروں "۔ یہ جواب سُنکر خلیفہ صاحب ہکّے بکّے رہ گئے اور فقیر سے کہنے لگے " پیر صاحب آپ نے جو کچھ فرمایا ہے بالکل ٹھیک ہے ۔ مجھ جیسے نادان ہی خدا کے کاموں میں نقص نکالتے رہتے ہیں ۔ ورنہ خدا جو کچھ بھی کرتا ہے اُس میں ضرور کچھ نہ کچھ بھلائی ہوتی ہے ۔ آپ کے درشن کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے ۔ میں آپ کا بہت بہت دھنیہ بادی ہوں ۔"

اس کے علاوہ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے ۔ کہ پرم پتا پرما تما نہ صرف ہر انسان کو بلکہ ہر ایک جیو کو روزیا کا پردان کرتا ہے ۔ خودی کے کارن انسان کو کئی بار اہنکار ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا اور اپنے بچوں کے کھانے کا پربندھ آپ کرتا ہے ۔ اصل میں پرم پتا پرماتما ہی سب بندوبست کرتا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن بھگوان کرشن دوپہر کے وقت کچھ دیر سے گھر پہنچے تو اُن کی مہارانی رُکمنی نے دیر کا کارن پوچھنے پہ آپ نے فرمایا کہ وہ سب جیووں کو دوپہر کا کھانا دینے کے بعد آپ بھوجن کرتے ہیں ۔ اُس دن اس کام کے لئے کہیں دور جانا پڑ گیا تھا ۔ رُکمنی نے اس بات کا وشواس نہ کیا اور اُن کو آزمانے کے لئے دوسرے دن اپنی سنگار والی ڈبیا میں ایک کیڑے کو بند کر لیا اور جب بھگوان کرشن گھر آئے تو پوچھنے لگی ۔

"کیوں بھگوان سب جیووں کو کھانا دے آئے؟" بھگوان کرشن کے ہاں کہنے پر وہ اپنی شرنگاردانی ڈبیا کھول کر پوچھنے لگی۔ "اِس کیڑے کو آپ نے کیا دیا ہے۔" پر جب اُس نے ڈبیا کھولی تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئی کہ اُس کیڑے کے مُنہ میں چاول کا ایک دانہ موجود تھا۔ بھگوان کرشن نے اُن کو بعد میں بتایا کہ جب وہ ڈبیا کو بند کر نے لگی تھی تو انھوں نے رُکمنی کے ماتھے پر تلک کے ساتھ لگے ہوئے چاولوں میں سے ایک دانہ اُس ڈبیا میں گرا دیا تھا۔ تاکہ وہ کیڑا بھوکا نہ رہے۔

اسی طرح چھتر پتی شواجی کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک بار اُن کے گورو سوامی رام داس سمرتھ نے اُن کے محل پر آکر الکھ جگائی تو شواجی نے اپنے راج کا دان پتر لکھ کر اُن کی جھولی میں ڈال دیا۔ سمرتھ سوامی جی نے کہا "شواجی۔ تمہاری بھینٹ ہم کو سویکار ہے لیکن ہم نے سنسار کا تیاگ کیا ہوا ہے۔ آج سے تم راجیہ کا سب پربندھ ہماری طرف سے کرو۔" چنانچہ شواجی راج پاٹ کا سب کام اچھی طرح سے چلاتے تھے۔ پر اُن کے من میں کچھ اہنکار ہو گیا کہ اُن کی وجہ سے ساری پرجا خوشحال ہے۔ سمرتھ سوامی کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ایک دن بھرے راج دربار میں آ گئے۔ شواجی نے اُن کو راجیہ سنگھاسن پر بٹھا کر کوئی سیوا پوچھی تو انھوں نے کہا کہ ایک پتھر اور ایک ہتھوڑا منگوایا جائے۔ جب پتھر آ گیا تو انھوں نے حکم دیا کہ کوئی کاریگر ہتھوڑا مار کر اُس پتھر کے دو ٹکڑے کر دے۔ جب پتھر کے دو ٹکڑے ہو گئے تو انھوں نے شواجی سے کہا "شواجی اس پتھر کے اندر تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے؟"

شِواجی نے غور سے دیکھ کر کہا "مہاراج۔ پتھر کے اندر ایک کیڑا موجود ہے۔" انہوں نے پھر کہا کہ اچھی طرح دیکھ کر بتاؤ کہ اور کیا ہے؟ شِواجی نے جواب دیا "مہاراج اس کیڑے کے منہ میں ایک چاول کا دانہ بھی ہے۔" یہ سُنکر سمرتھ سوامی نے کہا۔ شِوا۔ اس کیڑے کو پتھر کے اندر چاول کا دانہ تم نے پہنچایا تھا؟ " شِواجی نے نہیں میں جواب دینے پر سمرتھ سوامی نے کہا۔ شِوا پھر تم یہ اہنکار کیوں کرتے ہو کہ سب پرجا کے پالن پوشن کا سہرا تمہارے سر پر ہے۔ سب جیووں کے کھانے کا پربندھ بھگوان ہی کرتے ہیں۔ یہ سُنکر شِواجی شرمندہ ہو کر سمرتھ سوامی کے پاؤں میں گر پڑے اور آگے کو کبھی اُن کے من میں اہنکار نہ ہُوا۔

اِس وچار کو ایک کوی نے اِس طرح بیان کیا ہے۔

ہَیں جِتنے بھی اِنسان اور جیو جنتو
سبھی اُن کو کھانا خدا دے رہا ہے
زمانے کے ہر ایک مذہب نے عارف
خدا کو تبھی باپ سب کا کہا ہے

اِسی طرح ایک اور کوی نے کہا ہے۔

جب دانت نہ تھے تب دودھ دیئو جب دانت ہوئے کیا ان نہ دے ہے
جل میں تھل میں سب کی سُدھ لے وہ ایش تمہاری بھی سُدھ لے ہے

ایشور میں وِشواس کرنے کا لابھ یہ ہے کہ آپ کو ہر قسم کی چِنتا سے چھٹکارا مِل جاتا ہے۔ چِنتا ایک ایسی آگ ہے جو انسان کو اندر ہی اندر جلاتی رہتی ہے۔ اِسی کارن مہاپرشوں نے چِنتا کو

چِتا سمان کہا ہے۔

چنتا ناگن ڈوپ ہے ہر لیوے جو پران
تب ہی چنتا کو کہیں عارف چِتا سمان

لیکن چنتا نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سوچنا بند کر دیں۔ پرماتما نے آپ کو جو بُدھی دی ہے اُس سے کام لینا ضروری ہے۔ ورنہ ہم میں اور حیوان میں کیا فرق ہوا؟ مگر آپ کو من کے بس ہوکر ہر وقت کڑھنے کی عادت چھوڑ دینی چاہئے۔ اور پرماتما سے کبھی دُکھ کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔ جیسے کہ ایک کوی نے کہا ہے۔

کبھی دُکھ کا شکوہ نہ کر تُو خدا سے
تجھے کیا پتہ ہے کہ خدا کی رضا کا
جو تجھ کو مصیبت نظر آئے عارف
سمجھ لے اُسے بھی تُو تحفہ خدا کا

اس کے علاوہ انسان کو سب سے بڑی چنتا موت کی ہوتی ہے اور میں آپ کی سیوا میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمیں کبھی موت کی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔ اس خیال کو ایک مہاپُرش نے بہت دلچسپ ڈھنگ سے پیش کیا ہے جو سُننے کے قابل ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ یا تو فوج میں کام کرتے ہیں یا کہیں اور۔ اگر آپ فوج میں کام نہیں کرتے تو بے وقت موت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر آپ فوج میں کام کرتے ہیں تو آپ کی ڈیوٹی لڑائی کے مورچے پر ہے یا کسی پیچھے کے کیمپ میں۔ اگر پیچھے کے کیمپ میں ہے تو چنتا کی

کوئی بات ہی نہیں اور اگر آپ لڑائی کے مورچے میں ہیں تو یا تو آپ زخمی ہو جاتے ہیں۔ یا بچ جاتے ہیں۔ اگر آپ بچ گئے تو فکر کی کوئی بات نہیں۔ اور اگر آپ بھگوان کو پیارے ہو گئے تو آپ فکر کر ہی نہیں سکتے۔ اس لئے آپ کو کسی حالت میں بھی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

بھگوان کی رضا میں راضی رہنے کا مطلب یہی ہے کہ ہم اُس کے ہر ایک کام میں بھلائی دیکھتے ہیں۔ اور کسی حالت میں بھی اُداسی کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیں۔ جیسے کہ کوئی نے کہا ہے

خدا کے ہے ادھین سبھی جس کا جیون
جو دُکھ اور سُکھ سب ہے چپ چاپ سہتا
رضا میں خدا کی رہے خوش جو عادت
خوشی اُس پہ سدا پھر خدا بھی ہے رہتا

کئی بار جس بات میں ہم کو بُرائی نظر آتی ہے اُس میں ہماری بھلائی ہی ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مجھے اپنے جیون کی ایک گھٹنا یاد آ گئی ہے جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک بار میں سارے پریوار کے ساتھ کچھ دنوں کے لئے باہر چلا گیا اور مکان کو تالا لگا گیا۔ ہماری غیر حاضری میں سنجوگ سے ہمارے مکان میں آگ لگ گئی۔ پڑوسیوں نے روشندان میں سے دھواں نکلتے دیکھا۔ تو انہوں نے ہمارے ایک رشتہ دار کو پتہ دے دیا۔ جس نے تالا توڑ کر مکان کھول لیا۔ اور آگ بجھا دی۔ سنجوگ سے آگ صرف میرے سونے کے کمرے تک ہی محدود رہی۔ پر صوفہ اور قالین وغیرہ سب جل گئے۔ جس سے کوئی پانچ چھ ہزار روپے کا نقصان ہو

گیا۔ جب ہم واپس آئے تو کچھ سجن میرے پاس آگ لگنے کا افسوس کرنے آئے۔ میں نے کہا "پیارے بھائیو، شوک کس بات کا۔ آپ کو تو مجھے بدھائی دینی چاہیئے۔" یہ سُنکر وہ حیران ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ بدھائی کس بات کی؟ میں نے جواب دیا "اگر آگ کے کارن سارا مکان جل جاتا تو میں کیا کر سکتا تھا۔ یہ تو بھگوان کی اپار کرپا ہے کہ آپ نے وقت پر دھواں دیکھ لیا اور آگ پر قابو پالیا۔

کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

جو کچھ بھی خدا کر رہا ہے جہاں میں
بھلا ہو سدا اُس میں عاقبت ہمارا
خدا جانتا ہے کہ ہم سب سے بہتر
ہے جیون میں اصلی بھلا کیا ہمارا

آتما کی آواز

جیون میں سُکھ پانے کا دُوسرا سادھن یہ ہے کہ آپ اپنی ضمیر یا آتما کی آواز کو کبھی نظر انداز نہ کریں۔ آتما کی آواز کو کئی مہاپُرشوں نے Voice of God یعنی پرماتما کی آواز کہا ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو یہ بات ہے بھی ٹھیک کیونکہ آتما پرماتما کا ہی انش ہے۔ اِن دونوں میں کوئی بھید نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب آپ کوئی بُرا کام کرنے لگیں۔ کسی سے ہیرا پھیری یا دھوکے کا خیال ہو کسی کو قتل کرنے

کا ارادہ ہو یا آتم ہتیا کا وچار ہو تو آپ کا آتما ایک بار تو آپ کو ضرور پھٹکار دے گا۔ اور آپ کو اُس کام کے نہ کرنے کی تلقین کرے گا۔ اگر آپ ہمیشہ آتما کی آواز کو سُنکر اُس پر عمل کرتے رہیں گے اور اُس آواز کے خلاف کام نہ کرو گے تو کسی حالت میں آپ دُکھی نہیں ہونگے اور آپ کا جیون سُکھ پُورک گزریگا

جو جیون میں سُکھ کی تمنّا ہے عارف
تو آواز سُن تو سدا آتما کی
اگر عمل اُسی پہ کرے گا سدا تو
نہ دُکھ تجھ کو چھُو پائے گا پھر کبھی بھی

یہ ایک سو فیصدی آزمایا ہوا سُکھ کا سادھن ہے۔ اور ہمیں اس کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر آپ اپنے آتما کی آواز کو ٹھکراتے رہو گے تو کچھ دیر کے بعد یہ آواز دھیمی پڑ جائے گی۔ اور دھیرے دھیرے آپ کو بُرے کام کرنے کی عادت پڑ جائے گی۔ جس کا نتیجہ سوائے دُکھ کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ ہمیشہ جرم کرنے کے عادی ہیں اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کا آتما مر چکا ہے انسان کی من کی منا ئیں کبھی سماپت نہیں ہوتیں۔ ایک کامنا پوری ہونے پر دُوسری قلابٹ آکھڑی ہوتی ہے۔ اور اُس کو پورا کرنے کے لئے [illegible] جائز اور ناجائز طریقے استعمال کرنے شروع کر دیتا ہے۔ جہاں تک کہ اُس کی آتما کی آواز کمزور پڑ جاتی ہے اور اُس کو بھلے بُرے کی کوئی پہچان نہیں رہتی۔ اسی کو کہتے ہیں کہ آتما مر گیا ہے۔ کام کرودھ اور لوبھ کا اثر آتما پر ضرور پڑتا ہے۔

اور وہ اُس کو دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم کو ہمیشہ اُن سے بچنے کے اُپائے ڈھونڈنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان کرشن نے اس سلسلے میں ارجن کو کہا تھا۔

"اندریوں کو بہت بلوان کہا گیا ہے۔ پرمن اندریوں سے بھی زیادہ بلوان ہے اور بدھی من سے بھی ادھک بلوان ہے۔ جو بدھی سے بھی زیادہ بلوان ہے وہ آتما ہے۔ اس لئے بدھی سے زیادہ بلوان اپنے آتما کو پہچان کر اور بدھی دوارا من کو بس میں کر کے ہے ارجن تو کام روپی اس دشمن کو مار ڈال۔"

آتما اور پرماتما میں صرف ڈگری کا ہی فرق ہے۔ اصل میں دونوں ایک ہی ہیں۔ ایک کوی نے کہا ہے۔

جان تیرے جسم کی ہے آتما
کل جہاں کی جان ہے پرماتما

کبیر ان دونوں میں عارف کچھ نہیں
آتما پرماتما ہے بالیقیں

آتما پرماتما میں فرق عارف کچھ نہیں
ایک جزو ایک ہے کل تجھ کو ہے پورا یقیں

آتما اپنا کام کس طرح کرتا ہے اس کو ایک کوی نے بہت خوبصورت ڈھنگ سے بیان کیا ہے۔

جب کبھی تو نے سوچا دھوکا کسی سے تو کرے
کام یہ اچھا نہیں آواز تجھ کو کون دے
جب ارادہ تو کرے کہ حق کسی کا چھین لے

کون تیرے من میں اِک دم تجھ کو شرمندہ کرے
جب بزرگوں کی نصیحت کی کرے پرواہ نہ تو
کون تجھ کو من ہی من میں بار ہا جھڑکا رہے
جب کبھی چوری یا ٹھگی کا خیال آتا ہے تجھے
یہ بُرا دھندا ہے تجھ کو مشورہ یہ کون دے
جب کسی کی جان لینے کا ارادہ تو کرے
کون تجھ کو روکتا ہے پاپ کے اس کرم سے
من میں اپنے خودکشی کا سوچتا ہے جب کبھی تو
کون سی شکتی پھر اس سے باز رکھتی ہے تجھے
سب سوالوں کا ہی عارف دے رہا ہے اک جواب
ہر بدی سے تجھ کو تیرا آتما ہی روک دے

سچائی

جیون کو سُکھی بنانے کا تیسرا سادھن ہے سچائی۔ دوسرے شبدوں میں ہمیں ہمیشہ سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہیے "سانچ کو آنچ نہیں"۔ یہ ایک پرانی کہاوت ہے۔ جو بالکل ٹھیک ہے جو ویکتی ہمیشہ سچائی کا آسرا لیتا ہے دُکھ اُس کو کبھی نہیں ستا سکتا۔ عام طور پر ہمارے دُکھ کا کارن یہ ہوتا ہے کہ ہمارے من میں کسی نہ کسی پاپ کا پاپ ہوتا ہے۔ جس کو چھپانے کے لئے ہم جھوٹ بول دیتے ہیں۔ اور اس خیال سے کہ ہمارا بھید

نہ کھل جائے ہمارے من میں کچھ ڈر سا بنا رہتا ہے۔ جس کے کارن
ہم بے چین اور دکھی رہتے ہیں۔ سچ بولنے والے انسان میں ڈر
کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ ہر مصیبت کا سامنا بھی
ہنس کر کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے سچ بولنے کی وجہ سے کبھی کو کچھ کشٹ
بھی اٹھانا پڑے پر انت میں ہمیشہ سچائی کی جیت ہوتی ہے۔
جیسے کہ انگریزی میں کہا گیا ہے Truth always triumphs
ہمارے شاستروں میں بھی کہا گیا ہے۔ "ستیم ایو جیتے" جس کا ارتھ
یہی ہے کہ سچ کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے۔ اور جو ہمارا بھارت سرکار
کا آدرش (Motto) بھی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ سچائی ایک نہ
ایک دن ضرور اپنا چمتکار دکھاتی ہے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

جو ہمیشہ سچ بولتا ہے۔ اس کے دشمن بھی اپنے دل میں
اس کی عزت کرتے ہیں۔ اور اس کا مقابلہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ دور
کیا جانا ہے مہاتما گاندھی کی مثال ہی لیجیے۔ انہوں نے انگریزی
سامراج کے خلاف بغاوت کا جھنڈا لہرایا تھا اور اسی وجہ سے انہیں
سینکڑوں بار جیل جانا پڑا۔ لیکن وہ عام سیاستدانوں کی طرح جھوٹ
اور ہیرا پھیری سے کام نہیں لیتے تھے۔ اور ہمیشہ سچ بولتے تھے
یہاں تک کہ عدالت میں جا کر بھی وہی بیان دیتے تھے۔ جو باہر
کہا کرتے تھے۔ اور اپنے بچاؤ کے لئے کوئی جھوٹا بیان نہ دیتے تھے۔
اسی وجہ سے دھیرے دھیرے انگریز ان کی سہائتا کرنے لگے۔ اور

انت میں بھارت کو آزادی دیکر یہاں سے لوٹ چکے گئے۔ آج کل بھارت کی حالت خراب ہونے کا یہی کارن ہے کہ ہمارے سیاستدان اوپر سے کچھ اور کہتے ہیں اور اُن کے دل میں کچھ اور ہوتا ہے۔ وہ بڑی شان سے کہتے ہیں۔ کہ یہ راج نیتی ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی نے دنیا کو ڈنکے کی چوٹ پہ بتایا تھا کہ جو راج نیتی سچائی پر آدھارت نہیں وہ راج نیتی نہیں بلکہ ایک ڈھونگ ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "My Experiment with Truth" میں اس بات کو اپنے جیون کے انوبھو سے سدھ کیا ہے کہ سچائی کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے۔ اور سچائی پہ چلنے والے انسان کو اپنے جیون میں کبھی ہار کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا۔

ہمارا اتہاس تو اس طرح کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستیہ وادی انسان سچائی پہ جان تک قربان کر دیتا ہے۔ اور بڑے سے بڑے دُکھ کی پرواہ نہیں کرتا۔ راجہ ہریش چندر نے اپنا وچن نبھانے کے لئے راج پاٹ کو لات مار دی۔ راجہ دشرتھ نے اپنا وچن پورا کرنے کے لئے اپنے راجکمار کو اپنے ہاتھوں آرے سے چیر ڈالا۔ راجہ دشرتھ نے اپنا وچن نبھانے کی خاطر اپنی جان ہی دے دی۔

رام چرت مانس میں بھی سچائی کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ اُس کی کچھ چوپائیاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ستیہ مول سب سکرت سہائی   وید پران ودت منی گائی
اندھ۔ سب شبھ کرموں کی بنیاد سچائی ہے۔ وید پران اور

مُنی سب یہی کہتے ہیں۔

تن ریا تنے دھام دھن دھرنی   ستیہ سنیہ دھوکہنہ ترن سم ورنی

ارتھ - شریر - استری - گھر - باہر دھن اور پرتھوی یہ سب ستیہ وادی پُرش کے لئے تنکے کے سمان کہے گئے ہیں۔

دھرم نہ دوسر ستیہ سمانا   آگم نگم پُوران بکھانا

ارتھ - وید شاستر اور پُران سب کہتے ہیں کہ سچائی کے برابر کوئی دوسرا دھرم نہیں ۔

ایک انگریز مہا پُرش نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ God is Truth جس کا ارتھ یہ ہے کہ سچائی ہی پرماتما ہے۔

اسی خیال کو لیکر ایک کوی نے کہا ہے۔

سچائی ہے بُنیاد کُل زندگی کی
سچائی کو ہی سب نے امرت کہا ہے
سُنا ہے کہ عارف تو کہتے ہیں عارف
خدا ہے سچائی سچائی خُدا ہے

اگر تو نے جیون میں ہونا امر ہے
تو لے آسرا تو سچائی کا ہر دم
سچائی بنا کچھ نہیں اور عادت
سچائی کو ہی برہم کا نام دیں

ایسے ہی ایک اور کوی نے کہا ہے۔

نام دیتے ہیں سچائی کو ابھی بھگوان کا
جس سے درجہ پا سکے انسان بھی بھگوان کا

جیسے کہ میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں۔ ہمارے شاستر پرماتما
کو ست چت آنند مانتے ہیں۔ جس کے انوسار پرماتما کا پہلا گن ست
یا سچائی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سچ بولنے والے شخص
میں پرماتما جیسی شکتی ہو جانا ضروری ہے اور سچائی سب سے
بڑی طاقت ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ جس کے من میں
سچائی ہے اس کے من میں پرماتما آپ نواس کرتا ہے۔ جیسا کہ اس
دوہے سے پتہ چلتا ہے۔

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ
جس کے ہردے سانچ ہے اس کے ہردے آپ

اس لئے میں آپ کی سیوا میں نویدن کروں گا کہ اگر آپ اپنے
جیون میں چمکنا چاہتے ہیں تو سچ بولنے کی عادت ڈالیں۔ لیکن
ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں سچ بولنا ضروری ہے وہاں یہ
بھی ضروری ہے کہ ہم جو بات کریں وہ پریم بھری اور میٹھی ہو
ہم کو کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے کسی شخص کے
دل کو دکھ پہنچے۔ کہتے ہیں تلوار کا گھاؤ تو مٹ جاتا ہے لیکن
زبان کا گھاؤ کبھی نہیں مٹتا۔ میٹھا بولنے پر کچھ خرچ بھی
نہیں کرنا پڑتا۔ یہ بات سو فیصد آزمائی ہوئی ہے کہ میٹھا بول
کر آپ دوسروں کے دل میں گھر کر سکتے ہیں اور اپنے جیون میں یش
اور مان پا سکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر آپ سوچ سمجھ کر بات نہیں
کرتے اور الاپ شناپ بولتے رہتے ہیں۔ تو سننے والے آپ کو ہلکا سمجھیں
گے اور ان کے دل سے آپ کی عزت اٹھ جائے گی۔ ایک ہندی کے کوی

نے کیا اچھا کہا ہے۔

گنگا کس کا دھن ہرے کوئی کس کو دے
میٹھی بولی بول کے سب کا من ہر لے

ایک مہاپُرش نے کیا اچھا کہا ہے۔

اِس کی منزل ہے غم سے بیگانہ
راہ سچائی کا فائدہ ہوتا ہے

اِس لئے سچائی کی راہ پر چلتے ہوئے آپ کو کبھی ڈگمگانا نہیں چاہیئے۔ چاہے اُس میں کوئی کشٹ بھی ہو۔

اِس طرح راہ پر تم سچائی کی سدا چلتے رہو
اور اُس میں کشٹ بھی آئے تو ہمت ہو

وشو پریم

جیون کو سُکھی بنانے کا چوتھا سادھن ہے وشو پریم جس کا مطلب ہے کہ سب ویربھاؤ چھوڑ کر ہمیں دُنیا میں پرانی ماتر سے پریم کرنا چاہیئے۔ اگر ہم سب ایک ہی پرماتما کی اولاد ہیں تو رشتے میں ہم سب بھائی یا بہن ہوئے۔ پھر اپنے ہی بھائی بہنوں کے ساتھ جھگڑا کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر ہم غور سے سوچیں تو ہم سب پرماتما کا روپ ہونے کے کارن اصل میں ایک ہی ہیں۔ اوراگیان کے کارن ہی اپنے آپ کو دوسروں سے الگ سمجھتے ہیں۔ پرماتما کی سرشٹی میں کوئی بھید بھاؤ نہیں اور سب کا ہی شکھ ہے۔ سورج سب کو برابر روشنی دیتا ہے

دریا سب کو ایک سا پانی دیتے ہیں - اور برکش سب کو ایک جیسی چھایا دیتے ہیں - اگیان کے کارن جب ہم میرے اور تیرے کے جھگڑے میں پڑ جاتے ہیں - اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ برکش میرا ہے اور وہ تیرا ہے تب ہم دُکھ کے جھنجٹ میں پڑ جاتے ہیں - اور طرح طرح کی مصیبتوں کا شکار ہو جاتے ہیں - مہاپرشوں کے پاس کوئی چلا جائے - راجہ ہو یا رنک - ہندو ہو یا مسلمان - آدمی ہو یا عورت - بچہ ہو یا بوڑھا ہندوستانی ہو یا پاکستانی - وہ سب کے ساتھ پریم کرتے ہیں - کیونکہ اُن کو سب کے اندر پرماتما کی ایک ہی ہستی نظر آتی ہے - یہی کارن ہے کہ سب لوگ اُن کی عزت کرتے ہیں اور کوئی شخص بھی اُن کو دُکھ نہیں دینا چاہتا - جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سُکھی رہتے ہیں اور اُن کے لبوں پر ہمیشہ مُسکراہٹ رہتی ہے - اگر آپ کسی ویکتی سے پریم کرتے ہیں تو وہ شخص بھی کسی نہ کسی دن آپ سے ضرور پریم کرنے لگے گا - لیکن پریم نشکام ہونا چاہیے - جو پریم کسی لالچ سے کیا جاتا ہے وہ پریم نہیں - موہ ہے - جو سب دُکھ کا کارن ہے - آپ کو چاہیے کہ موہ کو تیاگ کر ہر شخص سے پریم بڑھائیے - چاہے وہ آپ سے پریم کرے یا نہ کرے -

پیار کو اتنا بڑھا جائے کہ سب سے کہہ سکے
تم ہمارے ہو نہ ہو پر ہم تمہارے ہو چکے

پھر دیکھیئے کہ آپ کو کتنا آنند ملتا ہے اور آپ کا جیون کتنا سُکھمئی بن جاتا ہے - یہ پیار ایک جادو کا اثر ہے - اور انسان کی بات تو کیا بھگوان بھی پریم کے بس ہو جاتے ہیں -

جو سچا پیار ہے تیرا تو مارگ یاد رکھ اک دن
یہ جگ والے تو کیا بھگوان تیرے در پہ آئیں گے

پریم کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے اس سلسلے میں ایک کوی نے کہا ہے۔

ہو کیا ذکر اک عام انسان کا تو
محبت سے تم جیت لو گے خدا کو

پریم میں ایک خاص کشش ہے اور بھگوان بھی خود پریم کی ڈوری سے بندھ جاتے ہیں۔

پربھو ہے پیار کا بھوکا قدم دس وہ بڑھا آگے
قدم جب اس کی جانب پیار سے ہم دو بڑھاتے ہیں

سوامی وویکا نند تو کہا کرتے تھے "Love is God" یعنی پریم ہی پرماتما ہے۔ اور یہ بات سو فیصدی ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح پرماتما کے بغیر اس دنیا کی کوئی ہستی نہیں اسی طرح اگر ہمارے جیون میں پریم نہیں تو جینے کا کچھ مزا ہی نہیں پریم سے ہم کو سکھ ملتا ہے اور نفرت دکھ کا کارن ہے۔

پیار تو بھگوان کا اک خوبصورت نام ہے
پیار کے بل پہ جہاں کا چل رہا سب کام ہے

پریم کا اثر نہ صرف انسان پر ہی پڑتا ہے بلکہ پشو پکشی بھی پریم کو پہچانتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کوئی پشو یا پکشی کتنا بھی خطرناک کیوں نہ ہو۔ اگر آپ کے دل میں اس کے لئے دیا بھاؤ نہیں تو وہ آپ کو کبھی ہانی نہیں پہنچائے گا۔ کئی بار دیکھنے

سننے آیا ہے کہ کسی بچے کے ساتھ سانپ سویا پڑا ہے اور کوئی بچہ
کسی شیر کے ساتھ اس طرح کھیل رہا ہے جس طرح وہ اپنی ماں
کے ساتھ کھیلتا ہے۔ شکاری کو دیکھ کر جانور ڈر جاتے ہیں لیکن
مہاپرشوں کے پاس وہ کھیلنے کو آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں
کہوں گا کہ بیل بوٹوں میں بھی پریم کا کافی اثر ہوتا ہے۔
امریکہ میں ایک سجن ہو گزرے ہیں جن کا نام سنت بربینک تھا
وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ گلاب کے پودے میں پھولوں
کے ساتھ کانٹے ضرور ہوتے ہیں انہوں نے اپنے پریم دوارا
ایک ایسا گلاب بھی پیدا کیا تھا جس میں کانٹے بالکل نہیں تھے
اس کی وجہ یہ تھی کہ جب انہوں نے وہ پودا لگایا اس کے بعد
وہ ہر روز اس کے گرد چکر لگایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے
"تم کو پھولوں کی رکشا کے لئے کانٹوں کی کیا ضرورت ہے تمہاری
رکشا کا کام میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔" آپ کو یہ بھی یاد رکھنا
چاہئے کہ اپنے لوگوں سے تو سب ہی پیار کرتے ہیں مگر مزا تب
ہے اگر آپ پرانی ماتر کو بنا لحاظ مذہب یا دیش اپنا پیار دے
سکیں۔ اور دوئی بھاؤ کو اپنے دل سے بالکل نکال دیں۔ اگر
ہمارے دل میں دوئی بھاؤ نہ ہو اور ہم سب کو اپنا بھائی یا
بہن سمجھتے ہوئے سب سے پریم کرنے لگیں تو یہ دنیا سچ مچ
سورگ بن سکتی ہے۔ یہ دوئی بھاؤ ہی دنیا میں سب سے بڑا
کارن ہے۔ اس کو جڑ سے ختم کر دو۔

جو کرنا ہے تم نے سپھل اپنا جیون

تو عارف مٹا دو دوئی بھاؤ دل سے
خدا ایک ہے اور ہم ایک ہیں سب
زمانے کے مذہب سبھی ہیں یہ کہتے

پریم ایک انمول چیز ہے۔ دُنیا میں پریم جیسی کوئی شئے نہیں۔ ہر انسان چاہے وہ امیر ہو یا غریب۔ بچہ ہو یا بوڑھا آدمی ہو یا عورت اپنے جیون میں پریم پانا چاہتا ہے۔ اور تو اور بھگوان بھی پریم کا بھوکا ہے۔ پریم کے بارے میں ایک چھوٹی سی کویتا یاد آ گئی ہے۔ وہ بھی سُنا دیتا ہوں۔

ہے انمول شئے پیار دُنیا میں عارف
نہیں جس کا ممکن ہے پیسے سے سودا
تو دل اپنا خود اسی پر کردے نچھاور
تجھے شوق ہے پیار پانے کا جس کا

حسیں دین ہے پیار عارف خدا کی
اسی کی بدولت یہ دُنیا حسیں ہے
تبھی صاف اعلان کرتا ہے عارف
جہاں پیار ہے سب خوشی بھی وہیں ہے

کوئی تو محبت کو اک روگ سمجھے
کسی نے محبت کو امرت کہا ہے
یہ عارف یہ کہتا ہے ڈنکا بجا کر
خدا ہے محبت، محبت خدا ہے

ہے جذبہ عجب پیار کا بھی یہ عارف

ہے بس اِس کے حیوان اور دیوتا بھی
نہ کیوں پیار کی بھوک انسان کو ہو
ہے بھوکا سدا پیار کا تو خدا بھی

زمانے میں دونوں ہی رشتے ہیں عارف
ہے اک پیار کا رشتہ اک ہے جنم کا
یہ عارف سے پوچھو تو وہ یہ کہے گا
کہ رشتہ یہ اک پیار ہی کا ہے سچا

سدا پیار سب سے کئے جاؤ عارف
بنا پیار کے زندگی کچھ نہیں ہے
جو نفرت میں دکھ ہے تو سکھ پیار میں ہے
ہے دوزخ یہیں اور جنت یہیں ہے

جو جینے کا کچھ لطف لینا ہے تو نے
تو دنیا میں تو پیار ہر شخص سے کر
اگر پیار سب سے کریگا تو عارف
سکھی تو رہے گا سدا زندگی بھر

نہیں انجان سچ مچ وہ انسان عارف
جو دنیا میں سب سے نہیں پیار کرتے
خدا آپ ہم کو سبق دے رہا ہے
کہ تم پیار کرتے رہو ہر بشر سے

نہیں کوئی لینے ہی والا جہاں میں
خدا پیار ہر دم لٹاتا ہے سب کو

خدائی کا گر شوق ہے تم کو عارف
تو تم بھی سخی بن کے اپنا سب کو لٹا دو
خدا پیار کرتا ہے نشکام سب سے
نہیں پیار اس سا تو ملتا کہیں پہ
اگر پیار آپس میں اس سا کریں ہم
تو جنت اتر آئے عارف زمیں پہ

گوسوامی تلسی داس نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ انسان کو بھگوان کا روپ سمجھتے ہوئے سب کے ساتھ پریم کرنا چاہئے۔ کیا پتہ ہے پھر ہم کب ملیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

تلسی اس سنسار میں سب سے ملئے دھائے
نہ جانے کس روپ میں نارائن مل جائے
تلسی اس سنسار میں بھانت بھانت کے لوگ
سب سے مل جل بیٹھئے ندی نام سنجوگ

اس لئے آپ کو دنیا میں پیار کی مات سے پریم کرنا چاہئے۔ جیسے ایک کوی نے کہا ہے۔

کسی دیش کے ہوں رہنے والے ہوں انساں
وہ سب بھائی بھائی ہیں میری نظر میں
بنا تو کبھی جیون کا آدرش عارف
نہ ہو غیر کوئی بھی تیری نظر میں
مٹا کر سبھی بھاؤ نفرت کا عارف
کرو پیار دنیا میں تم ہر بشر سے

سب انسان آپس میں ہیں بھائی بھائی
تم اپنے سے ہو کس لئے دُور کرتے
جو کرنا ہے خوش تو نے عالم خدا کو
تو کر تو سدا پیار بندوں کو اُس کے
خدا کو نہ کر پائیں خوش وہ کبھی بھی
جو بندوں سے اُس کے نہیں پیار کرتے.
مٹا دے تو سب وسوسے اپنے دل سے
خدا کو ہے پانا تو رستہ ہے سیدھا
دئے جا سدا پیار تو اُن کو عارف
نہیں اور کوئی بھی دنیا میں جن کا
اگر پیار تو چاہتا ہے خدا کا
تو پھرتا ہے کیوں در بدر مارا مارا
لگا لے انہیں اپنی چھاتی سے عارف
کسی اور کا ہو نہ جن کو سہارا

سداچار

پانچواں سادھن جس کے دوارا ہم جیون میں سکھ پا سکتے ہیں یہ ہے کہ ہم اپنے اخلاق - چال چلن یا سداچار کو ہمیشہ اونچا اٹھانے کی کوشش کریں - انگریزی میں ایک کہاوت ہے:-
"When wealth is lost, nothing is lost;

When health is lost, something is lost,
When character is lost, every thing is lost"

جس کے معنی یہ ہیں کہ "اگر دھن کا ناش ہو جائے تو کچھ نہیں
بگڑتا ہے کہ اگر صحت خراب ہو جائے تو تھوڑا سا نقصان ہو جاتا
ہے پر چال چلن بگڑ جائے تو سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔" اور یہ
بات ہے بھی سو فیصدی ٹھیک۔ دھن کا ناش ہو جائے تو آپ
محنت کر کے دوبارہ دھن کما سکتے ہیں۔ صحت خراب ہو جائے
تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ لیکن چال چلن ٹھیک نہ ہو تو دنیا
میں ہمیشہ آپ کی بدنامی ہو گی۔ اور ایک شریف آدمی کے لئے
بدنامی موت سے بھی ادھک بُری ہے۔ دیکھئے راون نے چاروں
وید اور شاستر پڑھے ہوئے تھے اور کٹھن تپ کر کے اس نے
یہ وردان پا لیا تھا کہ سوائے انسان اور بندر کے اسے کوئی
نہ مار سکے۔ اور اسی کارن اس نے سب دیوتاؤں کو اپنے بس
میں کیا ہوا تھا۔ پر جب اس نے بھگوان رام کی دھرم پتنی سیتا
جی کو اغوا کر کے اس کے ساتھ رنگ رلیاں منانے کی ٹھانی تو نہ
صرف اس کو اپنے جیون سے ہاتھ دھونے پڑے بلکہ آج تک
ہر سال دسہرے کے دن اس کا بت بنا کر جلایا جاتا ہے۔ یہی
حال راجہ بالی کا ہوا جس نے اپنے چھوٹے بھائی سگریو کو گھر
سے نکال کر اس کی بیوی کو اپنی رانی بنا لیا تھا۔

راون کے چھوٹے بھائی وبھیشن نے جو بہت ہی اچھے سبھاؤ
کا مالک تھا راون کو صاف کہہ دیا تھا۔

جو اپنی چاہو کلیانا سمتی سوکیش شبھ گتی سکھ ناتا
تو پر نادیکا للار گوسایں تجو چوتھ چندر کی نائیں

ارتھ - ہے سوامی - اگر آپ اپنا کلیان چاہتے ہیں - اور اچھی بدھی، نیک نامی اور سب پرکار کا سُکھ چاہتے ہیں تو پرائی استری کو چوتھ کے چندرما کی طرح تیاگ دو -

کام کرودھ اور لوبھ سب ناتھ نرک کے پنتھ
سب پری ہری رگھو ویرہہ بھجو کہیں سد گرنتھ

ارتھ - ہے سوامی - کام کرودھ اور لوبھ یہ سب نرک لیجانے والے ہیں - دھرم شاستر کہتے ہیں کہ اِن سب کو تیاگ کر بھگوان رام کے چرنوں کا بھجن کرنا چاہیئے -

اسی وشے میں کاگ بھشنڈی جی نے گرڑ جی سے کہا تھا -

جاکے ڈر سُر اسُر ڈراہیں نشی نہ نیند دن ان نہ کھاہیں
سو دش شیش سوان کی نیائی رات اُت چتے چلا کھر آیش
اِمی کُپتھ پگ دیت کھگیا رہے نہ تیج تن بدھی لولیا

ارتھ - جس کے ڈر سے دیوتا اور راکشس اتنا ڈرتے تھے کہ اُن کو رات کو نیند نہیں آتی تھی اور دن کو کھانا اچھا نہیں لگتا تھا - وہی راون کتے کی طرح اِدھر اُدھر تکتا ہوا چھل کرنے رسیا جی کا اپہرن کرنے) گیا تھا - ہے گرڑ جی - پاپ مارگ پر پاؤں رکھتے ہی تیج ناش ہو جاتا ہے - اور بدھی لیش ماتر بھی باقی نہیں رہتی -

بدچلن انسان کے دل میں ہمیشہ ڈر رہتا ہے کہ اُس کی کرتوت کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے - اور وہ کتے کی طرح سب سے ڈرتا ہے

جیسے کہ تلسی داس جی نے کہا ہے۔

تجے کامی لولپ جگ ماہیں — کٹل کاگ اِو سب ہی ڈراہیں

ارتھ۔ سنسار میں جو لوگ کامی اور لوبھی ہیں۔ وہ چالاک کوّے کی طرح سب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

ناتھ وِشے سم مد کچھ ناہیں — منی من موہ کرے چھن ماہیں

ارتھ۔ ہے ناتھ۔ وِشے بھوگ جیسا کوئی نشہ نہیں۔ یہ چھن بھر میں منی لوگوں کے دل میں بھی موہ بھر دیتا ہے۔

کامی پُرش کے من کو کبھی چین نہیں ملتا۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ دُکھی رہتا ہے۔ جب راجہ دشرتھ کو اُن کی رانی کیکئی نے کہا کہ رام جی کو بنباس دیکر اُس کے اپنے پُتر بھرت کو راج تلک دے دیا جائے۔ تو راجہ دشرتھ جو کیکئی سے بہت پیار کرتے تھے اور اُس کے بس میں تھے۔ بہت بے چین ہو گئے اور کچھ نہ بول سکے۔ اس بارے گوسائیں تلسی داس جی نے کہا ہے۔

سُرپتی بسہیں باہو بل جاکے — نرپتی رہیں سکل رُکھ تاکے
سو سُنی تیا رس گیو سکھائی — دیکھو کام پرتاپ بڑائی
شول کلش اسی انگ بہارے — تے رتی ناتھ سُمن سر مارے

ارتھ۔ جس کی بھُجاؤں کی شکتی سے دیوراج اندر کا راجیہ سُتھاپت تھا اور سنسار کے سب راجہ جس کے چہرے کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ وہ راجہ دشرتھ اپنی رانی کیکئی کے کرودھ کو دیکھ کر سہم گیا۔ دیکھو کام دیو کا پرتاپ کتنا زیادہ ہے۔ جو انسان تلوار اور ترشول کے وار کو سہہ سکتا تھا اس کو کام دیو نے پھولوں

کے بان سے مار گرایا۔

سداچار کا چھیلندریہ ہے کہ من وچن اور کرم سے ہم بُرے کرموں کو تیاگ دیں۔ جیسے کہ ایک انگریز مہاپُرش نے کہا ہے۔ "Speak no evil, hear no evil and see no evil" جس کا ارتھ یہی ہے کہ کسی کو نہ زبان سے بُرا کہو۔ نہ کانوں سے کسی کی بُرائی سُنو اور نہ آنکھوں سے کسی کی بُرائی دیکھو۔ مہاتما گاندھی نے بھی اپنی میز پر مٹی کے تین بندر رکھے ہوئے تھے جن میں ایک کی زبان نہ تھی۔ ایک کے کان نہ تھے۔ اور ایک کی آنکھیں نہ تھیں۔ جب ایک پترکار نے پُوچھا کہ اُنہوں نے وہ بندر میز پر کیوں رکھے ہوئے تھے۔ تو مہاتما گاندھی کا یہی جواب تھا۔ کہ یہ بندر ہم کو سبق دیتے ہیں کہ کسی کو بُرا مت کہو۔ کسی کی بُرائی مت سُنو۔ اور کسی کو بُری نظر سے نہ دیکھو۔ اس لئے ہمیں اپنا اخلاق ہمیشہ اُونچا رکھنا چاہیئے۔ اور ہر قسم کے وشے بھوگ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کچھ لوگ اپنی اندریوں کو وش میں کر لیتے ہیں پر من میں وشیوں کا چنتن کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ بات ٹھیک نہیں۔ اصل خوبی تو یہ ہے کہ ہم اپنے من سے ہی سب وشے بھوگوں کو تیاگ کر دیں۔ اس بارے میں شریمد بھگوت گیتا کے تیسرے ادھیائے کے چھٹے شلوک میں بھگوان کرشن نے فرمایا ہے۔

" جو مُورکھ لوگ اندریوں کو تو وش میں کر لیتے ہیں پر من میں اندریوں کے وشیوں کا چنتن کرتے رہتے ہیں۔ وہ پاکھنڈی

کہلاتے ہیں۔"

جو لوگ سداچار کو چھوڑ کر وِشے بھوگوں میں جیون گزار دیتے ہیں۔ اُن کو نہ اس جیون میں سکھ مل سکتا ہے نہ موت کے بعد مُکتی پراپت کر سکتے ہیں۔

وِشے بھوگ میں پُرش جو لین رہے دن رین
اُن کے من کو کس طرح آوے شانتی چین

سمرتی کے انوسار سداچار کا ایک اٹوٹ نسخہ یہ ہے کہ آپ دُوسروں سے وہی سلوک کریں جو آپ چاہتے ہیں۔ وہ آپ کیا تھ کریں۔ ایک انگریز دانا نے بھی کہا ہے: "Do to others as you wish to be done by" جس کا ارتھ وہی ہے جو اُوپر کہا گیا ہے۔

اس کے علاوہ سداچار بنانے کا ایک اور آسان ڈھنگ یہ ہے کہ آپ راج یوگ کے پہلے دو انگوں یم اور نیم کا ابھیاس کرنا شروع کر دیں۔ جو میں کھول کر پیچھے بتا چکا ہوں۔

اہنسا

سُکھی رہنے کا چھٹا سادھن یہ ہے کہ ہم اپنے جیون میں کسی پرانی کو کبھی اپنے من زبان یا شریر سے کبھی دُکھ نہ دیں۔ دُوسرے شبدوں میں جہاں تک ہو سکے ہم اہنسا کے راستے پر چلنے کی کوشش کریں۔ جیسے میں آپ کو بتا چکا ہوں راج یوگ کے پہلے انگ

"یم" کا اہنسا پہلا قدم ہے۔ جس سے اس کی مہتو کا اندازہ آپ
خود لگا سکتے ہیں۔ مہاتما بدھ نے تو کہا ہے "اہنسا پرمو دھرما"
یعنی اہنسا ہی پرم دھرم ہے۔ اور اہنسا کو سمست جیون کا آدرش
بتایا ہے۔ اسی طرح رام چرت مانس میں ذکر آتا ہے کہ جب گرڈ
جی نے کاگ بھشنڈی جی سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا دھرم
کیا ہے اور سب سے بڑا پاپ کیا ہے۔ تو کاگ بھشنڈی نے کہا تھا

پرم دھرم شرتی ودت اہنسا ۔ پر نندا سم اگھ نہ گریسا

ارتھات۔ ویدوں میں اہنسا کو سب سے اتم دھرم بتایا گیا
ہے اور ہے گروجی دوسروں کی نندا کرنے کے برابر کوئی پاپ نہیں۔
رام چرت مانس کے انوسار ایک بار بھگوان رام نے بھی بھرت
جی سے کہا تھا۔

پرہت سرس دھرم نہیں بھائی ۔ پر پیڑا سم نہیں ادھمائی
نرنے سکل پران وید کر ۔ کہیوں تات جانہی کوبد نر

ارتھ۔ ہے بھائی۔ دوسروں کا بھلا کرنے کے برابر کوئی دھرم
نہیں اور دوسروں کو کشٹ دینے کے برابر کوئی پاپ نہیں۔ ہے تات
تم کو سب پرانوں اور ویدوں کا فیصلہ بتلا رہا ہوں۔ گیانی لوگ
اس کو جانتے ہیں۔

سادھارن لوگوں کا خیال ہے کہ اہنسا کا یہی مطلب ہے
کہ ہم کسی کو مار پیٹ نہ کریں۔ یا کسی کو جان سے نہ ماریں۔ لیکن
ان کا یہ خیال غلط ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ کسی شخص کے بارے
من میں برا سوچنا یا کسی کو گالی دینا بھی اہنسا کے نیموں کے الٹ

ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم نہ کسی کے بارے بُرا سوچیں نہ کوئی ایسی بات کہیں جس سے کسی آدمی کے دل کو دُکھ پہنچے اور نہ کوئی ایسا کام کریں جس سے دوسروں کو ہانی پہنچے۔

خوشی کچھ تو کیسے ملے اس جہاں میں
اگر تو ستاتا ہے اوروں کو پل پل
بُرا سوچ مت تو کسی کا بھی عاقل
خوشی کا یہ آزمایا ہُوا حل

قدرت کا مانا ہُوا یہی نیم ہے جب تک ہم کسی جید کو دُکھ نہیں پہنچاتے وہ بھی ہم کو دُکھ نہیں دیتے۔ جہاں تک کہ جنگلی جانور بھی ہمیں کچھ نہیں کہتے جب تک کہ ہم اُن کو مارنے یا دُکھ دینے کی کوشش نہ کریں۔ جو سادھو بہاتما جنگلوں میں یا پربتوں پر رہتے ہیں اُن کو ریچھ، شیر، ہاتھی یا دوسرے جانور کچھ نہیں کہتے۔ اس کا کارن یہی ہے کہ مہاپرشوں کے من میں کسی جانور کے لئے دیبھاد نہیں ہوتا۔ اور وہ سب کو پریم کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے اگر ہم اہنسا کے نیم پر چلتے ہوئے کسی پرانی کو دُکھ نہیں پہنچاتے تو کوئی انسان تو کیا کوئی جانور بھی ہم کو دُکھ نہیں دے گا۔ اور ہمارا جیون سکھ پُوروک گذرے گا۔ مہاراج اشوک نے اہنسا کے راستے پر چل کر ہی سمراٹ کی پدوی پائی تھی۔ اور ہمارے راشٹرپتا مہاتما گاندھی نے ستیہ اور اہنسا کے نیموں پر چل کر ہی بھارت کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کروایا تھا

ایک کوی نے کہا ہے۔

ہے یہ قانون ہر بشر کے واسطے
مت کرے گا وہ کیا سوچا کیسے
سوچتے ہو کیا اُن کا کبھی
فائدہ بھی ہم سے ہوتے ہی رہے

پروپکار

جیون سُکھی بنانے کا ساتواں سادھن یہ ہے کہ ہم اپنا
اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ ہی نہ بھرتے رہیں بلکہ جہاں تک ہو
سکے دوسرے لوگوں کی بھلائی کے لئے بھی زیادہ سے زیادہ کوشش
کرتے رہیں۔ پروپکار کے کاموں میں لین رہنے سے ہمارے
من کو جو شانتی ملتی ہے اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں۔
جنہوں نے پروپکار کو اپنے جیون کا لکش بنا لیا ہوا ہو۔ مہاپرش
ہر وقت کیوں خوش رہتے ہیں؟ ان کی خوشی کا یہی کارن
ہے کہ وہ ہمیشہ پرانی ماتر کی بھلائی میں لین رہتے ہیں۔

سمجھتے ہیں دُنیا کو جو خاندان اِک
بھلا چاہتے ہیں جو دُنیا میں سب کا
کریں پیار دُنیا میں ہر شخص سے جو
اُنہیں اصل عارف ہے عالم سمجھتا

ایسے مہاپرش سب کو پرم پتا پرماتما کی اولاد سمجھتے ہیں اور
اُن میں خودی یا دُوئی بھاؤ کا نشان بھی نہیں ہوتا۔ اُن کے

سمجھتا ہے کہ چونکہ پرماتما کے لئے سب پیارے ایک سے ہیں اور وہ سب سے پیار کرتے ہیں۔ اس لئے ہم سب کو بھی ان کی اولاد ہوتے ہوئے آپس میں پریم کرنا چاہئے۔ اور ایک دوسرے کی بھلائی کرتے رہنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے پرماتما بہت خوش ہوتے ہیں۔ پوجا کا بھجن کرنے سے پرماتما اتنا خوش نہیں ہوتے جتنا خوش تب ہوتے ہیں جب اُن کے بندوں کی خدمت کی جائے۔ اس سلئے میں میں آپ کو ایک چھوٹی سی کہانی سُناتا ہوں۔ جو بہت دلچسپ ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم بلخ کے راجہ تھے۔ جو بادشاہ ہوتے ہوئے بھی فقیروں کا سا جیون گزارتے تھے اور اپنے آپ کو صحیح معنوں میں پرجا کا سیوک سمجھتے تھے۔ ایک دن آپ سوئے ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ راجیہ سنگھاسن پر بیٹھ کر کچھ لکھ رہا ہے۔ آپ نے اُس سے پوچھا "حضرت آپ کون ہیں اور یہاں کیا کر رہے ہیں۔" فرشتے نے جواب دیا "میں خدا کا بھیجا ہوا ایک فرشتہ ہوں۔ اور اُن لوگوں کی فہرست تیار کر رہا ہوں۔ جو خدا کو پیارے ہیں۔" بادشاہ نے پوچھا "میرا نام اُس فہرست میں ہے کہ نہیں۔" فرشتے نے اپنی بہی میں دیکھ کر جواب دیا "مجھے افسوس ہے کہ آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے۔" بادشاہ نے کہا "ٹھیک ہے۔ شاید میں خدا کی بندگی ٹھیک ڈھنگ سے نہ کر پایا ہوں۔ کرپا کر کے کیا آپ میرا نام اُن لوگوں کی فہرست میں لکھ سکتے ہیں جو خدا کے بندوں کی خدمت کرتے ہوں۔" اتنا کہتے ہی بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور وہ دن بھر گھبرائے سے رہے

رات کو وہی فرشتہ بادشاہ کو پھر سپنے میں ملا۔ اور کہنے لگا۔ "اے بادشاہ! تم بہت ہی خوش قسمت ہو۔ خدا کے بندوں کی خدمت کرنے والے کی فہرست میں تمہارا نام دیکھ کر خدا نے مجھے اسی وقت حکم دے دیا۔ کہ تمہارا نام اس فہرست میں سب سے اوپر لکھا جائے۔ جس میں اُن لوگوں کے نام دئے گئے ہیں جو خدا کو پیارے ہیں۔"

ایک کوی نے بھی سچ ہی کہا ہے۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں۔ بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

اسی سلسلے میں گوسائیں تلسی داس جی نے بھی رام چرت مانس میں فرمایا ہے۔

پرہت لاگی تجے جو دیہی سنتت سنت پرشنسہی تیہی

ارتھ۔ جو لوگ دوسروں کی بھلائی کے لئے پران دیتے ہیں۔ سنت پُرش ہمیشہ اُن کی تعریف کرتے رہتے ہیں۔

پرہت بسے جن کے من ماہیں تن کو جگ درلبھ کچھو ناہیں

ارتھ۔ جن کے من میں دوسروں کی بھلائی کا خیال گھر کر چکا ہو۔ اُن کے لئے اس سنسار میں کچھ درلبھ نہیں۔

اسی طرح اردو کے ایک شاعر نے پرُوپکار کی ان شبدوں میں تعریف کی ہے۔

دوسروں کے واسطے مرتے ہیں جو وہ ہیں امر
اور جیتے جی ہیں مُردہ پیٹ جو اپنا بھریں

ہمارے شریر کے کسی انگ کو تکلیف ہو تو ہم فوراً دکھ

محسوس کرنے لگتے ہیں - اسی طرح اگر ہم سب پرانی بات کو اس دنیا کا شریر سمجھ لیں تو کبھی ایک شخص کو تکلیف ہونے پر سب کو اس کا انوبھو ہونا چاہئے - آپ کے دل میں ہمیشہ یہ وشواس ہونا چاہئے کہ سب کے بھلے میں آپ کی بھلائی بھی موجود ہوگی - اگر ساری دنیا میں سکھ کا راج ہوگا تو قدرتی طور پر آپ کو بھی سکھ ملے گا -

ہیں بھگوان کا انش ہم سب ہی عارف
بھلا کر تو دنیا میں ہر شخص کا ہی
مٹا کر دوئی بھاؤ دل سے یقیں کر
کہ سب کے بھلے میں ہے تیرا بھلا بھی

میں تو سمجھتا ہوں کہ اس طرح کا بھاؤ ہم سب کے دل میں پیدا ہو جائے تو ہم اس پرتھوی کو سورگ میں بدل سکتے ہیں اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ہم سب پرماتما کا ہی انش ہیں اور اگیان کے کارن دوئی بھاؤ اور خودی میں ڈوبے رہتے ہیں - جس پرش نے خودی کو دل سے مٹا دیا ہے وہ سچ مچ بھگوان کا روپ ہے - جیسے کہ کوی نے کہا ہے -

دوئی بھاؤ ہرگز نہیں جن کے دل میں
سمجھتے ہیں جو روپ سب کو خدا کا
خودی سب مٹا دی ہے دل سے جنہوں نے
ہیں اُن کو تو عارف خدا ہوں سمجھتا

جو لوگ دوسروں کی بھلائی کرتے رہتے ہیں - اُن سے کسی شخص

کو بھی دشمنی نہیں ہو سکتی۔ انسان کی تو بات ہی کیا ہے جانور
بھی بھلائی کرنے والوں سے پیار کرنے لگتے ہیں۔ اور اُن کو کبھی
نقصان نہیں پہنچاتے۔ گھوڑے۔ کتے اور اُونٹ وغیرہ کے بارے
تو آپ نے سُنا ہی ہو گا۔ کہ وہ اپنے مالک کے تئیں حد سے زیادہ
وفادار ہوتے ہیں۔ اور اُن پر کبھی حملہ نہیں کرتے۔ پر آج میں آپ
کو ایک جنگلی شیر کی کہانی سُناتا ہوں۔ جس کو سُنکر آپ دنگ رہ
جائیں گے۔ پچھلے زمانے میں جب کہ انسان کو ایک غلام کی طرح خرید
بھی لیا جاتا تھا ایک غلام اپنے مالک کے گھر سے چوری بھاگ گیا
کچھ دنوں کے بعد جب وہ پکڑا گیا تو اُس کو حاکم نے یہ دنڈ دیا۔
کہ اُس کو جنگلی شیر کے آگے ڈال کر مروا دیا جائے۔ چنانچہ ایک
لمبا چوڑا احاطہ تیار کیا گیا۔ جس کے چاروں طرف لوہے کا جنگلہ
تھا اور اُس غلام کو اِس احاطے میں بٹھا کر ایک جنگلی شیر کو اُس
کے اندر چھوڑ دیا گیا۔ شیر دھاڑتا ہوا غلام کی طرف لپکا۔ مگر
اُس کے پاس جا کر ایک دم رُک گیا اور دُم ہلا کر اُس سے پیار
کرنے لگا۔ جب کافی دیر تک شیر اسی طرح کھڑا رہا تو حاکم نے غلام
کو باہر بُلا کر پوچھا۔ "تم نے شیر پر کیا جادو کر دیا ہے"۔ غلام
نے جواب دیا۔ "حضور میں کوئی جادو نہیں جانتا۔ اصل بات
یہ ہے کہ جس دن میں اپنے مالک کے گھر سے بھاگا تھا میں نے
دیکھا کہ جنگل میں ایک شیر درد سے پڑا کراہ رہا ہے۔ غور سے
دیکھنے پر پتہ لگا کہ اُس شیر کے پاؤں میں ایک لمبا سا کانٹا لگا ہوا ہے
جس کی وجہ سے وہ درد محسوس کر رہا ہے۔ میں نے حوصلہ کر کے وہ

کانٹا نکال دیا اور شیر اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں سوچ ہی رہا تھا
کہ شیر مجھ کو کب کھاتا ہے۔ کہ اتنے میں شیر دُم ہلاتا ہوا چپ
چاپ ایک طرف کو چل دیا۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ یہ
وہی شیر ہے جس کے پاؤں سے میں نے کانٹا نکالا تھا۔ معلوم
ہوتا ہے کہ اُس نے بھی مجھے پہچان لیا ہے۔ اور اُس بھلائی کے
کارن مجھ پر حملہ نہیں کیا۔" حاکم یہ بات سُنکر خوش ہو گیا۔
اور اُس نے غلام کو آزاد کر دیا۔

اب میں آپ کا دھیان بھگوت گیتا کے کچھ چُنے ہوئے شلوکوں
کی طرف دلاتا ہوں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ بھگوان کرشن کی
رائے میں سچی خوشی اور سچی زندگی اس بارے میں ہے کہ ہم کسی
خاص مذہب کسی خاص راشٹر یا کسی خاص برادری سے ہی سمبندھ
نہ رکھیں بلکہ سب پرانی ماتر کی بھلائی کو جیون کا آدرش بنائیں۔

ادھیائے 3۔ شلوک 25۔ جس طرح کرموں کے پھل میں
پھنسے ہوئے بے سمجھ لوگ کرم کرتے رہتے ہیں۔ کرموں کے پھل کا تیاگ
کر کے اور پرانی ماتر کی بھلائی چاہتے ہوئے اسی طرح کرم کرتے رہنا چاہئیے

ادھیائے 5 شلوک 25۔ جن کے سب پاپ نشٹ ہو چکے ہیں
جن کے من میں کسی پرکار کا شک نہیں اور جنہوں نے یوگ کے
ابھیاس دوارا آتما کو بس میں کیا ہوا ہے۔ سب جیووں کی بھلائی
میں لگے ہوئے وہ لوگ برہم کا درجہ پا کر موکش کو پراپت کرتے ہیں

ادھیائے 5 شلوک 29۔ اس طرح مجھ کو سب یگیہ اور
تپ کے بھوگنے والا سب کا [illegible]ی اور سب پرانی ماتر کا ہتکاری

متر سمجھتے ہوئے وہ یوگی شانتی پالیتا ہے۔

ادھیائے 6 شلوک 2۔ ہے ارجن! جو یوگی سب جیووں کو اپنے آتما کی طرح سمان بھاو سے دیکھتا ہے۔ اور سُکھ دُکھ کو ایک سا سمجھتا ہے۔ اُس کو سب سے اُتم یوگی کہا گیا ہے۔

ادھیائے 12۔ شلوک 3۔4۔ جو پُرش اپنی اندریوں کو اچھی طرح بس میں کر کے اُس نرا کار برہم کی پوجا کرتے ہیں جو من وبدھی سے پرے ہیں۔ سدا ایک رس رہتا ہے۔ ابناشی ہے اور کبھی چلائمان نہیں ہوتا۔ سب کی بھلائی میں لگے ہوئے سب کو ایک سا سمجھتے ہوئے وہ لوگ مجھ کو ہی پا لیتے ہیں۔

ادھیائے 6۔ شلوک 2۔ کسی کو دُکھ نہ دینا۔ سدا سچ بولنا کرودھ نہ کرنا۔ من کی شانتی۔ کسی کی نندا نہ کرنا۔ سب جیووں پہ دیا کرنا اور لوبھ نہ کرنا۔ یہ سب گُن اُس پُرش کے ہیں جو دیوتاؤں جیسا سبھاو پا چکا ہو۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پرانی ماتر کی بھلائی کرنے سے نہ صرف ہم کو شانتی ملے گی۔ بلکہ بھگوان بھی ہم سے خوش رہیں گے۔ اس لئے ہم کو اپنے جیون میں پرانی ماتر کی سیوا کا ابھیاس کرنا چاہیئے۔ ایک کوی نے کہا ہے۔

اگر شانتی من کی تو چاہتا ہے
تو عادت کئے جا بھلا کیو تو سب کا
بھلا کر دیتے ہیں جو بندوں کا اُس کے
خوش ان پہ سدا کیو خدا بھی ہے رہتا

دوسروں کا بھلا کرنا ہے نہ صرف ہمارے من کو شانتی ملتی ہے بلکہ بھگوان بھی ہم پہ خوش رہتے ہیں۔ اگر ہم سب ایک ہی بھگوان کی سنتان ہیں۔ تو ہم سب آپس میں بھائی بہن ہوئے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہمیں ایک دوسرے کا بھلا کرتے رہنا چاہیے انسانیت اسی کو کہتے ہیں۔

دُوئی بھاو سب اپنے دل سے بھلا کر
بھلا کر رہے ہیں جو دُنیا میں سب کا
نہیں بھید مذہب کا کچھ جن کے دل میں
میں اُن کو ہی عادت ہوں انسان کہتا

ہیں اولاد ہم سب اگر ایک مالک کی
تو رشتے میں ہم سب ہوئے بھائی بھائی
یہ لازم ہے پھر اس لئے تجھ کو عادت
کئے جا تو دُنیا میں سب کی بھلائی

جہاں سب کو گھر ایک عادت سمجھ کر
رہو پیار سے اس میں مل جل کے سب سے
بھلا سب کئے جاؤ دُنیا میں سب کا
اور آؤ سدا کام اک دوسرے کے
غریبوں کی خدمت کئے جا تو عادت
یہی اصل میں بندگی ہے خدا کی
رہے پیٹ اپنے کی ہی فکر جن کو
خدا اُن پہ ہوتا نہیں خوش کبھی بھی

تیرا فرض بنتا ہے انسان ہو کر
کہ دنیا میں خدمت تو ہر شخص کی کر
نہیں کام آتا جو تو دوسروں کے
تو لعنت ہے عارف تیری زندگی پہ

خوشی سے سدا کام اوروں کے آنا
خدا کی عبادت کی یہ انتہا ہے
کیے جا بھلا سب کا دنیا میں عارف
کہ سب کے بھلے میں تیرا بھی بھلا ہے

بھلا کر رہا ہے جو سب کا ہی عارف
دُوئی کا بھاؤ جس کا سبھی مٹ گیا ہے
خودی کو سب مٹا کر جو دے پیار سب کو
خدا کی قسم آدمی وہ خدا ہے

دو باتیں بہت کام کی ہیں یہ عارف
دل اپنے کی تختی پہ لکھ لو انہیں تم
بھلا تم کئے جاؤ دنیا میں سب کا
اور ایشور کا تو نام ہر پل لو ہی تم

خوشی کی تمنا ہے گر تیرے دل میں
کیے جا تو دنیا میں سب کی بھلائی
ہے بھگوان گر باپ ہم سب کا عارف
تو رشتہ میں ہم سب ہیں پھر بہن بھائی

ست سنگ

جیون کو سُکھی بنانے کا آٹھواں سادھن ست سنگ یعنی اچھی صحبت۔ ست سنگ کے بارے میں میں اپنے وچار آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ مگر اُس کا سمبندھ زیادہ تر آتما کے ست سنگ سے تھا۔ اگر آپ اُس قسم کے ست سنگ پر عمل کر سکیں تو بات ہی کیا ہے لیکن جس ست سنگ کا ذکر میں آج کرنے لگا ہوں اُس کا مطلب یہی ہے کہ آپ اپنے کاروبار اور عام رہن سہن کے سلسلے میں بھی ہمیشہ اچھے اور ترقی پسند لوگوں کی سنگت میں رہنے کی کوشش کریں۔ سنگت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ رام چرت مانس میں کہا گیا ہے۔

دھوم تجے سہج کرواہی　　اگر پرسنگ سگندھ بساہی

ارتھ۔ دھواں۔ اگر بتی کا سنگ پا کر اپنا قدرتی کڑواپن چھوڑ دیتا ہے۔ اور خوشبو دینے لگتا ہے۔

گرہ بھیشج جل پَون پٹ پائے جوگ کجوگ

ہوہیں کوستو سوستو جگ لکھہیں سُلکچھن لوگ

ارتھ۔ گرہ جڑی بوٹیاں جل اگنی ہوا اور کپڑے یہ سب ہی اچھی سنگت پا کر اچھے بن جاتے ہیں اور بُری سنگت پا کر بُرے۔ سمجھدار لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

نانک سنگت سنگتی　　لاہو　　لوک ہو وید ودت سب کاہو

گگن چڑھے رج پَون پرسنگا　　کیچہی ملے نیچ جل سنگا

سادھو اسادھو سنگ شکساری — میرے رام دیھیں گن گا تھا

ارتھ - لوک اور وید میں بتایا گیا ہے اور سب لوگ یہی جانتے ہیں کہ بُری سنگت سے ہانی ہوتی ہے - اور اچھی سنگت سے لابھ - ہوا کے ساتھ ملکر دھول آکاش پہ چلی جاتی ہے - اور نیچے کی طرف بہنے والے جل کے ساتھ ملکر کیچڑ بن جاتی ہے - شریشٹھ پُرشوں کے گھر کے طوطے اور مینا رام رام جپتے ہیں اور دُشٹ پُرشوں کے گھر والے طوطے اور مینا گن گن کر گالیاں دیتے ہیں -

دھوم کُسنگتی کالکھ ہوئی — لکھئے پُران منجو مسی سوئی
سوئی جل انل انل سنگھاتا — ہوئی جلد جگ جیون داتا

ارتھ - دھُوآں بُری سنگت پاکر کاجل بن جاتا ہے - جس سے پُران جیسے گرنتھ لکھے جاتے ہیں - اور وہی دھُوآں جل اگنی اور ہوا کے میل سے بادل بن کر سنسار کا جیون داتا بن جاتا ہے -

نہیں دلِدر سم دُکھ جگ ماہیں — سنت ملن سم سُکھ کچھو ناہیں

ارتھ - دُنیا میں غریبی جیسا کوئی دُکھ نہیں ہے اور مہاپُرشوں کی سنگت جیسا کوئی سُکھ نہیں -

اسی طرح فارسی کے ایک شاعر نے کہا ہے -

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ارتھ - سب جانور اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُڑتے رہتے ہیں - جیسے کبوتر، کبوتروں کے ساتھ اور باز بازوں کے ساتھ اُڑتے ہیں اگر بے جان چیزوں اور جانوروں پر سنگت کا اثر اِتنا گہرا

گیا ہے۔ تو انسان پر تو اس کا کہیں زیادہ اثر ہونا چاہیے۔ کیونکہ انسان کو ایک Social Animal یعنی سماجک جانور کہا گیا ہے۔ ہر ایک آدمی کے گنوں یا برائیوں کا پتہ اس کی سنگت سے لگ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنا میل جول اور ویوہار اچھے اور کامیاب لوگوں کے ساتھ رکھتے ہیں۔ وہ اپنے جیون میں ہمیشہ ترقی کرتے ہیں۔ اور سدا سکھی رہتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ سوارتھی اور کمینے لوگوں کی سنگت میں رہتے ہیں وہ ان کی طرح سوارتھی اور نیچ بن جاتے ہیں سائنسدان تو اب کہنے لگے ہیں کہ جب دو انسان آپس میں ہاتھ ملاتے ہیں تو بجلی کی ایک دھارا پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ان دونوں میں جو انسان زیادہ اچھا ہو گا اس کی اچھائی اور جو زیادہ برا ہو گا اس کی برائی دوسرے انسان کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم کو چاہیے کہ اگر ہم اپنے جیون میں سکھ پانا چاہتے ہیں تو ہمیشہ اچھے لوگوں کی سنگت میں رہنے کی کوشش کریں۔ جو اچھے ہونے کے علاوہ اپنے جیون میں سپھل اور سکھی ہوں۔

نیک صحبت سے تو بن جاتے ہیں برے بھی اچھے
جس طرح لوہا بھی سنگ کا چھو کے تر جاتا ہے

ست سنگ کی مہما اپار ہے۔ کہتے ہیں ایک بار برہما رشی وشوامتر اور مہرشی وشسٹھ اکٹھے بیٹھے تھے۔ بات بات میں وشوامتر نے کہا کہ تپ میں بہت شکتی ہے۔ اور وشسٹھ نے جواب دیا کہ ست سنگ جیسی اور کوئی چیز نہیں۔ جب وہ دونوں کسی بات پر متفق نہ ہو سکے تو اس کا فیصلہ کروانے کے لئے وہ شیش ناگ کے پاس چلے گئے

شیش ناگ نے کہا آپ میں سے کوئی ایک کچھ دیر کے لئے پرتھوی کا بھار اُٹھائیں تو میں آپ کو اپنا فیصلہ بتا دوں گا۔ وشوامتر نے اپنے سو سال کے تپ کا پھل دیکر پرتھوی کو اُٹھانا چاہا۔ پر وہ سپھل نہ ہُوا۔ پھر اُس نے اپنی ساری عمر کے تپ کا پھل دے دیا۔ پر پھر بھی پرتھوی کا بھار نہ اُٹھا سکا۔ اُس کے بعد وشِشٹ نے صرف ایک گھڑی کے ست سنگ کا پھل داؤ پر لگا دیا تو وہ پرتھوی کا بھار اُٹھانے میں کامیاب ہو گیا۔ جب دونوں نے شیش ناگ سے اُس کا فیصلہ پُوچھا تو اُس نے جواب دیا " اب میرے فیصلہ کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے خود دیکھ لیا ہے کہ ست سنگ میں کتنی شکتی ہے "

اہنکار کا تیاگ

لواں سادھن جس سے ہم اپنے جیون میں سُکھ پا سکتے ہیں یہ ہے کہ ہم اہنکار کرنا بالکل چھوڑ دیں۔ اہنکار کو اردو میں خودی اور انگریزی میں Ego کہتے ہیں۔ اس دُنیا میں یہ اہنکار دُکھ کا سب سے بڑا کارن ہے۔ اگر ہم غور سے سوچیں تو پتہ چل جائے گا کہ کیونکہ ہم سب ایک ہی پرماتما کی اولاد ہیں۔ اس لئے ہم سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پرماتما ہی ہم کو جنم دیتا ہے۔ وہی سب کا پالن پوشن کرتا ہے۔ اور پھر وہی ہماری موت کا کارن بن جاتا ہے۔ ہمارے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ پرماتما کی مرضی کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ ہم جہالت یا اگیان کے کارن ہی

یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دھن میں نے کمایا ہے۔ دان میں دے رہا ہوں یگیہ میں کر رہا ہوں اور اہنکار کے کارن اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھنے لگتے ہیں۔ اس دنیا میں کسی کو دھن کا اہنکار ہے۔ کسی کو طاقت کا۔ کسی کو جوانی کا۔ کسی کو حسن کا اور کسی کو حکومت کا۔ لیکن اہنکار ہمیشہ دکھ دیتا ہے۔ انگریزی میں محاورہ آتا ہے۔ "Pride goeth before a fall" جس کا ارتھ یہ ہے کہ ابھیمان کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ اہنکار کے کارن ہی ہم دوسرے لوگوں کو اپنے سے نیچا سمجھنے لگتے ہیں اور اُن کو اپنا پیار یا ہمدردی نہیں دیتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی ہم کو اپنا پیار نہیں دیتے۔ آپ ہی سوچئے کہ پیار کے بنا یہ جیون کیا ہے؟ پیار کے بغیر سکھ اور شانتی کبھی نہیں مل سکتی۔

اس لئے ہمیں اہنکار (خودی) کو جو پیار کو جڑ سے کاٹ دیتا ہے۔ اپنے من میں کبھی نہیں آنے دینا چاہیئے۔

خودی میں سدا مست رہتا تھا میں جب
نہ مجھ کو دیا پیار عارف کسی نے
یہ جب میں سمجھنے لگا سب کو اپنا
مجھے پیار ملنے لگا ہر طرف سے

ایک کوی نے تو کہا ہے۔

گر خودی انسان میں نہ ہو تو وہ بھگوان ہے
گر خودی آ جائے اُس میں تو عدم انسان ہے

اس لئے۔

ہو جہاں تک سب خودی تو اپنے دل سے دے مٹا
گر خودی تو دست کھلا تو پھر تو عارف ہے کھڑا

گوسائیں تلسی داس جی نے بھی اہنکار کے بارے میں کہا ہے۔

دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھیمان
تلسی دیا نہ چھوڑیئے جب تک گھٹ میں پران

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہنکار ہم کو نرک میں گرا دیتا ہے۔
اسی سلسلے میں ایک اور کوی نے کہا ہے۔

لینے کو ہری نام ہے دینے کو ان دان
تارن کو آدھینتا ڈوبن کو ابھیمان

ارتھ۔ لینے کو ہری کا نام جیسی کوئی چیز نہیں اور ان دان جیسا کوئی دان نہیں۔ جو لوگ اہنکار نہیں کرتے وہ بھوساگر کو پار کر جاتے ہیں۔ اور جو اہنکار کرتے ہیں وہ ڈوب جاتے ہیں۔
دنیا میں اسی انسان کی عزت ہوتی ہے جس کے دل سے خودی مٹ چکی ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا اچھا کہا ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر تو مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

مہاپرش کبھی اہنکار نہیں کرتے۔ ان کو اس بات کا پورن گیان ہوتا ہے کہ انسان تو بھگوان کے ہاتھ میں صرف کٹھ پتلی ہے۔ ان کو جوں جوں اس بات کا انوبھو ہوتا جاتا ہے وہ اور نمر سبھاؤ والے ہوتے جاتے ہیں۔ اور اپنے اپمان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوسروں کو مان دینے لگتے ہیں۔ جس طرح پھل لگنے پر برکش نیچے

کو جھک جاتے ہیں۔ اُسی طرح اچھے لوگ دولت پاکر نمرتا سے سب کے آگے جھکتے رہتے ہیں۔ اور کبھی اکڑ کر نہیں چلتے۔ گوسائیں تلسی داس نے ٹھیک کہا ہے۔

بھُونے جھکے مٹپ سب رہے بھوُمی نیرائے
پر اُپکاری پُرش جمی ہنس سمپتی پائے

ارتھ۔ پھل لگنے پر جیسے برکش جھک کر پرتھوی کے نزدیک آجاتے ہیں ویسے ہی دوسروں کا کلیان چاہنے والے لوگ دھن دولت پاکر نمرتا سے جھک جاتے ہیں۔

دُنیا میں ہمیشہ اُن لوگوں کو ہی مان ملتا ہے جو اہنکار نہیں کرتے۔ مہاتما گاندھی اپنے آپ کو جنتا جناردن کا داس سمجھتے تھے اور اگرچہ انگریزی سرکار نے اُن سے ڈر کر بھارت کو آزاد کر دیا تھا اُن کے دل میں کبھی اہنکار نہیں ہوا کہ بھارت کو آزادی اُن کے کارن ملی۔ یہی وجہ ہے کہ سب بھارت واسی اُن کو اب تک مان سے یاد کرتے ہیں۔ اور ساری دُنیا اُن کی عزت کرتی ہے۔ اس کے برعکس راجہ ہرنیہ کشپ کو اہنکار تھا کہ وہ خود بھگوان ہے اور وہ کسی کو بھگوان کا نام نہ لینے دیتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کا اپنا بیٹا پرہلاد بھگوان کا نام لینے لگا۔ اور جب ہرنیہ کشپ نے اُس کو جان سے مارنے کی کوشش کی۔ تو بھگوان نے نرسنگھ کا رُوپ دھارن کر کے ہرنیہ کشپ کو ہمیشہ کے لیئے ختم کر دیا۔ اس لیے ہمیں اپنے جیون کا کبھی اہنکار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اُس کو پرماتما کی دین ہی سمجھنا چاہیئے۔ ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

اکڑ کر جو تُو چل رہا ہے جہاں میں
ہر ہے یہ سب تجھ پہ بھگوان کی ہی
تیرا جسم رہ جائے مٹی ہی عارف
اگر سانس کو روک دے وہ ذرا بھی

بھگوان اُس شخص کو کبھی بھی پسند نہیں کرتے۔ جن کے من میں اہنکار کی آگ سُلگ رہی ہو۔ اس لئے وہ اپنے بھگت کے من میں اہنکار آنے ہی نہیں دیتے۔ اِس سلسلے میں ایک چھوٹی سی کہانی مجھے ابھی یاد آ گئی ہے۔ سُنیئے۔

کہتے ہیں ایک بار دیورشی نارد جی کی ایسی سمادھی لگ گئی کہ اپنی ساری کوشش کے بعد بھی کام دیو اُس کو بھنگ نہ کر سکا اور نارد جی کے من میں اہنکار پیدا ہو گیا۔ کہ اُنہوں نے کام دیو کو بھی جیت لیا ہے۔ اُنہوں نے شِو جی مہاراج کے پاس جا کر شیخی ماری تو شِو جی مہاراج نے کہا۔ "نارد جی، اِس بات کا ذکر بھگوان وِشنو جی کے پاس مت کرنا۔" لیکن نارد جی نہ رُک سکے۔ اور اُنہوں نے بھگوان وِشنو کے پاس جا کر بڑے ابھیمان سے سارا قِصّہ سُنا دیا۔ نارد جی کا اہنکار دُور کرنے کے لئے بھگوان وِشنو نے ایسی مایا پھیلائی کہ نارد جی گھومتے ہوئے ایک شہر میں جا نکلے۔ جہاں ایک راجکماری وِشو موہنی کا سوئمبر ہو رہا تھا۔ راجہ نے اپنی بیٹی کا ہاتھ نارد جی کو دکھایا تو اُنہوں نے دیکھا کہ اُس راجکماری کا وواہ جس ویکتی کے ساتھ ہوگا وہ امر ہو جائے گا۔ چنانچہ اُن کے من میں لالچ سما گیا کہ ہو نہ ہو وہ راجکماری سوئمبر میں اُن کو اپنا پتی چُن لے۔ نارد جی نے

بھگوان وشنو کو یاد کر کے بلایا اور اُن سے کہا کہ اگر وہ ایک دن کے
لئے نارد جی کو اپنے جیسا خوبصورت چہرہ دے دیں تو اُن کی بڑی کرپا
ہو گی۔ بھگوان وشنو یہ کہکر واپس چلے گئے کہ وہ وہی کریں گے
جس میں نارد جی کا بھلا ہو گا۔ دُوسرے دن سوئمبر تھا۔ نارد جی
خوب اکڑ کر بیٹھ گئے۔ لیکن راجکماری نے جے مالا کسی اور شخص
کے گلے میں ڈال دی۔ نارد جی کو بعد میں پتہ لگا کہ بھگوان وشنو
خوبصورت چہرے کی بجائے اُن کو بندر کا چہرہ دے گئے تھے۔
اور انہوں نے غصے میں آ کر بھگوان جی کو شاپ دے دیا کہ اُنکو
بھی استری کا ویوگ سہنا پڑے اور بندروں کی سہایتا لینی پڑے۔
لیکن جب بھگوان وشنو نے اپنی مایا واپس لے لی تو نارد جی کو اپنی
مُورکھتا پر بہت شرمندہ ہونا پڑا۔ اُن کے پُوچھنے پر بھگوان وشنو
نے نارد جی کو بتایا کہ کیونکہ نارد جی کے من میں اہنکار ہو گیا تھا
کہ وہ کام دیو پر فتح پا چکے ہیں اُنہوں نے وہ سب مایا اُس اہنکار
کو دُور کرنے کے لئے رچی تھی۔ یہ جان کر نارد جی بہت خوش
ہوئے اور بھگوان وشنو کے چرنوں میں گر کر معافی مانگنے لگے۔

بھگوان کا بھگت کبھی کرتا پن کا اہنکار نہیں کرتا۔ اُس
کے من میں پوُرن وشواس ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے بھگوان
کی پریرنا سے ہو رہا ہے۔ وہ آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ تو صاف
شبدوں میں سب کو بتاتا ہے۔

کسی کو تو ہے ناز قسمت پہ اپنی
کوئی اپنی محنت کا دم بھر رہا ہے

یہ میں صاف تجھ کو بتاتا ہوں عارف
میرے کام تو سب ٹھگ کرتا ہے

دنیا میں اصلی مہاپرش وہی ہے جس کے من میں اہنکار بالکل نہ ہو۔ ہمارے شاستروں میں ذکر آتا ہے کہ ایک بار سب رشی منی اور سدھ لوگ یہ فیصلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے کہ وشنو جی برہما جی اور شو جی ان تینوں میں سب سے بڑا کون ہے۔ کافی لمبی چوڑی بحث کے بعد ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ ان تینوں میں سے جسے اہنکار نہ ہو وہی سب سے بڑا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھنے کے لئے کہ ان تینوں میں سے کونسا دیوتا سب سے نرم سمبھاؤ والا اور اہنکار رہت ہے مہرشی بھرگو کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ جنہوں نے جوتش کا مشہور گرنتھ "بھرگو سنگیتا" لکھا ہوا ہے۔ مہرشی بھرگو سب سے پہلے برہما جی کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے "اے بوڑھے تمہاری بدھی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ سانپ بچھو اور دوسرے زہریلے جانور کس لئے پیدا کر رہے ہو؟" یہ سنکر برہما جی کو کرودھ آ گیا۔ اور انہوں نے کہا "بھرگو جی۔ تم برہمن ہو۔ اس لئے میں کشما کرتا ہوں۔ اگر کچھ اور کہا تو ابھی شاپ دے دوں گا۔"
اس کے بعد بھرگو جی کیلاش پربت پر شو جی کے پاس گئے اور بولے "دیکھو تو سہی۔ کس طرح بگلا بھگت بن کر بیٹھا ہے۔ جیسے کچھ کیا ہی نہیں اور سب کی جان لینے پر تلا ہوا ہے۔" شو جی غصے میں آ کر کہنے لگے۔ "ارے برہمن! بھاگ جاؤ یہاں سے۔ میں برہمن ہونے کے کارن تجھ کو معاف کرتا ہوں۔ نہیں تو تیسری آنکھ

کھول کر مجھے ابھی بھسم کر دیتا۔" یہ سُنکر بھرگو جی کشیر ساگر میں بھگوان وشنو جی کو ملنے گئے تو وہ آرام کر رہے تھے۔ بھرگو جی نے اُن کی چھاتی پر لات سے ٹھوکر مار کر کہا " ارے مورکھ برہمن تیرے گھر پر آیا ہے اور تو سو رہا ہے۔ اُٹھ اور برہمن کا ستکار کر۔" بھگوان اٹھ کر بھرگو جی کے پاؤں دبانے لگے اور کہنے لگے " بھرگو جی مجھے معاف کرنا میں سو رہا تھا۔ میرا جسم تو بجر کا ہے۔ ٹھوکر مارنے سے آپ کے پاؤں کو چوٹ تو نہیں آئی؟" یہ دیکھ کر بھرگو جی بہت خوش ہو گئے۔ اور انہوں نے واپس جاکر اپنی رپورٹ سب رشی اور منی لوگوں کو دی۔ تو اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ بھگوان وشنو سب سے بڑے ہیں۔ کیونکہ اُن میں اہنکار نام کو نہیں۔

اس کہانی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خودی یا اہنکار ہی انسان کی سب سے بڑی بُرائی ہے۔ ایک مہاپُرش نے کہا ہے کہ انسان میں سے خودی کو نکال دیا جائے تو وہ بھگوان بن جاتا ہے۔ اور بھگوان میں خودی آ جائے تو وہ انسان بن جاتا ہے۔ شری مد بھگوت گیتا کے اٹھارھویں ادھیائے کے ستارھویں شلوک میں بھگوان کرشن نے بھی صاف شبدوں میں کہا ہے کہ جو پُرش یہ اہنکار نہیں کرتا کہ سب کام وہ خود کر رہا ہے۔ وہ سب لوگوں کو نشٹ کرنے پر بھی کوئی پاپ نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کسی بندھن میں پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک کوی نے بھی کہا ہے۔

خدا پر ہو پختہ یقین جس کو عارف
رضا میں خدا کی سدا خوش رہے جو

خودی جس کے دل سے سبھی مٹ چکی ہے
نہ بندھن ہو پھر کرم سے پھل کا اُس کو

دُنیا میں کچھ لوگ آپ کو ایسے ملیں گے جو جب دان دیتے ہیں، یگیہ کرتے ہیں یا جنتا کی بھلائی کا کوئی اور کام کرتے ہیں تو اُن کے دل میں اہنکار پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ اُنہوں نے وہ کام دوسروں کی بھلائی کے لئے کیا ہے۔ پر میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا اہنکار کرنا اُن کی بھول ہے۔ کیونکہ اس میں اُن کا سوارتھ پایا جاتا ہے۔ آپ پوچھ سکتے ہیں کہ ایسے کاموں میں سوارتھ کیا ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سوارتھ بھی دو روپ کا ہوتا ہے۔ پہلے قسم کا سوارتھ وہ ہے جس میں ہم کوئی کام کرتے ہی نہیں جب تک ہم کو اُس کے خاص پھل کا وشواس نہ ہو۔ مثال کے طور پر ہم کسی کالج کو دان دیتے ہیں پر ساتھ ہی شرط لگاتے ہیں کہ ہم کو کالج کی پربندھک کمیٹی کا ممبر بنالیا جائے۔ دوسری قسم کا سوارتھ وہ ہے جس میں ہم کوئی شرط نہیں لگاتے۔ مگر شبھ کرم کا پھل ہمیں اپنے آپ من کی خوشی کے روپ میں مل جاتا ہے جیسے کہ جب ہم دان دیتے ہیں یا ویسے ہی کسی دوسرے ویکتی کی امداد کرتے ہیں تو اپنے من کی خوشی کے لئے ہی کرتے ہیں اور وہ خوشی ہم کو اپنے آپ ہی مل جاتی ہے۔ دوسرے قسم کے سوارتھ کو سوارتھ ہین سوارتھ کہا جاتا ہے۔ اور یہ ہر حالت میں سراہنے کے قابل ہے۔ اس لئے ہمارے من میں کسی شبھ کرم کا بھی اہنکار ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

ایک کوی نے کہا ہے۔

سدا خوش ہے دل میں وہ انسان عارف
ہے چھوڑا ہوا جس نے سب کچھ خدا پر
مگر جو خودی میں رہیں مست ہر دم
برا حال اُن کا ہو دنیا میں اکثر
خدا کو وہ اِنسان پیارے ہیں عارف
خودی جن کے دل میں نہیں نام کو بھی
اگر پیار تو چاہتا ہے خدا کا
خودی تجھ کو دل سے مٹانی پڑے گی
جو تو اپنے جیون میں سکھ چاہتا ہے
تو عارف مٹا دے خودی کا نشاں بھی
کبھی بھول کر بھی بھلا مت تو دل سے
کہ سب دکھ کا کارن ہے تیری خودی ہی
تو ہے اصل میں روپ عارف خدا کا
خودی پر بھلا دے تجھے یاد اس کی
مزا گر خدائی کا لینا ہے تو نے
تو دل سے مٹا دے خودی سب کی سب ہی
یقیں کر تو عارف نہ تو خود خدا ہے
سمایا ہوا ہے جو ہر دو جہاں میں
خودی کو مٹا دے تو پھر تو خدا ہے
خودی کا ہی پردہ ہے یہ درمیاں میں

بدلے کی بھاونا کا تیاگ

سکھ کے ساتھ جیون بتانے کا دسواں سادھن یہ ہے کہ آپ اپنے دل سے بدلے کی بھاونا کو بالکل ختم کر دیں ۔ اگر کوئی شخص آپ کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے تو بدلہ لینے کی بجائے آپ اُس کو معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔ ایک سادھارن انسان تو تھپڑ کا جواب تھپڑ سے ہی دینا چاہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے دُشمن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دے لیکن اس قسم کے لوگ دُنیا میں سُکھ نہیں پا سکتے۔ اگر وہ اپنے دشمن پر کوئی وار کرتے ہیں اور وہ خالی جاتا ہے تو وہ دُشمن اُن کو آگے سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا اور اسی طرح یہ معاملہ بڑھتا ہی جائے گا اور ان دونوں کو دُکھ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے ہمارے جیون کا آدرش یہ ہونا چاہیئے کہ کوئی شخص چاہے ہمارا کتنا بھی بُرا کرے وہ ایک دن ضرور غلطی محسوس کرے گا۔ اور آپ کی عزت کرنے لگے گا۔

جو تجھ کو کانٹا بوئے تا کو بو تو پھول
تجھ کو پھول کے پھول ہیں تا کو ہیں ترشول

اگر ہم میں دُشمن کو کشما کرنے کی شکتی ہے تو ہم اُس کو پیار سے ضرور جیت سکتے ہیں۔ جو کام تلوار نہیں کر سکتی وہ پیار کر سکتا ہے۔

جیت لے پیار سے دُشمن کو تُو اپنے عارت
بدلے کا جذبہ بھُلا اُس کی بدی یاد نہ کر

اس لیئے ہمیں ہر شخص سے ہمیشہ پیار کرنا چاہیئے اور اگر کوئی شخص ہمارے ساتھ بُرائی بھی کرتا ہے ہمیں اُس کا بھلا ہی کرنا چاہیئے۔ اپنے جیون کا یہ نیم بنایئے۔

تجھ سے کتنا بھی بُرا کوئی کرے
تجھ کو لازم ہے تُو کر اُن کا بھلا
گر بُرے سے تُو بھی کرتا ہے بُرا
فرق اُس میں اور تجھ میں کیا ہوا

کسی مہاپُرش کو اگر کوئی گالی بھی دے تو وہ خاموش رہتے ہیں۔ اور گالی کا جواب کبھی گالی سے نہیں دیتے۔ بلکہ گالی دینے والے کے حق میں بھی دُعا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ رشی دیانند جی مہاراج تھے۔ کہ کچھ لوگ اُن کو گالیاں دینے لگے۔ اُن کے ایک شِشیہ نے کہا۔ "سوامی جی۔ یہ لوگ آپ کو گالیاں دے رہے ہیں۔ اگر آپ کی آگیا ہو تو ہم بھی کچھ جواب دیں!" سوامی جی نے فرمایا "ارے بھائی۔ اگر آپ مجھ کو کوئی چیز دیں اور میں اُس کو سویکار نہ کروں۔ تو وہ چیز کس کی رہے گی؟" شِشیہ نے جھٹ جواب دیا۔ "مہاراج پھر تو وہ چیز میری ہی رہے گی۔" سوامی جی کہنے لگے "پیارے یہی حال اِن لوگوں کا ہے۔ یہ ہم کو گالیاں دیتے ہیں پر ہم تو لیتے نہیں۔ یہ اُن کو ہی مبارک ہوں۔ ہم تو یہی پرارتھنا کریں گے کہ بھگوان انہیں سدبدھی دے"

نتیجہ یہ ہوا کہ گالیاں دینے والے لوگ شرمندہ ہو کر آپ ہی چپ ہو گئے اور کچھ وقت کے بعد وہ سوامی جی کے شش بن گئے۔
اسی طرح ایک بار کسی شخص نے گورو نانک دیو جی کو پاؤں سے ٹھوکر ماری تو گورو جی گالی دینے کی بجائے اُس شخص کے پاؤں دبانے لگے اور اُس سے پوچھنے لگے۔ "کیوں بھائی تمہارے پاؤں کو چوٹ تو نہیں آئی؟" یہ دیکھ کر وہ شخص گورو جی کے پاؤں پر گر کر معافی مانگنے لگا اور اُن کا سکھ بن گیا۔

بھاونا بدلے کی تو دِل سے بھُلا دے عاقل
تجھ کو گالی بھی کوئی دے تو دُعا دے اُسکو

حضرت یسوع مسیح بھی کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپ کو ایک گال پر تھپڑ مارتا ہے تو اپنا دوسرا گال بھی اُس کے آگے کر دو۔ ایسا کرنے پر اُس شخص کا حوصلہ ہی نہیں پڑے گا کہ وہ آپ کے دوسرے گال پہ بھی تھپڑ مارے بلکہ اپنے دل میں شرمندہ ہو کر وہ آگے کو آپ کے ساتھ دُشمنی کرنا چھوڑ دے گا۔ آپ کے اِس وِچار کو ایک کوی نے اِس طرح ظاہر کیا ہے۔

اگر کوئی گالی بھی دے تجھ کو عاقل
تو پھر بھی دُعا اُس کے حق میں کئے جا
خوشی تیرے دل میں رہے گی ہمیشہ
دُعا جو بدل میں تو گالی کے دے گا

دوسروں کے گُن دیکھنا

سُکھی رہنے کا گیارھواں سادھن یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگوں

کی بُرائی بالکل نہ دیکھیں۔ اور ہمیشہ سب کے گنوں پہ نظر رکھیں۔
پرماتما نے جو برہمانڈ رچا ہے اُس میں گن بھی ہیں اور اوگن بھی۔
ہر ایک تصویر میں اگر سفیدی ہوتی ہے تو سیاہی بھی ہوتی ہے۔
اسی طرح ہر انسان میں کچھ گن بھی ہوتے ہیں۔ اور کچھ اوگن بھی
ہیں چاہیئے کہ دوسرے لوگوں کے اوگنوں کی بجائے ہمیشہ اُن کے گنوں
پہ نظر رکھیں۔

نظر جن کی رہتی ہے خوبی پہ سب کی
بُرائی کسی کی نہیں دیکھتے جو
بُروں سے بھی عادت کریں جو بھلائی
کہیں لوگ دُنیا میں تعارف انہیں کا

رام چرت مانس میں گوسائیں تُلسی داس جی نے کہا ہے
جڑ چیتن گن دوش مئے وِشو کین کرتار
سنت ہنس گن گہیں پے پری ہر باری وکار

ارتھ۔ پرماتما نے جڑ اور چیتن دونوں کے گن اور دوش
ملا کر اس سنسار کی رچنا کی ہے۔ سنت روپ راج ہنس دوش
روپی جل کو چھوڑ کر گن روپی دودھ کو گرہن کر لیتے ہیں۔
مہاپُرش دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھتے ہیں اور اپنی
بُرائیوں پر۔ وہ جانتے ہیں کہ ہر شخص میں اگر کچھ خوبیاں ہیں تو
کچھ بُرائیاں بھی ہوں گی۔ جس میں بُرائی نام کو بھی نہ ہو وہ تو
صرف بھگوان کی ہستی ہے۔ اس خیال کو ایک کوی نے اسطرح
بیان کیا ہے۔

کسی کی بُرائی تو مت دیکھ عادت
بُرائی نہیں کچھ بھی کیا تیرے اندر
خدا کے سوا پاک کوئی نہیں ہے
بلا خوف میں تو کہوں سب کے مُنہ پر

ایسے ہی ایک کوی نے کہا ہے۔

دُوسروں کی خُوبیوں پہ تم سدا رکھو نظر
عیب سے خالی نہیں دُنیا میں کوئی بھی بشر

اُسی نے پھر کہا ہے۔

کیوں ہی عادت دیکھ تُو ہر شخص کے
عیب ہیں گر دیکھنے تو عیب اپنے دیکھ لے

کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت عیسٰے مسیح ایک گاؤں میں گزر رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ گاؤں والوں نے ایک عورت کو گھیر ڈالا ہوا ہے۔ اور ہر ایک شخص کے ہاتھ میں ایک پتھر کا ٹکڑا پکڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پُوچھا "یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ سب پتھر کے ٹکڑوں کا کیا کرنے جا رہے ہیں؟" ایک بزرگ نے جواب دیا "حضرت! یہ عورت بدچلن ہے۔ اس پر الزام ہے کہ اس نے اپنے پتی کے ہوتے ہوئے کسی اور شخص کے ساتھ ناجائز تعلق بنایا ہوا ہے۔ اور پنچایت نے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔ اب ہمارے گاؤں کے رواج کے مطابق سب لوگ اس عورت پہ پتھر مارتے جائیں گے۔ جب تک کہ اس کی موت نہ ہو جائے۔" حضرت عیسٰے مسیح نے یہ سُن کر سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے۔ "پیارے بھائیو۔ میں

آپ کے گاؤں کے رواج میں دخل نہیں دینا چاہتا۔ مگر آپ سب سے یہ عرض ضرور کروں گا کہ اس عورت پر سب سے پہلے وہ شخص پتھر مارے جس نے آپ کبھی کوئی بُرا کام نہ کیا ہو۔" یہ سُن کر سب لوگ ایک دُوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ اور ایک ایک کر کے وہ سب اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ وہ عورت حضرت عیسےٰ مسیح کے چرنوں پر گر پڑی اور رو کر کہنے لگی۔ آپ نے مجھے نیا جیون پردان کیا ہے۔ اب مجھے اپنی سیوا کا موقعہ دیجئے۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ آگے کو کوئی بُرا کام نہیں کروں گی۔" حضرت عیسےٰ مسیح نے اس کو پیار سے اُٹھایا اور اپنی شِشیہ بنا لیا۔

اس کہانی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں بُرے لوگوں کو مارنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اُن کی بُرائی کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

تو بُرا مت کہ بُرے کا بھی کبھی

رکھ بُرائی سے مگر ہر وقت جنگ

بُرے سے بُرے شخص کو بھی اگر پیار سے اچھا بننے کا موقعہ دیا جائے۔ تو وہ ضرور اچھا بن جائے گا۔ اس کو کبھی ٹھکرانا نہ چاہیئے

اس کو موقعہ دو سدھرنے کا ابھی تم

مت سدا ٹھکراؤ تم بدنام کو

اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم دُوسرے لوگوں کی بُرائی کبھی نہ دیکھیں اور جہاں تک ہو سکے پیار سے اُن کو سُدھرنے کا موقع دیں۔ اگر آپ غور سے قدرت کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو یہ بات صاف نظر آئے گی کہ قدرت کی نظر میں اچھے اور بُرے کا کوئی امتیاز نہیں۔

اور وہ اچھے اور بُرے سب کی ایک سی بھلائی کرتی رہتی ہے۔
جیسے کہ اس کویتا سے پتہ چلتا ہے۔

بھلا کر رہا ہے خدا سب کا عارف
بھلے کوئی مومن ہو یا ہو وہ کافر
تو پھر عیب کیوں دیکھتا ہے کسی کے
کئے جا بھلا تو بھی سب کا برابر

خُدا رزق دیتا ہے سب کو جہاں میں
نہ کچھ بھید ہے اس کو اچھے بُرے کا
ہے تجھ کو بھی لازم یہی پھر تو عارف
کہ دُنیا میں سب کا بھلا تو کئے جا

سدا پھول خوشبو دیں عارف سبھی کو
اُنہیں بھید اچھے بُرے کا نہ کچھ ہو
بنا تو بھی پھولوں کی مانند جیون
لُٹا پیار اپنے کی خوشبو سبھی کو

بُرا کون اچھا نہ دیکھیں کبھی وہ
سدا پیڑ چھایا دیں سب کو برابر
سبق سیکھ کچھ تو بھی پیڑوں سے عارف
بُرا ہو یا اچھا تو سب کا بھلا کر

سدا روشنی چاند دیتا ہے سب کو
بھلے کوئی پاپی ہو یا پارسا ہو
تجھے چاند بن کر دکھا تو بھی عارف

دکھا پیار کی راہ دنیا میں سب کو

سُبھاوک دھرم کا پالن

جیون کو سُکھی بنانے کا بادھواں سادھن یہ ہے کہ ہم اپنا سُبھاوک دھرم یا فرض خوشی خوشی کرتے رہیں۔ جو کام قدرت نے ہمارے ذمے لگایا ہے یا ہم نے خود اپنے ذمے لے لیا ہے وہ ہمارا سُبھاوک دھرم ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارا سُبھاوک دھرم وہ ہے جو اُس ورن کا سُبھاوک کرم ہے جس میں ہمارا جنم ہُوا ہے۔ لیکن میں اس نظریہ سے سہمت نہیں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنے جیون میں اپنے لئے جو پیشہ یا بیوپار چُن لیا ہے اُس پیشے یا بیوپار کا جو بھی سُبھاوک دھرم ہے اُس پر عمل کرنا ہمارے لئے ہمیشہ لابھ دائک ہو گا۔ اپنے جنم والے ورن سے اُنتی کر کے اوپر اُٹھنے کا ہر شخص کو پورا پورا حق ہے۔ آپ کو شاید پتہ ہو گا کہ رِشی وشوامتر کا جنم کشتری گھرانے میں ہُوا تھا اور وہ راج رِشی کہلاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود کٹھن تپسیا دوارا انہوں نے برہم رِشی کی پدوی پائی تھی۔ اور اس کے بعد وہ سب کرم براہمنوں والے ہی کرتے رہے۔ اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اس جیون میں ہمارا جو بھی فرض ہے چاہے ہم کسی دفتر میں کام کرتے ہیں یا کارخانے میں۔ چاہے ہم سرکاری ملازم ہیں یا مزدور ہم کو اپنا فرض ہمیشہ خوشی ہو کر

کرتے رہنا چاہیے اور اس کو اتنی اچھی طرح کرنا چاہیے کہ دیکھنے
والوں کے دل میں ہمارے لئے عزت پیدا ہو سکے۔ شیخ سعدی نے
فرمایا ہے "کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی" یعنی جو کام تیرے
ذمے لگایا گیا ہے، تو اس میں کمال پیدا کر تاکہ دنیا میں تیری عزت ہو
ایک انگریز کوی مسٹر ملٹن نے تو کہا ہے "Those also
serve who only stand and wait" جس کا مطلب
یہ ہے کہ جن لوگوں کی ڈیوٹی کھڑے رہنا اور انتظار کرنا ہے وہ
بھی سیوا ہی کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی حالت میں کبھی اپنے
فرض سے جی نہیں چرانا چاہیے۔

ہمارے شاستروں نے سب انسانوں کو چار ورگوں میں (براہمن
کشتری۔ ویش اور شودر) میں بانٹا ہوا ہے۔ جس کو آج کل
"Division of labour" یعنی کاموں کی تقسیم کہا
جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے ہر شخص کے لئے الگ کام کو نیت
کرنا۔ اس طریقے سے ہر کام اچھے ڈھنگ سے ہوگا۔ اور زیادہ مقدار
میں کام ہوگا۔ اگرچہ ہماری سرکار آجکل ان ورنوں کا مذاق اڑاتی
ہے پر دوسرے دیشوں کے ماہرین اور فلاسفر سوسائٹی کی اس تقسیم
کی سراہنا کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر بھارت باہر کے اتنے
حملوں کے باوجود اب تک اپنی الگ ہستی کو قائم رکھ سکا ہے
تو اس کا کارن یہ ورن آشرم ہی ہے۔ چاروں ورنوں کے
سوبھاوک دھرم کیا ہیں اس کے بارے میں شریمد بھگوت گیتا کے
اٹھارہویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے اس طرح فرمایا ہے۔

شلوک ۴۲ - من کی شانتی ، اندریوں پر قابو پانا - صاف ستھرے رہنا - تپ کرنا - سادہ رہنا - ایشور وشواس - گیان اور وگیان یہ سب براہمنوں کے سبھاوک دھرم ہیں -

شلوک ۴۳ - شکتی - بل - تیج - دھیرج - بُدھی - یُدھ سے نہ بھاگنا - دان دینا اور راج کرنا یہ سب کشتری کے سبھاوک دھرم ہیں -

شلوک ۴۴ - کھیتی باڑی - گئو رکشا اور بیوپار یہ سب ویش کے سبھاوک دھرم ہیں - اور تینوں ورنوں کی سیوا کرنا شودر کا سبھاوک دھرم ہے -

یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک شخص اپنے سبھاوک دھرم کو کرتا ہوا پرم سدھی کو پراپت کر سکتا ہے - کیونکہ سبھاوک دھرم کا پالن کرنا بھی پرماتما کی پوجا کرنا ہے - سنت ریداس جی جوتے بنانے کا کام کرتے تھے - سدنا قصائی گوشت کا بیوپار کرتا تھا اور سندانائی راجہ دریودھن کی حجامت بنانے کا کام کرتا تھا - اپنے سبھاوک دھرم کا پالن کرتے ہوئے ہی ان سب کو ایسی اُتم گتی مل گئی کہ اُن کے نام آج تک دنیا میں مشہور ہیں -

بھگوان کرشن نے تو بھگوت گیتا کے تیسرے ادھیائے کے شلوک ۳۵ میں یہ فرمایا ہے کہ اچھی طرح آچرن کئے ہوئے دوسرے کے دھرم سے اپنا سبھاوک دھرم بہتر ہوتا ہے - چاہے اس میں کوئی بھی گُن نہ ہو - اپنے دھرم پر چلتے ہوئے موت بھی آجائے تو اچھا ہے - دوسروں کا دھرم ہمیشہ بھے کا دینے والا ہوتا ہے -

پھر اٹھارہویں ادھیائے میں تو بھگوان کرشن نے صاف کہہ دیا ہے۔

شلوک ۴۶۔ جس پرماتما کے اندر سے سب لوگ پیدا ہوتے ہیں اور جس میں یہ سب جگت سمایا ہوا ہے اپنے سبھاوک دھرم دوارا اُس کی پوجا کر کے آدمی پرم سدھی کو پا سکتا ہے۔

شلوک ۴۷۔ اچھی طرح سے آچرن کئے ہوئے دوسروں کے دھرم سے اپنا سبھاوک دھرم ہمیشہ بہتر ہوتا ہے چاہے اُس میں کوئی دوش بھی کیوں نہ ہو۔ جو کرم سبھاؤ کے انوسار ہو اُس کے کرنے سے پاپ نہیں لگتا۔

شلوک ۴۸۔ ہے ارجن۔ اپنے سبھاوک دھرم کا کبھی تیاگ نہیں کرنا چاہئے۔ چاہے اُس میں کوئی دوش بھی ہو سب کرم دوش سے ڈھکے رہتے ہیں۔ جیسے اگنی دھوئیں سے ڈھکی رہتی ہے۔

لیکن آج کل تو ہر شخص اپنی من مانی پر تُلا ہوا ہے۔ ہر طرف ادھیکاروں کی رٹ سُنائی دے رہی ہے۔ اور اپنے فرض کا کسی کو احساس نہیں۔ اگر ہم اپنے جیون میں سُکھ چاہتے ہیں تو ہمیں اپنا فرض یا سبھاوک دھرم کبھی نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اپنا فرض ادا کرنے میں ہی سادھو کا شان ہے۔

اُسی کام میں ہے تیری شان عارف
کیا ہے خدا نے جو تیرے حوالے
زہر ہے گھرا پان سے بھا دے تو
ہے امرت گھرا جو مرے کو جگا دے

اس سمبھاؤ کے دھرم کے سادھن کو دو شبدوں میں بیان کرنا ہو تو میں کہوں گا۔ "First deserve and then desire" جس کا مطلب ہے کہ آپ کے دل میں جو بھی خواہش ہے پہلے اپنے آپ کو اس کے قابل بناؤ۔ دوسرے شبدوں میں اگر آپ اپنا فرض پورا کرتے رہیں گے۔ تو ادھیکار اپنے آپ آپ کو مل جائیں گے۔

کئے جا تو عادت سدا فرض اپنا
ملے نہ ملے تجھ کو پھل کچھ بھی اس کا
نبھاتے ہیں جو فرض اپنا خوشی سے
خوش ان پہ ہمیشہ ہے بھگوان رہتا

ایمانداری

شکشھی جیون بنانے کا تیرھواں سادھن ہے۔ "ایمانداری" ہم جو بھی کام کرتے ہیں اس کو ہمیشہ ایمانداری کے ساتھ کرنا چاہئے۔ ایمانداری سے کام کرنے پر آپ نہ صرف زندگی کے ہر موڑ پر سپھلتا پراپت کریں گے بلکہ آپ کے من کو ہمیشہ شانتی بھی ملے گی۔ اگر ہم اپنے پیشے یا کاروبار میں جنتا کے ساتھ دھوکا کرتے ہیں تو ہم اوپر سے تو خوش نظر آ سکتے ہیں لیکن اپنے دل میں ہم ہر وقت بے چین رہیں گے۔ کیونکہ ہمارا آتما ہم کو ضرور پھٹکار دے گا۔ اگر ہم کہیں نوکری کرتے ہیں اور رشوت لینا شروع کر دیتے ہیں۔ یا اپنا

کام پُورا نہیں کرتے تو دُنیا کی نظروں میں تو شاید ہم امیروں جیسا جیون گزارتے ہیں مگر ہمارے من کو کبھی شانتی نہیں مل سکتی - اور ہمیں ہمیشہ یہی فکر ستاتا رہتا ہے کہ کہیں ہمارا بھید نہ کھُل جائے اور ہم قانُون کے شکنجے میں نہ پھنس جائیں - ڈاکٹر، وکیل یا کوئی اور پیشہ ور ہوتے ہُوئے اگر ہم لوگوں کی تکلیف دُور کرنے کی پُوری کوشش نہیں کرتے اور اپنی نظر ہمیشہ اُن کی جیب پر ہی رکھتے ہیں - تو ہم اپنے دل میں ضرور شرم محسُوس کریں گے - اور ڈرتے رہیں گے کہ ہماری کمزوری کا کسی کو پتہ نہ لگ جائے - جو مزدور دل لگا کر پُورا کام نہیں کرتا اور صرف وقت گزارنے کی کوشش کرتا ہے اُس کے دل میں ہمیشہ ڈر رہتا ہے کہ مالک کو پتہ چل گیا تو اُس کو ڈانٹ پڑے گی - اور کام سے جواب بھی مل سکتا ہے - یہی حال فیکٹری والوں اور بیوپاریوں کا ہے - اگر وہ صرف زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے پر تُلے رہتے ہیں اور عام جنتا کا کچھ خیال نہیں کرتے - بلکہ غلط حساب کتاب تیار کر کے سرکار کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اور ٹیکس سے بچنا چاہتے ہیں وہ آرام کی نیند کبھی نہیں سو سکتے - اور دل ہی میں وہ ہمیشہ ڈرتے رہیں گے کہ اُن کا پول نہ کھُل جائے - اسی طرح جو دکاندار اپنے سامان میں ملاوٹ کرتا ہے یا پھر تول کم کرتا ہے یا ناجائز قیمت وصول کرتا ہے - وہ اپنے دل میں ضرور ڈرتا رہے گا - کہ کسی گاہک کو اُس کی چالاکی کا پتہ چل گیا تو اُس کو شرمندہ ہونا پڑے گا - اور ممکن ہے جیل کی یاترا بھی کرنی پڑے - اس سے صاف ظاہر ہے کہ دل کی خوشی بنائے

رکھنے کے لئے ہمیں ہر کام ایمانداری سے کرنا چاہیئے۔ ایماندار
انسان کے ہونٹوں پہ ہمیشہ مسکراہٹ ہوگی اور من میں شانتی ہوگی۔
آپ نے انگریزی کی کہاوت سُنی ہوگی "Honesty is the best Policy" جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمانداری
سب سے اچھا نیم ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بیوپار میں یہ نیم نہیں
چل سکتا۔ مگر میں آپ کو اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پہ بتا سکتا ہوں
کہ یہ نیم جتنا لابھ بیوپار میں دیتا ہے اور کسی کام میں نہیں
دے سکتا۔ میں نے اپنے کاروبار میں ہمیشہ ایمانداری سے کام
لیا اور کسی خریدار کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں کی۔ جس کا نتیجہ
یہ نکلا کہ لوگ ہماری دکان پہ لاکھوں روپے بغیر کسی رسید
کے امانت جمع کروا جاتے تھے اور ہمارا کاروبار دن دُگنی اور رات
چوگنی ترقی کرتا رہا۔ میرے سُننے میں آیا ہے کہ ہمارا کاروبار اب بھی
اُسی طرح چل رہا ہے۔ آیئے آج ہی اپنے دل میں قسم کھائیں کہ ہم
جو بھی کام کریں گے پوری ایمانداری سے کریں گے۔ ایسا کرنے سے ایک
برس کے اندر ہی آپ محسوس کریں گے کہ نہ صرف آپ کا کاروبار ترقی
پہ جا رہا ہے بلکہ آپ کے دل میں ایک نئی خوشی پیدا ہو رہی ہے۔

کفائت شعاری

جیون میں سُکھی رہنے کا چودھواں سادھن ہے کفائت شعاری
میں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگ کنجوس بن جائیں۔ کنجوس ہوتا تو

حیا پاپ ہے ۔ لیکن محنت سے کمایا ہوا پیسہ آپ کو فضول خرچی میں نہیں گنوانا چاہیئے ۔ اگر آپ کی جیب اجازت دے تو ضروری خرچ میں کمی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ جتنا خرچ چاہیں کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ آپ اپنی آمدن سے زیادہ خرچ تو نہیں کر رہے ۔ آپ کو ہمیشہ اپنی چادر دیکھ کر پاؤں پسارنے چاہیئیں ورنہ اندھا دھند خرچ کرنے سے تو کنویں بھی خالی ہو جاتے ہیں ۔ آپ کو اپنے جیون کا اصول بنا لینا چاہیئے کہ آپ نے اپنی آمدن کا کچھ حصہ چاہے وہ کچھ بھی ہو ہر ماہ ضرور بچانا ہے ۔ کسی انگریز نے کہا ہے "Take care of the Penny and Pounds will take care of themselves" جس کا مطلب ہے کہ اگر آپ پائی پائی بھی جمع کریں گے تو ایک دن سینکڑوں روپے جمع ہو جائیں گے ۔ کہتے ہیں پانی کی ایک ایک بوند جمع کرنے سے گھڑا بھر جاتا ہے ۔ اس لئے آپ کو چاہیئے تو یہ کہ آپ اپنے گھر کے خرچ کے لئے ہر ماہ ایک بجٹ یا اندازہ بنا لیا کریں اور اپنی آمدن اور خرچ کا پورا پورا اور صحیح حساب رکھنے کی کوشش کریں ۔ آپ کہیں گے کہ جو خرچ کرنا ہے وہ تو کرنا ہی ہے ۔ پھر حساب رکھنے کی کیا ضرورت ہے لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حساب رکھنے کا حرج کیا ہے ۔ اگر آپ اپنے خرچ کا حساب رکھنا شروع کر لیں گے تو آپ ہی آمدن سے زیادہ خرچ نہیں کریں گے کیونکہ آپ کو ہر وقت پتہ ہو گا کہ آپ کے پاس کتنی رقم باقی ہے ۔ ورنہ آپ کی رقم ختم ہونے کا آپ کو اسی دن پتہ چلے گا جس دن آپ کا

جاری کیا ہوا چیک بنک سے واپس آجائے گا۔ ایک امریکن کروڑ پتی کا کہنا ہے کہ اُس کے دھنوان ہونے کا بھید یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی آمدن اور خرچ کا پائی پائی کا حساب رکھتا ہے۔ ہمارے راشٹر پتا مہاتما گاندھی بھی بہت کفایت شعاری سے کام لیتے تھے۔ وہ رضائی میں روئی کی بجائے ردّی کاغذ بھروا لیتے تھے۔ تاکہ روئی پر فضول پیسے خرچ نہ ہوں۔ اور اپنے شریر پر ایک لنگوٹ اور دھوتی کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں پہنتے تھے۔ ایک دن آپ ایک دوست کے گھر مہمان تھے اور اپنی عادت کے انوسار وہاں چرخا کاتنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد آپ کا دوست اندر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ روئی کے جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے وہاں گرے ہوئے تھے مہاتما جی ان کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ اُس نے پوچھا "مہاتما جی آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ روئی کے ٹکڑے کس کام آئیں گے"۔ مہاتما جی نے جواب دیا "ان روئی کے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے میں بتّی بنا دوں گا۔ آپ اپنی دھرم پتنی کو دے دینا۔ یہ دیئے میں جلنے کے کام آجائیگی"۔

آج کل لوگوں کے پاس کالا دھن ہونے کے کارن وہ بہت فضول خرچ ہو گئے ہیں۔ بیاہ شادیوں پر کھانے کے علاوہ صرف دکھاوے کی باتوں پر ہزاروں روپیے فضول خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اور شراب کی بوتلوں پر تو روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ ان باتوں پر صرف نمائش اور دکھاوے کے لئے روپیہ جمع کرنا مورکھتا کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق آپ جائز خرچ کریں اور لوگوں کی سہائتا کرنے یا دان دینے سے کبھی جی نہ چرائیں۔ لیکن فضول کاموں

پر روپے کبھی خراب نہ کریں - کسی کوی نے کیا ٹھیک کہا ہے۔

بے ضرورت ایک پیسہ بھی نہ ہاتھوں سے نکال
وقت پہ کام آئے گا تو پاس رکھ کر دیکھ لے

اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ ضرور کہنا ہوگا کہ آپ کی کفایت شعاری کنجوسی کی حد تک نہیں ہونی چاہیئے - کھانے پینے کے سامان میں اور دوسرے ضروری کاموں میں زیادہ کفایت کرنے کی ضرورت نہیں - لیکن فالتو سامان اکٹھا کرنے پہ کبھی دھن نہیں لٹانا چاہیئے آج کل یہ فیشن ہو گیا ہے کہ ہم اپنے پڑوسی کو دیکھ کر صوفہ سیٹ ریڈیو - فریج یا ٹیلیویژن سیٹ وغیرہ آرام کا سامان ضرور خریدیں گے - چاہے ان کی ضرورت ہو یا نہ ہو - اور چاہے اُن کو خریدنے کے لئے ہمارا بجٹ اجازت دے یا نہ دے - اس کا نتیجہ قدرتی طور پہ یہ ہوتا ہے کہ ہم قرض کے بوجھ کے نیچے دب جاتے ہیں - اور ہر وقت دل میں دکھی رہتے ہیں - اس دنیا میں امیری کی کوئی حد نہیں - اس لئے ہم کو وہی سامان خریدنا چاہیئے جس کی اجازت ہمارا بجٹ دے - اور جس کے بغیر ہمارا گزارہ نہ ہوتا ہو ہمیں امیر لوگوں کی نقل کبھی نہیں کرنی چاہیئے - اگر اوپر کی طرف دیکھنے کی بجائے ہم اپنی نظر اپنے سے نیچے طبقے کے لوگوں پہ ڈالیں تو ہمارے دل کو ڈھارس ملے گی - اور ہم سُکھ محسوس کریں گے - کہ بھگوان نے ہم کو اُن کے مقابلے میں بہت کچھ دے رکھا ہے - اگر آپ اس بات کی مثال چاہتے ہیں تو لیجئے ابھی حاضر ہے - شیخ سعدی کا نام تو آپ نے کبھی سُنا ہوگا - وہ عرب دیس

کے بہت مشہور فلاسفر اور پہنچے ہوئے فقیر ہو گزرے ہیں۔ وہ اتنا سادہ جیون گزارتے تھے کہ اُن کے پاؤں میں جوتا بھی نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن وہ گرمی کے موسم میں پیدل سفر کر رہے تھے۔ اُن کے دل میں اچانک خیال آ گیا کہ باوجود خدا کی اتنی بندگی کرنے کے اُن کی قسمت میں جوتا بھی نہیں۔ نہ معلوم خدا کو کیا منظور ہے۔ اُن کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑا آدمی آتا دکھائی دیا جو لاٹھی کا سہارا لیکر چل رہا تھا۔ اُس کو دیکھ کر شیخ سعدی صاحب وہیں رک گئے اور راستے میں ہی نماز پڑھ کر خدا کو مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگے "اے خدا معاف کرنا۔ میں نے آپ کو غلط طعنہ دیا ہے۔ آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ نے مجھے دو ٹانگیں تو دے رکھی ہیں۔ اس بیچارے کی تو ایک ٹانگ بھی نہیں"

جن مہا پرشوں کے سوچنے کا ڈھنگ اس قسم کا ہو۔ اُن کو دُکھ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو قناعت شعاری کی عادت پڑ جاتی ہے اُن کو اپنے جیون میں کبھی آرتھک سمیا کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس لئے ہمیشہ سکھی رہتے ہیں۔

وقت کی پابندی

جیون کو سکھی بنانے کا پندرھواں سادھن ہے وقت کی پابندی۔ اگر ہم اپنے سب کام مقررہ وقت پر کرتے رہیں تو ہمیں کبھی گھبراہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اور ہم اپنا سب کام وقت

بنا لیتے ہیں۔ جس شخص کو وقت کی قدر ہے وہ کتنا بھی مصروف
کیوں نہ ہو ہر ایک کام کے لئے وقت نکال لیتا ہے۔ اور اسکے
برعکس جو شخص وقت کا پابند نہیں وہ بیکار رہتا ہوا بھی ضروری
کاموں کے لئے وقت نہیں نکال سکتا۔ اِس لئے ہمیں چاہیئے کہ صبح
اُٹھ کر ہم سارے دن کے کاموں کا پروگرام بنا لیں اور اُس پر پوری
طرح عمل کرنے کی کوشش کریں۔ جب شام کو آپ دیکھیں گے کہ
پروگرام کے مطابق آپ نے سب کام ٹھیک طور پر پورے کر لئے
ہیں۔ تو آپ کے من میں ایک خاص خوشی حاصل ہوگی۔ اور آپ
بے فکر ہو کر گہری نیند کا مزا لیں گے۔

وقت کی پابندی صرف کام تک ہی محدود نہیں ہونی چاہیئے
بلکہ سونے جاگنے کھانے پینے اور کھیلنے کے لئے بھی وقت مقررہ
ہونا چاہیئے۔ ہماری کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ صبح چار یا
پانچ بجے ضرور اُٹھ بیٹھیں۔ اور رات کو ۹ یا ۱۰ بجے تک ضرور سو
جائیں۔ اگر ہم اِس طرح کی عادت بنا لیں گے تو آپ دیکھیں گے
کہ تھوڑے عرصہ کے بعد آپ کو اپنے آپ مقررہ وقت پر جاگ
آجایا کرے گی۔ اور کسی آلارم وغیرہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اِسی
طرح صبح اُٹھ کر رفع حاجت وغیرہ کے لئے آپ کوئی وقت مقرر
کر لیں گے تو آپ قبض وغیرہ کا کبھی شکار نہ ہونگے۔ اور آج
کل صبح اُٹھتے ہی چائے پینے کی جو گندی عادت عام لوگوں کو
پڑ گئی ہے اُس کی آپ کو کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں
ایک انگریز ودوان نے کہا ہے۔

"Work while you work, Play while you play, that is the way to be happy I say."

جس کا مطلب یہی ہے کہ اگر آپ کام کے وقت کام کریں گے اور کھیلنے کے وقت کھیلیں گے تو آپ ہمیشہ خوش رہیں گے۔

اس کے علاوہ ہمیں کھانے پینے کے وقت کے متعلق خاص دھیان رکھنا چاہیئے۔ ہم جو کچھ کھاتے ہیں اُس کو ہضم کرنے کے لیے ہمارے معدے کو کم سے کم تین چار گھنٹے کا وقفہ ضرور ملنا چاہیئے۔ ورنہ ہمارا معدہ ڈھیلا پڑ جائے گا۔ اور کسی وقت بھی کام کرنے سے جواب دے سکتا ہے۔ ڈاکٹر لوگوں کا خیال ہے کہ ہمارے جسم کے سب روگ عام طور پہ معدے کی خرابی کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم کو کھانے کے اوقات کا خاص دھیان رکھنا چاہیئے۔ اگر آپ ناشتہ صبح آٹھ بجے لیتے ہیں تو دوپہر کا کھانا بارہ بجے شام کی چائے چار بجے اور رات کا کھانا آٹھ بجے شام کو ہونا چاہیئے۔ اگر آپ بچو! اس پروگرام پہ عمل کریں گے تو آپ جلد ہی محسوس کرنے لگیں گے کہ آپ کی طبیعت دن بھر ہلکی ہلکی رہے گی۔ اور آپ کی صحت دن بدن اچھی ہوتی جائے گی۔ میں اپنے ذاتی تجربے کی بنا پہ کہہ رہا ہوں کہ مقررہ وقت پہ کھانا کھانے سے آپ کی صحت ہمیشہ ٹھیک رہے گی۔ اور آپ کو کبھی ڈاکٹر کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس سلسلے میں میں ایک اور شخص کا ذاتی تجربہ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ دھیان سے سنیئے۔ لگ بھگ پانچ سو سال کی بات ہے جب اٹلی میں ایک شخص کا

شخص ہوا تھا۔ جس کا نام "لوگی کارنارو" تھا۔ وہ شخص بہت امیر تھا۔ اور قدرتی طور پر اس کو کھانے پینے کا بہت چسکا تھا۔ عام امیر لوگوں کی طرح وہ خوب کھاتا پیتا تھا۔ اور گوشت کھانے کے علاوہ اس کو شراب پینے کی بھی بہت عادت تھی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ ہر طرح سے لاپرواہی کی زندگی گزار رہا تھا۔ جس کا نتیجہ ہوا کہ پینتیس سال کی عمر میں ہی اس کو سب بیماریوں نے آگھیرا۔ کھانسی اور بخار کے علاوہ اس کو کئی طرح کے درد رہنے لگے۔ اور معدہ تو اتنا خراب ہو گیا کہ وہ کچھ بھی ہضم نہ کر سکتا تھا۔ اس کو پیسے کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس لئے اس نے اچھے سے اچھے ڈاکٹروں کا علاج کروایا پر کچھ بھی فرق نہ پڑا۔ اور نوبت یہاں تک آگئی کہ سب ڈاکٹروں نے صاف کہہ دیا کہ اس کے روگوں کا کوئی علاج نہیں اور وہ کسی حالت میں بھی دو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ اب وہ بہت مایوس ہو گیا اور پیر پیغمبروں کی دعائیں حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ ایک بزرگ نے اس سے کہا "بیٹا اگر اب بھی تم گوشت اور شراب چھوڑ دو اور مقررہ وقت پر سادہ کھانا کھانے کی عادت ڈال لو تو خدا کی مہربانی سے تم ٹھیک ہو سکتے ہو!" مرتا کیا نہ کرتا۔ ڈاکٹر تو جواب دے ہی چکے تھے۔ اس نے اس بزرگ کی نصیحت پہ چلنے کا فیصلہ کر لیا۔ شراب اور گوشت وغیرہ اس نے بالکل چھوڑ دئے۔ اور جو سادہ بھوجن وہ کھاتا تھا وہ مقررہ وقت پہ کھانے لگا۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ کوئی دوائی کھائے بغیر ایک سال کے اندر اندر اس کی سب بیماریاں ایک ایک کر کے

دفو چکر ہو گئی۔ اور اُس کی صحت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ یاد رکھئے کہ
مَیں نے جو کچھ آپ کو بتایا ہے وہ کوئی کہانی نہیں بلکہ ایک ٹھوس
سچائی ہے۔ جو کہ میں نے لوگی کارنارو کے ذریعہ اُس کی اپنی ہی لکھی ہوئی
کتاب میں پڑھی ہے۔ جو کہ انہوں نے ستاسی برس کی عمر میں لکھی تھی۔
وہ لکھتا ہے کہ اُس کو جو نیا جیون ملا وہ مقررہ وقت پر کھانا کھانے
کا چمتکار تھا۔ اور وہ یہ کتاب اس لئے لکھ رہا ہے کہ دوسرے لوگ
اُس کے تجربہ کا لابھ اُٹھا سکے۔

وقت کی پابندی جیون کے ہر پہلو میں لابھ دائک ہے۔ جو لوگ
دفتر یا کسی کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمیشہ وقت کے پابند
رہیں گے تو اُن کے افسر یا مالک اُن پر بہت خوش رہیں گے۔ اور اُن کو
ترقی دینے کے علاوہ خاص انعام بھی دیتے رہیں گے۔ اسی طرح اگر
آپ کا اپنا کاروبار ہے اور آپ نے اپنے دفتر یا فیکٹری میں موجود
رہنے کے لئے وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ تو لوگ اُس وقت میں ہی آپ
کو ملیں گے اور وقت بے وقت آپ کو تنگ نہیں کریں گے۔ ساتھ ہی
آپ کے ملازم بھی مقررہ وقت پر حاضر ہوں گے۔ اس لئے ہر کام میں
ہمیں وقت کی پابندی کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ جو لوگ وقت
کے پابند نہیں اُن کے ہر کام میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے
وہ ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔

بیکار نہ رہنا

سُکھی رہنے کا سولہواں سادھن یہ ہے کہ آپ کبھی بیکار نہ رہیں

اور جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو ہر وقت کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ کئی دفعہ bored یعنی اُداس ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ جب اُن کے پاس کوئی کام نہ ہو تو وہ اکیلے اور نکمّے ہونے کے کارن گھبرانے لگتے ہیں۔ اسی لئے ہمارے بزرگوں نے کہاوتیں بنائی ہوئی تھیں "بیکار مباش کچھ کیا کر۔ کام نہیں تو کپڑے اُدھیڑ کر سیا کر۔" "جوانو نہ ہمت کو یوں ہار دیجئے۔ جو بیکار ہو مکھیاں مار دیجئے۔" ان سب کا نچوڑ یہی ہے کہ انسان کو کسی وقت بھی بیکار نہیں رہنا چاہیئے اور اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام یا شغل میں مصروف رہنا چاہیئے۔ یہ تجربے کی بات ہے کہ جو انسان ہر وقت کچھ نہ کچھ کام کرتا رہتا ہے۔ اُس کو اُوٹ پٹانگ باتیں سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا اور اُس کا دل کبھی اداس نہیں ہوتا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حد سے زیادہ کام کرنے سے ہماری صحت خراب ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارے شریر کو آرام کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اس بات کا علاج تو قدرت نے آپ ہی کیا ہوا ہے۔ پرماتما نے رات آرام کرنے کے لئے ہی بنائی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم دن بھر سخت محنت کا ہی کام کرتے رہیں۔ کام کئی قسم کے ہیں۔ شریک۔ مالک۔ اور مزدور وغیرہ جب آپ ایک قسم کا کام کرتے کرتے اُکتا جائیں تو دوسری قسم کا کام شروع کر دیں۔ کھیل کود میں حصہ لینا۔ اچھی کتابوں کا مطالعہ۔ بھگوان کے نام کا کیرتن کرنا۔ ست سنگ میں شامل ہونا اور بچوں کے ساتھ کھیلنا یا اُن کو پڑھانا یہ سب کام ہی تو ہیں۔ مطلب یہی ہے کہ

کچھ نہ کچھ شغل جاری رہنا چاہیئے۔ اور ہم کو کبھی بھی بیکار نہیں رہنا چاہیئے۔ اگر ہم دن بھر کسی نہ کسی کام میں لگے رہیں گے تو نہ صرف وقت اچھا کٹ جائے گا بلکہ ہم اپنے دل میں ایک عجیب سی خوشی محسوس کریں گے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی یہ نعرہ شروع کیا تھا۔ "آرام حرام ہے۔"

شریمد بھگوت گیتا میں بھگوان کرشن نے فرمایا ہے کہ جب تک زندگی ہے کوئی شخص کام کئے بنا نہیں رہ سکتا۔ آپ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ انسان اپنے دھرم یا فرض کا پالن کرتے ہوئے بھگوان کو پا سکتا ہے۔ کیونکہ قدرتی دھرم کا پالن کرنا بھی بھگوان کی پوجا ہی ہے۔ اسی طرح ایک انگریز فلاسفر نے بھی کہا ہے کہ " Work is worship" جس کا مطلب یہ ہے کہ کام کرنا بھی پوجا کرنا ہی ہے۔ بھگوان نے ہم کو جیون دیا ہے کام کرنے کے لئے نہ کہ بیکار بیٹھنے کے لئے۔ دنیا کی ہر ایک چیز میں پل پل کچھ نہ کچھ تبدیلی آ رہی ہے۔ اور دیکھا جائے تو تبدیلی کا نام ہی جیون ہے۔ اس وقت ہمارے شریر میں تبدیلی ہونا بند ہو جاتا ہے اسی وقت ہماری موت ہو جاتی ہے۔ اگر آپ غور سے سوچیں گے تو پتہ لگے گا کہ قدرت کے کسی کام میں رکاوٹ نہیں پڑتی۔ سورج چاند زمین اور ستارے لاکھوں برسوں سے آکاش میں اسی طرح گھوم رہے ہیں۔ ندی اور نالے دن رات لگاتار بہہ رہے ہیں اور درخت یا بیل بوٹے بھی ہر وقت بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ جب تک وہ ختم نہ ہو جائیں۔ اس لئے ہمیں قدرت سے سبق سیکھنا چاہیئے کہ ہم

ہر وقت اپنے آپ کو کسی نہ کسی کام میں لگائے رکھیں۔ بیکار بیٹھنا موت کو دعوت دینا ہے۔

مریادا کا پالن

اگر آپ کو جیون میں سکھ کی تمنا ہے تو میں سکھ کا سب سے آسان سادھن یہ بتاؤں گا کہ آپ ہر بات میں مریادا سے کام لیں۔ نہ تو ہمیں اتنا کام کرنا چاہیے کہ ہمارے جسم اور دماغ کو تھکاوٹ محسوس ہونے لگے۔ اور نہ ہی نکھٹو بن کر ہمیں بیکار رہنا چاہیے۔ اسی طرح نہ تو ہم کو اتنا زیادہ کھانا چاہیے۔ کہ ہمارا معدہ خراب ہو جائے اور نہ ہی ہمیں اتنا کم کھانا چاہیے کہ ہمارا شریر کمزور پڑ جائے۔ اس کے علاوہ نہ تو ہمیں اتنا زیادہ سونا چاہیے۔ کہ جو کام ہمارے ذمے ہے اس کو کرنے کے لیے وقت ہی نہ ملے۔ اور نہ اتنا کم سونا چاہیے کہ ہم دن بھر اونگھتے رہیں۔ اور ٹھیک سے آرام نہ ملنے کی وجہ سے ہمارا شریر کام کرنے سے جواب دے دے۔

زیادہ بولنے کی عادت بھی بہت خراب ہے اور اس سے ہمیشہ بچاؤ کرنا چاہیے۔ اگر ہم صرف کام کی بات کریں گے تو نہ صرف ہمارے من میں شانتی رہے گی۔ بلکہ دوسرے لوگوں کو ہماری باتوں پر نکتہ چینی کرنے کا موقعہ بھی نہ ملے گا۔ فارسی کا ایک شعر ہے۔

ہر کسے کہ نگفتہ باشد

عیب و ہنرش نگفتہ باشد

جس کا ارتھ یہ ہے کہ جو شخص زیادہ نہیں بولتا اُس کے گُن
اور دوش چھپے رہتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی بات چیت میں بھی
ہمیشہ مریادا سے کام لینا چاہیئے۔ نہ تو ہم اتنا بولتے جائیں کہ سُننے والا
تنگ آ جائے۔ اور نہ ہی اس قدر چُپ رہیں کہ لوگ یہ سمجھنے لگیں
کہ ہم کو بولنے کی لیاقت ہی نہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنی زبان
سے جو بات نکالیں وہ خوب سوچ سمجھ کر نکالیں۔ "پہلے بات کو
تولو پھر مُنہ سے بولو" بہت اچھی کہاوت ہے۔ اور ہمیں اس پر
عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ شیخی مارنے کی عادت بہت
بُری ہے۔ رام چرت مانس میں ذکر آیا ہے کہ یدھ کے میدان میں
جب راون زیادہ باتیں بنانے لگا تو بھگوان رام نے اُس سے کہا تھا۔

سُور سمر کرنی کریں کہی نہ جناویں آپ
ودیمان رن پائی رپو کائر کتھیں پرتاپ

"بہادر لوگ اپنی تعریف آپ نہیں کرتے۔ بلکہ یدھ بھومی
میں کچھ کر کے دکھاتے ہیں۔ یدھ میں دشمن کو دیکھ کر کائر ہی
شیخی بگھارتے ہیں۔

جنی جلپنا کری سجس ناسہی نیتی سُنہی کرہی چھما
سنسار مہں پُرش ترودھ پاٹل رسال پنس سما
ایک سُمن پرد ایک سُمن پھل ایک پھل کیول لاگہی
ایک کہہیں کہہی کرہیں اپر ایک کرہیں کہت نہ باگہی

اسے مُورکھ۔ شیخی مار کر اپنے یش کا ناش نہ کر۔ مجھے کشما
کرنا۔ میں تم کو نیتی کی بات بتا رہا ہوں۔ اس سنسار میں گُلاب

آم اور کٹھل کے درختوں کی طرح تین پرکار کے پُرش ہوتے ہیں گلاب کو صرف پھول لگتے ہیں۔ آم کو پھول بھی اور آم بھی۔ اور کٹھل کو صرف پھل ہی لگتے ہیں۔ اس لئے پہلی قسم کے پُرش وہ ہیں جو شیخی مار کر صرف باتیں بناتے رہتے ہیں۔ اور کرتے کچھ نہیں۔ دوسری قسم کے پُرش اگر باتیں بناتے ہیں تو کچھ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ اور تیسری قسم کے پُرش شیخی بالکل نہیں مارتے۔ وہ کر کے ہی دکھاتے ہیں۔"

اگر ہم غور سے دیکھیں تو قدرت کا بھی وہی کام اچھا سمجھا جاتا ہے۔ جس میں مریادا کا پریوگ ہو۔ ہم ضرورت سے زیادہ نہ گرمی پسند کرتے ہیں نہ سردی۔ نہ زیادہ بارش پسند کرتے ہیں نہ سوکھا۔ پنجابی کی کیا اچھی کہاوت ہے۔

اَت دا بھلا نہ برسنا۔ اَت دی بھلی نہ دُھپ
اَت دا بھلا نہ بولنا اَت دی بھلی نہ چُپ

اگر کسی برس بارش کم ہو تو فصل بہت کم ہو جاتی ہے اور اگر بارش ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو جو فصل تیار ہو چکی ہو وہ بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر فصل بالکل نہ ہو یا بہت تھوڑی ہو تو اکال پڑ جاتا ہے۔ اگر فصل ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو اُس کے دام اتنے کم ہو جاتے ہیں کہ کسان کو اپنی محنت بھی پوری نہیں ملتی۔

بھگوان کرشن نے تو شریمد بھگوت گیتا میں کہا ہے کہ جو شخص اپنے جیون میں مریادا سے کام نہیں لیتا وہ یوگی نہیں بن

سکتا۔ اس سلسلے میں میں آپ کو پہلے ہی سب کچھ بتا چکا ہوں۔ مگر آپ کی سہولت کے لئے چھٹے ادھیائے کے دو شلوک پھر سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

شلوک ۱۶۔ ہے ارجن! یہ یوگ نہ زیادہ کھانے والے پُرش کے لئے ٹھیک ہے نہ تھوڑا کھانے والے کے لئے اور نہ ہی اس کے لئے جو یا تو ہمیشہ جاگتا رہتا ہے یا آٹھوں پہر سویا رہتا ہے۔
شلوک ۱۷۔ سب دُکھوں کا ناش کرنے والا یوگ تو اُس پُرش کو ٹھیک رہتا ہے جو مریادا سے کھاتا پیتا ہے۔ مریادا سے سب کام کرتا ہے اور سونے و جاگنے میں بھی مریادا کا دھیان رکھتا ہے۔

اس لئے اگر آپ اپنے جیون میں سُکھی رہنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو کھانے پینے میں۔ سونے جاگنے میں اور دوسرے ہر کام کرتے میں ہمیشہ مریادا کا خیال رکھنا چاہئے۔

دان

جیون میں سُکھ اور خوشی پانے کا اٹھارھواں سادھن جو میں آپ کے سامنے رکھنے لگا ہوں۔ اس کو سُنکر شاید آپ چونک اُٹھیں۔ اور وہ سادھن ہے دان۔ آپ پوچھیں گے کہ دان دینے سے تو ہمارے دھن کی سامگری کم ہو جائے گی۔ اور ہمیں زیادہ مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر ہم کو سُکھ کیسے حاصل ہوگا۔ لیکن پیارے سجنو۔ مجھے تو اس بات کا وشواس ہے

کہ ہم جتنا دان دیں گے پرم پتا پرماتما ہم کو اُس سے کہیں اور زیادہ دے دیں گے۔ پرماتما کے گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ ایک دینے والا ہے اور ہم اربوں کھانے والے ہیں۔ پر اُس کا خزانہ ہمیشہ بھرپور رہتا ہے۔ ایک کوی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر ایک جیو جنتو کو کھانا خدا دے
ہر انسان کا پیٹ ہے وہ ہی بھرتا
خدا سا نہیں اور کوئی بھی دانی
وہ آٹھوں پہر دان عادت ہے کرتا

اور یہ بات بھی سولہ آنہ ٹھیک ہے۔ پرماتما سچ مچ سارے برہمانڈ کو کھانے کو دیتا ہے۔ اور آپ کسی سے کچھ نہیں لیتا۔ اس لئے وہ اُن لوگوں کو ہمیشہ اچھا سمجھتا ہے۔ جن کو دان دینے کی عادت ہو اور وہ اُن کے بھنڈار ہمیشہ بھرے رکھتا ہے۔ کہتے ہیں دان ویر کرن جو ایک داسی پتر کہا جاتا تھا ہر روز سوا من سونا دان کرنے کے بعد بھوجن گرہن کرتا تھا۔ آپ ہی سوچئے کہ اتنا سونا اُس کے پاس کہاں سے آتا تھا؟ میں تو یہی کہوں گا کہ اُس کے پیچھے ضرور پرماتما کا ہاتھ ہوگا۔ اسی طرح بادشاہ اکبر کے دربار میں ایک وزیر عبدالرحیم خان نام کا تھا۔ جس کا تخلص "رحیم" تھا۔ اُن کو دان کرنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن اُس کے اُستاد نے کہا "رحیم صاحب میں نے دس لاکھ روپیہ کبھی نہیں دیکھا۔ اگر آپ مجھے اتنی رقم صرف دیکھنے کا موقعہ دے دیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی۔" رحیم صاحب نے ایک کمرے

میں دس لاکھ روپے رکھوا دیئے۔ اور اُستاد سے کہا۔ "جا یئے صاحب۔ جی بھر کر دس لاکھ روپے کی رقم دیکھ لیجئے۔" اُستاد اتنی بڑی رقم دیکھ کر خوش ہو گیا اور رحیم صاحب کو دُعا دے کر واپس جانے لگا تو رحیم صاحب نے کہا۔ "اُستاد جی یہ سب روپیہ اب آپ کا ہے۔ اسے اُٹھوا کر اپنے گھر لیجایئے۔" اس قدر اُدار دل ہونے کے باوجود رحیم صاحب جب کسی کو دان دیتے تھے تو اپنی آنکھیں نیچی کر لیتے تھے۔ ایک بار اُن کے ایک شاعر دوست نے پوچھا۔ "رحیم صاحب دان کرتے وقت آپ اپنی آنکھیں نیچی کیوں کر لیتے ہیں؟" انہوں نے یہ دوہا پڑھ کر سنا دیا۔

دین ہار کوئی اور ہے دیت رہت دن رین
لوگ بھرم مجھ پر کریں تاتے نیچے نین

جس کا مطلب یہ ہے کہ دینے والا تو کوئی اور (پرماتما) ہے جو دن رات دے رہا ہے۔ پر لوگ شک کرتے ہیں کہ میں دے رہا ہوں۔ اس لئے شرم کے مارے میں آنکھیں نیچی کر لیتا ہوں۔

کلیُگ میں تو دان کا خاص مہتو ہے۔ جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ دھرم کے چار ستون بتائے گئے ہیں۔ ستیہ۔ اہنسا۔ تپ اور دان۔ گوسائیں تلسی داس جی نے رام چرت مانس میں کہا ہے۔ کہ کلجگ میں ایک ستون (دان) ہی بہت کلیان کرتا ہے۔ چاہے کسی طرح بھی کیا جائے۔ آپ نے فرمایا ہے۔

پرکٹ چار پد دھرم کے کلی مانہہ ایک پردھان
جین کین ودھی دیجئے دان کرے کلیان

دان دینے سے نہ صرف بھگوان خوش ہو جاتے ہیں اور آپ دوسرے لوگوں کی دعاؤں کے بھاگی بنتے ہیں۔ بلکہ آپ کے من کو شانتی بھی ملتی ہے۔ جیسے کہ ایک کوی نے کہا ہے۔

مزا آئے جو دینے میں وہ لینے میں کہاں عارف
کسی سے کچھ بھی لینے کا ارادہ ترک تو کر دے

پر اس بات کا احساس وہ لوگ ہی کرتے ہیں جنہوں نے کسی پھل کی اچھا کے بغیر دان کیا ہے۔ ایسے لوگ تو بھگوان سے یہی پرارتھنا کرتے ہیں کہ ان کا ہاتھ دوسروں کو دینے کے لئے اوپر کو ہی اُٹھتا رہے اور ان کو کبھی بھی کسی دوسرے شخص کے آگے ہاتھ پھیلانا نہ پڑے۔ ہم جو دان کرتے ہیں وہ بدلے کی نیت سے نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ ہی یہ سمجھ کر کرنا چاہئے کہ ہم کسی پر احسان کر رہے ہیں۔ دان جس بھاؤ سے بھی کیا جائے کلیان ہی کرتا ہے۔ پر سب سے اتم دان وہی ہے جو نشکام بھاؤ سے کیا جائے بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے میں دان بھی بھگوان کرشن نے تین پرکار کا بتایا ہے۔ جو میں آپ کی جانکاری کے لئے آپ کے سامنے رکھتا ہوں

شلوک 20۔ دان دینا ہمارا فرض ہے یہ سمجھ کر دیش اور کال کے انوسار جو دان کسی یوگیہ پرش کو بدلے کی اچھا کے بغیر دیا جاتا ہے۔ وہ دان ساتوک کہلاتا ہے۔

شلوک 21۔ جو دان دکھ اٹھا کر اور بدلے کی آشا سے کیا جاتا ہے یا پھل کی اچھا سے دیا جاتا ہے وہ راجسک دان کہلاتا ہے۔

شلوک 22۔ جو دان ستکار کئے بنا یا اُلٹا اپمان کر کے دیش

اور کال کا وچار نہ کرتے ہوئے کسی ایسے پُرش کو دیا جاتا ہے جو اُس کے یوگیہ نہ ہو وہ تامسک دان کہلاتا ہے۔

ویسے بھی ہمارے شاستر کہتے ہیں کہ دھن کا پریوگ بھی تین پرکار کا ہوتا ہے۔ بھوگ۔ دان اور ناش۔ اگر ہم دھن کو نہ تو صحیح ڈھنگ سے خرچ کرتے ہیں اور نہ ہی دان کرتے ہیں تو وہ دھن ضرور ہی نشٹ ہو جائے گا۔ اس لئے ہم کو اپنی آمدن کا کچھ حصہ ضرور دان کے لئے دیدرو کر دینا چاہئے۔ اس سے ہمارے من کو شانتی ملے گی۔ اور ہمارا جیون سُکھ سے گزرے گا۔ سنت کبیر جی نے دان کی مہما بتاتے ہوئے کہا ہے۔

چڑی چونچ بھر لے گئی ندی نہ گھٹیو نیر
دان دیئے دھن نہ گھٹے کہہ گئے بھگت کبیر

زندہ دلی

اب میں آپ کو سُکھ پانے کا اُنیسواں سادھن بتلاتا ہوں۔ جس کو زندہ دلی یا خوش مزاجی کہتے ہیں۔ کچھ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا مول لے لیتے ہیں اور اپنے دل میں ہمیشہ کڑھتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جیون میں سُکھ بھلا کیسے ملے۔ جو لوگ ہر وقت اداس رہتے ہیں ان کے سمبندھی بھی اُن کے پاس آنے سے جھجکتے ہیں۔ اور اس کے برعکس جو لوگ خوش مزاج ہوں اور ہر وقت خوش رہتے ہوں اُن کو ملنے کے لئے اجنبی لوگ بھی

بیتاب رہتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ انسان پرماتما کا انش ہے جو کہ ست چت اور آنند ہے۔ اس لئے ہر انسان کے اندر آنند پانے کی تڑپ موجود ہے۔ اور وہ جہاں بھی آنند یا خوشی کی جھلک پائے گا اُس کا دھیان اُس طرف مڑ جائے گا۔ قدرت کا نیم ہے کہ ہر چیز اپنے سمبھو کی طرف بھاگ رہی ہے۔ اسی کارن انسان بھی اپنے سمبھو پرم پتا پرماتما کے ساتھ ایک ہو جانے کی چاہ رکھتا ہے۔ اور آنند پراپت کرنا چاہتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ اور ہم اگیان کے کارن ہی اُداس رہتے ہیں۔ قدرت تو چاہتی ہے کہ ہم ہر وقت مُسکراتے رہیں۔ پرندوں کو دیکھئے وہ ہر وقت چہچہاتے نظر آئینگے بچوں کو دیکھئے اُن کے ہونٹوں پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوگی۔ اور جب تک اُن پر دُنیا کی بناوٹی باتوں کا اثر نہیں پڑتا وہ ہر وقت ہنستے کھیلتے رہیں گے۔ چاہے اُن کی آنکھوں کے سامنے کسی کی موت بھی ہو جائے۔ اس سے سدھ ہوتا ہے کہ قدرت کے دو نشان تھا سُکھ ہی سُکھ ہے۔ اور قدرت کی اِچھا یہی ہے کہ ہم ہر وقت مسکراتے رہیں۔ مسکراہٹ ایک طرح سے ہر غم کو بھلانے کے لئے ایک چنگاری کا کام دیتی ہے۔ اور اپنے لب پر مسکراہٹ لانے میں آپ کا کوئی مول بھی نہیں لگتا۔ اگر آپ کے لب پر سدا مسکراہٹ ہوگی تو نہ صرف آپ کے من کو شانتی ملے گی بلکہ آپ کے ملنے والوں پر بھی جادو کا اثر ہوگا۔ اور آپ کو مل کر اُن کا دُکھ ہلکا ہو جائے گا۔ سیاسی نیتا تو کہتے ہیں کہ آزادی ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے لیکن جیسے میں

ابھی بتا چکا ہوں۔ یوگیوں کے کہنے کے مطابق خوشی یا آنند ہمارا جنم سدھ ادھیکار ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

دل میں خوش رہنا تو ہے پیدائشی حق آپکا
اب سدا جاری رہے خوشیوں کی سرگم خوش رہو

ستیہ چت آنند ہے سب نے کہا بھگوان کو
لین اس میں ہی رہو تم اور ہر دم خوش رہو

آئے تم آنند سے آنند میں مل جاؤ گے
اس لئے جیون میں بھی تم کو ہے لازم خوش رہو

ہے سدا چشمہ خوشی کا آتما میں بہہ رہا
ناچو گاؤ مسکراؤ اور ہر دم خوش رہو

جو بھی کچھ ہے ہو رہا دنیا میں ہوتے دو اسے
شانتی پر دل کی مت ہونے دو برہم خوش رہو

مسکراہٹ کی تو چنگاری بھی غم کو دے جلا
مسکرا کر تم جلا دو اپنے سب غم خوش رہو

بات کیا اچھی سدا عارف ہے سب سے کہہ رہا
صبح خوش ہو شام خوش ہو اور ہر دم خوش رہو

اس لئے آپ کو چاہئے کہ دنیا میں چاہے کچھ ہوتا رہے آپ اپنے من کو آتما پہ جمائے رکھیں اور دنیا کے سب کام کرتے ہوئے بھی اپنے دل میں خوش رہیں۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

آپ نے دیکھا ہو گا کہ مہاپرشوں کے لب پہ ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی رہتی ہے۔ اُن کے شریر میں کوئی تکلیف بھی ہو وہ پھر بھی مسکراتے رہیں گے۔ اور بڑے سے بڑا دُکھ بھی اُن کی سہج مسکراہٹ کو نہیں چھین سکتا۔ اُن کو وشواس ہوتا ہے کہ دُکھ اور سُکھ سب پرماتما کی دین ہے اور جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر گھبرانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ایسے مہاپرشوں کے لئے دُکھ اور سُکھ سب برابر ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔

وہ انسان دُنیا میں ہر وقت خوش ہے
جو دُکھ اور سُکھ کو سمجھ لے برابر
ہے عارف کی یہ ایک آسان پہچان
رہے مسکراہٹ سدا اُس کے لب پر

اگر غور سے دیکھا جائے تو عام طور پہ ہم سب دُوئی بھاؤ کے کارن ہی دُکھی ہوتے ہیں۔ اگر ہم دُوئی بھاؤ کو اپنے دل سے ختم کر کے پرانی ماتر کو پرماتما کا اور اپنا روپ سمجھیں تو دُکھ ہمارے پاس پھٹک بھی نہیں سکتا۔ دُوئی بھاؤ نہ ہو تو ہم کسی سے نفرت نہیں کر سکتے اور ہمارے دل میں سب کے لئے پیار ہوگا۔ پھر دوسرے لوگ بھی ہم کو پیار دیں گے۔ اور ہم ہر حالت میں خوشی محسوس کریں گے۔

دُوئی بھاؤ ہے مٹ چکا جس کے دل سے
جو ہر شخص کو اپنا بھائی ہے کہتا
مصیبت میں بھی مسکراتا رہے جو

اُسے اصل عارف ہے عارفت سمجھتا

جس شخص کے دِل سے دُوئی بھاؤ ختم ہو چکا ہے اور جس کے من میں خودی کا نشان بھی نہیں اُسی کو سب پرانی ماتر کے اندر پرماتما کا پرکاش نظر آتا ہے اور اُس کے لئے ہر طرف آنند ہی آنند ہے۔ ایسا انسان صحیح معنوں میں آتم گیانی ہے اور وہ ہمیشہ خوش نظر آئے گا۔

وہ ہر دم مسکرائے ہے یہی پہچان عارف کی
وہ عارف ہی نہیں عارفت جو زندہ دِل نہیں ہوتی

ایسے ہی ایک کوی نے کہا ہے۔

نہیں کچھ بھی بل چھل ہے عارف کے دِل میں
یہ زندہ دِلی وصف ہے خاص اُس کا
وہ بچوں کی مانند ہے شوخ عارف
وہ پھولوں کی مانند ہے مسکراتا

مسکراہٹ میں سچ مچ جادو کا سا اثر ہے۔ مسکراہٹ سے اُس شخص کو خوشی ملتی ہی ہے جس کے لب پر مسکان کھیلتی ہو بلکہ جو دوسرے لوگ اُس مسکراہٹ کو دیکھتے ہیں۔ اُن کے من میں بھی خوشی کی لہر پیدا ہو جاتی ہے۔ مسکراہٹ کے بارے میں ایک کوی نے کہا ہے۔

مسکراہٹ سنت لوگوں کی صحیح پہچان ہے
جو نہیں ہنستا کبھی انسان وہ نادان ہے
مسکراہٹ ہے وہ چنگاری جو غم کو دے جلا

اس لئے لازم ہے تم کو مسکراؤ تم سدا
مسکراہٹ میں بھرا ہے ایک جادو سربسر
مسکراہٹ سے تمہارا تن بدن جائیں نکھر

جب مصیبت سر پہ آئے پھر بھی آہیں مت بھرو
بلکہ غم کو اپنے دل سے مسکرا کر ٹال دو

مسکراہٹ تو پربھو کی اک انوکھی دین ہے
جس سے بہتر ہے نہیں دنیا میں کوئی اور شئے

چاہ جس آنند کی ہر دل میں رہتی ہے سدا
مسکراہٹ میں چھپا ہے راز اُس آنند کا

مسکراہٹ میں عجب آنند ملتا ہے ہمیں
پھر نہ کیوں ہم مسکرا کر زندگی کا لطف لیں

من کو اپنے آتما میں لین رکھو گے اگر
مسکراہٹ پھر سدا ہو گی تمہارے ہونٹ پر

پاپ گر دل میں نہیں عادت تو ڈر کس بات کا
ناچو گاؤ مسکراؤ خوش رہو دل میں سدا

سادگی

جیون کو ہمیشہ سکھ سے بتانے کا بیسواں سادھن ہے سادگی۔ جہاں تک ہو سکے آپ کو سدا سادہ رہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے میں یہ نہیں کہتا کہ آپ صرف لنگوٹ لگا کر جیون گزار دیں۔ لیکن آپ کو

نئے نئے فیشنوں کا شکار نہیں ہونا چاہیئے۔ پُرانے زمانے میں جب لوگ سادہ خوراک کھاتے تھے اور سادہ لباس پہنتے تھے اُن کا جیون بہت سکھ اور چین سے گزرتا تھا۔ اور اُن کو کسی قسم کا فکر نہ ہوتا تھا۔ زندگی کی ضروریات اتنی کم تھیں کہ ہر انسان آرام اور بے فکری سے اپنے دن گزارتا تھا۔ اور اُس کو زیادہ ہاتھ پاؤں مارنے کی ضرورت نہیں تھی۔ رشی اور منی لوگ جنگلوں میں سادھارن کٹیا بنا کر زندگی بتا دیتے تھے۔ اور راجہ ہو یا رنک اُن کے آشرموں میں جا کر ودیا حاصل کرتے تھے۔ سب بچوں کا رہن سہن سادہ اور ایک سا ہوتا تھا۔ اور امیر یا غریب کا کوئی مت بھید نہ تھا۔ آشرم میں رہنے کے کارن بچوں کو شروع سے ہی سادہ رہنے کی عادت پڑ جاتی تھی۔ اور اُن کا سارا جیون سکھ سے گزر جاتا تھا۔ اُن دنوں ہر ایک شخص سادگی کو پسند کرتا تھا۔ اور نمائش، دکھاوا یا فیشن کا کوئی رواج نہ تھا۔ آج کل کا تو بابا آدم ہی نرالا ہے۔ شروع سے ہی بچوں کو اس قسم کے فیشنوں کی عادت پڑ جاتی ہے کہ تو بہ بھلی۔ کپڑوں کے آئے دن نت نئے نئے فیشن نکل رہے ہیں اور بچوں کا دھیان پڑھائی کی بجائے اپنے کپڑوں پہ زیادہ رہتا ہے۔ ہر شخص چاہے اُس کی جیب اجازت دے یا نہ دے دوسروں کی نقل کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنے بچوں کو اُسی قسم کے کپڑے تیار کروا دیتا ہے جس کا فیشن ہو۔ تنگ اور چست لباس پہننے کا فیشن حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے۔ اور ہر بچہ لڑکا ہو یا لڑکی اُس کی اندھا دھند نقل کر رہا ہے۔ اُس بے چارے کو پتہ نہیں کہ اس قسم

کے لباس سے نہ صرف ہمارے آچرن پر بُرا اثر پڑتا ہے بلکہ ہمارے شریر کے خون کا دورہ بھی ٹھیک نہیں رہتا اور اس لئے وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار بنا رہتا ہے۔

اسی طرح آج کل ہمارا کھانا بھی سادہ نہیں رہا۔ ہمارے بزرگ [illegible] روٹی۔ سبزیاں۔ تازہ پھل۔ دودھ۔ دہی۔ گڑ۔ شکر اور شہد [illegible] استعمال کرتے تھے۔ اور اسی کارن اُن کی صحت مرتے دم تک ٹھیک [illegible] تھی۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ میرے بابا جی کے دانت 90 [illegible] کی عمر میں بھی پوری طرح کام کرتے تھے۔ اور وہ کچی سبزیاں چبا کر کھا جایا کرتے تھے۔ لیکن آج کل کئی قسم کے نئے نئے پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔ جن کا کوئی انت ہی نہیں۔ آپ کسی ہوٹل میں جا کر دیکھیں وہاں سینکڑوں قسم کے گوشت اور دوسرے کھانے ملیں گے۔ جن کو ہضم کرنا ہی مشکل ہے۔ پہلے زمانے میں لوگ کھانا کھاتے تھے جینے کے لئے اور آج کل لوگ جیتے ہیں کھانے کے لئے۔ لوگوں کو کھانے پینے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں رہا۔ اور اس کے علاوہ شراب کا تو اتنا رواج ہو گیا ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں۔ گھر میں اُن کے بچوں کو چاہے سوکھی روٹی بھی نہ ملے پر لوگ ہوٹلوں میں جا کر شراب ضرور پئیں گے۔ اور یہ بیماری دن بدن ہمارے سماج میں گھر کر رہی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوتا ہے کہ بڑے شہروں میں اب ودیارتھی بھی چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ہوں اس لعنت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو نہ جانے ہمارے دیش کا کیا حال ہوگا۔ میں ہاتھ جوڑ کر آپ

سے نویدن کروں گا کہ آپ اپنے بچوں کو شروع سے ہی سادہ رہنے کی عادت سکھائیں اور جھوٹے لاڈ چاؤ کے اثر میں آکر اُن کی عادتیں خراب نہ کریں۔ ورنہ اُن کے جیون میں جو مصیبتیں اُن کو سہنی پڑیں گی۔ اُس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ سادہ جیون بتانے کے سلسلے میں ایک کوی نے کیا اچھا کہا ہے۔

وہ عارف سدا ہی سکھی ہے جہاں میں
جو جیون یہ سادہ بسر کر رہا ہے
ضروری نہیں وہ سمجھتا ہے کچھ بھی
جو مل جائے اُس میں گزر کر رہا ہے

جب میں دسویں جماعت پڑھتا تھا تو ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ جب آپ کا دل کوئی چیز خریدنے کو کرے تو آپ اپنے دل سے یہ سوال پوچھیں کہ اس چیز کے بغیر میرا گزارہ ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ اگر جواب نہیں میں ہو تو آپ وہ چیز ضرور خرید لیں۔ بس اگر جواب ہاں ہو تو ہرگز نہ خریدیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ فیصلہ ٹھیک ہے اور جہاں تک ہو سکے ہمیں اپنے جیون میں اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو وہ ضرور خریدیں۔ لیکن دوسروں کی نقل کرنے کے لئے یا محض فیشن کی خاطر نئی نئی چیزیں خریدنے کی عادت کبھی نہ ڈالیں۔ کیونکہ اس کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ فالتو سامان اکٹھا کرنے کا کیا فائدہ ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

ایک مہاپُرش کا کہنا ہے کہ خوبی اس بات میں نہیں کہ ہم
کتنی بار نئے نئے کپڑے پہن سکتے ہیں بلکہ خوبی اس بات میں ہے کہ
ہم ایک کپڑا کتنی دیر پہن سکتے ہیں۔ اور اس کو صاف رکھ سکتے
ہیں۔ ایک مکمل انسان کے لئے سادگی کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے کہ
کہا گیا ہے۔

تین گُن لازم ہیں ہر انسان میں
بندگی زندہ دلی اور سادگی

سادہ جیون کے بارے میں اگر آج کل کے زمانے میں کسی مثال
کی ضرورت ہو تو ہمارے راشٹرپتا مہاتما گاندھی کی مثال آپ کے
سامنے ہے۔ اُن کے جیون کا آدرش صرف بھارت کو آزادی دلوانا
ہی نہیں تھا بلکہ وہ ساری دُنیا میں شانتی کا راجیہ قائم کرنا چاہتے
تھے۔ اور صحیح دیکھا جائے تو وہ بیسویں صدی کے سب سے بڑے
انسان تھے۔ لیکن اُن کے جیون میں اس قدر سادگی تھی کہ آپ سُنکر
حیران رہ جائیں گے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اُن کے درشن کئے ہیں
اُن کے جسم پہ کھدر کی ایک لنگوٹی اور دھوتی کے سوائے اور کچھ نہ
ہوتا تھا۔ اور اُن کی خوراک بکری کے دودھ اور کھجوروں کے سوائے
اور کچھ نہیں تھی۔ اُن کو ریل میں جب کبھی سفر کرنے کی ضرورت پڑتی
تھی وہ ہمیشہ تیسرے درجہ کے ڈبے میں سفر کرتے تھے۔ ایک بار اُنکو
بھارت کی آزادی کے سلسلے میں ایک گول میز کانفرنس میں انگلینڈ جانا
پڑا تو قدرتی طور پہ سرکار کی طرف سے جہاز میں اُن کے لئے فسٹ کلاس
کا پربندھ کیا گیا۔ لیکن آپ نے فسٹ کلاس میں سفر کرنے سے انکار

کر دیا۔ اور ڈیک (اس سے نچلا درجہ) میں بیٹھ کر ہی سفر کیا۔
انگریزی میں ایک کہاوت ہے "Simple Living and High Thinking" جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا رہن سہن سادہ ہونا چاہیئے مگر وچار اونچے ہونے چاہییں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے جیون کا آدرش تو ضرور اونچے سے اونچا رکھیں۔ مگر اپنی ضرورتیں اتنی نہ بڑھائیں کہ ہمارا انمول جیون اُن کو پورا کرنے کے لئے دھن کمانے میں ہی گزر جائے۔ دوسرے لوگوں کو دیکھ کر ہمیں ان کی اندھا دھند نقل بالکل نہیں کرنی چاہیئے۔

رُوکھی سوکھی کھائے کے ٹھنڈا پانی پی
دیکھ پرائی چوپڑی مت ترسایئں جی

سادگی کی ایک اور مثال مجھے ابھی ابھی یاد آ گئی ہے۔ جس کا سمبندھ مہرشی نوشش کے جیون سے ہے۔ میں یہ مثال آپکو ضرور سناؤں گا۔ دھیان دے کر سُنیں۔

ایک بار دیوراج اندر کے من میں وچار آ گیا کہ وہ اپنے لئے ایک ایسا شاندار محل تیار کروائیں جس کی مثال تینوں لوکوں میں نہ مل سکے۔ چنانچہ اُس نے دیوتاؤں کے انجنیئر وشوکرماں کو بُلا کر حکم دے دیا کہ اُس کے لئے ایک ایسا شاندار محل تیار کیا جائے جس کی مثال وہ آپ ہی ہو۔ وشوکرماں نے تیاری شروع کر دی۔ پر کئی برس کی محنت کے بعد وہ صرف ایک ہی کمرا تیار کر پایا جس کے فرش کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی تھی۔ یہ دیکھ کر وشوکرماں بہت اداس ہو گیا اور اپنے من میں سوچنے لگا کہ

یہی سلسلہ جاری رہا تو اُس کی ساری عمر دیوراج اِندر کا محل تیار کروانے میں ہی گزر جائے گی۔ اور وہ کوئی اور کام نہیں کر سکے گا وہ اسی فکر میں تھا کہ اتفاق سے دیورشی نارد وہاں آ گئے۔ وشوکرماں کو کچھ اداس سا دیکھ کر وہ پوچھنے لگے "کیوں وشوکرماں جی۔ آج آپ اداس کیوں ہیں۔" وشوکرماں نے اِندر کے محل کی کہانی سُنا کر کہا "نارد جی۔ مجھے تو یہی ہوتا ہے کہ اِس قسم کا محل تیار کروانے میں میری ساری عمر نہ گزر جائے۔" نارد جی نے کہا "بس اتنی سی بات ہے۔ تم چنتا مت کرو۔ اِس کا پربندھ میں ابھی کر دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر نارد جی اُسی وقت دیوراج اِندر کے پاس چلے گئے اور اُس کے محل کے بارے میں بات چیت کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں دیوراج اِندر نے نارد جی سے پوچھا "دیورشی جی تم تو تینوں لوکوں کا چکر لگاتے رہتے ہیں کرپا کر کے بتائیے کہ جس قسم کا محل میں تیار کروا رہا ہوں اُس قسم کا محل آپ نے کہیں اور دیکھا ہے کہ نہیں۔" نارد جی نے جواب دیا کہ "دیوراج اِندر۔ اِس قسم کا محل اِس وقت تو تینوں لوکوں میں کہیں نہیں پر ممکن ہے کسی پہلے کلپ میں ہو چکا ہو۔ اِس کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اِس کے بارے آپ نے تسلی کرنی ہو تو آپ مہرشی لومش سے پوچھ سکتے ہیں۔ جو کئی کلپوں سے زندہ ہیں۔" دیوراج اِندر نے پوچھا "نارد جی۔ مہرشی لومش کہاں مل سکتے ہیں" نارد جی نے کہا "دیوراج اِندر۔ آپ اِس بات کا فکر نہ کریں۔ اُن کو ابھی اور یہیں بُلا دیتا ہوں۔" یہ کہکر نارد جی نے مہرشی لومش

کو یاد کیا تو وہ کچھ منٹ میں ہی وہیں آ گئے۔ مہرشی لومش کے جسم پر صرف ایک لنگوٹ تھا۔ ہاتھ میں ایک کمنڈل تھا اور بغل میں ایک چٹائی تھی۔ دیوراج اندر نے اُن کو نمسکار کرنے کے بعد اُن کو کہا "مہاراج جس کام کے لئے نارد جی نے آپ کو یہاں آنے کا کشٹ دیا ہے وہ تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ پر اس سے پہلے کیا مَیں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے اِس چٹائی کا بوجھ کیوں اُٹھا رکھا ہے۔؟" مہرشی لومش نے ہنس کر جواب دیا "دیوراج اندر! یہ چٹائی دھوپ اور بارش میں چھتری کا کام دیتی ہے۔ اور آرام کرنا ہو تو بستر کا کام دیتی ہے — یہ کمنڈل اور چٹائی ہی میری پونجی ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ اِس دو دن کے جیون کے لئے اور سامان اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت ہے" دیوراج اندر نے کہا "مہاراج سُنا ہے کہ آپ کی عمر تو بہت لمبی ہے۔ کیا مَیں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟" مہرشی لومش نے اپنی چھاتی پر ایک نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو ایک انچ لمبا اور ایک انچ چوڑا تھا۔ جواب دیا۔ "برہما جی کے مرنے پر میرے شریر کا ایک بال ٹوٹ جاتا ہے۔ میری چھاتی پر آپ جو نشان دیکھ رہے ہیں اُس کے سب بال ٹوٹ چکے ہیں۔ جب میرے شریر کے سب بال ٹوٹ جائیں گے تب مَیں شریر کو چھوڑ دوں گا۔" دیوراج اندر نے حساب لگا کر دیکھا تو اُس کو پتہ چلا کہ اِس حساب سے مہرشی لومش کی عمر اربوں برس سے بھی ادھک ہو گی۔ یہ سوچ کر کہ اتنی لمبی عمر کو بھی مہرشی لومش دو

دِن کا جیون بتاتے ہیں اور اپنے پاس چٹائی اور کمنڈل کے سوائے اور کوئی سامان نہیں رکھتے۔ وہ اپنے من میں بہت شرمندہ ہوا۔ اور اُس نے کوئی اور سوال پُوچھنے کے بغیر ہی مہرشی لومش کو وداع کر دیا۔ اُس کے بعد دیوراج اندر نے وِشو کرماں کو بُلا کر کہہ دیا کہ اب محل تیار کروانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وشو کرماں سمجھ گیا کہ یہ سب دیورشی نارد کا ہی پرتاپ ہے وہ خُوشی خُوشی وہاں سے واپس چلا گیا۔

آپ کو مہرشی لومش کے جیون سے ضرور سبق سیکھنا چاہیئے اور جہاں تک ہو سکے سادہ جیون بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

سواستھ رکشا

جیون کو سکھی بنانے کا اکیسواں اور انتم سادھن جو مَیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہُوں وہ ہے۔ سواستھ رکشا یعنی صحت کو ٹھیک رکھنا۔ اگر ہمارے شریر میں کوئی روگ یا بیماری ہو تو نہ صرف ہمارے شریر کو دُکھ پہنچاتا ہے بلکہ اُس کے کارن ہمارے من پر بھی بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ اور ہم پرماتما کی پوجا بھی اچھی طرح سے نہیں کر سکتے۔ ہمارا شریر ایک طرح سے بھگوان کا مندر ہے۔ اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس کو کسی قسم کا روگ نہ لگے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جسم کے روگوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمارا من صاف ہونا چاہیئے۔ پر مَیں کہتا ہُوں کہ اگر آپ

کی صحت ٹھیک ہوگی تو آپ کے من پر بھی اچھا اثر پڑے گا۔
آنند آپ کے دل میں حوصلہ بنا رہے گا۔ اس کے برعکس جب آپ
بیمار ہوں تو آپ کا من بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔ اور آپ اُداس
ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی صحت ہمیشہ ٹھیک رکھنا چاہئے
آپ نے انگریزی کی یہ کہاوت بھی سُنی ہوگی۔ "Prevention
is better than cure" اس کا مطلب ہے کہ علاج سے
پرہیز بہتر ہے۔ اس لئے ہمیں یہ پتہ ہونا چاہئے کہ ہم کیا
احتیاط لے سکتے ہیں۔ جس سے ہمارے شریر میں روگ پیدا ہی نہ
ہوں۔ اب میں اس سلسلے میں اپنے وچار آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔
ہمارے شریر پر خوراک کا اثر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔
اس لئے اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم شریر کی بیماریوں سے بچے رہیں
تو ہمیں اپنی خوراک پر خاص دھیان دینا چاہئے۔ "جیسا ان ویسا
من" ایک پرانی کہاوت ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہماری
خوراک کا اثر ہمارے من پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ اس لئے ہمیں کیا
خوراک کھانی چاہئے یہ سوال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یوں تو
ہر ایک شخص اپنا اچھا ڈاکٹر آپ ہی ہے۔ اور اس کو زیادہ پتہ
ہوگا کہ کونسی خوراک اس کی طبیعت کے انوسار ہے اور کونسی نہیں
پھر بھی خوراک کے سمبندھ میں کچھ نیم بتائے گئے ہیں۔ جن پر عمل
کرنے کی ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئے۔ اگر غور سے دیکھا جائے
تو کھانا بھی کئی پرکار کا ہوتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں
دیکھنا ہوگا کہ ہمیں کس پرکار کا کھانا کھانا چاہئے۔ شریمد

بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے میں بتایا گیا ہے کہ کھانا تین پرکار کا ہوتا ہے - ساتوک - راجسک اور تامسک - جس کی تفصیل اس طرح ہے -

شلوک 8 - آیو - بدھی بل - صحت - سکھ اور پریم ان سب کے بڑھانے والا رسیلا - چکنا - دیر تک ٹھیک رہنے والا اور من کو بھانے والا بھوجن ساتوک کہلاتا ہے -

شلوک 9 - کڑوا - کھٹا - نمکین - گرم - تیز اور روکھا - جلن - چنتا - دکھ اور روگ پیدا کرنے والا بھوجن راجسک کہلاتا ہے -

شلوک ۱۰ - جو بھوجن ادھ پکا - رس کے بغیر - بدبودار - باسی جھوٹا اور گندا ہو وہ تامسک کہلاتا ہے -

شریمد بھگوت گیتا کے یہ شلوک پڑھنے کے بعد اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں کہ ہر شخص کے لئے ساتوک بھوجن ہی ٹھیک ہے - کیونکہ ساتوک بھوجن کھانے سے ہمارے سواستھ - بل اور بدھی پر اچھا اثر پڑتا ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ ساتوک بھوجن میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں - موٹے لفظوں میں ان چھانے آٹے کی روٹی پھل دودھ دہی مکھن شہد اور خشک میوے یہ سب ساتوک بھوجن میں شامل ہیں - جہاں تک ہو سکے ہمیں اپنے جیون میں ان ہی چیزوں کا پریوگ کرنا چاہئے - کچی سبزیوں کا سلاد اپنا سلاد آپ جتنا کھا سکیں اتنا ہی لابھدائک ہو گا - کئی سجنوں کا تو خیال ہے کہ ہمیں اپنی خوراک میں دوسری چیزیں کم کرتے رہنا چاہئے اور سلاد بڑھاتے رہنا چاہئے -

گرم مصالحے - چٹنی - اچار - لہسن - پیاز - سفید کھانڈ اور ہر ایک قسم کی تلی ہوئی چیزیں ہماری صحت کے لئے بہت خراب ہیں اور اگر ہو سکے تو ہمیں ان سے پرہیز ہی کرنا چاہیئے۔ شراب گوشت اور انڈے تو خاص طور پر ہماری صحت کو بگاڑنے کا سب سے بڑا کارن ہے - اور ہمیں کسی حالت میں بھی ان کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے - شراب اور گوشت کو تو سادھارن سمجھ والے لوگ بھی برا سمجھتے ہیں - پر کچھ لوگ اب کہنے لگے ہیں کہ انڈے تو ایک طرح سے سبزی ہیں کیونکہ ان میں جان نہیں ہوتی - اور عام ڈاکٹر کمزوری دور کرنے کے لئے سب کو انڈے تجویز کرنے لگے ہیں - لیکن حال ہی میں انڈوں کے بارے میں جو ریسرچ کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انڈے ایک زہریلی خوراک ہی نہیں بلکہ ان کے استعمال سے خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے - اور دل کی بیماری بھی ہو سکتی ہے - اس کے بارے میں ایک ماہر ڈاکٹر مسٹر کلیتھر ان کی رائے بھی سن لیجئے جو کہ امریکہ میں ایک چوٹی کے ڈاکٹر مانے گئے ہیں - آپ لکھتے ہیں -

"اگر بڑھیا انڈے بھی مل جائیں تو بھی ان کے کھائے بغیر ہم زیادہ تندرست رہ سکتے ہیں - انڈوں میں Cholesterol (ایک خاص مادہ جو دل کی بیماری پیدا کرتا ہے) کی مقدار اتنی زیادہ ہوتی ہے - کہ اس کے کھانے سے دل کی بیماری، خون کے دباؤ کا بڑھ جانا گردوں کی درد اور پتھری کا روگ، یہ سب کچھ ہو سکتا ہے - پھلوں - سبزیوں اور بناسپتی تیلوں میں یہ مادہ بالکل نہیں پایا جاتا"

اسی طرح اور بھی بڑے بڑے ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ انڈے

کھانے سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن میں اِس
سلسلے میں آپ کا اور وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ یہ بھی ہرگز نہ
سمجھیں کہ میں دھارمک درشٹی کون سے آپ کو گوشت اور انڈے
کھانے سے روک رہا ہوں۔ بلکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ دوسرے
دیشوں کے خوراک کے ماہروں کی رائے ہے۔ انگلینڈ۔ امریکہ اور
دوسرے مغربی دیشوں میں اب نئی نئی سبھائیں بن رہی ہیں۔ جن
کے وچار میں گوشت ہماری قدرتی خوراک نہیں اور ہماری صحت
کے لئے بہت نقصاندہ ہے۔ جب میں کالج میں پڑھتا تھا تو میں نے
ایک انگریزی کی کتاب "Live Longer and Look Younger"
(لمبی عمر پاؤ اور زیادہ جوان نظر آؤ) پڑھی تھی۔ جس میں لکھا
تھا کہ اُس کے لیکھک نے یہ کتاب ساری دُنیا کا چکر لگانے کے
بعد لکھی تھی۔ اور وہ سب جگہ پر چھان بین کرتا تھا کہ سب سے
لمبی عمر پانے والے لوگ دُنیا کے کس دیش میں ملتے ہیں۔ اور اُن
کی خوراک کیا ہے؟ اتنی محنت کرنے کے بعد اُس نے فیصلہ دیا ہے
کہ لمبی عمر اور صحت پانے کے لئے ہماری خوراک میں صرف پانچ چیزوں
کا ہونا ضروری ہے۔ اُن کی فہرست یہ ہے۔

1- Wheat Jerm پنگری ہوئی گندم۔ گندم کو پانی میں
ایک دو دن تک بھگو رکھیں تو اُس میں ہرے ہرے ریشے پیدا
ہو جاتے ہیں۔ اور اسی گندم کو Wheat Jerm کہتے ہیں

2- Yeast یعنی خمیر۔

3- Yoghurt یعنی دہی۔

4. Molasses یعنی شیرا۔
5. Skimmed Milk یعنی دودھ جس میں سے
ملائی نکال لی گئی ہو۔
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گوشت اور انڈے نہ ہی
ہماری صحت کے لئے ضروری ہیں اور نہ ہی وہ قدرتی خوراک ہیں۔
بلکہ سادہ خوراک ہی سب سے بڑھیا خوراک ہے۔
کھانے کے سمبندھ میں یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے جو کھانا
کھانا ہو وہ مقررہ وقت پر کھانا چاہیے۔ ایک کھانے اور دوسرے
کھانے کے وقت میں لگ بھگ چار گھنٹے کا فرق ہونا ضروری ہے
تاکہ پہلا کھایا ہوا کھانا اچھی طرح ہضم ہو سکے۔ اور آپ کے
معدے کو کچھ آرام کرنے کا موقعہ مل سکے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد
کچھ دیر آرام کرنا لابھ دائک ہے۔ اور اسی طرح رات کا کھانا
سونے کے وقت سے دو تین گھنٹے پہلے کھا لیا جائے تو بہت اچھا
ہے۔ جہاں تک ہو سکے کھانے کے ساتھ میں پانی نہیں پینا چاہیے
لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ پانی پینا چھوڑ دیں۔ صحت
کے لئے پانی پینا بہت فائدہ مند ہے۔ اور دن بھر میں آٹھ دس گلاس
پانی پینا بہت ضروری ہے۔ کھانا کھانے سے ایک گھنٹہ پہلے یا دو
گھنٹے بعد آپ جتنا پانی چاہیں پی سکتے ہیں۔ کھانے کے سمبندھ میں ایک
اور بات یاد رکھنے یوگیہ یہ ہے کہ اگر آپ ہفتے میں ایک دن اُپواس
یا برت رکھ سکیں۔ تو آپ کی صحت بہت اچھی رہے گی۔ شریر کی ہر ایک
بیماری کا کارن عام طور پر پیٹ کا خراب ہونا ہی ہوتا ہے۔ برت

رکھنے سے آپ کے معدے کو آرام مل جائے گا اور وہ اپنا کام ہمیشہ ٹھیک کرتا رہے گا۔ برت والے دن ہر قسم کی ٹھوس غذا کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور پانی کے علاوہ دودھ یا پھلوں کے رس کا ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ سنگترے کا رس کافی مقدار میں لینا بہت لابھ دائک ہے۔ کیونکہ اس سے قبض نہیں ہوتی۔ ماہر ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ زیادہ خوراک کھانے والوں سے تھوڑی خوراک کھانے والے لوگ کم بیمار ہوتے ہیں۔ اور لمبی عمر پاتے ہیں۔ اس لئے ہفتے میں ایک دن برت رکھنے کے علاوہ اگر آپ ایک مہینے کے بعد دو یا تین دن کا برت رکھ سکیں تو سونے پہ سہاگے والی بات ہے۔

ہماری صحت کے لئے جن چیزوں کی خوراک سے بھی زیادہ ضرورت ہے وہ ہے صاف ستھرا پانی۔ تازی ہوا اور سورج کی روشنی۔ قدرت نے ان چیزوں کا کچھ مول نہیں رکھا۔ تاکہ ہر شخص ان کا لابھ اٹھا سکے۔ عام طور پہ دیکھا گیا ہے کہ جو پانی کسی چشمے سے نکلتا ہو وہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح بارش کے پانی کو بھی صاف سمجھا جاتا ہے۔ کنوئیں یا نلکے کے پانی کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ ان میں کیا کیا مادہ ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ایسے پانی کو ابال لیا جائے۔ اور پھر اس کو ضرورت کے انوسار ٹھنڈا کر کے پیا جائے۔ تازی ہوا کا مطلب زیادہ تر آکسیجن گیس سے ہے جو ہمارے جیون کے لئے بہت ضروری ہے۔ آکسیجن گیس عام طور پہ پیڑ پودوں سے ملتی ہے۔ لیکن دھیان رہے کہ سب پیڑ پودے

دن کے وقت ہی آکسیجن پیدا کرتے ہیں۔ اور رات کو کاربن ڈائی
آکسائڈ پیدا کرنے لگتے ہیں۔ جو ہماری صحت کے لیے بہت ہی نقصاندہ
ہے۔ صرف پیپل کے پیڑ میں یہ خاص گن ہے کہ وہ چوبیس گھنٹے
آکسیجن گیس پیدا کرتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے بھارت میں
پیپل کے درخت کی پوجا کی جاتی ہے اور سادھو مہاتما رات کو
اسی کے نیچے ہی سو جاتے ہیں۔ اسی طرح سورج کی روشنی کا فائدہ
اٹھانے کے لیے ہمیں اپنے رہنے کے مکانوں میں کھڑکیاں اور
روشندان ضرورکافی تعداد میں لگانے چاہیئیں۔ اور ہو سکے تو
دن بھر موسم کے مطابق زیادہ وقت بند کمروں کی بجائے کھلی
جگہ میں گزارنا چاہیے۔ اگر ہم اپنے شریر پر سورج کی کرنوں کو
سیدھا پڑنے کا موقع دیں تو شریر کی بہت سی بیماریاں دور ہو
جاتی ہیں۔

اپنے شریر کو تندرست رکھنے کے لیے آپ کو ہر روز تھوڑا
کچھ ویایام یا ورزش کرنا بھی ضروری ہے۔ ویایام کرنے سے
خون کا دورہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور شریر میں ہلکاپن پیدا
ہونے کے علاوہ کئی پرکار کی بیماریاں اپنے آپ دور ہو جاتی
ہیں۔ صبح یا شام ٹہل کی سیر کر لینا بہت لابھ دائک ہے
اور اسی طرح ڈنڈ بیٹھک لگانا۔ پانی میں تیرنا۔ دوڑ لگانا
یا یوگ کے آسن کرنا بھی بہت اچھی قسم کے ویایام ہیں۔
یوگ کے آسنوں کا ذکر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ اس لیے یہاں
دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ کچھ لوگ ویایام تو کر لیتے ہیں

پر لوگ یہ آسن نہیں کر پاتے۔ اور اسی طرح کچھ لوگ آسن تو بڑا روز
کر لیتے ہیں پر اُن کے علاوہ اور کوئی ویایام نہیں کرتے۔ میرا اپنا
وچار ہے کہ اگر ہم لوگ آسنوں کے ساتھ ساتھ کچھ ویایام بھی کر لیا
کریں تو ہمارے شریر کو کوئی روگ نہیں ستا سکتا۔ لیکن یاد رہے
کہ ہمیں یوگ کے آسن یا دوسرے ویایام اُس حد تک ہی کرنے
چاہئیں جس سے ہمارے شریر کو زیادہ تھکاوٹ محسوس نہ ہو۔

صحت کو قائم رکھنے کے لئے شریر کی مالش بہت فائدہ مند
ہے۔ ویایام شروع کرنے سے پہلے اگر آپ اپنے شریر کی مالش
گھی بادام یا سرسوں کے تیل سے کر لیا کریں تو آپ کا شریر بہت
سی بیماریوں سے بچا رہے گا۔ مالش کرنے سے ہمارے شریر کے
خون کا دورہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اور جوڑوں کے درد پھوڑوں کی
تکلیف اور ریح کے درد کے لئے تو مالش ایک پرکار سے اکسیر کا
کام دیتی ہے۔

صحت کو ٹھیک رکھنے کے لئے ہمارے من اور شریر کی صفائی
بھی بہت ضروری ہے۔ من کی صفائی کے لئے بھگوان کے نام کے سمرن
اور پرانایام وغیرہ کا ذکر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ اور اُس کے
دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں
کہ شریر کی صفائی کے لئے ہمیں سردیوں میں صبح ایک بار اور گرمیوں
کے موسم میں صبح اور شام دو بار اشنان ضرور کرنا چاہیئے۔ اشنان
کرنے سے ہمارے شریر کے مسام کھل جاتے ہیں اور پسینہ و باہر
کی میل جو ہمارے شریر پر ہو سب دُور ہو جاتی ہے۔ جب تک کسی

خاص بیماری کے کارن گرم پانی کی ضرورت نہ ہو۔ اشنان ہمیشہ تازے پانی کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ اشنان کرتے وقت ہمیں اپنے دانتوں کو کسی داتن یا منجن کے ذریعہ خوب رگڑنا چاہئے۔ اشنان کرنے کے بعد سارے شریر کو کسی صاف ستھرے اور کھردرے تولئے سے پونچھ لینا بھی ضروری ہے۔

دونوں وقت کھانا کھانے کے بعد اور رات کو سونے سے پہلے اگر آپ پیشاب کرنے کی عادت ڈال دیں گے تو آپ کو گردے یا مثانے کی بیماری کبھی نہیں ستائے گی۔

صحت کو ٹھیک رکھنے کے لئے رات کو جلدی سو جانے کی عادت بھی بہت فائدہ مند ہے۔ آپ کو چاہئے کہ نو یا دس بجے تک رات کو ضرور سو جائیں۔ رات کے وقت آپ جتنی جلدی سو جائیں گے، صبح کو اتنی ہی جلدی جاگ سکیں گے۔ اس لئے شاستروں میں تو صبح کے وقت کو امرت ویلا کہا گیا ہے۔ سویرے جاگنے سے ہم سب قسم کی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ آج کل کلب جیون کے کارن رات کو بہت لیٹ سونے کا جو رواج پڑ گیا ہے اس کا اثر صحت پر بہت برا پڑتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے آپ کو جلدی سو کر صبح جلدی اٹھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ایک انگریز مہاپرش نے کہا ہے۔ "Early to bed and early to rise; makes a man healthy, wealthy and wise" جس کا مطلب یہ ہے کہ جلدی سو جانے اور جلدی جاگ اٹھنے سے انسان تندرست دھنوان اور

بدھیان بن جاتا ہے۔ ہمیں اس نیم پر چل کر ضرور لابھ اُٹھانا چاہیئے۔ سونے کے بارے میں آپ کو ایک اور بات کا دھیان رکھنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ اگر آپ کھانا کھانے کے بعد سونے جا رہے ہیں، تو آپ کو ہمیشہ دائیں کروٹ پر سونا چاہیئے۔ اور اگر پانی یا دودھ وغیرہ لینے کے بعد سونا ہو تو بائیں کروٹ سونا فائدہ مند رہیگا۔

صحت کو قائم رکھنے کے لئے اب میں آپ کو ایک آزمایا ہوا اور بہت اُتم سادھن بتاتا ہوں۔ اور وہ ہے برہمچریہ کا پالن۔ میں نہیں کہتا کہ آپ شادی نہ کروائیں۔ جیسے میں پہلے عرض کر چکا ہوں، گرہست آشرم ایک طرح سے باقی سب آشرم والوں کا ایک آدھار سمجھا گیا ہے۔ مگر ایک یا دو بچے پیدا کرنے کے بعد آپ کو وشے بھوگ سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت بقراط سے پوچھا کہ انسان کو اپنے جیون میں بیوی کے پاس کتنی بار جانا چاہیئے۔ انہوں نے جواب دیا۔ ایک بار۔ اس شخص نے کہا حضرت ایک سادھارن انسان کے لئے اتنا کنٹرول تو ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا اچھا ایک برس میں ایک بار ٹھیک رہے گا۔ اُس شخص نے کہا۔ حضرت ایک برس کا عرصہ بھی لمبا ہے۔ انہوں نے فرمایا چلو ایک ماس میں ایک بار سہی۔ اس شخص نے پھر کہا حضرت اگر اتنی دیر بھی انتظار نہ ہو سکے تو کیا آگیا ہے۔ انہوں نے کہا پھر ایک ہفتے میں ایک بار سہی۔ اس شخص کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی۔ اور وہ کہنے لگا حضرت ایک نوجوان کے لئے تو ایک ہفتہ بھی رُکنا بہت مشکل ہے۔ یہ سُنکر انہوں نے فرمایا ایسا نوجوان جو

چاہیے کرے پر اُس کو چھوٹی کے پاس اپنے سر پر کفن باندھ کر جانا چاہیے۔

برہمچریہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے تھوڑی ہے۔ اس کے ابھیاس سے ہمارے شریر میں ایک عجیب سی شکتی پیدا ہو جاتی ہے جس کو اوجس کہتے ہیں۔ اور چہرے پر نور چھا جاتا ہے۔ آپ کو پتہ ہی ہوگا کہ مہرشی دیانند سرسوتی جنہوں نے آریہ سماج کو جنم دیا ہے برہمچاری تھے۔ اسی وجہ سے اُن میں اتنی شکتی تھی کہ ایک بار اُنہوں نے ایک ہاتھ ہی سے گھوڑا گاڑی کو آگے چلنے سے روک دیا تھا۔ اسی سلسلے میں ایک اور بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ میرے بچپن کے دنوں میں دو مشہور سرکس ہوتے تھے جن میں ایک رام مورتی کا سرکس کہلاتا تھا اور دوسرا تارا بائی کا۔ اُن دونوں کو میں نے خود دیکھا ہے۔ رام مورتی تو اور کھیلوں کے علاوہ ایک یہ کھیل دکھلاتا تھا کہ دو موٹر کاروں کو رسّی سے اپنے دونوں کندھوں سے باندھ لیتا تھا اور دونوں کار والوں کو کہتا تھا چلاؤ ابھی گاڑی۔ پر لاکھ زور لگانے پر بھی وہ کاریں چل نہیں پاتی تھی۔ اسی طرح تارا بائی بھی بہت کھیل دکھاتی تھی۔ جن سے اُس کے بل کا پتہ لگتا تھا۔ پر اس کا خاص کھیل یہ تھا کہ وہ لوگوں کو ایک چھوٹا گاڑی میں بٹھا دیتی تھی۔ اور اس گاڑی کے اگلے حصے کو جو کہ پترے کی طرح تیز بنا ہوتا تھا اپنے ماتھے پر رکھ کر گاڑی کو پیچھے دھکیل دیتی تھی۔ سرکس کے ختم ہونے پر رام مورتی اور تارا بائی دونوں صاحب کہا کرتے تھے کہ وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ کوئی جادو

نہیں بلکہ اُن کی تندرستی کا راز یہ ہے کہ وہ برہمچاری ہیں۔
صحت کے بارے میں ایک پرانی کہاوت ہے "سر کو سرد رکھو پاؤں کو گرم رکھو اور پیٹ کو نرم رکھو"۔ کہا جاتا ہے کہ اس نسخے کا آرمبھ اس طرح ہوا۔ کہ ایک بہت قابل ڈاکٹر کے گھر سے اُس کی موت کے بعد ایک صندوق نکلا۔ جس کو اُس کے وارثوں نے نیلام کروا دیا۔ لوگوں نے سوچا نہ جانے اُس صندوق میں کتنی قیمتی دوائیاں ہوں گی۔ اور وہ بڑھ چڑھ کر بولی دینے لگے۔ آخر اُس صندوق کی قیمت دس ہزار روپے تک بڑھ گئی۔ جو اُن دنوں میں ایک بہت بڑی رقم تھی۔ خریدار نے اُس صندوق کو کھولا تو اُس میں سے ایک چھوٹا سا صندوق نکلا اور دوسرے صندوق کے اندر پھر ایک اور صندوق نکلا۔ اس طرح کرتے کرتے آخر میں ایک ڈبیا نکلی جس میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ اُس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھا ہوا تھا۔ "سر کو سرد رکھو۔ پاؤں کو گرم رکھو اور پیٹ کو نرم رکھو۔" آیئے اس نسخے کی اہمیت سمجھنے کی کوشش کریں۔
سر کو سرد رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دماغ پر کبھی غیر ضروری بوجھ نہیں پڑنا چاہیے۔ آپ کے من میں شانتی ہو۔ اور آپ کا دماغ پریشان نہ ہو۔ تو آپ کا سر ہمیشہ سرد ہو گا۔ لیکن اگر غصے کے کارن یا کسی اور وجہ سے آپ پریشان ہیں تو آپ کا سر گرم ہو جائے گا۔ اور آپ ٹھیک طرح سے نہ سوچ سکیں گے۔ اس لئے سر کو سرد رکھنے کا مطلب یہی ہے۔ کہ آپ اپنے من کو ہمیشہ شانت رکھیں اور غصے کو کبھی اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں۔

پاؤں کو گرم رکھنے کا ارتھ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ
کسی وقت بھی نکمے نہ بیٹھیں۔ چلنے پھرنے سے یا سیر کرنے سے
آپ کے پاؤں کو گرمی پہنچے گی اور آپ کے شریر کے خون کا دورہ
ٹھیک رہے گا۔ اس لئے آپ کو کچھ نہ کچھ کام کرتے رہنا چاہیئے
جس سے آپ کے پاؤں گرم رہیں۔

پیٹ کو نرم رکھنے کا مطلب تو صاف ہی ہے۔ اگر ہم ضرورت
سے زیادہ کھالیں یا کوئی ایسی چیز کھالیں جو آسانی سے ہضم نہ
ہو سکے تو قدرتی طور پر ہمارا پیٹ سخت سا ہو جائے گا اور
بھرا بھرا سا محسوس ہوگا۔ اس لئے ہم کو دیر سے ہضم ہونے والی
چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ کچھ بھوک رکھ کر کھانا
چاہیئے۔ عام طور پر زیادہ کھانا ہی بیماری کا کارن ہوتا ہے۔ کم
کھانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ آچاریہ ونوبا بھاوے جی نے
اپنے ایک لیکھ میں کسی اُپنشد کا حوالہ دیا تھا جس میں کہا گیا
ہے۔ کہ صحت کو ٹھیک رکھنے اور بیماری سے بچنے کے لئے ایک
گنا کھاؤ۔ دوگنا پانی پیو۔ تین گنا کام کرو اور چار گنا ہنسو"
جس کا نچوڑ یہی ہے کہ ہمیں کبھی بھی ضرورت سے زیادہ خوراک
نہیں لینی چاہیئے۔ اور ہمیشہ خوش رہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔

اسی طرح صحت کے بارے میں ہمارے بزرگوں نے کچھ نیم
بتائے ہیں۔ جن پر عمل کر کے ہم بارہ مہینے اپنی صحت ٹھیک رکھ سکتے
ہیں۔ انہوں نے کہا ہے "چیت بیساکھ بھویں۔ جیٹھ اساڑھ سوویں
ساون بھادوں نہاویں۔ اسوج کتک تھوڑا کھاویں۔ مگھر پوہ دُودھ

...دیں۔ ماگھ پھاگن تیل ملاویں تے وید دے گھر کدی نہ جاویں"۔
اس محاورے کو سمجھنا مشکل نہیں۔ چیت بیساکھ یا پندرہ مارچ
سے پندرہ مئی تک موسم کا پریورتن ہوتا ہے۔ اس لئے ان دنوں
سیر کرنا بہت لابھدایک ہوتا ہے۔ جیٹھ اساڑھ یعنی پندرہ مئی
سے پندرہ جولائی تک گرمی اپنے جوبن پر ہوتی ہے۔ اس لئے ان
دنوں میں گھر کے اندر آرام کرنا یا سونا ہی مناسب ہے۔ ساون
بھادوں یعنی پندرہ جولائی سے پندرہ ستمبر تک برسات کا موسم
ہوتا ہے اور بار بار پسینہ آتا ہے۔ اس لئے ان دنوں میں دونوں
وقت اشنان کرنے سے شریر کی صفائی ہو جاتی ہے۔ اسوج کتک
یعنی پندرہ ستمبر سے پندرہ نومبر تک پھر موسم کی تبدیلی ہوتی ہے۔
اور کھانا جلدی ہضم نہیں ہوتا۔ اس لئے ان دنوں میں کھانا کم
کھانا چاہئے۔ مگھر پوہ یعنی پندرہ نومبر سے پندرہ جنوری تک
سردی کا موسم ہوتا ہے۔ اس لئے گرم کپڑے پہن کر شریر کی رکشا
کرنی چاہئے۔ اور اسی طرح ماگھ پھاگن یعنی پندرہ جنوری سے
پندرہ مارچ تک ہمارے شریر میں خشکی ہو جاتی ہے۔ جس کو دور
کرنے کے لئے تیل کی مالش بہت اچھی ہوتی ہے۔

صحت کو ٹھیک رکھنے کے لئے آخر میں میں آپ کے سامنے ایک
اور سجھاؤ رکھنے لگا ہوں۔ جس کو سن کر شاید آپ حیران ہونے
لگیں۔ اور وہ سجھاؤ یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ ایلوپیتھک
سسٹم کی دوائیاں کھانا چھوڑ دیں۔ اور خاص طور پہ ٹیکہ لگوانے کا تو
خیال تک بھی نہ کریں۔ دنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کی اپنی رائے ہے

کہ ایلوپیتھی کے سسٹم میں بیماری کو دبا دیا جاتا ہے اُس کو دُور نہیں
کیا جاتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ کچھ دن کے لئے تو بیماری سے
آرام معلوم ہوتا ہے لیکن کچھ عرصے کے بعد پھر وہی بیماری زیادہ
زور سے آ دباتی ہے ٹیکے کے ذریعہ تو سیدھے ہمارے شریر کے اندر نئے نئے
کٹانو داخل کر دیئے جاتے ہیں ۔ جو خاص بیماری کے کٹانوؤں کو تو
ضرور نشٹ کر دیتے ہیں پر یہیں اور نئی نئی بیماریاں پیدا کر دیتے
ہیں ۔ اس سلسلے میں مہاتما گاندھی نے بھی ایک کتاب لکھی تھی
جس میں انہوں نے اپنے نجی تجربہ کے آدھار پر ذکر کیا ہے کہ
ایلوپیتھک دوائیاں ہمارے شریر کے لئے زہر کا اثر رکھتی ہیں ۔ اور
ہمیں ان سے بچنے کی کوشش کرنا چاہیے ۔ آپ پوچھیں گے جب
کسی شخص کو کوئی تکلیف ہو تو وہ دوائی نہ کھائے تو کیا کرے ۔
اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہمارے شریر کو کوئی تکلیف ہو تو ہمیں
قدرتی علاج یا پراکرتک چکتسا کا لابھ اٹھانا چاہیے ۔ پراکرتک
چکتسا کا طریقہ پراکرتی کے نیموں پر آدھارت ہے ہمارا شریر پانچ
تتووں (پانی ۔ مٹی ۔ اگنی ۔ ہوا اور آکاش) سے بنا ہوا ہے اور
ان میں سے کسی ایک تتو کے کم یا زیادہ ہو جانے کے کارن ہم بیماری
کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ اس لئے انہی چیزوں کے ٹھیک استعمال سے
ہر بیماری دفع ہو سکتی ہے ۔ اور کسی دوائی کی کبھی ضرورت نہیں ۔
پراکرتک چکتسا میں مٹی بھاپ یا بجلی وغیرہ کے ذریعہ شریر کے اندر
جو بھی گندہ مادہ ہو ۔ اس کو باہر نکال دیا جاتا ہے ۔ اور آپ کا
شریر کندن سا چمکنے لگتا ہے ۔

عام طور پر سب بیماریوں کا کارن پیٹ کی خرابی ہوتا ہے۔
اور اس خرابی کو دور کرنے کے لیے کبھی کبھی اینما لینا جادو کا اثر
دکھاتا ہے۔ اینما میں صابن ہرگز نہ ملانا چاہیئے۔ ویسے تو تازہ یا
نیم گرم پانی ہی کافی ہے۔ لیکن اگر آپ ضرورت سمجھیں تو صابن کی
بجائے شہد یا لیموں کا رس پانی میں ملایا جا سکتا ہے۔ دیکھا گیا
ہے کہ کئی بیماریاں جن کو ڈاکٹر لوگ لاعلاج کہہ دیتے ہیں صحیح
ڈھنگ سے صرف اینما لینے سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور
پر پرانا دمہ اور لقوہ تک اینما کے علاج سے دور ہو جاتی ہیں۔
قبض کو سب بیماریوں کی ماں کہا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ قبض
سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔ مجھے پراکرتک چکتسا کی
زیادہ واقفیت تو نہیں لیکن اگر آپ چاہیں تو میں اپنے ذاتی
تجربہ کے آدھار پر کچھ عام بیماریوں کا علاج آپ کو بتا سکتا ہوں
مہاتما ستیہ بابا کی یہ بات سن کر سب لوگ کہنے لگے "! ضرور
ضرور"۔ اور انہوں نے اپنا بھاشن جاری رکھتے ہوئے کہا۔
اگر آپ کی نظر کمزور پڑ گئی ہو تو آپ کو چاہیئے کہ صبح
نہاتے وقت یا ویسے ہی دن میں ایک دو بار اپنے منہ میں کچھ پانی
بھر کر اپنی آنکھوں پر ایک یا دو منٹ کے لئے دھیرے دھیرے
تازہ پانی کے چھینٹے ماریں۔ لیکن آنکھیں کھلی رہنی چاہیئے۔
اگر آپ ایک سال تک ایسا کرتے رہیں گے تو آپ کی نظر بالکل ٹھیک
ہو جائے گی۔ اور اگر آپ عینک لگاتے ہیں تو وہ بھی اتر جائے
گی۔ آنکھوں کی کمزوری کو دور کرنے کے لئے سورج نمسکار بھی بہت

فائدہ مند ہے۔ جب وقت سورج نکلنا شروع ہو تو اُس وقت ایک آدھا منٹ کے لئے سورج کی طرف دیکھنے سے نہ صرف نظر ٹھیک ہو جاتی ہے بلکہ رات کو نیند بھی خوب آتی ہے۔ اسی طرح آنکھوں میں لالی ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو خالص شہد کی ایک سلائی اپنی آنکھوں میں ڈالیں تو کافی فائدہ ہو سکتا ہے۔

دانتوں کو صاف کرنے کے لئے آپ برش کا استعمال چھوڑ دیں۔ بڑے بڑے چوٹی کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ برش کے استعمال سے مسوڑھے خراب ہو جاتے ہیں۔ اور دانت جلدی ہلنے لگتے ہیں۔ اُس کی جگہ آپ کو چاہیئے کہ نمک اور سرسوں کا تیل ملا کر اُسی کو اپنی اُنگلی سے دس منٹ تک روزانہ مسوڑھوں پہ ملتے رہیں۔ اگر آپ ایک سال کے لئے نیم لورُوک ایسا کرتے رہیں گے تو آپکے ہلتے دانت بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ اور آگے کو دانتوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ نمک اور سرسوں کے تیل کی بجائے آپ کو اچھا سا منجن بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اگر آپ کو یہ بھی پسند نہ ہو تو اپنی اُنگلی پہ کوئی ٹوتھ پیسٹ لگا کر ہی اپنے مسوڑھوں کی مالش کر سکتے ہیں۔ "نیم" کا ٹوتھ پیسٹ خاص طور پہ فائدہ مند رہیگا۔

گلا زیادہ خراب ہو جائے یا ٹانسل بھی ہوں تو مت گھبرائیے گیلے کپڑے کی پٹی تیار کریں جو لگ بھگ آدھا اِنچ موٹی ہو اور پانی نچوڑ کر اسی پٹی کی گلے کے اِرد گِرد لپیٹ دیں۔ پھر کوئی گرم کپڑا یا گلوبند لیکر اس کو پٹی کے اُوپر اچھی طرح باندھ دیں۔ ایک دو گھنٹے تک پٹی کو اِس طرح رکھنے سے پہلے دِن ہی آپ

کافی آرام محسوس کریں گے۔ اور دو تین دن کے لگاتار استعمال سے ماغش بھی دور ہو جائیں گے۔

اگر کمر میں درد ہو یا کسی اور جوڑ میں تکلیف ہو تو روزانہ کسی گرم تیل (السی کا تیل یا تلوں کا تیل) کی مالش شروع کروائیں۔ کچھ دنوں کے اندر کافی آرام ہو جائے گا۔ اور لگاتار ایسا کرنے سے ایک دن سب درد دور ہو جائے گا۔

اگر کوئی پھوڑا پھنسی ہو یا کوئی زخم ہو تو چکنی مٹی کا لیپ کر کے دیکھیں۔ کچھ دنوں کے اندر ہی تکلیف باقی رہے گی۔ پیٹ پر چکنی مٹی کا لیپ کرنے سے پیٹ کی سب بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور سُنا ہے کہ اس سے سانپ کے زہر کا اثر بھی دور ہو جاتا ہے۔ زخموں کے لئے ہلدی لگانا بھی بہت فائدہ مند ہے۔

سردی زکام ہو تو پورن برت رکھیں اور کم سے کم چوبیس گھنٹے بستر میں آرام کریں۔ دو دو گھنٹے کے بعد لیموں پانی لے لیا جائے تو اور بھی لابھدائک ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے سر کے بال وقت سے پہلے سفید نہ ہوں تو سرسوں کے تیل کے سوائے اور کوئی تیل استعمال نہ کریں۔ بالوں کو کالے کرنے کے لئے آجکل جو نئے نئے تیل بازار میں آ رہے ہیں ان کا اثر اُلٹا ہوتا ہے۔

سر میں درد ہو تو کسی ٹب یا بالٹی میں نیم گرم پانی ڈال کر اُس میں اپنے پاؤں ڈبو دیں اور اوپر سے گرم پانی ڈالتے جائیں جب تک پانی آپ کی پنڈلیوں تک نہ آ جائے۔ پندرہ منٹ کے اندر سر درد

غائب ہو جائے گا۔

قبض سے بچنے کے لئے اَن چھانے آٹے کی روٹی اور کچی سبزیوں کے علاوہ پھلوں کا استعمال بھی بہت لابھ دائک ہے۔

یہ مضمون بہت لمبا ہے اور میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لیکن آخر میں ایک بار ضرور پھر کہوں گا کہ جس طرح ریڈیو کے خراب ہونے پر اُس ریڈیو کے بنانے والا اس ریڈیو کو بہت جلدی ٹھیک کر سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارے شریر میں کوئی نقص پڑ جائے تو قدرت ہی ٹھیک کر سکتی ہے۔ جو ہمارے شریر کو بناتی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر ہم قدرت کے اصولوں پر چلتے رہیں سادہ خوراک کھائیں۔ سادہ پوشاک پہنیں اور سادہ رہن سہن رکھیں تو ہمیں کوئی بیماری نہیں ستا سکتی۔ ہر ایک بیماری کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ہم نے قدرت کے کسی نیم کی النگھنا کی ہے۔ کوئی غلط خوراک کھائی ہے۔ کوئی نشہ پی لیا ہے یا کسی وشے بھوگ میں پھنس گئے ہیں۔ اس لئے ہر بیماری سے چھٹکارا پانے کے لئے قدرتی علاج کا طریقہ سب سے بہتر ہے۔ ہمارے بزرگ کہا کرتے تھے کہ اگر کسی شخص کو بخار ہو جائے تو دو دن کے لئے اُس کو کوئی دوائی نہیں لینی چاہیئے۔ کیونکہ بخار کوئی بیماری نہیں بلکہ اس بات کی نشانی ہے کہ اُس کے گلے میں یا پیٹ میں یا شریر کے کسی اور انگ میں نقص پڑ گیا ہے جس کو دور کرنے کے لئے قدرت نے بخار کا سہارا لیا ہے۔ اسی طرح کھانسی اور زکام ہونے پر وہ دو دن تک کوئی دوائی نہ لیتے تھے۔ کیونکہ اُن کو وشواس

تھا کہ شریر کے اندر بڑھی ہوئی بلغم کو نکالنے کے لیے قدرت کھانسی سے کام لیتی ہے۔ اور کھانسی خود کوئی بیماری نہیں۔ لیکن آج کل ڈاکٹر لوگ ٹیکے لگا کر یا کوئی تیز دوائی دیکر بخار اور کھانسی کو تو ایک دم بند کر دیتے ہیں مگر اصل بیماری اندر ہی رہتی ہے۔ اور کچھ دیر کے بعد پہلے سے بھی زیادہ بھیانک روپ میں ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ امرت دھارا کے موجد پنڈت ٹھاکر دت نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ قدرت تو چاہتی ہے کہ ہم کبھی بیمار نہ ہوں اس نے ہمارے شریر کو اس خوبی سے بنایا ہے کہ ہماری غلطی کے کارن اس میں جب بھی کوئی نقص پڑ جائے کچھ دیر کے بعد وہ اپنے آپ ہی دور ہو جاتا ہے۔ انہوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ چونکہ ہمارے شریر کے ہر روگ کو دور کرنے کے لئے قدرت آپ تسلی بخش پربندھ کرتی ہے۔ اس لئے جو شخص قدرت کے نیموں کا پالن کرتا ہے اس کی موت نہیں ہونی چاہیے۔ ہماری موت کا کارن یہ ہے کہ کروڑوں برسوں سے انسان سمجھ رہا ہے کہ اس نے ایک دن ضرور مرنا ہے۔ کیونکہ وچاروں کا اثر شریر پر ضرور پڑتا ہے۔ اس لئے موت کا وہم ہی ہماری موت کا کارن بن جاتا ہے۔

اس سلسلے میں مجھے ابھی ابھی ایک چھوٹی سی گھٹنا یاد آ گئی ہے۔ جو میں آپ کو ضرور سناؤں گا کسی ہسپتال میں ایک بہت خطرناک بیماری کا آپریشن ہو رہا تھا۔ جس میں سات بڑے بڑے ڈاکٹر آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کہ انہوں نے ایسی خطرناک بیماری کا سپھل آپریشن کر کے ایک بہت بڑا کام کیا ہے۔ یہ سنکر ایک بزرگ ڈاکٹر کہنے لگا۔

ساکھیتو۔ نہیں انہکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہم نے تو بیمار کے شریر کو چیر پھاڑ کر کے رکھ دیا ہے۔ اور اس کو صحیح حالت میں لانے والا تو بھگوان ہے۔ آؤ مل کر پرارتھنا کریں کہ بیمار ٹھیک ہو جائے۔" کتنا سچ کہا اس ڈاکٹر نے۔

دوا کا تو ہوتا ہے محض اِک بہانہ
ہے ملتی شفا اصل میں سب خدا سے
دوا اور کوئی نہ جب کام آئے
تو پھر کام لیتے ہیں عارف دعا سے

یہاں پر میں یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر کسی وجہ سے آپ کو قدرتی علاج میں دلچسپی نہ ہو یا آپ کو قدرتی علاج کا کوئی تجربہ کار نہ مل سکے تو آپ آیور ویدک یا یونانی علاج کا لابھ خوشی سے اٹھا سکتے ہیں۔ آیور ویدک اور یونانی علاج میں عام طور پر جڑی بوٹیوں کا ہی استعمال کیا جاتا ہے جو کہ سب قدرت کی دین ہے۔ اور ایک طرح کی خوراک ہی ہے۔ اس کے استعمال سے اگر فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی نہیں ہوتا۔ یہی حال ہومیوپیتھک کا ہے۔ ایلوپیتھی کے مقابلے میں ہومیوپیتھی بھی اچھی ہے اور جب ضرورت ہو تو آپ اس کا لابھ اٹھا سکتے ہیں۔

سکھی جیون کے سادھن بتانے کے بعد جیاتما ستیہ بابا نے کہا "وقت تو کافی ہو گیا ہے لیکن آج میں پانچ منٹ اور لینا چاہتا ہوں۔ اور آپ کو ایک کویتا سنانا چاہتا ہوں۔ جس کا عنوان ہے "بھگوان کے چرنوں میں شردھا کے پھول" اور جس کا پاٹھ میں ہر روز

کرتا ہوں۔ اگر آپ بھی اس کا پاٹھ کرنے کی عادت ڈال لیں گے تو دھیرے دھیرے آپ کے وچار شدھ ہو جائیں گے اور آپ ہمیشہ سکھی رہیں گے۔ کیا آپ پانچ منٹ بیٹھ سکیں گے؟" سب لوگوں نے "ضرور ضرور" کہنے پر مہاتما ستیہ مایانے جو کویتا سنائی وہ اس پرکار تھی۔

بھگوان کے چرنوں میں شردھا کے پھول

تیری خوبیاں سب بیان کر سکوں میں
سمجھ اس کی بھگوان مجھے کچھ نہیں ہے
تیرا نام لیکر شروع کر رہا ہوں
تو بل مجھ کو دیگا یہ مجھ کو یقیں ہے
نہیں وید بھی جب سمجھ پائے تجھ کو
تو میں کس طرح تجھ کو بھگون سمجھ لوں
گنتوں گن تیرے میں کہاں عقل مجھ کو
میں بھاو اپنے دل کے بیاں کر رہا ہوں
نہ شاعر نہ پنڈت میں کچھ بھی نہیں ہوں
تیرا یش میں گاؤں کہاں یہ رسائی
تو کیا ہے کہاں ہے تو کیا کر رہا ہے
مجھے تو سمجھ یہ کبھی اب تک نہ آئی

سمجھ بھی تجھے کس طرح پا سکوں گی میں
تو ہے دور سے من و بدھی کی باہر
جو تجھ کو سمجھنے کی خواہش ہے دل میں
کرپا یہ بھی بھگون ہے تیری ہی مجھ پہ
کوئی تجھ کو ایشور کہیں کوئی اللہ
کوئی تجھ کو ہی واہگورو کہہ رہے ہیں
یہ ہے تینوں عالم کا تو اک ودھاتا
جسے نام سب نے الگ الگ دیئے ہیں
نظر آنکھ کو تو نہیں آ رہا تو
پہ موجود ہے تو ہی تینوں جہاں میں
بڑا تو کوئی تجھ سا ہوگا کہاں پہ
نہیں کوئی تجھ سا بھی تینوں جہاں میں
سدا تو ہی پاتال میں بس رہا ہے
ہے تو ہی زمیں پر تو ہی آسماں پر
تیری اور تعریف بھگون کروں کیا
جہاں سب یہ جلوہ ہے تیرا سراسر
میں تیرا پتہ اور کیا دوں کسی کو
تو ہر دم ہے موجود ہر شے کے اندر
تجھے ہر جگہ پاؤں ہر وقت میں تو
کروں کیا بھلا پھر میں مندر میں جا کے
میرا گیان بھگون ادھورا تھا جب تک

میں مندر میں پوجا کو تیری تھا جاتا
نہیں مندر میں جانے کی اب کیا ضرورت
میں کن کن کے اندر ہوں جب تجھ کو پاتا

تیری شان سچ مچ نرالی ہے بھگوان
ترا حسن ہے چھا رہا کل جہاں میں
تیرے نور کا ایک ذرہ ہے دنیا
سمایا ہوا ہے تو ہی آسماں میں

ستاروں کو تو روشنی دے رہا ہے
تو سورج کو بھی تیج ہے دے رہا تو
تیری مسکراہٹ ہے بچوں کے لب پر
ہے پھولوں کے اندر بھی تیری ہی خوشبو

ہر انسان کو رزق دیتا ہے تو ہی
تجھے فکر رہتی ہے سارے جہاں کی
تو ہر جیو جنتو کو دیتا ہے کھانا
سخی تجھ سا دیکھا نہ میں نے کہیں بھی

تو دیتا ہے ڈھارس سدا سب کے دل کو
نہیں تجھ سا سچ مچ کوئی اور دلبر
تو ہر دم بسا ہو تو ہر دل میں بھگوان
کہوں میں تو دل کو ترا ایک مندر

[illegible] اپنے جیون پہ بھگوان [illegible]
[illegible] تیری [illegible] تو تجھ کو

تیرے دم سے دم لے رہا ہوں میں دم دم
پھر اک دم بھی کیسے بھلا پاؤں تجھ کو
میرے کان سنتے ہیں تیری بدولت
میری آنکھ کو روشنی تو نے دی ہے
تیرے دم سے ہی بولتی ہے زباں بھی
کہوں اور کیا تو میری زندگی ہے
میرے پاس اپنا نہ بل ہے نہ بدھی
تیری مہر سے ہیں تو جیون بتاؤں
سب آدھار جیون میرے کا ہے تو ہی
نہ کیوں جے تیری پھر میں ہر وقت گاؤں
میرے دل میں ہے یہی ارمان بھگون
زباں پہ میری اب ہو تیری ہی جے جے
سوا تیرے آنکھیں نہ کچھ اور دیکھیں
سنائی دے کانوں کو تیری ہی جے جے
تیری یاد ہر وقت ہو میرے دل میں
ترا نام ہر دم ہو میری زباں پر
تیری مہر مجھ پر رہے اب ہمیشہ
ترا پیار ملتا رہے زندگی بھر
بہت شور ہے پیار کا اس جہاں میں
مگر پیار دنیا میں مطلب کا دیکھا
تو ہی بے غرض پیار دیتا ہے سب کو

نہیں میں نے دیکھا کہیں پیار تجھ سا
جہاں کا تو سب پیار ہی عارضی ہے
بنی ہے اگر آج تو کل ہے جھگڑا
تیرا پیار لیکن نرالا ہے بھگون
جو ہر وقت تازہ ہے اور ایک جیسا
سمجھ کر مجھے داس چرنوں کا اپنے
تو پیار اپنا بھگون مجھے اب دلا دے
ترے پیار کی راہ دکھلاؤں سب کو
دیا پیار کا میرے دل میں جلا دے
یقیں اس کا تجھ کو میں کیسے کراؤں
ترے پیار کی ہے تڑپ دل میں پریتم
میں تپ اور برت کچھ نہیں جانتا ہوں
میں گاؤں ترے پیار کے گیت ہر دم
نہ کیوں گیت تیرے میں ہر وقت گاؤں
امر پیار مجھ کو دلایا ہے تو نے
نہ کیوں مست تجھ میں رہوں رات دن میں
مجھے پریم امرت پلایا ہے تو نے
میں سا[illegible] شکھ کے نہیں چاہتا ہوں
ترا پ[illegible] لیکن میں چاہوں برابر
سمجھی سکھ ترے پیار میں بھگت پائیں
کروں پھر کیا بھگون میں جنت میں جا کر

تیرا پیار ہو بل چکا جس کو بھگون
اُسے کچھ ضرورت نہیں اس جہاں کی
نہیں تیری دُنیا سے کچھ مجھ کو مطلب
مگر پیار تیرا ہی چاہوں سدا ہی

تیرا پیار پانے کو جی چاہتا ہے
نہ جانوں میں یہ تجھ کو دکھاؤں میں کیسے
اگر پیار تیرے کے قابل نہیں ہیں
تو مجھ کو تو واپس بُلا لے جہاں سے

میرا دل نہیں لگ رہا اس جہاں میں
جہاں ہم جھگڑتے ہیں آپس میں پل پل
سدا پیار ہی پیار پاؤں جہاں میں
مجھے پیار اپنے کی دُنیا میں لے چل

کوئی دے نہ دے پیار تو مجھ کو بھگون
سدا سب کو دیتا ہے تو پیار اپنا
پتا مجھ کو کوئی ہے کوئی ناتا
پر میں تو ہوں تجھ کو دلدار اپنا

نہ جانے کیا جادو ہے تجھ میں اے پریتم
سنوں ہر طرف میں تو تیری ہی چرچا
ہے عاشق ہوا کوئی دنیا پہ تیرا
کسی کو پڑا نام تیرے کا چسکا

دُعا تجھ سے بھگون کروں میں تو یہی

ترا نام ہر دم ہو میری زباں پر
یہ بہتر ہے ورنہ رہوں بے زباں ہوں
نہیں نام تیرا جو میری زباں پر
ترا نام ہے کلپ کا برکشش بھگوان
جو پوری کرے کامنا سب کی یکسر
نہ کیوں پھر میں ناچوں نہ کیوں مسکراؤں
ترا نام ہے آج میری زباں پر

زباں سے بیاں کس طرح کر سکوں میں
کہ دل میں ہے آنند کیوں اور کب سے
یہ آنند دل میں رہے اب ہمیشہ
میں سمرن کروں نام تیرے کا جب سے
بھلا دیں تجھے دل سے جو لوگ بھگوان
گھرے وہ رہیں دکھ سے جیون میں اکثر
مگر دکھ کبھی ان کو چھو بھی نہ پائے
ترا نام ہر دم ہو جن کی زباں پر

ترا نام ہر دم رہے جس زباں پر
کروں میں کیا تعریف اور اس زباں کی
نکل جائیں جو لفظ بھی اس زباں سے
وہ سچے ہوں ثابت سدا بھگے سب ہی
ترے نام میں ایک میٹھا نشہ ہے
خماری رہے جس کی آٹھوں پہر ہی

کرے نام تیرے کا سمرن جو ہر دم
رہے اُس پہ بھگون سدا مہر تیری

نہیں مہر تیری تو پھر اور کیا ہے
جو ہر وقت رکھتا ہے تو خیال میرا
مرے کام سب آپ ہو جائیں بھگون
میں جس دن سے ہوں جپ رہا نام تیرا

مجھے فکر بھگون نہیں نام کو بھی
تیری مہر جس دن سے مجھ پہ ہوئی ہے
جسے دکھ کہیں یاد تیری دلائے
کہیں موت جس کو نئی زندگی ہے

نہیں فرق کچھ موت اور زندگی میں
سمجھتا ہوں دونوں کو میں تو برابر
تو جس حال میں مجھ کو دیکھے میں خوش ہوں
میں عاشق ہوں بھگون تیری ہر ادا پہ

مجھے اپنے چرنوں کی بھگتی دلا دے
میں کچھ بھی نہیں مانگتا اور تجھ سے
میں تیری رضا میں رہوں مست ہر دم
بھلے مجھ کو جیون میں دکھ دے کہ سکھ دے

سبھی کو تو ہی زندگی دے رہا ہے
تبھی سب کے سر پہ ہی تیری رضا ہے
میں خوش ہوں سدا جب سے میں نے ہے سمجھا

جو تیری رضا ہے وہ میری رضا ہے
میں تیری رضا بن کروں کچھ نہ بھگوان
یہ چھوڑا ہوا میں نے سب کچھ تجھی پہ
تیرے بن کہا میں کروں اور کسی کا
تو ہی مہر میرا ہے اور تو ہی رہبر
مجھے کس لئے جگ میں بھیجا ہے تو نے
تو خود ایک دفعہ اپنے منہ سے بتا دے
اگر عمل اُس پہ نہ پھر بھی کروں میں
تو بھگوان تو جو چاہے مجھ کو سزا دے
میں انجان تھا جب تجھے دیکھنے کو
بھٹکتا تھا پھرتا سدا تیرتھوں پر
یہ کن کن میں آنے لگا جب نظر تو
دیے چھوڑ میں نے شوالے و مندر
میرے سامنے آ نہ آ تو ذات بھگوان
نہیں جسم کا ساتھ ہوتا ہر زندگی
تیری یاد بھی جب میرے دل میں آئے
خوشی سے لگوں جھومنے میں تو پھر بھی
کروں کیا تجھے گو ہر سانس میں یاد میں تو
سمجھتا ہوں میں جان کی جان تجھ کو
نہ جانے یہ مجھ میں ابھی کیا کمی ہے
نہیں دے رہا جو تو دیدار مجھ کو

تجھے دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں
مجھے اب تو جلوہ تو اپنا دکھا دے
تجھے دیکھ پاؤں میں سب ہیں برابر
تو سادھن کوئی مجھ کو ایسا سکھا دے

تو مایا کا گھونگھٹ بہن لاکھ بھگوان
میں دیدار تیرا تو پا کر رہوں گا
اگر آپ تو نے اٹھایا نہ گھونگھٹ
میں سمرن سے اس کو اٹھا کر رہوں گا

سہارا ہے تو ہی میری زندگی کا
الگ تجھ سے جیون بتاؤں میں کیسے
میں تجھ بن نہ جی پاؤں اک پل بھی بھگوان
بنا جل کے مچھلی نہ جی پائے جیسے

میں تجھ بن نہ بھگون کسی کو بھی جانوں
میرے دل میں ہے یاد تیری ہی نشدن
مگر چیر کر دل میں کیسے دکھاؤں
کہ اس میں نہیں اور کوئی بھی تجھ بن

تو ہی میری ماتا ہے تو ہی پتا ہے
ہے بندھو تو ہی اور تو ہی سکھا ہے
تو ہی ودیا میری تو ہی دھن ہے میرا
کہوں اور کیا تو ہی سب کچھ میرا ہے

تو ہی سب کے اندر ہے اور تو ہی باہر

نظر تو نہیں آ رہا پھر بھی مجھ کو
یہ بلہار جاؤں میں عارفت پہ بھگون
جو کن کن میں ہے دیکھتا صاف تجھ کو

مہاتما ستیہ بابا کی زبانی یہ کویتا سنکر سب لوگ خوشی سے جھومنے لگے اور سب کی زبان پر واہ واہ کے شبد تھے۔ پنڈال کو چھوڑنے سے پہلے مہاتما جی نے کہا۔

" دیویو اور سجنو! میں نے اپنی سمجھ کے انوسار سکھ کے جو اکیس سادھن آپ کے سامنے رکھے ہیں اگر آپ سروشکتی مان بھگوان پر وشواس رکھتے ہوئے شردھا سے ان پر عمل کریں گے تو مجھے پورا وشواس ہے کہ آپ کا سارا جیون سکھ پوروک گزرے گا۔ اور آپ کی صحت بھی مرتے دم تک ٹھیک رہے گی۔ جیسے آپ کو پتہ ہے میں کل صبح آپ لوگوں سے وداع ہو رہا ہوں اس لئے کچھ اور زیادہ نہ کہتا ہوا میں پرم پتا پرماتما سے ونے پوروک سچے دل سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ آپ سب کو ہمیشہ خوش اور سکھی رکھے۔

سروے بھونتو سکھی نا سروے سنتو نرامیا
سروے بھدرانی پشینتو ماکشچت دکھ بھاگ بھویات

ارتھ۔ سب لوگ سکھی رہیں۔ کسی کو کوئی روگ نہ ستائے سب کا ہمیشہ کلیان ہو اور کسی کو بھی کسی پرکار کا دکھ نہ ہو۔

انت میں میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میں نے آج تک آپ کے ساتھ جو بات چیت کی ہے اُس کا سار یہی ہے کہ پرانی ماتر کی بھلائی کر کے یا دوسرے شبھ کرم کر کے آپ خوشی ضرور حاصل کر سکتے

ہے ۔ پس اگر آپ کے من میں آنند کی خواہش ہے تو وہ آنند کند
بھگوان کے چرن کملوں میں دھیان لگانے سے ہی پراپت ہوگا ۔
ایک کوی نے بھی کہا ہے ۔

ہے نسخہ خوشی کا یہ آسان عارف
تو سب کا بھلا کر، بھلا کر، بھلا کر
یہ خواہش اگر تجھ کو آنند کی ہے
تو ہر دم دعا کر، دعا کر، دعا کر

آیئے اُٹھنے سے پہلے آج سب مل کر ایک بار شانتی پاٹھ کر لیں ۔

شانتی پاٹھ

اوم دھیو شانتی انترکشم گوں شانتی پرتھوی ۔ شانتی
آپا ۔ شانتی رودش ۔ یا ۔ شانتی بنس پتیا ۔ شانتی وشوے دیوا
شانتی برہما ۔ شانتی سرو گونگ ۔ شانتی شانتی ریوا ۔ شانتی سا ما ۔
شانتی ریدھی ۔ اوم شانتی ۔ شانتی ۔ شانتی ۔

ارتھ ۔ ہے بھگوان ۔ پاتال ۔ آکاش اور پرتھوی پر سب
جگہ شانتی کا راجیہ ہو ۔ جل ۔ اوشدھیاں ۔ بیل بوٹے ۔ دیوتا لوگ
وید، برہمانڈ ۔ یہ سب ہم کو شانتی پردان کریں ۔ اور شانتی بھی ہم
کو شانتی دے ۔ ہر جگہ پر شانتی ہی شانتی ہو ۔ اور شریرک ۔ مانسک
اور آتمک تینوں پرکار کی شانتی ہم کو سدا پراپت ہو ۔

مہاتما ستیہ بابا کی امرتسر سے واپسی

اپنا بھاشن ختم کرنے کے بعد مہاتما ستیہ بابا جی ہاتھ جوڑ کر
سب لوگوں کو نمسکار کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔
اور اس کے بعد کسی نے ان کو سیٹھ رام پرساد کی کوٹھی پہ بھی نہیں
دیکھا۔ ان کا پروگرام دوسرے دن صبح واپس جانے کا تھا۔ اور
ان کے شردھالوؤں نے ان کو وداع کرنے کے لئے خاص پروگرام
کا پربندھ کیا ہوا تھا۔ پر جب مہاتما جی کو سیٹھ رام پرساد
کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ لوگ ان کو کچھ پھل پھول بھینٹ کرنے
کے لئے صبح آٹھ بجے اکٹھے ہو رہے ہیں تو انہوں نے دل میں نشچے
کرلیا کہ وہ صبح چھ بجے ہی سیٹھ صاحب کی کوٹھی سے وداع
ہو جائیں گے۔ صبح ہوتے ہی جب مہاتما جی نے سیٹھ رام پرساد
کو من کی بات بتائی تو سیٹھ رام پرساد نے ان کی بہت منت
سماجت کی کہ وہ اس طرح نہ جائیں اور یہ بھی کہا کہ جو صبح آٹھ
بجے ان کو وداع کرنے آئیں گے۔ وہ یہ جان کر بہت ہی ناخوش
ہوں گے کہ مہاتما جی مقررہ وقت سے پہلے ہی امرتسر کو چھوڑ گئے
ہیں۔ مگر مہاتما جی نے کہا کہ وہ رسمی طور پر وداع ہونے کے حق
میں نہیں اور نہ ہی کسی پرکار کی بھینٹ لینے کی اچھا رکھتے ہیں۔
اس لئے ان کا سیٹھ جی کی کوٹھی سے چھ بجے نکل جانا ہی مناسب
ہے۔ سیٹھ رام پرساد اور ان کی دھرم پتنی بابا نے بہت کوشش

کی کہ مہاتما جی اُن کو ریلوے سٹیشن تک ساتھ جانے کی آگیا دے
دیں۔ لیکن مہاتما جی نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا۔ "سیٹھ
جی۔ میں تو چاہتا تھا کہ جس طرح میں چپ چاپ آپ کی کوٹھی پہ
آیا تھا اسی طرح پیدل نکل جاؤں۔ اگر آپ زیادہ ہی مجبور
کرتے ہیں تو اپنے ڈرائیور کو کہہ دیں کہ وہ مجھے ریلوے سٹیشن پہ چھوڑ
آئے"۔ سیٹھ جی کے لئے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ انہوں نے دل پہ
پتھر رکھ کر ڈرائیور کو مہاتما جی کے ساتھ بھیج دیا۔ ڈرائیور نے
واپس آ کر بتایا کہ ریلوے سٹیشن پہ جانے کی بجائے مہاتما جی اُس
کو دو تین میل شہر کے باہر لے گئے۔ اور وہاں ایک سنسان سی
جگہ دیکھ کر کار سے اتر گئے تاکہ کوئی شخص اُن کا پیچھا نہ کر
سکے۔ اُس کے بعد آج تک کسی نے امرتسر میں ان کے درشن نہیں کئے۔

سماپت

اوم تت ست

PRINTED BY

DEVRAJ SURI. AT CHOPRA PRINTING PRESS
BAGH KARAM BAKSH JULLUNDUR

وشو آرتی

جے پرمیشور جے اللہ جے گاڈ واہگورو جے
جے جے جے برہمانڈ کے سوامی جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
تو ہی آپ رچے اس جگ کو آپ کرے پیار
گاویں پنڈت پیر پادری جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
تو ہے ہر شے کے اندر تجھ میں ہے ہر شے
تو ہے اجر امر ابناشی جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
ہم سب ہیں جب بالک تیرے پھر ہم کو کیا بھے
پریم سے گاویں سب نر ناری جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
سکل منورتھ پورے ہوویں سدا ہو ان کی جے
لشٹھن رہے زباں پہ جن کی جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
جن بھگتوں کو لگی ہو تیرے درشن کی اگنی
چھن چھن اٹھے ان کی بانی جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے
پیچھو لی جس نے ایک بار بھی نام تیرے کی مے
وہ ہر وقت گاوے ہر دم اپنے جے ہو تیری جے — جے جے جے جے جے